"سجل،،،،،،"

"جی جی آئی----"

سجل فوراً سے کمرے میں آئی جہاں سمیر ابھی باتھ لے کر نکلا تھا---

"کہاں تھی جان میں نے کہا ہوا ہے جب تک میں تیار نہیں ہوجاتا تم۔کمرے میں رہا کرو--سمیر سجل کو کھینچ کر باہوں میں بھر کر گال پر شدت سے لمس چھوڑتے بولا-----"

"سمیر نا کریں ----"

"کیوں نا کروں----"وہ خفگی سے بولا---

"تم اب نیکسٹ بے بی کی تیاری پکڑو----اگر تمہارا علاج کرتا اور کوئی نا نو نہیں چلے گی اوکے سویٹ ہارٹ ----"

سمیر سجل کی پھیلی آنکھیں اور تپتے گال دیکھ کر مسکراہٹ دباتا اس کی گردن پر جھک آیا اور جا بجا لمس چھوڑنے لگا----

اس کی شدت پر سجل کا سانس پھول گیا اور دل کی دھڑکن تیز ہو گئی---

"سم-------"

"ششششش دونٹ ڈسٹرب-----"

سمیر سجل کی کمر میں ہاتھ ڈال کر مزید خود میں بھینچے اس کی روح فنا کر گیا----

کچھ دیر بعد وہ اس سے دور ہوا تو سجل پر چھائی حیا کی لالی اسے اندر تک سکون دے گئی----

وہ اس کے حسار میں کپکپا رہی تھی ----

واپس آکر یہی سے شروع کروں گا اور اس کی بیوٹی بون پر انگوٹھا سہلاتے بولا اور اسے کھینچ کر ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھا دیا---

سجل کی پلکیں لرز رہی تھیں اس میں ہمت نہیں تھی سمیر کی بے باک نظروں میں دیکھنے کی---

ان آنکھوں کی تڑپ بڑھتی جا رہی تھی وہ جب بھی دیکھتی اس کی بولتی آنکھوں کے پیغام پر وہاں سے غائب ہو جاتی---اور سمیر کی نظریں اس کا دور تک پیچھا کرتی تو کبھی اپنے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہوتی----

اس کی حالت کی پیش نظر وہ محضوض ہوتا روز کا اس کا کام سمیر کی شرٹ کے بٹن بند کرنا اس کے بال بنانا اس کو واچ پہنانا ٹائی لگانا پھر جیکٹ پہنانا سجل کی جان پر بن آتی سمیر اپنی من مانی کرتا اور سجل پھولی سانسوں بگڑے تنفس سے یہ کام کرتی ----ابھی بھی اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے اس لیے سمیر نے اس کو سامنے بیٹھا کر اس پر بغیر نظر ہٹائے اپنی تیاری کر رہا تھا----

"سمیر----"

"افففف جب ایسے سمیر کر کے بولتی ہو تو دل کہتا ہے تمہیں خود میں جذب کر لوں ----"

"سمیر اس کے گال پر لب رکھتا اس پر پرفیوم چھڑکنے لگا----"

"شرم کریں سمیر باہر آپ کا بیٹا اور بہن کب سے آپ کا انتظار کر رہے ----"

سجل اپنے چہرے کے آگے ہاتھ کرتی دو انگلیاں کھول کر ایک آنکھ سے دیکھتی سمیر سے بولی---

"وہ گپیں مار رہے ہوں گے جانتے ہیں ہمیں پرائیویسی دینی چاہیے کہ میرے بیٹے کو بہن چاہیے اور میری گڑیا کو ننھی بھتیجی-----"

سمیر سجل کے ہاتھ ہٹا کر شرارت کرتا اس کو بازوؤں میں اٹھا کر کمرے سے باہر نکلا----

------------------------

احمر درانی ابھی برھان درانی کو اپنے باپ سے کی کلام اور دھمکی کا قصہ سنا کر نکلا ہی تھا کہ سامنے سے آتی لڑکی سے ٹکرایا۔

''ان خرگوش جیسی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے دیکھ نہیں سکتی کیا یا واقعی بینائی سے محروم ہو--''

وہ غصے سے پھٹ پڑا صبح صبح اپنے باپ سے بحث اور لاکھ منت سماجت کرنے کے باوجود وہ نا مانے تو وہ اپنا غصہ دباتا کھولتے دماغ کے ساتھ یہاں آیا کہ یہ بھی اس کے باپ کا آڈر تھا اور اب اس اندھی لڑکی سے ٹکر نے اس کے موڈ کو اور بگاڑ دیا----

''او میڈم تم سے کہہ رہا ہوں--''

''کیوں آپ کو ڈونیٹ کرنی ہے اپنی چیل جیسی آنکھیں سوری آپکی قاتل آنکھیں میں نہیں لے سکتی---''

وہ جو اس کی بات کو سرے سے اگنور کرتی آگے بڑھ رہی تھی کہ اس کی پکار کر اسی جگہ ٹھہر کر تھوڑی سی گردن موڑے بولی---

''کیا میری آنکھیں قاتل ہے تو تم کھسک چکی ہو گی یقیناً یا میری آنکھوں نے ہی یہ کام انجام کردیا ہوگا تبھی یوں آندھی بنی گھومتی پھر رہی ہو واپس آؤ اور اٹھا کر دو مجھے---''

وہ اسائمنٹ کی طرف اشارہ کرتے بولا جو زمین پر پڑی تھی ---

"میں نے قاتل بولا ہے نا کہ اپکی نظروں کو جو اتنا اترا رہے ہو اور یہ آپ کی فائل ہے نا میری نہیں تو میں کیوں اٹھاؤں----؟؟"

احمر درانی نے اس کی بات پر ائیبرو اچکائی جیسے داد دی ہو کہ وہ پہلی لڑکی تھی جو اس کے سامنے یوں پٹر پٹر بول رہی تھی----اس کی نظر ایمان زارا کے بائیں ہاتھ میں پکڑی سٹک پر گئی---

اسے لمحہ لگا سمجھنے میں تبھی وہ آگے بڑھا اور اس کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر نقاب میں اس کی براؤن آنکھیں دیکھتا پل میں سٹک چھین کر دور ہوا کہ سہارا نا پاتی ایمان زارا لڑکھڑائی اور گرنے کے خوف سے دیوار کا سہارا لیا--یہ وہ پہلا شخص نہیں تھا جس نے اس کو محرومی کا احساس دلایا تھا ایمان زارا کی آنکھیں میں پانی تیرنے لگا----

نقاب کے حالے میں اس پانیوں سے تر آنکھیں اٹھاکر اسے دیکھا جو بلیک جینز پر ڈارک بلیو شرٹ پہنے جو اس کے چوڑے سینے سے چپکی تھی جس میں سے اس کے سیکس پیک نظر آرہے تھے اس کے سامنے دیوار بنا کھڑا ایمان زارا کی سپورٹ سٹک کو بائیں ہاتھ کی انگلیوں میں پکڑ اس کی آنکھوں میں جھانک کر گھما رہا تھا---

وہ بنا کچھ کہے دیوار کا سہارا لے کر مشکل سے نیچے جھکی تھی ----اور گرتے پڑتے وہ فائل اٹھا کر اس کو دی اور اپنی سٹک لینے کے لیے دوسرا ہاتھ آگے بڑھایا----

"چچچ تم تو اپاہج نکلی ----"

"اپنی حالت پر غور کر کے نیکسٹ ٹائم میرے سامنے آنے یا اپنی چونچ کھولنے کی گستاخی کرنا---"

وہ تمسخر سے بولا اور اس کی وہ سٹک کچھ فاصلے پر اس سے دور رکھ دی ---

یہ دیکھ کر ایمان زارا کا حلق خشک ہو گیا کہ وہ کیسے اٹھائے گی کیونکہ اس نے کوریڈور کے بلکل درمیان میں رکھی تھی جہاں وہ سہارا لے کر نہیں اٹھا سکتی تھی ----

اس کی حالت کو دیکھ کر احمر درانی نے قہقہہ لگا کر اس کو کمتری کے احساس میں جھونک کر دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں سے بائے کا سائن دیا--

اس کے جاتے ہی وہ بے بسی سے اپنی سٹک کو دیکھ رہی تھی جب ہی زرش آئی اور ایمان کو یوں دیکھ کر گھبرا گئی----

"کیا ہوا Az؟"

وہ جلدی سے اس کی سٹک اٹھاتی اس کی گہری براؤن آنکھوں میں ہچکولے لیتا پانی دیکھ کر ٹھٹھک گئی-----

"کسی نے کچھ کہا ہے ----"

" نہیں -----"

اچھا چلو رونا بند کرو اور اسے پکڑو کلاس کا ٹائم ہو رہا ----

وہ ایمان زارا کو ساتھ لگاتی بعد میں پوچھنے کا سوچتی اس کے موم سے وجود کو ساتھ لگاتی اپنی کلاس میں چلی گئی-----

"آپ لیٹ ہیں وجہ جان سکتا ہوں ؟؟؟"

وہ ایمان زارا پر نظریں ٹکاتا بولا جو فرش کو گھور رہی تھی --

برھان درانی کلائی میں پہنی گھڑی پر وقت دیکھتا پینٹ کی پوکٹ میں ایک ہاتھ ڈالے اور دوسرے کی کہنی ڈائز پر ٹکائے ان دونوں سے بولا جو پورے پندرہ منٹ دیر سے آئیں تھیں ----

" سوری سر پرنسپل سر سے کام تھا ----"زرش اپنے سر کو دیکھتی بولی جو ہمیشہ کی طرح آج بھی انتہا کا پیارا لگ رہا تھا--

گوری رنگت ،کالے سلکی بال ماتھے پر بے ترتیب پڑے تھے کالی چمک دار آنکھیں آئیبرو پر ایک کٹ کا نشان جو یقیناً بچپن میں کوئی چوٹ لگنے سے پڑ گیا تھا اور اب کافی بھلا لگ رہا تھا کھڑی ناک ، ہلکی ہلکی بیرڈ ،گھنی مونچھوں تلے گلابی لب پیوست کیے بلیک جینز پر بلیک ہی ٹی شرٹ پہنے اس کے اپر بلیک ہی ویسکوٹ پہنے کھڑا اپنے سٹوڈنٹس کا دل دھڑکا گیا ----

"ہوں-----"برھان نے ہنکار بھری اور ان کو بیٹھنے کا کہا ---پر اس کا دل ڈوب گیا جب ایمان زارا کی آنکھوں میں لالی کو دیکھا ---اس کی آنکھیں سرخ ہو گیئں اور برھان کو جاننے میں دیر نا لگی کہ وہ روئ ہے ---اس کا دل کرلا اٹھا---

پہلے دن سے ہی اسے ایمان زارا میں کشش دکھی تھی اور وہ اس کی طرف کھینچتا چلا گیا ----

وہ تو ایک دن کے لیے یہاں آیا تھا کہ اس کے انکل نے منتیں ترلے کر کے پڑھانے کو کہا ---برھان بزنس ٹائیکون تھا وہ اپنا بزنس سنبھال رہا تھا پر انکل کے کہنے پر صرف دو دنوں کے لیے مانا کہ وہ کلاس لے کر دیکھے گا اگر اسے اچھا لگا تو آگے پڑھائے گا نہیں تو وہ کوئی گلہ نا رکھے ---پر پہلے دن سے ہی اس کے دل نے اچھل کود شروع کر دی ---وہ اس کی آنکھوں کو دیکھ کر دل ہار بیٹھا تھا اور پھر دو دن سے آج بائیس دن ہو گئے تھے کہ وہ آفس سے ایک گھنٹے کے لیے صرف ایمان زارا کو دیکھنے کی خاطر لیکچر دیتا ----

جب تک وہ اس کو دیکھ نا لیتا اس کا دن نا گذرتا اور اب اس کے دل کے ساتھ دماغ نے بھی بات تسلیم کر لی کہ وہ محبت میں گرفتار ہو چکا ہے اور یہ سوچ آتے ہے برھان کا چہرہ کھل اٹھتا اسے اس کی کمی سے کو لینا دینا نہیں تھا وہ اپاہج تھی برھان کو کوئی سروکار نا تھا حادثہ تو کسی کے ساتھ بھی ہو سکتا یہ اللہ کی قدرت ہے اس کے کام ہے ہم کون ہوتے اس کے کام میں دخل دینے والے یا اس کی بنائے انسانوں میں عیب نکالنے والے ---یا کسی کو دیکھ کر خود پر ناز کرنے والے کہ ہم میں کوئی کمی نہیں --- حقیقت میں خامی اور خوبی ہر انسان میں ہوتی ہے کوئی انسان بغیر خامی کے نہیں ---واحد زات ہمارے پیغمبر آقا دو جہاں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہر خامی سے پاک ہے جن میں نور ہی نور تھا جن کی حیات طیبہ سے ہم سبق سیکھتے ہیں اور یہ درس بھی تو ہمیں نبی کی ذاتِ اقدس سے ہی ملا ہے کسی میں عیب تلاش کرنے کی بجائے اس کی اخلاق اس کی سیرت دیکھو ظاہری حلیے پرمت جاؤ --- حضرت بلال حبشی کالے تھے ان کے موٹے موٹے ہونٹ تھے اور بولتے بھی توتلا تھے پر ہمارے اللہ اور رسول کو کتنے پسند تھے کہ جب لوگوں نے کہا کہ بلال اذان نا دیا کرے ہمیں سمجھ نہیں آتی تو حضرت بلال حبشی نے جب اذان نہیں دی تو سورج طلوع نہیں ہوا تھا --- یہ اللہ کی محبت ہے اپنے بندے سے --- ہم کون ہوتے ہیں کسی میں عیب نکالنے والے کہ کیا پتہ اس کا رتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہم سے زیادہ ہو کیا پتا اللہ کو ہماری یہ بات نا پسند ٹھہرے اور ہمارے اعمال ضائع ہو جائیں----

ایمان زارا کا رونے کا سوچ کر وہ دل پر جبر کرتا نا محسوس انداز میں اس کو دیکھتا بورڈ مارکل اٹھا کر بورڈ کی طرف مڑا اور تیزی سے ہاتھ چلاتے کلاس کو سمجھانے لگا----

------------

اوئے احمر ----

رک یار ---

کیا ہے آگے سے پھاڑ کھانے والے انداز میں وہ بولا--

کیا ہو گیا ہے اتنے غصے میں کہاں جا رہا ہے ---

کچھ نہیں یار ایک چوہیا سامنے آ گئی تھی ---اسی کو سبق سیکھا کے آرہا ہوں ---

چل دفع کر اسے یہ بتاانکل نے کیا کہا حسان اس کے کندھے ہر ہاتھ رکھتے بولا---- وہی روز کی رٹ --میں مر جاؤ گا میرے مرے ہوئے کا-منہ دیکھو گے مجھے تو لگتا ہے میرا باپ مجھے دھمکی دینے کے لیے انڈین ڈرامے دیکھتا ہے ---کون سا باپ ہے جو اپنے بیٹے کی ترقی میں روڑے اٹکائے گا----

جب بھی باہر جانے کی بات کروں میرے دو اکلوتے چشم و چراغ ہو میرے کیا بنے گا اب باہر جانے کا مت سوچنا فلاں فلاں ---

تو بتا ---احمر نے اس سے ہوچھا--

تیرے والا حال ہے ---

چل کر یار ---

آجا وہ دیکھ سارا گروپ ہمارے انتظار میں بیٹھا ہے -----

احمر جیسے ہی حسان کے ساتھ گیا کینٹین میں بیٹھیں کیئں لڑکیاں اس پر فدا ہو گئی تھیں ----

دونوں پہلے  دن سے ہی اس یونی میں mb کے نام سے مشہور تھے مغرور بوائز----

اور پھر انہوں نے گروپ بنایا جس میں تقریباً ان کی پوری کلاس تھی اور پھر یہ کلاس بھی پوری یونی میں مشہور تھی ----

احمر کی دیوانی لڑکیاں تو تھیں ہی پرساتھ لڑکے بھی ہو چکے تھے ---

وہ باسکٹ بال کا چیمپئن تھا اس کے ساتھ ہی باکسنگ میں بھی بھی وہ چیمپیئن تھا یہ اس کے شوق تھے اور تیسرا اسے مہنگی سے مہنگی گاڑیوں کا شوق تھا وہ ریس لگواتا تھا ---بزنس کی طرف اس کا کوئی دھیان نہیں تھا نا ہی اسے کوئی انٹرسٹ تھا پر اس کا باپ چاہتا تھا دونوں بیٹے بلندیوں تک اس بزنس کو لیں جائیں تبھی

انہوں نے اسے آوٹ جانے سے سختی سے منع کر دیا تھا ---وہ چاہتا تھا احمر اب اپنا کام سنبھالے بزنس میں بھائی کا ساتھ دے پر وہ فل زندگی جینے والا انجوائے کرنے والا لاڈلا تھا اپنے برھان بھائی کا ---

وہ پہلے اپنے شوق پورے کرنا چاہتا تھا پھر وہ بزنس جو۔کہ اس کو قطعی پسند نا تھا کہ وہ اپنی کرنے والا تھا اگر کوئی ڈیل کرتا تو بغیر کسی کی سنے اپنا فیصلہ سنا دیتا اور پھر اسے تو کام ہو گیا تھا ----

احمر ہم نے شرط لگائی ہے ان سے کہ تم جیتو گے پلیز پلیز ان کے ساتھ ریس لگاؤ----

احمر بنا کسی کو دیکھے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا اور پاؤں ٹیبل پر رکھ کر منہ میں سگریٹ دبائی۔حسان نے لائیٹر جلایا اور ساتھ اپنی بھی سگریٹ سلگائی---

اچھا شرط تم لوگ لگاؤ اور میں تم لوگوں کی خاطر خود کو خطرے میں ڈالوں ---اس نے اپنی کالی سیاہ آنکھیں جن میں سرخ ڈورے ہمہ وقت رہتے تھے اٹھا کر سامنے کھڑی اپنی دوست کو دیکھا جو دو پونیاں بنائے ہاتھ معافی کی صورت باندھے کھڑی تھی ----

پلیز احمر پلیز---اس کا پورا گروپ کہنے لگا ----

اوکے بدلے میں مجھے کیا ملے گا ----

احمر اگر تم جیت گئے تو جو بولو گے ہم کھلائیں گے بس ان کو ہرا دو----

احمر نے ائبرو آچکا کر سامنے والے گروپ کو دیکھا جو ان کو گھور رہے تھے اور پھر اپنے گروپ کو دیکھا جو مسکینن صورت بنائے اس کے گرد جمع کھڑے تھے ----

تبھی وہاں ایمان زارا اور زرش آئیں ---

احمر جو اٹھنے لگا تھا صبح والی لڑکی کو آتا دیکھ کر اسے اس کی باتیں یاد آئیں تو ٹیبل سے پاؤں ہٹا کر اس کے سامنے کیا کہ وہ جو سامنے دیکھ رہی تھی ایک دم سے ٹکرائی اور گرنے لگی کہ زرش نے جلدی سے تھام لیا اس کی سٹک گر گئی-----

چچ چچ اندھی لڑکی یہاں بھی گر گئی---

صبح بھی تم اپنی اسی کمی سے مجھ سے ٹکرائی تھی اور اب پھر مجھ پر گرنے لگی تھی کیا میں اتنا پسند آگیا ہوں بے بی کو---

احمر لب دباتا بولا کہ سب کے قہقہے گونجے----

جبکہ ایمان صبح والے بدتمیز لڑکے کو دیکھ کر پھر سے حیران ہو گئی---

اور اب اس کو شدید غصہ آرہا تھا جو اس کا سب کے سامنے مزاق بنارہا تھا---

او بے بی کو غصہ آرہا ہے ----

شٹ اپ ----

ہاااااا

دیکھا دیکھا اس کے منہ میں تو زبان بھی ہے -----احمر عورتوں کی طرح منہ پر ہاتھ رکھتے بولا کہ ایک بات پھر کیفے میں قہقہے گونجے---

تم شٹ اپ کرو ----کیسے کہہ کہ رہی تھی صبح میری آنکھوں کو ---اب پھر ان آنکھوں کے سامنے آتے ہی دل ہار کر میری گود میں گرنے والی تھی ہمممم تاکہ میری توجہ حاصل کر سکو ----

اس کے الزام پر وہ تڑپ اٹھی -----

احمر انتہا کا حسین تھا اپنے بھائی برہان درانی کو بھی حسن میں پیچھے چھوڑ دیا تھا --- سرخ سفید رنگت ،کالی سیاہ آنکھیں جن میں ہر وقت سرخ ڈورے ہوتے باریک عنابی لب جس کے نچلے لب پر تل تھا جو اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا کھڑی مغرور ناک گالوں میں پڑتا ڈمپل بھورے بال ہلکی بیرڈ جو اس وقت اپنی ازلی بے نیازی سے بیٹھا سگریٹ دبائے سب کو دیوانی بنا رہا تھا ---

یہ کیا بکواس ہے ---

ایمان اس پر غرائی----اواز نیچی رکھو ---بولنا بڑا آتا ہے پہلے خود کو دیکھو پھر مجھ سے بات کیا کرو---

احمر اس کے گاؤن میں چھپے وجود پر نظر ڈال کر نخوت سے بولا--

تمیز سے بات کرو مسٹر ----

زرش اس بگڑے نواب کو دیکھ کر غصے سے بولی-

او بی بی جاؤ پہلے اپنی اس اپاہج دوست کو تمیز سیکھاؤ جو گرتی پھرتی ہے پھر آنا احمر درانی کو بھاشن دینے ----حسان بنا پلک جھکائے اس حجاب میں اس لڑکی کے چہرے کو دیکھ رہا تھا ----

اس کی بدتمیزی پر زرش لب بھینچ کر رہ گئی اور ایمان کی سٹک اٹھا کر اپنے ساتھ ان سے دور کونے میں پڑے ٹیبل پر آئی ----

وہ رو رہی تھی جس نے پوری یونی کے سامنے اس کی تزلیل کی تھی زرش اس کو اچھا سبق سیکھاتی جب ایمان نے نا میں سر ہلا کر اسے روکا تھا---

ٹھیک ہے مجھے منظور ہے پر میری ایک ڈیمانڈ ہے وہ پوری کرو تو ٹھیک ورنہ تم لوگوں نے شرط لگائی تم جانو ----

اوئے چھوٹے ادھر آ----

وہ اپنے گروپ سے بول کر کیفے میں کام کرتے لڑکے کو بلانے لگا کہ کچھ آڈر کر سکے ----

احمر کون تھی وہ---حسان نے سر گوشی میں پوچھا--

وہی جس کے بارے تجھے ابھی بتایا----

اور ساتھ والی ----؟؟

حسان کی بات پر احمر نے جن آنکھوں سے دیکھا اس کو یک دم کھانسی کا دورا پڑا----

احمر کیا ڈیمانڈ ہے تمہاری ہم پوری کرنے کے لیے تیار ہیں ----

تو سنو وہ جو مولانی بیٹھی ہے وہ اس ریس میں میرے ساتھ میری گاڑی میں بیٹھے گی ---

کیا!!!!!!!

سب کی چیخیں نکلی ----

بلکل اگر اس کو میری گاڑی تک لا سکتے ہو تو ٹھیک ورنہ -----

اوکے ہمیں منظور ہے ---

احمر کیا کر رہا ہے تو جانتا ہے کتنا رسکی ہے ----اور اس لڑکی سے آخر کیا دشمنی ہے تجھے----

رسکی ہے اس لیے تو اسے ساتھ لے جا رہا---اور دشمنی یہ کہ اس نے احمر درانی سے زبان لڑائی ---

دیکھ یار اس کو چھوڑ اور تو شرط جیت بس ----

نا نا شرط بھی جیتوں گا اور اس کو بھی موت دیکھا آؤں گا ---

احمر کولڈرنک پیتا اپنی آنکھیں اس کی پشت پر گاڑھ کر بولا---

تم لوگ ابھی ادھر کھڑے ہو چلو کام پر لگ جاؤ اور اس مولانی کو لے کر آؤ کسی بھی طریقے---

احمر نے ان کو جھڑکا-----

سب آنکھوں سے اشارہ کرتے ان کے ٹیبل کی جانب بڑھے نجانے وہ ایمان زارا کے ساتھ کیا کرنے والے تھے جبکہ وہ دونوں اس بات سے انجان ٹیبل پر جھکی ہوئی تھیں-----

ہیلو ----

زرش نے سر اٹھا کر اسے دیکھا ----

فرمائیں وہ دیکھتے ہی پہچان گئی تھی کہ یہ ان لوفروں کے ٹولے میں شامل ہے ----

وہ آپ کو سر برھان بلا رہے ہیں---احمر حسان کی دوست ماہم نے کہا---

مجھے--

جی ---ماہم نے بالوں کی ایک چٹیا کو جھٹکا دے کر پیچھے کیا---

چلو ایمان ----

نہیں تم جاؤ میں ادھر ہی انتظار کر رہی ہوں ----

اوکے بٹ دھیان سے میں ابھی آئی -----زرش ایمان کا ہاتھ دبا کر اٹھی اور کیفے سے باہر نکل گئی----

ایمان سب سے بے خبر اپنی کتاب پر جھکی ہوئی تھی ---اس کے ہاتھ میں لال پین مسلسل گھوم رہی تھی---دو منٹ بعد وہ پھر حاضر ہوئی----

ایمان زارا نے پلٹ کر دیکھا تو ان لڑکوں کا جھرمٹ جو کچھ دیر پہلے شہد کی مکھیوں کا چھتہ لگا تھا اسے اب غائب تھا اس نے دیکھ کر شکر کیا کہ ادھر سے تو گئے کب سے قہقہے لگا کر اس کا دماغ کھا رہے تھے ---

جی بولیں ----

وہ جو آپ کی دوست ہے ---زرش --

جی --اگے بولیں ----ایمان نے کہا ---

وہ آپ کو پارکنگ میں بلا رہی ہے۔

پارکنگ ؟؟پر کیوں ---

یہ تو مجھے بھی نہیں پتا شاید اس کو کوئی چوٹ لگی ہے ---

یہ سنتے ہی ایمان کی آنکھیں بھیگ گیئں---کیفے کی دوسری جانب کھڑا احمر نقاب میں سے نظر آتی اس کی سنہری رنگ کی آنکھیں

۔ایک پل کے لیے احمر ٹکٹی باندھیں دیکھنے لگا جس کے ساتھ ہی گھنی خم دار لمبی پلکیں بھی بھیگ چکیں تھیں

----

احمر نے اس کی آنکھوں پر دل کو دھڑکتے دیکھا تھا یا کشش تھی جو بھی تھا وہ سرد مہری چہرے پر سجا گیا کہ اسے برا لگتا تھا ایمان زارا کا یوں سٹک کے سہارے چلنا---

ایمان نے اپنی سٹک اٹھائ اور بیگ کاندھے پر ڈالے کیفے سے باہر نکلی---

ایمان سہارے کے بغیر چل نہیں سکتی تھی یا کبھی چلنے کی کوشش نہیں کی تھی کہ ایک گرنے کا خوف تھا جو اسے چھوڑنے نہیں دیتا تھا ---وہ اس پاؤں پر وزن بہت کم ڈالتی تھی ---اگر چلنے کی کوشش کرتی تو لڑکھڑاہٹ واضح تھی جو تا عمر رہنی تھی ----پر کوشش کر کے وہ سٹک چھوڑ سکتی تھی---

وہ آہستہ سے چلتی روش پر کھڑی ہو کر دیکھنے لگی آگے گاڑیاں ہی گاڑیاں تھیں ----

اچانک اسے ایک گاڑی میں کوئی لڑکی بیٹھی دیکھائی دی جو سٹیرنگ پر جھکی ہوئی تھی ----

اس نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا کہ کہیں زرش تو نہیں وہ تھوڑا سا آگے ہوئی ہی تھی کہ ایک دم سے احمر نے اسے کھینچ کر اسی گاڑی کی

فرنٹ سیٹ پر بیٹھایا اور اس کی سٹک پیچھے پھینک کر گاڑی کو لاک لگا دیا وہ جو اپنے گھومتے سر سے اپنے آپ کو کسی کے ساتھ کھینچا دیکھ کر سر تھاما تھا کہ اسے مڑ کر دیکھنے کا موقع بھی نا ملا جب احمر اس کو گاڑی میں بند کر چکا تھا---

وہ جو لڑکی سٹیرنگ پر جھکی تھی سر اٹھا کر اسے دیکھا اور مسکرائی تھی پر اس کی آنکھوں میں خوف دیکھ کر ماہم نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے----

سوری ایمان ہم بے بس ہیں۔ یہ ریس ہمیں جیتنی ہے اس لیے تمہاری مدد چاہیے تھی اس کو آدھی ادھوری بات بتائے اتری اور اس کی جگہ احمر نے سنبھالی----

یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ وہ سمجھنے کی کوشش میں لگی تھی پر سامنے اس ببر شیر کو دیکھ کر اچھل پڑی

----

احمر نے اچٹتی نظر اس کی روئی آنکھوں پر ڈالی اور لب سکیڑ کر سیٹی بجائی جب ہی اس کے برابر ایک اور گاڑی آکر کھڑی ہوئی -----

اے مولانی---سیٹ بلیٹ لگاؤ----

کیا مطلب کھولو لاک باہر جانا ہے مجھے----

چونچ بند رکھو اور بیلٹ لگاؤ نہیں تو پوری گاڑی میں فٹبال کی طرح گھومتی پھرو گی ----

تمہے تمیز نہیں ہے کہاں لے کر جا رہے ہو مجھے نہیں لگاؤں گی میں ----وہ بھپھر کر کہتی دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگی-----

چوہیا جب پتا میں بدتمیز ہوں تو چپ ہوکر میری بدتمیزی دیکھو---

اس کی ایک بھی سنی بغیر اس کی سیٹ کو پیچھے کرتا خود بیلٹ لگائی کہ ایمان اس کی پرفیوم کی خوشبو قریب سے محسوس کرنے پر حواس باختہ ہو گئی جبکہ وہ ایک بھی غلط نظر ڈالے بنا سیدھا ہوکر گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا اور اب یونیورسٹی کی بیک سائیڈ پر دونوں گاڑیاں ایک دوسرے کو مات دینے کے لیے تیار تھیں---

فائر کی آواز پر دونوں گاڑیاں اپنی منزل کی جانب رواں ہوئیں ---

ایمان کا سر گھوم رہا تھا----

وہ چلا رہی تھی پر احمر تو جیسے کان بند کیے بیٹھا تھا--

گاڑی روکو---

سنا نہیں میں نے کہا گاڑی روکو...

چپ ایک دم چپ --- نہیں تو اسی گاڑی کے نیچے دے دوں گا----

میں تمھے مار ڈالوں گی چیپ انسان---

ضرور اگر بچی تو خواب میں یہ وش پوری کرناوہ نا ہو دوسری ٹانگ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو----

اہہہ ---ایمان زارا کی چیخ نکلی جب احمر نے خطر ناک موڑ کاٹا تھا----

اب اگر آواز نکلی نا تو گاڑی کی چھت پر پھینک دوں گا مولانی---

ایمان کی آنکھوں سے آنسوں نکل رہے تھے اور احمر بنا اس کی حالت کی پرواہ کیے جو بے ہوش ہونے کے در پر تھی گاڑی کی سپیڈ مسلسل بڑھاتا جا رہا تھا۔۔۔۔

اے خبردار جو آنکھیں بند کیں تو ۔۔۔تمہے ریسٹ کروانے نہیں لایا کھولو آنکھیں اور سامنے دیکھو احمر نخوت سے دھاڑا تھا ۔۔۔

ایمان نے دہل کر اسے دیکھا جو اس کی طرف سرد نگاہوں سے دیکھ رہا تھا ۔۔۔

تم انتہا کے گھٹیا انسان ہو پاگل خانے سے بھاگے ہوئے پاگل آدمی ۔۔۔۔

اوکے مولانی سو اب پاگل آدمی کا پاگل پن دیکھو گی تم ۔۔۔۔۔

یہ کہتے ہی احمر جان لیوا مسکرایا اور اگلے پل ایمان کی خطرناک چیخیں گاڑی میں گونجیں تھیں ۔۔۔۔

احمر گاڑی کی سپیڈ فل کر چکا تھا کہ سامنے ان کے دوسری گاڑی تھی اور وہ اس گاڑی میں زور سے بجنے سے اس کو دھکیلتی جا رہی تھی ۔۔۔

ایمان کا دل بند ہو رہا تھا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے کہ دونوں گاڑیاں ہچکولے لیتی ہوئی ایک دوسرے کے آگے پیچھے تھیں ۔۔۔۔

احمرررر کیا کر رہا ہے تو۔۔۔حسان چیخ چیخ کر اسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا کہ جس نے بولا تھا وہ ایمان کو موت دیکھا کر لائے گا اور اب وہی کر رہا تھا۔۔۔

گراؤنڈ کے اردگرد پوری یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس جمع تھے اور منہ کھولے یہ منظر دیکھ رہے تھے----

پوری یونی اس سر پھرے کو جانتی تھی اور جو اس کو چیلنج کرتا وہ دوبارہ کبھی اس سے مقابلے کا سوچتا بھی نہیں تھا---

حسان کی اس سے اچھی طرح اور تھا کہ ضرور کوئی پنگا لے گا تبھی اس نے لڑکی کو ساتھ بیٹھنے سے منع کیا تھا ہر وہ تھا احمر درانی اپنی کرنے والا---اس کے بقول وہ چوہیا کو ڈرانا چاہتا تھا-کہ دوبارہ وہ اپنی زبان کے جوہر کم دیکھائے جبکہ ایمان نے تو اسے کچھ ایسا نا کہا تھا بس فائل اٹھانے سے انکار کیا تھا اور اس کے جواب میں سادہ سا جواب دیا تھا--پر احمر درانی کو ایسی لڑکیوں سے چڑ تھی جو آگے سے جواب دیں---

احمر چہرے پر سرد مہری سجائے ایمان کی حالت سے بے پرواہ مقابل کی گاڑی کا کچومر بنا رہا تھا کہ نا خود آگے جا رہا تھا اور نا اسے جانے دے رہا تھا جیسے ہی گاڑی آگے گزرتی وہ بجائے اگے خود جانے کے اس گاڑی کو کبھی لیفٹ سائیڈ سے ہٹ کرتا تو کبھی رائٹ----

اندر بیٹھا وہ لڑکا گھبرا گیا اور پورا پسینے سے تر تھا کہ یہ-پاگل شخص کیا کر رہا ہے اگر ایک اور ٹکر لگتی تو وہ لڑکا رونے لگ جاتا کہ اس نے ایسا شخص اور ریسر نہیں دیکھا تھا جو بڑھنے کی بجائے مقابل کو توڑنے پر لگا تھا کہ اگلی بار وہ اس سے مقابلہ کرتے وقت سو بار سوچے پھر بھی جواب نا میں آئے---

مقابل کی گاڑی تباہ کرنے ساتھ اپنی پر بھی ڈینٹ پڑوا کر وہ۔دلکشی سے مسکرایا اور ایمان کو دیکھا جو جھکی ہوئی آیت الکرسی کا ورد کیے جا رہی تھی ----

احمر نے جو کہا وہ کر دکھایا اور اس گاڑی میں بیٹھے لڑکے کو مرر سے دیکھ کر ونڈو سے باہر ہاتھ کر کے آگے آنے کا بولا تو ڈر کر وہ سپیڈ سلو کر گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے سب سٹوڈنٹس کو سکتے اور حیران کن حالت میں چھوڑ کر وہ اپنے منزل تک پہنچ کر ریس جیت چکا تھا----

گاڑی کے رکنے پر ایمان نے اپنا سر اٹھایا اور سامنے دیکھ کر اس سائیکو کو دیکھا جو اپنے ب بھورے بال جوکہ کانوں پر پڑے ان کو ٹھیک کرتا نچلے لب کو دانتوں میں دبائے ایمان کی اڑی رنگت دیکھی جو اس بھورے بلے کو دیکھ کر سسکتی اپنا موم سا ہاتھ اٹھا کر اس کے چہرے پر تھپڑ مار چکی تھی---اور یہ۔لگا تھا احمر درانی کو جھٹکا ---وہ اپنی کالی آنکھیں جو لال ہو چکی تھی اس کی بھوری آنکھوں میں گاڑھ کر خطرناک تیور لیے اس کی سیٹ کو جھٹکا دے کر پیچھے کرتا جھک آیا تھا۔

وہ مسلسل اس کی آنکھوں میں بنا پلک جھپکائے دیکھتا اس کو بے بس کر گیا کہ احمر نے سیٹ بیلٹ کھولی اور جھٹکے سے پیچھے ہوا----

"حجابن اس کا بدلہ تو میں تم سے لے کر رہوں گا شکر کرو کہ یہ ہاتھ یہاں اٹھا اگر سب کے سامنے اٹھتا تو تم کسی کو منہ دیکھانے کے لائق نہیں رہتی خیر نکلو اب میری گاڑی سے امید ہے تمھے آج کی ایکشن موی دیکھ کر مزا آیا ہوگا اور دوبارہ غلطی نہیں کرو گی---"!

وہ ونڈو سے باہر اپنے گروپ کو پاس آتے دیکھتا بولا۔۔۔۔

جبکہ ایمان اس بھورے بلے کو تھپڑ مارنے کے غم میں ہلکان ہوتی نکلنے کے پر تول رہی تھی۔۔۔

''یہ کھل نہیں رہا''

''کیونکہ ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی کالی بلی ۔۔۔۔''

کالی بلی وہ اس کو بلیک شفون کے گھیرے دار گاؤن میں دیکھ کر بولا جس پر اس نے بلیک ہی سٹالر سے نقاب کیا ہوا تھا اور اس کی سنہری آنکھیں جو کاجل سے لبریز اس کو انتہا کا پیارا بنا رہیں تھیں ۔۔۔

ایمان کی آنکھیں پھیل گئیں اس نئے نام پر۔۔۔

''مم میں پرنسپل سر سے تمہاری شکایت کروں گی تم۔ معصوم لڑکیوں کو تنگ کرتے کہ وہ دوبارہ یونیورسٹی نا آئیں ۔۔۔۔''

''جاؤ چوہیا شوق سے کرو۔۔ پھر اس کے بعد اور حساب کتاب نکل آئیں گے۔۔۔ خیر زبان درازی کا ٹریلر ابھی دیکھا اب تم تھپڑ کا دیکھنا اور پھر آگے جیسے کرتی جاؤ گی سزا بھی بڑھتی جائے گی نکلو اب میری گاڑی سے ''

ایمان زارا کو شرمندگی سی محسوس ہوئی اس کی بات پر --ابھی وہ اس بھورے بلے کو چھیڑ کر اپنی شامت نہیں بلوانا چاہتی تھی اس لیے جلدی سے اتری-اور اپنی سٹک کے سہارے چلتی گیٹ کی طرف بڑھی---

"ایمان رکو کہاں جا رہی ہو----"!

زرش تیز تیز قدم اٹھاتی بولی ---

"مجھے تم سے بات نہیں کرنی زرش--"ایمان کہتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی----

"کیا ہوا ایسے کیوں رو رہی ہو اور یہاں کا کر رہی ہو تم تو کیفے میں بیٹھی تھی نا"

زرش----ایمان اس کے گلے لگتی مزید رونے لگی کہ وہ اس کی حالت سے بوکھلا گئی---

"میری جان کیا ہوا کے مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے "زرش اس کو پچکارتے بولی----

"وہ اسجنگلی بھیڑیے نے مجھے ڈرا دیا زرش ،"

"پر کیسے"؟

وہ اس کے گلے لگی سختی سے زرش کے گرد حسار باندھے ساری بات بتا گئی---جیسے سن کر زرش کا خون کھول اٹھا---اور اسے ان کے سارے پلین کی سمجھ اب لگی کہ اس کو برھان سر کا کہہ کر بھیجا اور جب وہ

کلاس میں گئی تو وہاں کوئی بھی نا تھا اچانک سے کسی نے باہر سے دروازہ بند کر دیا اور زرش اتنی دیر تک اندر رہی جب تک احمر ریس نہیں جیتا---اور پھر کسی نے آکر کر کھولا اور جلدی سے غائب ہو گیا---

زرش ان کی خبر لیتی پر اسے اپنی Az کا خیال آیا اور کیفے میں آتے وہ اسے کہیں نہیں دکھی تو وہ باہر نکلی جب اسے دور سے ایمان گیٹ کی طرف جاتی دیکھائی دی وہ جلدی سے اس کے پاس آئی اور آگے جو سننے کو ملا اس کا دل کیا منہ توڑ دے ان جاہلوں کا----

"اچھا تم آؤ ہم ابھی پرنسپل کے آفس جاتے ہیں"

"نہیں زرش اس نے کہا کہ اگر میں نے کوئی شکایت لگائی تو آگے کے لیے تیار رہنا تم بس گھر چلو "ایمان اس کو اپنے ساتھ کھینچتی باہر کے جانے لگی---

"اچھا بیٹھو ادھر میں ابھی آئی---"

وہ اس کو چھوڑتی آگے بڑھی جب اسے حسان نظر آیا---

"کہاں ہے تمہارا وہ جنگلی دوست---"؟

"ہیلو مس تمیز سے بات کرو---"

"تم لوگوں کو تمیز ہے جو تمیز سے بات کروں میری دوست کا یہ حال کر دیا زرا شرم نہیں آئی تمہارے اس دوست کو---"

"نہیں آئی کیونکہ اسے نہیں آتی شرم--"

"تم تو دلا سکتے تھے---"زرش نے کہا

"نہیں کیونکہ میں بھی شرم نہیں کرتا "اس کی بات پر زرش کو غصہ تو بہت آیا پر صبر کر گئی--

"دیکھو اپنے اس دوست کو بتا دو میری Az کو-تنگ کرنا بند کرے جاہلوں کی طرح پیچھے پڑ گیا ہے اور دور رہو ہم سے اپنے اس جنگلی گروپ کو بھی بتا دو---- نجانے جنگل کی مخلوق یہاں کیا سیکھنے آئی ہے---"!!

زرش حسان کو آنکھیں دیکھاتی جیسے آئی ویسے ہی چلی گئی ----

پیچھے وہ ہونق بنا اس شیرنی کو دیکھ رہا تھا جو احمر درانی سے پنگا لے رہی تھی کیا اپنی دوست کی حالت نہیں دیکھی تھی ----

احمر ریس جیت کر گاڑی سے باہر نکلا تو سب نے اسے مبارک دی ---اس نے فلائنگ کس دور کھڑے دوسرے گروپ کے لڑکوں کو دی اور اشارہ کیا کہ اور لگانی ریس جس پر وہ کڑھتے ہوئے وہاں سے چلے گئے---

اس کا گروپ خوش تھا بس حسان ہی اسے گھور رہا تھا جب وہ احمر کو دیکھ کر منہ میں بڑبڑایا اور اسے زبردست گھوری سے نواز کر وہاں سے نکل گیا---

احمر نے ان کو کل پارٹی دینے کا کہا اور وہاں سے حسان کے پیچھے آیا---

جب وہ گاڑی میں بیٹھ کر اس کا انتظار کر رہا تھا---

"یوں روٹھی محبوبہ کیوں بن کر بیٹھا ہے؟"احمر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا بولا--

"تجھے نہیں پتا"؟

"یار میں اس کو سبق سیکھانا چاہتا تھا اس کو دیکھا ہے اتنی سی ہوکر مجھے سے زبان درازی کر رہی تھی مجھے غصہ آگیا اس چوہیا پر---"

پر احمر----

"کلوز کر اس چیپٹر کو ابھی تو میں نے ایک اور بدلہ لینا رات کو تیری ضرورت پڑے گی تیار رہنا----"

وہ اس کو چپ کروا میوزک لگا کر گاڑی کے شیشے بند کرکے وہاں سے گاڑی جہاز کی طرح نکال کر لے گیا---

-----------------------------------

گھر پہنچ کر ایمان سیدھا اپنے کمرے میں چلی گئی اس کی حالت کی پیش نظر زرش بھی ادھر ہی رک گئی ---

"اسے کیا ہوا سجل نے زرش سے ملتے پوچھا----"

"کچھ نہیں آپی بس تھوڑی سی طبیعت خراب ہے "

"اچھا چلو آرام کر لے کچھ دیر پھر میں پتا کرتی ہوں ---" سجل نے کہا---

آ"پی شہزادہ کہاں ہے آپ کا---"

سو رہا ہے -- تم بھی جا کر آرام کر لو میں لنچ لگاتی ہوں -- سجل مصروف سے انداز میں بولی---

رہنے دیں دل نہیں ہے میں چلتی ہوں ---

ارے پر --

نو آپی ----بائے----

زرش ایک بھی سنے بغیر باہر نکل گئی---

وہ۔ جیسے ہی باہر نکلی ایک گاڑی جو ان کے تعاقب میں تھی زرش کو نکلتے دیکھ کر اندازہ ہو گیا کہ یہ گھر ایمان کا ہے اور وہ اچھے سے جائزہ بھی لے چکا تھا----

"کیا چل رہا تیرے دماغ میں ---"حسان کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا---

"رات کو بتاؤں گا چل اب ---لگتا ہے میرے باپ نے پھر کوئی ایموشنل یا ایکشن فلم دیکھ لی ہے کہ اب نئے طریقے سے کیسے روکنا ہے اپنے بیٹے کو----"

اپنے ڈیڈ کی کال آتے دیکھ وہ حسان کو مسکراہٹ دبائے بولا---

"احمر اگر تونے کچھ براکرنے کا سوچا تو میں انکل کو بتا دوں گا یاد رکھ "

"سن لیا تیرا سدا کا بھاشن ایک دم بیکار ہے کوئی نیا سوچ میرے ڈیڈ سے ہی کچھ سیکھ روز نیا طریقہ ہوتا دھمکی دینے کا---"احمر گاڑی کی سپیڈ بڑھاتا بولا---حسان صرف گھور کر رہ گیا----

احمر کے پاس گاڑی ہو اور سلو ہونا ممکن ----

------------------------

"ہائے ڈیڈ----"

احمر ہاتھ کی انگلی میں گاڑی کی چابی گھماتے اپنے باپ کو سامنے بیٹھا دیکھ کر بولا اور دھپ سے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا----

''وعلیکم السلام بیٹا جی----''وجاہت درانی نے احمر کو شرم دلانا چاہی پر وہ مسکراکر صوفے پر باہیں پھیلا کر بیٹھ گیا----

''ڈیڈ---کیا سوچا پھر---''احمر وجاہت صاحب کو تنگ کرتے بولا--

کچھ نہیں بس تم جا کر دیکھاؤ تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا میں پاکستان سے باہر تو تم میری اجازت کے بغیر جا نہیں سکتے----وہ سن کر برہم ہوئے---

''غفور چچا پانی لے آؤ لگتا ہے آج انھوں نے گبر والی مووی دیکھ لی ہے --''احمر وجاہت صاحب کو جواب دینے کی بجائے ملازم سے گویا ہوا--

''احمر کب سدھرو گے تم---''؟

''جب آپ کہیں گے ڈیڈ---''

''اتنے دنوں سے میں کیا فارسی بول رہا ہوں ''وجاہت صاحب اپنے سپوت کو دیکھ کر بولے جو لاپرواہ سا نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا--

''میرے سامنے اور بڑی کے سامنے تو اردو بولتے کیا پتہ اپنی بیگم سے فارسی میں بولتے ہوں---''

میرے سامنے ڈرامے مت کرو باپ ہوں تمہارا----

"اوکے ڈیڈ اب بتائیں آج گبر والی مووی دیکھی ہے نا---"احمر رازدارانہ انداز میں آگے کو جھک کر سر گوشی میں بولا---

جب وجاہت صاحب نے گھور کر اسے دیکھا تو احمر کندھے آچکا کر واپس سے بیٹھ گیا---

"آج بھی آفس نہیں گئے تم---"

نو---

کیوں؟؟

"کیونکہ آج کالی بلی راستہ کاٹ گئی تھی اس لیے----"

کل یونیورسٹی سے وہاں جانا----

"نہیں ڈیڈ کل اس بلی سے حساب لینا ہے تو کل ممکن نہیں----"

"بیٹا جی آپ نے ممکن بنانا نہیں اور میں باہر جانے نہیں دوں گا"وجاہت صاحب حتمی فیصلہ کر کے بولے---

احمر آنکھیں گھما کر رہ گیا-----

وجاہت دورانی کے دو بیٹے تھے ایک نہایت زہین اور سلجھا ہوا برہان درانی --وجاہت صاحب کا بڑا بیٹا---

اور دوسرا لاپرواہ ،لاابالی اپنی کرنے والا ،اپنی منانے والا احمر درانی ---وجاہت صاحب کا چھوٹا بیٹا اور اپنے بڑی کی جان ---خوبصورتی میں اپنے باپ اور بھائی سے بھی آگے تھا ہی پر زہین بھی بہت تھا کہ پچھلی کلاسز میں ٹوپ پر رہا تھا ---اسے جو چیز پسند آجاتی وہ۔ ہر حال۔ میں بڑی اس تک پہنچا دیتا جبھی اس کے گاڑیوں کے شوق پر اسے ہر برتھ ڈے پر مہنگی سے مہنگی گاڑی گفٹ کرتا تھا--- اگر کہا جائے کہ اسے بگاڑنے میں ہاتھ برہان درانی کا ہے تو بلکل ٹھیک ہوگا --وہ احمر پر جان دیتا تھا اور احمر اپنے بھائی کی سپورٹ پر اپنے باپ کو تنگ کرتا رہتا تھا پر وجاہت درانی کی بھی برہان کی طرح احمر میں جان بسی تھی ---

ان کی چھوٹی سے فیملی تھی ---وجاہت صاحب کی بیوی احمر کی پیدائش کے تین سال بعد دنیا سے رخصت ہو گیئں---اس وقت برہان آٹھ سال کا تھا ---ماں کے جانے کے بعد برہان نے ہی احمر کا خیال رکھا کہ وجاہت صاحب آفس ہوتے اور احمر سارا دن اپنے بڑی کے پاس ہوتا تھا---

-------------

اپنے کمرے میں آنے کے بعد ایمان رو کر سو گئی اور پھر رات کو اٹھی آج اس کا دل ڈر گیا تھا کہ احمر نے جس طرح سے گاڑی چلائی تھی ---اس دوران سجل بھی کئی بار چکر لگا چکی تھی ---

سمیر کو آج دیر ہو گئی تھی کہ اسے شہر سے باہر جانا تھا تو اس نے سجل کو بتا دیا تھا کہ وہ اس کی بہن بیٹے اور اپنا بہت سارا خیال رکھے-- ایمان اپنی بھابھی اور سومی کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر خوب سارا سومی کے ساتھ کھیلی--- سجل نے پوچھا نے اس کی حالت کی پیش نظر یونیورسٹی کے حوالے سے پوچھا تو وہ بات ٹال گئی---

وہ پڑھائی کا کہہ کر سومی کے گال پر بوسہ دیتی اپنے کمرے میں ائی---

اس نے سادہ سا اورنج رنگ کا سوٹ اور ساتھ شفون کے دوپٹے کا حجاب بنا رکھا تھا جو اس کی گوری رنگت پر انتہا کا پیارا لگ رہا تھا---

گوری رنگت-، سنہری آنکھیں ان پر موڑی ہوئیں لمبی گھنی پلکیں،چھوٹی سی تیکھی ناک جس میں وائٹ گولڈ کی نوز پن پہنے ،کٹاؤدار باریک لب بھرے گال اور ٹھوڑی میں پڑتا ڈمپل ایمان بہت خوبصورت تھی--اور اب سومی بھی اپنی پھپھو جانی پر گیا تھا---

ایمان دروازہ کھول کر اندر آئی اور نظر سامنے پڑی جہاں کوئی دروازے کی طرف پیٹھ کیے کمرے کے وسط میں کھڑا تھا کہ ایمان گھبرا کر جلدی سے نقاب لگاتی کانپتی آواز میں بولی ---

"کک کون ہو --- تم"

"تمہارا دشمن مولانی"احمر پلٹ کر بولا---

" تم یہاں کیسے ---"ایمان اس کو اپنے کمرے میں دیکھ حیران پریشان تھی کہ وہ کس طرح اس کے کمرے میں پہنچ آیا کوئی غیر محرم اس کے کمرے میں رات کو تھا ایمان کا دل بند ہونے کے در پے تھا---

جو اب آرام سے صوفے کر بیٹھ چکا تھا---

اس کو موجودگی پر ایمان بوکھلا ہی تو گئی تھی کہ کس طرح کا پاگل آدمی تھا وہ آج کے دن کو کوس رہی تھی کہ اس شخص کے متھے لگی تھی----

''نکلو میرے گھر سے ابھی کے ابھی میں بھائی کو بلاتی ہوں --- تم گھٹیا انسان ادھر تک پہنچ گئے--- شرم نہیں آتی لڑکی کے کمرے میں آتے ہوئے ---''وہ اس کو اپنے بھائی کے نام سے ڈرانا چاہتی تھی جو گھر پر موجود نا تھا اور یہی بات ایمان کو کھائے جا رہی تھی کہ اس کی بھابھی بھائی کیا سمجھیں گے۔ پر مقابل احمر درانی تھا جو ڈرنا نہیں بلکہ ڈرانا جانتا تھا---

''اے چونچ بند کرو اپنی اسی وجہ سے آج میں تمہارے گھر تمہاری کمرے اور تمہارے صوفے پر آرام سے بیٹھا ہوں وجہ تمہاری یہ چونچ ہے جو تمہے مشکل میں ڈال رہی ----''

''آخر مسئلہ کیا ہے کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو---''ایمان دائیں ہاتھ سے نقاب پکڑے کھڑی اس کو دیکھ کر بولی جس کی نظریں اس کے کمرے کا طواف کر رہی تھی---

''دیکھو حجابن۔ میرا مطلب نقابن ----''

''غلطی تمہاری اس نقاب کے پیچھے چھپی چونچ کی ہے --اور پھر سب سے بڑی غلطی تمہارے اس ہاتھ کی ہے ---کہ یہ احمر درانی پر اٹھا --جس طرح تم نے مجھے تھپڑ مارا اسی طرح سوری بولو--- تم۔ نے مجھے تھپڑ مارا میرے سوا کوئی نہیں جانتا اگر تم نے مجھے سوری نا بولا تو میں تمہارا جو حال کروں گا سوچ ہے مولانی

تمہاری----تمہارا یہ تھپڑ مجھے بدلے کی آگ میں یہاں تک لے آیا سوچو اور کہاں تک لے جائے گا..." احمر برفیلے- تاثرات دیتے بولا کہ ایمان کانپ اٹھی----

"کل ساری یونیورسٹی کے سامنے تم معافی مانگو گی اگر ایسا نا کیا تو پھر آگے کے لیے تیار رہنا---"

ایمان نے ہاں میں سر ہلایا وہ کسی طرح اس کو یہاں سے نکالنا چاہتی تھی ---

"گڈ چوہیا اب ایک بار تم ابھی معافی مانگو باقی کل کے لیے----کیونکہ آج رات مجھے نیند بلکل نہیں آئے گی اور جب میں جاگوں گا تو میرا دماغ جاگے گا اور پھر میرا دماغ جاگ کر جو پلین بنائے گا وہ تمہارے لیے بلکل ٹھیک نہیں ہوگا----"

"دیکھو تم ابھی جاؤ میرے کمرے سے میں ہاتھ جوڑتی ہوں -----"

"ایمان -----ایمان بیٹا----"دفعتاً باہر سے ایمان کے کمرے دروازہ بجا----اور اسی لمحے ایمان گھبرا کر اور آگے کا سوچکر بلکل ساکت ہو چکی تھی----

ایمان کی حالت ایسی تھی گویا خون سارا نچڑ گیا ہو اور چہرہ زرد مائل ہو گیا اس کی آنکھیں پھیلی ہوئیں تھی اور سانس سینے میں اٹکی تھی جب باہر سے سمیر نے آواز دی--

جبکہ احمر دلکشی سے مسکرایا اس کی مسکراہٹ جان لیوا تھی ایمان ہونقوں کی طرح کبھی اسے کبھی دروازے کو دیکھتی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا کرے یہ لڑکا کیوں سب کی نظروں میں گرانا چاہ رہا تھا وہ اپنے بھائی

کو کیا بتائے گی کہ اتنی رات کو انجان لڑکا کیا کر رہا ہے اس کے کمرے میں سوچ کر ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔۔

''ہششش۔۔۔احمر نے سرگوشی میں بلایا۔۔

مولانی گردن ٹوٹ جائے گی ایسے ہی گھماتی رہی تو۔۔''

ایمان نے فٹ سے اسے دیکھا۔۔اس کے دیکھنے پر احمر نے ہاتھ کو یوں گھما کر نا نظر آنے والی بال پھینکی ۔۔۔''آؤٹ۔۔۔''سرگوشی میں بولتے ساتھ ہی آنکھ ونک کی۔۔۔

ایمان کا دل کیا ابھی اس کو مار ڈالے جو بجائے جانے کے ایسی حرکتیں کر کے اس کو مزید ڈرا رہا تھا۔۔

''ایمان بچے کیا ہوا خیریت دروازہ کھولو بیٹا''سمیر کی آواز پھر سے آئ

''جج جی بھیا بس ایک منٹ۔۔''وہ لرزتی آواز میں بولی۔۔۔

ایمان کھڑکی کھلی دیکھ کر اندازہ لگا چکی تھی کہ وہ اسی سے ہی اندر آیا ہے۔۔۔۔

''مجھ جاؤ پلیز----''ایمان سسکی---

''ایسے نہیں پہلے سوری بولو---''اس کو بے بس دیکھ کر احمر انجوائے کر رہا تھا---

''سوری میں ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتی ہوں پلیز دفع ہو جاؤ یہاں سے ---''ایمان غرا اٹھی---

''اے مولانی تعمیر سے بات کر نہیں تو ابھی یہ دروازہ میں کھولوں گا اور پھر آگے کا سوچ کیا ہوگا---''اس کے ڈبل غرانے پر ایمان اچھل پڑی اور اس کی سرخ آنکھوں میں دیکھا---

''مجھے معاف کر دو پلیز مجھ سے غلطی ہو گئی اب جاؤ پلیز---''

احمر جو بھی شاید اس کی حالت پر ترس سا آگیا اس لیے کل کا اشارہ کر کے کھڑکی سے جس طرح آیا تھا اسی طرح نکل گیا----

ایمان جلدی سے چہرہ صاف کرتی دروازے کی سمت آئی اور دروازہ جھولا تو آگے سے پریشان اس کی حالت پر گھلتا سمیر کھڑا تھا---

"ایمان میری جان کیا ہوا"اس کی روئی متر نم آنکھیں دیکھ کر اور ان میں اترتے سرخ ڈورے دیکھ کر سمیر گھبرا گیا---

بھیا---وہ بھرائی آواز میں بولتی سمیر سے لپٹ گئی اور سسکیوں سے رونے لگی ---اس کی یہ حالت سمیر پر زلزلے طاری کر رہی تھی کہ وہ اتنے شدّت بسے روئی کی سمیر کی آنکھیں نم ہو گئیں وہ اپنی بہن کو ساتھ لگائے کھڑا اسے رونے دے رہا تھا کہ جب دل کا بوجھ ہلکا ہو تو بتا پائے گی پر اندر ہی اندر اس کی حالت پر کٹ رہا تھا اپنی نازو سے پلی بہن کی آنکھ میں ایک آنسو دیکھنا کہاں گوارا کرتا تھا ---

"بس بھیا کی جان کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے --"سمیر اس کا سر تھپک کر دونوں ہاتھوں میں چہرہ بھر کر بولا اور اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ صاف کیا ---

ایمان نے جب اپنا دل کا بوجھ ہلکا ہوتا محسوس کیا تو دھیان بھائی کی بات پر گیا---

"کک کچھ نہیں بھیا بس صبح سے طبیعت خراب تھی اور ابھی بھی سر درد ہے پھر آپ بھی دیر سے آئے میں ڈر گئی تھی اس لیے---"وہ بات چھپا گئی---

پکا یہی بات ہے نا ---وہ اس کے سر پر بوسہ دیتا بولا--

"جی بھیا----"

سمیر کچھ دیر پہلے ہی گھر آیا تھا پر ایمان کو نا دیکھ کر اس نے سجل سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ یونی واپسی آنے پر طبیعت ٹھیک نہیں بجھی بجھی سی ہے تو سمیر ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اس کے کمرے میں آیا---

سمیر نے اسے بیڈ پر بیٹھایا اور سائیڈ ڈرا سے سر درد کی گولی نکال کر اسے دی ساتھ ہی پانی کا گلاس پکڑایا---

ایمان نے چپ کر کے نگل لی ---

"بھیا کی جان بھیا قربان اپنی پرنسس پے جان نکال دی تھی میری مجھے لگا پتا نہیں کیا ہوا جو میری چڑیا ایسی شدت سے رو رہی ---"

سمیر اس کے ساتھ بیٹھ کر اس کے ہاتھوں پر بوسہ دیتا بولا--

ایمان نظریں جھکا گئی جیسے چوری پکڑی گئی ہو---

"چلو اب آرام کرو سجل سے کہتا وہ آپ کو دودھ دے جائے گی وہ پی کر سو جانا اور صبح یونیورسٹی نہیں جانا آرام کرو ---اوکے بیٹا---"

وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتا باہر نکلتا چلا گیا---

ایمان کی آنکھیں بھر آئیں اس شفقت پر -وہ بتانا چاہتی تھی کہ کل تو اسے لازمی جانا ہے چاہے جتنی بھی طبیعت خراب ہو وہ اس بھورے بلے کو مزید کوئی موقع نہیں دینا چاہتی تھی خود کو زلیل کروانے کا یہ سوچتی وہ دوپٹہ کھول کر خود پر پھیلائے کھڑکی اچھی طرح بند کرتی بیڈ پر آئی اور کمبل تان کر آنکھیں بند کر گئی---

--------------

احمر نے پائپ سے لٹک کر نیچے جمپ لگایا--

اس کے لبوں پر الوہی مسکراہٹ تھی کہ وہ اس لڑکی کو جھکانے میں کامیاب ہوا تھا۔

حسان کو اس کی یہ مسکراہٹ شہر کے رہی تھی اگر اسے پتا ہوتا وہ اس لیے کہہ رہا تھا کہ رات کو تجھ سے کام تو کبھی اس کے ساتھ نا آتا--

''کیا ہے اب کھانا ہے کیا احمر جینز کی پوکٹ میں ہاتھ ڈالے بولا''

''یار بہت غلط کیا ہے تونے اس طرح اس کے کمرے میں جا کر---لڑکی ذات ہے اس کا قصور نا ہوتے ہوئے بھی بن جاتا پھر---''حسان اس کو سمجھاتے بولا جو ازلی بے پرواہی سے یہاں وہاں دیکھ رہا تھا..

'کچھ غلط نہیں کیا میں نے بس اس سے معافی مانگنے کو کہا اور تو جانتا ہے مجھے کیوں اس پر غصہ ہے---''

''بس کر غصہ ہے اتنا کچھ کر کے بھی تجھے سکون نہیں مل رہا پاگل ہو گیا ہے کیا---''حسان کا تو میٹر ہی گھوم گیا اس کی بے تقی منطق پر--

صرف حسان ہی تھا جو اس طرح بات کر سکتا تھا کہ احمر درانی نے کسی کو حق نہیں دیا تھا پر وہ اپنے دوست ہر جان دیتا تھا اور حسان بھی بلا جھجک اس سے سب کہہ دیتا---

''اس نے مجھے تھپڑ مارا مجھے احمر درانی کو اور تو کہہ رہا ہے بس کر ہاں ---''احمر ایک دم دھاڑ اٹھا کہ حسان بھی ڈر گیا ---

''ریلیکس یار تونے جو اسے ڈرایا اس کا ری ایکشن بنتا تھا پر اب تو جو کر رہا اس کے بعد اسے کچھ نہیں کہے گا پورا ہو رہا تیرا بدلہ سمجھ آئی میری بات ----

احمر اس کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا گاڑی میں جا بیٹھا اور آنکھیں موند لیں ----حسان گہرا سانس بھر کر جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور گاڑی ریورس کرکے روڈ پر ڈال دی-----

---------------

رات کے کھانے کے بعد زرش اپنی ماں اور باپ کے ساتھ بیٹھی تھی جب فواد صاحب گویا ہوئے---

ایمان کافی پیاری بچی ہے ۔بہت نیک اور سلجھی ہوئی ہے---

جی پاپا وہ بہت پیاری ہے بلکل چھوٹے بچوں کی طرح زرش بھی بولی ---

بیگم میں کچھ سوچ رہا ہوں ---

''کیا ---''

'یہی کہ ہم ایمان کو اپنے گھر کی بہو بنا لیں ---''

'' سچی بابا ----''زرش خوشی سے چہک اٹھی---

''ہاں جی مجھے بھی بچی پسند ہے ہمارے زوہیب کے لیے---''

''ٹھیک ہے آپ کل ہی زوہیب سے اس سلسلے میں بات کریں----''

سمرین بیگم نے سر ہلایا---

جبکہ زرش کی آنکھیں خوشی سے چمک رہیں تھیں---

ایک اور بات ---

کل بھائی صاحب لوگ گھر آنا چاہ رہے ہیں اچھے سے اہتمام کیجیے گا---

وہ کہتے وہاں سے اٹھ گئے جبکہ زرش کا منہ پھول گیا----

-----------

وہ دونوں کلب میں بیٹھے سگریٹ پی رہے تھے جبکہ آس پاس کا ماحول بھی کچھ ایسا تھا لڑکیاں اور لڑکے اکٹھے ڈانس کر رہے تھے--

دفعتاً احمر کا فون رنگ ہوا--

''ہیلو بڈی ----''

''احمر کہاں ہو تم اتنی رات ہو گئی ہے فوراً گھر پہنچو پھو پھو کب سے پوچھ رہی ---''

''اوکے برادر----''

احمر نے کال کٹ کی اور حسان کو دیکھا جو اسی کی طرح صوفے کے ساتھ پشت ٹکائے بیٹھا تھا---

کیا ہوا ؟

''بڑی کی کال پھوپھو آئیں ہوئیں --''

''بڑی کو ڈانٹا ہوگا تبھی تو غصے میں لگ رہے تھے ---''

چل شانت کرتے پھوپھو جی کو بھی ----

ٹارگٹ ملا---؟؟

نو---یک لفظی جواب ---

دونوں ایک نظر ڈال کر نکلتے چلے گئے----

---------

''ہیےےے جان من!! آپ کب آئیں ---''

اس کے طرزِ تخاطب پر وجاہت صاحب شرمندہ سے ہوگئے جبکہ اسما بی جی پہلو بدل کر رہے گئی---

''جان من ہوگی تیری بیوی----''

وہ مصنوعی غصے سے بولی----

''ارے پہلی جان من تو آپ ہیں وہ ان کے گلے ملتا بولا----''

حسان کو چھوڑنے کے بعد بیس منٹ کا سفر چھ منٹ میں طے کر کے وہ گھر پہنچا تھا نظر ہمیشہ کی طرح انتظار کرتی اسما بی جی پر گئی ---

''چل ہٹ پرے جب بھی آتی ہوں تجھے بلانا پڑتا ہے کبھی گھر بھی ٹک جایا کر---''وہ اس کو جھڑک کر بولی ---

جبکہ احمر اب ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا تھا--

''احمر بتاؤ بی جی کو کہاں تھے تم ''برھان سیاہ ٹراؤزر اور سیاہ ہی ٹی شرٹ پہنے بیٹھا چائے کا کپ لبوں سے لگاتے بولا---

''ہاں بتا تو کہاں تھے تم آدھی رات ہونے کو آئی ہے اور فون کر کے گھر آنے کا سندیش دیا جارہا ہے ---''

''بلکل بی روز یاد دلانا پڑتا ہے کہ اب گھر آجاؤ ---'' برھان مسکراہٹ دبائے بولا----

جبکہ احمر اپنے بڑی کو گھور رہا تھا ---

''بڑی یار بتا کر گیا تھا نا ---بتاؤ بی کو ----''

کب؟؟؟ برھان نے سنجیدہ چہرے سے سوال کیا---

احمر نے فوراً سے فون نکال کر میسج ٹائپ کیا اور اس کو اشارہ دیا ---

"بڑی اگر آپ نے بی جی کو اور بابا کو نا کہا تو میں بتا دوں گا آپ لیلی سے شادی کرنا چاہتے ---احمر کا میسج پڑھتے ہی برھان کو زوردار اچھو لگا ---"

"بی جی بتا کر گیا تھا مجھے آفس کا کام اتنا تھا میں بھول گیا ---- دو نمبر انگریز برھان آخری بات منہ میں بڑبڑایا ---"

"ماں صدقے میرا چاند سا بیٹا کام اتنا کرتا یہاں آ میرے پاس ---"بی جی باہیں پھیلا کر بولی تو برھان ان کی دوسری طرف بیٹھ کر کا پیار لینے لگا جبکہ احمر گود میں سر رکھے ہونقوں کی طرح دیکھ رہا تھا ----

"دیکھ احمر کتنی چنتا ہے میرے بچے کو کام کی ایک تم ہو کہ لاپرواہ کچھ اپنے بھائی سے سیکھ لو-----" برھان نے اس کے طرف دیکھنے پر آنکھ ونک کی ----

"میں تو کچھ لگتا ہی نہیں سب میرے پیچھے پڑے رہتے جیسے مجھے سڑک سے اٹھایا تھا ---"احمر بولتا بی جی کو ایموشنل کر گیا اور وہ صدا کی نرم مزاج اس کی نوٹنکی پر پگھل گئی ---

"ارے نا میرے شہزادے تم تو میری جان ہو وہ اس کے سر میں پیار سے انگلیاں چلاتی بولی اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا ----"

جبکہ وجاہت صاحب اپنے خوبرو بیٹوں کو دیکھ رہے تھے جن کی ایک دوسرے میں جان بستی تھی ---اوران کی جان اپنے بیٹوں میں بستی تھی جو لاکھوں میں نہیں کروڑوں میں دو تھے ----

------------------

سمیر فریش ہوکر نکلا تو سجل کو کمرے میں آتے دیکھا جو سومان کو اٹھائے آ رہی تھی ---

وہ بیڈ پر اس کو لیٹا کر اس کی جانب آئی---

''سمیر----''

''جی جان سمیر ----''اس نے سجل کو باہوں میں بھر کر اس کے بالوں پر لب رکھے----جبکہ وہ سکون سے آنکھیں موندے کھڑی تھی--

''کل گھر تایا ابو اور ان کی فیملی آ رہی----''

ہمم'''' گویا آگے بولنے کا اشارہ کیا--- سمیر شاہ کےتاثرات یکدم سخت ہوئے تھے---

''تو میں کچھ دن رہنے چلی جاؤں؟''----وہ سر اٹھا کر اس کے چہرے کو دیکھتے بولی---

رہنے کی بات پر اس کا چہرہ مارے ضبط کے سرخ پڑ گیا----

''نہیں رہنے ہرگز نہیں جاؤ گی بلکہ ان کی موجودگی میں میرے ساتھ جاؤ گی اور میرے ساتھ آؤ گی---''وہ اس کے گرد حسار تنگ کرتا بولا----

''پر کیوں سمیر پہلے بھی تو رہنے جاتی ہوں اب کیا مسئلہ ہو رہا ہے جب ماما نے خود بلایا ہے تو ----''وہ اس کے حسار سے نکلنے کو پھڑپھڑائی----

''تو میں کہہ رہا ہوں سجل رہنے کا نام بھی مت لینا ---''جب وہ چلے جائیں تب جا سکتی ہو---

''تب کیوں میں کل جاؤ گی بس '' سجل کو غصہ آیا تھا---

اس نے سرخ نظروں سے اسے دیکھااور اس کو چھوڑ کر بیڈ پر سوئے ہوئے سومان کو اٹھا کر اسی کمرے کے ساتھ بنے بے بی روم میں چھوٹے سے بیڈ پر لیٹایا اور اچھے سے کمبل درست کر کے واپس آیا اپنے کمرے میں آیا ---

سجل ابھی تک ویسے ہی کھڑی تھی وہ جانتی تھی کہ وہاں جانے سے کیوں منع کر رہا پر اب تو سال بیت چکے تھے---

''سمیر پلیز اب تو وہ بھی بھول چکے ہوں گے آپ بھی ختم کریں اس بات کو----''!

وہ اس کے ہاتھ پکڑ کر بولی ----

سمیر غصے میں اس کے ہاتھ جھٹک کر اس کو گود میں اٹھائے بیڈ پر لایا ---اور خود اس پر کسی چٹان کی طرح چھا گیا----

سجل کو اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں----

''شوہر تھکا گھر آیا میری تھکاوٹ دور کرو نا کہ وہاں جا کر میری عزت کو تماشا بناؤ اپنے اس تایا کے سامنے ----''سمیر شاہ کالی سرد آنکھیں اس کی گرے آنکھوں میں گاڑھ کر سرد لہجے میں بولا اور پوری شدت سے اس کے لبوں کو قید میں لیا آج اس کی گرفت میں غصہ اور شدت جھلک رہی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ اس نے سمیر شاہ کے سامنے ان کا نام لے کر کتنی بڑی غلطی کی ہے ---

اسکی شدت کو تاب نا لاتے ہوئے وہ مزاحمت کرنے لگی پر وہ اس کے گرد حسار اور تنگ کر گیا اور کچھ وقفے کے بعد اس کو چھوڑا جو سانس ہموار کر رہی تھی----

''ایک بات سن لو اگر تم کل وہاں گئی تو سمیر شاہ سب کے سامنے گھسیٹتا ہوا واپس لے آئے گا اور ہمیشہ کے لیے تمہاری فیملی سے بھی تعلق ختم کروں گا----''وہ اس کے ہاتھوں کو بیڈ سے لگاتے بولا اور پھر پوری طرح سے اس پر جھک آیا--

اس کے لمس میں اتنی شدت تھی کہ سجل تڑپ اٹھی پر وہ انجان بنا اس کے ہوش اچھی طرح ٹھکانے لگا رہا تھا کہ دوبارہ ان کا نام بھی مت لے---

سمیر سجل سے انتہا کی محبت کرتا تھا اور اس نے جس طرح اپنی محبت پائی تھی وہ چاہ کر بھی اس پر کسی کی بری نظر نہیں پڑنے دے سکتا تھا اور ان کی تو بلکل نہیں جس کی پہلے ہی نظر رہی ہو۔۔۔۔

--------------

اگلے دن ایمان خراب طبیعت کے ساتھ یونیورسٹی گئی تھی زرش کے گھر اس کے تایا ابو کی فیملی کینیڈا سے آرہی تھی تو وہ ان تیاریوں میں لگی تھی جبکہ ایمان نے یہ کہہ کر سمیر کو قائل کیا کہ وہ جلدی گھر ا جائے گی آج ایک ہی لیکچر ہے ۔۔۔۔

سمیر نے بھی اجازت دے دی ۔۔۔۔

ایمان جیسے ہی کلاس میں آئی سامنے برہان درانی کو کھڑا پایا جو اس کی طرف پیٹھ کیے محو گفتگو تھا ۔۔اور باقی کلاس ابھی خالی پڑی تھی۔۔۔

ایمان کو احساس ہوا کہ وہ جلدی آ گئی ہے اسے اتنا ڈر تھا وہ جلدی سے معافی مانگ کر جان چھڑوانا چاہتی تھی اور دوسرا ایک طرف سے صحیح تھا کہ زرش نہیں آئی تھی کہ وہ اس کو ہرگز بھورے بلے سے معافی نا مانگنے دیتی۔۔۔

برھان جو اس کی موجودگی پر ہی کال بند کر چکا تھا اس کو یوں سر جھکائے کسی گہری سوچ میں دیکھ گلا کھنکار کر اپنی طرف متوجہ کیا-----

دونوں کی آنکھیں ٹکرائیں اور ایمان اس کی آنکھوں کی چمک تاب نا لاتے نگاہیں پھیر کر جلدی سے کھڑی ہو گئی----

کیسی ہیں آپ؟؟

اس سے پہلے کہ ایمان جواب دیتی احمر مخصوص چال چلتا بھاری بوٹوں کی دھمک چھوڑتا کلاس میں آیا---

براؤن جینز پر وائیٹ شرٹ پہنے جواس کے چوڑے کندھوں تک فٹ تھی چوڑا مضبوط سینا ماتھے پر بکھرے بال مضبوط چوڑی کلائی میں واچ پہنے شرٹ کے بازو فولڈ کیے وہ لاپرواہ سا انتہا کا پیارا لگ رہا تھا اپر سے اس کی سفید رنگت اور ہلکی بھوری بیئرڈ برھان کے مطابق دو نمبر انگریز ایک نمبر انگریز سے کئی گنا پیارا لگ رہا تھا وہ کوئی یونانی دیوتا لگ رہا تھا اس پر اس کی نچلے لب کا تل تو دیکھنے والوں پر قیامت برپا کر دیتا تھا---

وہ اپنے قدموں کی دھمک چھوڑتا برھان کے سامنے کھڑا ہوا-----

اسے دیکھ کر ایمان کا سانس سوکھ گیا دل سوکھے پتے کی طرح لرز رہا تھا کہ وہ یہاں کیا کر رہا ہے کیا اس کی سر سے شکایت لگانے آیا تھا---وہ اسی کشمکش میں کھڑی تھی---

برہان درانی گرے پینٹ پر وائیٹ ٹی شرٹ اور اس کے اپر گرے فل سیلیو ویسکوٹ پہنے بال جیل سے سیٹ کیے سائیڈ کیے گلابی لبوں پر ہلکی سی مسکان لیے اپنے چیتے کو دیکھ رہا تھا ---اس نے اپنی کٹ والی ائبرو اچکائی گویا وجہ جاننی چاہی اور یہ-کرتے ہوئے وہ وہ کافی خوبصورت لگا تھا---

"بڑی -----آپ کو پتا نا کہ گھر بی جی اور ڈیڈ سے کیا بولنا---"احمر ایک ادا سے بولا کہ برہان نے گھورا----

"سدھر جاؤ احمر اب سے روز یونی کے بعد تم آفس آیا کرو گے "

"اوکے برادر وہ بعد میں دیکھتے بٹ ابھی آپ نے یہی بتانا میں گیا تھا آفس ----"

یہ تم ریکوئسٹ کر رہے ہو یا آڈر دے رہے ----برہان نے مصنوعی غصے سے پوچھا ---

"ریکوئسٹ برادر ریکوئسٹ-----"

برہان نے سر ہلایا کہ جیسے مان گیا ہو---

ایمان سنہری آنکھوں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی ---یہ سن کے اس پر ادراک ہوا کہ وہ دونوں بھائی ہیں تو وہ حیران رہ گئی---

ایک اتنا پیارا ڈیشنگ رکھ رکھاؤ والا نرم مزاج اور دوسرا اس کے برعکس----

''تھینکس بڈی ----''

وہ ایک نظر ایمان پر ڈال کر چلا گیا ----

پیچھے ایمان کو اور خوف آنے لگا اس شخص جو اسکو نظروں ہی میں آنے کا اشارہ کر گیا تھا---

برھان واپس اس کی طرف متوجہ ہوا جو دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی ----

''میں نے کچھ پوچھا تھا آپ سے ----''برھان کا لہجہ محبت سموئے تھا ---

جج جی سر میں ٹھیک ہوں ----

''اوکے آپ اتنا گھبرا کیوں رہی ہیں ---''

''وہ وہ سر میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے ----''

یہ سن کر اس کو ہول اٹھا ---

''آپ کو آرام کرنا چاہیے تھا آئی کیوں آپ خراب طبیعت سے----''اس کے لہجے سے پریشانی چھلک رہی تھی پر ادھر پرواہ کیسے تھی اس کا دھیان تو کہیں اور اٹکا تھا---

''بیٹھ جائیں اور یہ۔ لیکچر کی کے بعد آپ فوراً گھر جائیں گی اوکے---''برھان تحکم سے بولا ایمان سر ہلا کر بیٹھ گئ ---وہ جو اس سے بات کر کے آج کہنے والا تھا کہ وہ محبت کرنے لگا ہے اس سے۔ پر اس کی طبیعت کا خیال کر کے خاموش ہو گیا ----

جتنی دیر باقی کی کلاس نہیں آئی برہان ڈائس کے پاس کھڑا موبائل نکال کر آج کی میٹینگ کی اپڈیٹ دیکھ رہا تھا اور وقفے وقفے سے اس پر بھی نظر اٹھ رہی تھی جو کتاب پر جھکی ہوئی تھی -----

-------------------------

صبح سجل کی آنکھ کھلی تو سمیر آدھا اس پر سویا تھا--- سجل رات کو اس کی شدتوں سے نڈھال ہو چکی تھی اور اب اس کے یوں خود پر پھیلنے پر اس کو غصہ آیا تھا---اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو سمیر حسار مضبوط کر گیا---

''چھوڑو مجھے ----''

''چپ کر کے پڑی رہو جب تک میں نہیں اٹھ جاتا---''سمیر بوجھل آواز میں بولا--''

''واشروم جانا ہے مجھے چھوڑو اب ''

سجل اس سے ناراض ہو چکی تھی---

سمیر نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اور پھر ماتھے پر لمس چھوڑ کر پیچھے ہوا---

وہ جلدی سے اٹھ کر وارڈروب سے ڈریس لے کر واشروم بند ہو گئی ---

جبکہ سمیر کسی گہری سوچ میں گم ہو گیا---کچھ دیر بعد وہ نکھری نکھری سی باہر نکلی اور گیلے بالوں میں برش کر کے اس کو مکمل نظر انداز کر کے ٹھاہ سے دروازہ بند کرتی باہر نکل گئی----

جبکہ اس کے یوں جانے پر سمیر لب بھینچ کر رہ گیا ----

وہ فریش ہو کر پینٹ پہنے باہر آیا اور سجل کو آوازیں دینے لگا کہ وہ ہی اس کی تیاری کرواتی تھی ----

پر سجل تو جیسے کان بند کیے بیٹھی تھی ----

اس کے دو بار پکارنے پر بھی وہ نہیں آئی سمیر جانتا تھا جس بات کا غصہ چڑھا ہے میڈم کو پر اس کے نا آنے پر وہ غصہ ضبط کر کے شرٹ پہن کر تیاری ہونے لگا ----

ایمان تیار ہو کر چیئر پر بیٹھی سجل نے اس کا بخار چیک کیا اور اس کو اور سومی کو اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کروایا ---

سمیر کی آواز پر ایمان نے جانے کا کہا پر وہ انکو ناشتہ کروانے لگی کہ جا کر دیکھ لے گی پہلے ان دونوں کو ناشتہ کروا لے ---

سمیر غصے سے بھرا ڈائنگ ٹیبل پر آیا وہ اس کی خبر لینا چاہتا تھا کہ سامنے ایمان اور سومی کو دیکھ کر لب پیوست کیے اور خونخوار نظروں سے سجل کو دیکھا جو اس کے یوں دیکھنے پر دہل گئی اور فوراً نظروں کا زاویہ بدل دیا ----

ملازمہ نے ناشتہ سرو کیا اور یہ دیکھ کر اس کا میٹر گھوم گیا کہ پہلے سجل ہی ناشتہ سرو کرتی آئی تھی اور آج وہ اپنے شوہر کے کاموں سے ہاتھ جھاڑے بیٹھی تھی اس سے پہلے کہ وہ پھٹ پڑتا ایمان کی آواز آئی---

''جی گڑیا---''

''وہ مجھے آج یونیورسٹی چھوڑ دیں زرش نہیں جا رہی جلدی آجاؤ گی ''

اوکے بیٹا---

سمیر لب بھینچ کر ناشتہ کرنے لگا---

کچھ دیر بعد ایمان اپنا بیگ لینے کمرے میں گئی تو سمیر سومی کو اٹھائے سجل کو نظر انداز کرتا لاؤنج میں آیا---

اس نے اپنی داڑھی سومی کی گال پر رگڑی تو وہ کھلکھلانے لگا سمیر بھی مسکرا دیا سجل کو آتا دیکھ وہ سومی کو چھوڑ کر اس کو کھینچ کر کیچن میں لایا اور سلیپ سے لگایا---''پوچھ سکتا ہوں یہ کیا حرکت تھی ---''وہ ناگواری سے بولا---چھوڑو مجھے درد ہو رہا ہے ---اپنے دماغ کو سیٹ کر لو ورنہ میرا سیٹ کرنا تمہے پسند نہیں آئے گا--وہ اس کے گال پر جھکا اور دانت گاڑھ دیے کہ سجل کی سسکی نکلی---

''یہ سزا تھی نا آنے کی ----''

اور اب وہ اس کی گردن پر جھکا اور وہاں بھی دانت گاڑھ دیے ''اور یہ سزا اپنے مجازی خدا کو نظر انداز کرنے کی ----''

سجل کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے---

سمیر دیکھ ان جو لبوں سے چن گیا ---امید ہے جان سمیر اب تم اس بارے بات نہیں کرو گی -- وہ اس کے ماتھے پر لب رکھ کر اس کا گال تھپک کر باہر گاڑی میں بیٹھا---

سجل بس گھور کر رہے گئی---وہ اس سے ناراض تھی بجائے منانے کے وہ اس پر رعب ڈال کر چلا گیا تھا

---

جب ایمان آئی تو وہ بھی سومی کو چٹاچٹ چومتی جلدی سے گاڑی میں بیٹھی اس کے بیٹھتے ہی سمیر نے گاڑی سٹارٹ کردی---

---------------------------

ایمان کلاس لے کر کیفے آئی---

کیفے پر کافی رش تھا اس کو آتا احمر دیکھ چکا تھا----

سوائے حسان کے کوئی نہیں جانتا تھا کہ ایمان نے معافی مانگنی ہے ---

اس کو اکیلا آتا دیکھ حسان حیران ہوا اور پھر منہ لٹک گیا کہ وہ زرش کو دیکھنا چاہ رہا تھا اور وہی نہیں آئی تھی اگر وہ ساتھ ہوتی تو کتنا مزہ آتا ان سے سوری بلوا کر بعد میں وہ زرش سے دوستی کر لیتا---

حسان کو وہ شیرنی اچھی لگی تھی اس لیے وہ اس کا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا----

احمر سگریٹ لبوں میں دبائے سامنے آتی ایمان کو دیکھ رہا تھا----

وہ چلتی اس کے پاس آئی اور پھر رک کر سارے جھرمٹ کو دیکھا جو آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے

----

اسے احمر کا رات اپنے کمرے میں یوں آنا اور پھر سب کے سامنے اس کی تزلیل کرنا کہ سب اس کو عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے --- ہر کوئی اس پر باتیں بنا رہا تھا کہ وہ جان بوجھ کر احمر درانی کے قریب ہونا چاہ رہی ہے ---اس فضول الزام پر ایمان کا دل کٹ رہا تھا---

وہ جیسے ہی احمر کے ٹیبل پر آئ تو چاروں جانب سکوت چھا گیا----

احمر اپنی کرسی چھوڑ کر کھڑا ہوا جب ایمان نے سوری بولا اور پھر اس کا ہاتھ اٹھا تھا احمر پر--- وہ جو معافی مانگنا چاہتی تھی پر معافی مانگ کر اپنے کردار پر لگے الزام سچ ثابت نہیں ہونے دینا چاہتی تھی اور احمر پہلے حیران ہوا اور پھر اس کی کاروائی دیکھ کر اس کی آنکھیں لال انگارہ ہو گئیں----

وہ اس کو سب کے سامنے نیچا دیکھانا چاہتا تھا اور یہ کیا ہوا سب کے سامنے احمر درانی پر اس کا ہاتھ اٹھا تھا ---سب منہ کھولے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے تھے----

مجھے تم میں کوئی انٹرسٹ نہیں احمر درانی،تمھاری طرف دیکھنا بھی گوارا نا کروں اور کس بات کی سوری جب میری غلطی تھی ہی نہیں ---امید ہے اب کوئی میرے کردار پر انگلی نہیں اٹھائے گا---

اس میں اتنی ہمت پتا نہیں کیسے آئی تھی کہ وہ کہتی سب جو ششدر چھوڑے وہاں سے نکلتی چلی گئی-----

وٹ دا ہیل از دس ---احمر دھاڑا تھا اور کرسی اٹھا کر ٹیبل پر پٹخی کہ زور دار آواز آئی جب احمر کھولتے خون سے باہر نکلا----

احمر یار احمر -----حسان نے اس کو آواز دی پر اس پر تو جیسے خون سوار تھا ---وہ پارکنگ میں آیا---

تمہے تو میں چھوڑوں گا نہیں ایسا بدلہ لوں گا کہ یاد رکھو گی ----وہ گاڑی میں بیٹھا ---جب حسان بھی فٹ سے بیٹھا تھا----

مجھے وہ لڑکی چاہیے حسان ---سرد پر اسرار لہجہ -----

اور سرخ آنکھیں اس کا یہ روپ دیکھ کر تو حسان بھی ڈر جاتا تھا اس میں ہمت نہیں ہوتی تھی اور یہ روپ حسان کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا نا کسی نے دیکھا تھا---حسان نے اس کا سرخ چہرہ اور پھولیں رگیں دیکھ کر خاموش رہنے میں عافیت جانی اگر وہ انکار کرتا تو جو تباہی احمر لاتا اس نے سوچ کر ہی تھوک نگلی---

اس کے اٹل ارادے دیکھ کر حسان کو اس لڑکی پر افسوس ہونے کے ساتھ ترس آیا تھا جو جانے کیا کر بیٹھی تھی پر اب بات آگے نکل چکی تھی ----

اب احمر درانی کی باری تھی اور وہ کیا کرنے والا تھا جانتا حسان بھی نہیں تھا----

.------

زرش ملازموں کو ہدایت دیتی لاؤنج کی سیٹنگ کروا رہی تھی جب سجل کی کال آئی---

آسلام علیکم!

''زرش تایا ابو سے ایکسکیوز کر لینا میں نہیں آسکتی۔۔۔''

پر۔۔

''پر ور کچھ نہیں تم ماما سے بھی کہہ دینا شاہ آنے نہیں دے گا اور نا ابھی میرا موڈ ان سے ملنے کا۔۔''

''ٹھیک ہے آپی۔زرش موقع کی مناسبت سمجھتی تھی تبھی خاموشی اختیار کر گئی۔۔۔''

کچھ اور باتوں کے بعد سجل نے فون رکھا ہی تھا جب ہانپتی کانپتی ایمان اندر آئی۔۔۔اس کی حالت دیکھ کر سجل بھی گھبرا کر اس کے پاس پہنچی۔۔۔ سجل کے آتے ہی وہ اس سے لپٹ کر رونے لگی کہ بھورے بلے کو تھپڑ مار کر آئی تھی اب تو اس کی ٹانگیں بھی شل ہو رہی تھیں آگے کا سوچ کر اس وقت اس میں اتنی ہمت اپنے کردار پر لگائے گئے بے بنیاد الزام کی وجہ سے آئی تھی کہ اس نے بنا کچھ سوچے یہ کارنامہ سر کر دیا تھا اور اب گھبراہٹ سے دل بیٹھا جا رہا تھا۔۔۔

''گڑیا کیا ہوا۔۔۔۔رو کیوں رہی ہو۔۔۔''؟

''وہ وہ بھابھی آج زرش نہیں تھی تو میرا دل نہیں لگا اور جب وہاں سے آنے لگی تو میں گر گئی۔۔۔''

ایمان کو جھوٹ بولتے ہوئے بے حد شرمندگی ہوئی پر وہ بتا بھی نہیں سکتی تھی اس لیے اپنا غم دل میں دبا گئی۔۔۔

''کوئی بات نہیں مانو۔۔۔پھر کیا ہوا ایسی چھوٹی موٹی باتوں سے گھبرا کر روتے تھوڑی ہیں۔۔۔اور زرش نے کہا تھا تو تم اس کے ساتھ جاتی خیر ادھر بیٹھو۔۔۔۔''

سجل اس کو شانے سے تھام کر صوفے پر بیٹھایا۔۔۔

"بوا پانی بھجوائیں ایمان کے لیے----"

وہ اس کا بھیگا چہرہ صاف کرتی بولی ---

"بھابھی بھائی کو مت بتانا نہیں تو وہ پریشان ہوں گے ---"

سمیر شاہ کے نام پر سجل خاموش ہوگئی---

جب بواپانی کے کر آئی اور ایمان سے مل کر ڈھیروں دعائیں دیں وہ ان کے بچپن سے ہی گھر کا کام کرتی تھی اور ان کے ماں باپ کے گزر جانے کے بعد بھی وہ سمیر اور ایمان کے ساتھ رہیں تھیں اور اب تک تھی کچھ دنوں کے لیے وہ گاؤں گئی اور اب لوٹی تھی اس کی اس گھر میں اہمیت سجل بھی نہیں جان پائی تھی پر وہ بھی دونوں بہن بھائی کی طرح بوا سے بہت متاثر ہوئی تھی----

وہ دونوں باتیں کرنے لگیں پر ایمان کی سوئی اس شیر پر اٹکی تھی کہ اب اس کی دھاڑ کی بازگشت نجانے کہاں تک جانی تھی ----

--------------------------

زرش لاؤنج سیٹ کروا کر بیٹھی ہے تھی جب باہر سے گاڑیوں کی آواز آئی اور کچھ ہی دیر میں وہ سب اندر آئے---فواد صاحب اور سمرین بیگم نے ان کا اچھے سے ویلکم کیا--زرش ابھی تک اپنی جگہ پر کھڑی ان کو دیکھ رہی تھی --جب اس کی نظر اپنی کزن پر پڑی جو انتہا کی خوبصورت پر بہت بولڈ لگ رہی تھی یہ اس کی

ڈریسنگ سے ہی لگ رہا تھا اور پھر نظر مسکراتے ہوئے جازب پر پڑی دونوں بہن بھائی کافی خوبصورت تھے اور مغرور بھی جو سب کے ساتھ مسکراتا ہوا آ رہا تھا --

اسلام علیکم!!

وعلیکم السلام ---

ماشاءاللہ --- کچھ سال پہلے بلکل چھوٹی سی لگتی تھی ---

اس کے تایا زرش کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے---

وہ باری باری سب سے ملی ---اس کی نظریں تو اپنی کزن شہلا سے ہٹ ہی نہیں رہیں تھیں اور شہلا اندر ہی اندر مسکرا رہی تھی اسے اپنی خوبصورتی پر اتنا غرور تھا کہ جو دیکھتا دیکھتا رہ جاتا ---وہ بہت چھوٹی تھی جب یہاں سے گئی تھی اور اس کے بعد اب واپس آرہی تھی ماں باپ کے لاکھ کہنے کے باوجود وہ نہیں آتی تھی پر اب اسے آنا پڑا کہ جواد صاحب اپنی فیملی کو لے کر ہمیشہ کے لیے پاکستان شفٹ ہونے کے لیے آئے تھے ---

جازب کی نظریں زرش کا طواف کر رہی تھی --اسے اپنے چہرے پر نظروں کی تپش معلوم ہوئی تو ادھر ادھر دیکھنے پر جازب کو خود کو تکتا پایا---زرش کو عجیب سے کوفت ہوئی وہ کیچن کا بہانہ کر کے آٹھ گئی---

سجل بیٹی نہیں آئی----جواد صاحب نے پوچھا---

وہ دراصل بھائی صاحب اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے کہا کہ آپ ناراض نا ہوں ایک دو دنوں میں چکر لگائے گی سمیر کے ساتھ ---

جبکہ سجل کے نام پر جازب کی آنکھیں چمک اٹھیں اور سالوں پہلے ہوا واقع ذہن کے پردے پر لہرایا تو سمیر پر غصہ حد سے بڑھ گیا ---

مجھے ریسٹ کرنا میرا کمرا بتا دیں ---وہ خود پر کنٹرول کرتا اٹھا جب سمرین بیگم کے بتانے پر وہ کمرے میں بند ہو گیا----

------------------

احمر کو کالی بلی پر غصہ تھا جو اس نے کیا وہ کسی میں ہمت نا تھی احمر کے سامنے تو بات کرتے ہوئے اچھے اچھے کانپ جاتے تھے جب وہ اپنے جلالی موڈ میں ہوتا تھا اور یہ چھوٹی سی معزور لڑکی سب کے بیچ اس کا تماشہ بنا گئی---وہ سیگریٹ پے سیگریٹ چڑھا رہا تھا اسے کسی پل سکون نہیں مل رہا تھا کہ وہ اس کا گلہ دبا دے ---

حسان خاموشی اختیار کیے ہوئے تھا اگر بولتا تو شاید اس کی درگت پکی تھی---

وہ دونوں اس وقت احمر کے پرسنل فلیٹ میں موجود تھے جب اس کا فون رنگ ہوا ----

احمر نے یس کر کے کان سے لگایا ---

"آپ کی وجہ سے یہ ہوا ہے اور اب آپ اس کا حساب دوگے۔ اس لڑکی میں اتنی ہمت نا ہوتی اگر آپ مجھے نا روکتے۔" سامنے سے بھرپور قہقہہ لگایا گیا تھا ---

احمر جل بھن اٹھا تھا ---

''ماننا پڑے گا شیرنی ہے اب غلطی سے بھی اس سے پنگا مت لینا۔۔۔''

اسے چیڑانے کے لیے کہا گیا تھا۔۔۔

''پنگا اس نے لیا میں تو فقط قرض چکاؤں گا۔۔۔''

اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے احمر ۔۔۔ سامنے سے تنبیہہ کی گئی۔۔۔

''اور آپ کو لگتا میں مانوں گا اپکی ۔۔۔۔''

''میں کھیل ختم کر رہا تھا پر شاید وہ مزید کھیلنا چاہتی۔''

''اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے میں پھر سے کہہ رہا ہوں ۔۔۔''

''دیکھتے ہیں ۔۔''احمر زہریلی مسکراہٹ لیے بولا۔۔۔۔

--------------------

دو دن ہو گئے تھے ایمان ڈر کے مارے یونیورسٹی نہیں جا رہی تھی اس کی وجہ سے زرش بھی نہیں گئی۔۔۔

آج دو دن بعد سمیر گھر آیا تھا ۔۔۔۔

وہ ایک کیس کے سلسلے میں الجھا ہوا تھا اور نا ہی گھر آسکتا تھا ۔۔۔

ایک مجرم کو پکڑنا تھا جو جیل سے فرار ہو گیا تھا اور اس پر بیس لاکھ انعام تھا اسی کو پکڑنے میں رات دن محنت کے بعد ایس ایس پی سمیر شاہ جس کی کچھ دن پہلے یہاں پوسٹنگ ہوئی تھی اس مجرم کو ڈھونڈ کر پولیس مقابلہ میں اس کا قصہ تمام کر دیا تھا وہ جو ابھی خود کو ایکسپوز نہیں کرنا چاہتا تھا اس مجرم کو پکڑنے

تک اور اس کو ختم کرنے تک معلوم پڑ چکا تھا کہ نئے تعینات ہونے والے ایس ایس پی سمیر شاہ نے خطرناک مجرم کو پکڑ کر اسے عبرتناک انجام تک پہنچا دیا---

ڈی آئی جی اور آئی جی سے ملاقات کے بعد وہ سخت خفا بھی ہوا کہ وہ اپنا کام انڈر گراؤنڈ کرنا چاہتا تھا---

ان سے شاباشی لے کر میڈیا کے سوالوں کو بھگتا کر وہ تھکا تھکا سا گھر لوٹا جو یونیفارم پہنے بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا--- اس پر اس کی سرخ آنکھیں جو ایک منٹ بھی نا سونے کی چغلی کر رہیں تھیں ---

ایمان صوفے پر بیٹھی سومی سے کھیل رہی تھی جب نظر بھائی پر پڑی---

''بھیا---''ایمان اپنے بھائی کو پولیس یونیفارم میں دیکھ کھل اٹھی کہ وہ ہمیشہ اپنے بھائی کو وردی میں دیکھنا چاہتی تھی پر کچھ دنوں سے اس کا بھائی سول کپڑوں میں ہی رہنے لگا تھا اور آج اسے واپس سے یونیفارم میں دیکھ کر ایمان اپنے ہینڈسم بھائی کے صدقے واری جا رہی تھی ---

''جی بھیا کی جان'' سمیر نے ایمان کو ساتھ لگاتے سر پر بوسہ دیا---

''بابا کی جان میرا شہزادہ پھوپھو کو تنگ تو نہیں کیا---''وہ سومی کو لے کر مخاطب ہوا---

سومان نے نا میں سر ہلایا اور باپ کے گال پر لب رکھے----

''چلو سومی پھوپھو کو بھی پاری دو---''

ایمان نے اپنا گال آگے کیا تو سومی نے فٹ سے پھوپھو کا گال بھی چوم لیا۔۔۔

اس کی حرکت پر دونوں بہن بھائی مسکرا دیے۔۔۔

''بھیا آپ بہت پیارے لگ رہے ہیں ہمیشہ کی طرح وہی جملہ دہرایا گیا۔۔''

سمیر کی مسکراہٹ گہری ہوئ ۔۔۔

شکریہ بیٹا ۔۔۔

''بھیا بھابھی خفا ہیں آپ ان کو منائیں ۔۔۔''

''اووو لیڈی ڈان کو بھی اب منانا پڑے گا وہ مصنوعی بیچارگی سے بولا۔۔۔''

ایمان سومی نے زورو شور سے سر ہلایا۔۔۔

سمیر دونوں کو مسکرا کر دیکھتا کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔

سجل وارڈروب میں پکڑے ہینگ کر کے پلٹی تھی جب اپنے پیچھے کھڑے سمیر سے ٹکرائی۔۔۔۔

اہہ ۔۔۔وہ ناک کر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا چیخی۔۔۔۔

اور گھور کر سمیر کو دیکھا ۔۔۔جو مسکرا کر اپنی متاع جان کو دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔

وہ خفگی سے وہاں سے جانے لگی جب سمیر نے اس پکڑ کر سینے سے لگایا---

کدھر جان جاں ---شوہر تھکا ہارا لوٹا ہے اور آپ باہر چلیں---

''چھوڑو مجھے سمیر کوئی بات نہیں کرنی آپ سے---''

''غصہ کس بات پے ہے دو دن میرے گھر نا آنے پر یا تمھے نا جانے دینے پر----''سمیر اس کی گردن میں منہ چھپائے بوجھل لہجے میں بولا----

'دونوں پر----''سجل کہہ کر اسے خود سے دور کرنے لگی ----

ٹھیک ہے ہم اپنی مسز کی ناراضگی دور کر دیتے ہیں ----وہ اس کے ناک پر لب رکھتے بولا----

کل چلیں گے وہاں اب موڈ ٹھیک کرو اور شوہر کی خدمت کرو----

وہ آنکھ دبا کر بے باکی سے بولا سجل کا چہرا سرخ ہو گیا---

جب سمیر نے اس کو کھینچ کر وارڈروب سے لگایا اور گردن پر جھک کر اپنی من مانی کرتا گیا----

سجل مشکل سے اس سے جان چھڑا کر دور ہوئی اور گہرے سانس لینے لگی ---

''میں چینج کر کے آتا ہوں خبردار جو کمرے سے باہر گئی تو ---''

سمیر اس کی حالت سے محضوظ ہوتا اسے وارن کرتا واشروم میں بند ہو گیا ----

-----------------------------------

صبح ایمان ڈرتے ڈرتے یونیورسٹی آئی اسے ڈر تھا کہ اس کے بھائی نے نا جانی کہ وجہ پوچھی تو کیا بتائے گی۔۔۔ابھی اسے سمیر چھوڑ کر گیا ہی تھا صبح وہ اپنے بھائی کے ساتھ آتی اور واپسی پر زرش ساتھ ہوتی تھی ایمان کبھی اکیلے نہیں گئی تھی اور نا سمیر اسے کہیں اکیلے جانے دیتا تھا وہ سست روی سے چلتی گیٹ کی جانب بڑھ رہی تھی جب کوئی اس سے ٹکرایا اور لمحے میں اس کے بازو میں سوئی چھبوئ کہ ایمان گھومتے سر کے ساتھ اس کے بازوں میں جھول گئی۔۔۔

صبح صبح کا وقت تھا ابھی اکا دکا ہی سٹوڈنٹس آرہے تھے جب کسی کی بھی نظروں میں آئے بغیر وہ درختوں کی اوٹ میں ہی ایمان کو بے ہوش کرکے بازوؤں میں بھر کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالا اور اس کے بیٹھتے ہے گاڑی فراٹے بھرتی یونیورسٹی سے دور ہوتی گئی۔۔۔۔

دو گھنٹوں بعد ایمان کو ہوش آیا سر بھاری سا لگا اور آنکھیں بھی کھلنے سی انکاری تھیں وہ پلکیں جھپکا کر خود کو شعور میں لانے لگی کچھ دیر بعد حواس بحال ہوئے تو دیکھ کر دھنگ رہ گئی یہ ایک نیم تاریخ چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک کرسی تھی جس پر وہ بندھی ہوئی تھی اور اس کی سٹک دور فرش پر پڑی تھی باقی کمرہ خالی تھا خود کو یوں رسیوں میں جکڑا دیکھ کر ایمان پسینے میں نہا گئی یہ سوچ ہی جان لیوا تھی کہ وہ کڈنیپ ہو چکی ہے ایمان کا سانس اکھڑنے لگا اس میں اتنی ہمت نا ہوئی کہ وہ چیخ سکے کسی کو بلا سکے دل خوف سے پھڑ پھڑا رہا تھا وہ کھینچ کھینچ کر سانس لینے لگی بچپن سے ہی ایمان خود کو بند کمرے میں محسوس کرتی تو جان جاتی محسوس

ہوتی اسے وحشت ہوتی تھی ---اس سے پہلے کہ وہ پھر سے حواس کھوتی کوئی دھاڑ کر دروازے پر پاؤں مارے اندر داخل ہوا ----

سامنے موجود ہستی کو دیکھ کر ایمان کے چودہ طبق روشن ہو گئے ---اسے یہ امید ہرگز نہیں تھی کہ وہ بھورا بلا اتنا گر جائے گا کہ اس کی عزت کی روندنے میں پل نہیں لگائے گا-----

''مولانی حیران کیوں ہو رہی ہو تم بھی تو یہی چاہتی تھی ----احمر دلفریب انداز میں مسکراتے ہوئے بول کر ایمان کو تپا گیا--''

''کیا بکواس ہے یہ ---تمہے شرم نہیں آئی یہ گھٹیا فعل کرتے ہوئے---''

نہیں حجابن شرم کیوں آئے گی اور ابھی گھٹیا فعل کیا کب ہے ----''

اس کی بات پر ایمان کچھ بولنے لگی تھی ---

''خاموش مولانی میرے سامنے بولا مت کرو سخت زہر لگتی ہو ناگن تو پہلے ہی لگتی تھی ----''

''نفسیاتی انسان مجھے کیوں کڈنیپ کیا ہے ----''

''بدلہ حجابن بدلہ جب میں نے آفر کی تھی کہ سوری بولو اور بات ختم تو تم نے مجھے یہ کرنے پر مجبور کر دیا احمر درانی کو تم نے تھپڑ مارنے کی گستاخی کی ہے ایک نہیں دو بار ---دو بار تم نے یہ ہاتھ اٹھایا اور میں تمہے چھوڑ دیتا نا مولانی -----''

''اب بات سنو میری کان کھول کر -- کچھ دیر میں تمہارا مجھ سے نکاح ہے ویسے تو میں تمہاری طرف دیکھنا بھی گوارا نا کروں پر بدلہ کی خاطر یہ نا اہمیت رشتہ جوڑ رہا ہوں --تھوڑی دیر بعد قاضی صاحب آئے گا تو بنا چوں چراں کے قبول کر لینا----''

''نکاح سے ہی تمہارے سارے حساب شروع ہونگے ----''وہ بہت مشکل سے خود کو کنٹرول کیے کھڑا تھا ورنہ بس نہیں تھا کہ اس لڑکی کو مار دیتا ----

''میں ہرگز تم جیسے وحشی جانور سے نکاح نہیں کروں گی -''وہ غرا اٹھی ---

بکواس بند رکھو نہیں تو یہ ساری گولیاں تمہارے سینے میں اتار دوں گا ---

احمر سرد لہجے میں دھاڑا تھا اس کے دل میں آگ بھڑک رہی تھی ایک طوفان برپا تھا ایسا طوفان جو سب کچھ اپنی لپیٹ میں بہا کر لے جائے گا-ایک طلسم برپا تھا ایک جنون اور جنون بھی انتقام کا--

''نکاح تو تم-کرو گی دلبر سائیں سیدھا یا الٹا--''

''اور کیا بولا میں وحشی جانور ہوں کیوں نا آج تمہے اپنی وحشت کے مظاہرے دیکھاؤں---''؟؟

احمر نے گولی چلائی تھی جو سرسراتی ہوئی ایمان کے بلکل کان کے قریب سے گزرتی ہوئی پیچھے دیوار میں پیوست ہوئی تھی ---

ایمان کی چیخیں بلند ہوئیں تھیں پر افسوس وہ اسی کمرے میں ہی قید ہو گئیں---

ایمان تھر تھر کانپ رہی تھی اس کی سنہری آنکھیں خوف سے پھیل چکیں تھیں اور زبان تالوں سے چپک گئی تھی ---

اس کا خوف دیکھ کر احمر مسکرایا تھا وہی دلکش مسکراہٹ جو مقابل کے چھکے چھڑا دیتی تھی ---

"نا ،نا مرشد سائیں خوف آپ پر کچھ جچ نہیں رہا آپ تو خونخوار شیرنی ہیں اور مجھے اس شیرنی کو زیر کرنے کے لیے وحشی جانور بننے میں کوئی قباحت نہیں ---"

احمر کا پراسرار سرد اور دھیما لہجہ مقابل کے رونگٹے کھڑے کر گیا----

یہ۔احمر تو نہیں تھا یہ کوئی اور تھا جس کی سرخ آنکھوں میں غصہ ، ناگواریت اور سب کچھ تباہ کرنے کا جنون دیکھ کر ایمان کی سانسیں سینے میں دب کر مدھم چل رہی تھیں کہ۔اگر کھل کر سانس لی تو تو وہ پل میں اس کی سانسیں چھین لے گا---

اب سمجھ لگ گئی ہو گی مولانی میں قاضی کو اندر بھیجتا ہوں پر یاد رہے انکار کی صورت میں تم اپنے سومی اور بھیا کو مردہ پاؤ گی -----احمر سفاکیت سے بول کر اس کا دل دہلا گیا ---

اس کی بے رحمی پر ایمان تڑپ اٹھی اسے شدت سے احساس ہوا کہ اس نے کتنا غلط کر دیا اپنے ساتھ -اس نفسیاتی انسان کو تھپڑ مارنے کا بدلہ وہ ایسے لے گا اس کے وہم وگمان میں بھی نا تھا---

وہ پتھر دل انسان جاتے ہوئے اسے رسیوں سے آزاد کر گیا تھا پر اس میں اتنی ہمت نا تھی کہ وہ -کرسی سے اٹھ جاتی---

ایمان کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے اسے شدت سے اپنے بھائی کی یاد آرہی تھی ایمان ہچکیوں سے رو رہی تھی کچھ ہی دیر بعد حسان قاضی صاحب کو-لیے اور کچھ اور گواہوں کو لیے کمرے میں آیا---ایمان نے ایک امید کے تحت حسان کو دیکھا وہ نظریں چرا گیا---

اس دن کا انتظار تو ہر لڑکی کو ہوتا ہے اسے بھی تھا پر اتنا بھیانک ہوگا وہ یہی سوچ کر روئے جا رہی تھی آنسوں تھمنے کا نام نہیں- لے رہے تھے وہ خود کو تپتے صحرا میں محسوس کر رہی تھی دل و دماغ پر وحشت برپا تھی اپنے جان سے پیارے بھائی کے بغیر اتنا بڑا قدم اٹھا رہی جو کہ مجبور کیا گیا تھا---

ایمان نے ڈوبتے دل کے ساتھ چند نا محرموں کی موجودگی میں زندگی کے اہم دن پر ایجاب و قبول کیا---

سائن کرتے ہوئے آنسوں ٹوٹ کر نکاح نامے پر موتیوں کی طرح گر رہے تھے ---

حسان نے بھائیوں کی طرح اس کے سر پر ہاتھ رکھا اس کی آنکھیں بھی نم ہو۔ گئیں۔۔ ایمان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو حسان نے سر ہلایا کر تسلی دی اور اشارہ دیا کہ سائن کرے ---

دستخط کے بعد وہ سب باہر نکل گئے----

ان کے جاتے ہی ایمان پھوٹ پھوٹ کر رو دی کہ اس نے اپنے بھائی کی محبت پیار اور لاڈ کا صلہ یوں دیا تھا اگر اسے پتا چلا تو وہ اس سے سارے رشتے ناتے توڑ لے گا وہ نڈھال ہوتی کرسی کی ہتھی پر سر ٹکا گئی---

-------------------------

سمیر کچھ ضروری کام نبٹا کر گھر گیا--- سجل کو پہلے ہی تیار رہنے کا کہہ چکا تھا اس کے ہارن دینے پر وہ سومی کو اٹھا کر باہر آئی سمیر نے فرنٹ ڈور کھولا اور خود گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا--

''سجل ----''

''جی ---''

''وہاں جا کر تم اپنے اس کزن سے بات نہیں کرو گی --- سمجھ گئی میری بات ---''؟

سجل نے ہاں میں سر ہلایا----

کچھ ہی دیر میں وہ ہمدانی ہاؤس تھے---

وہ سب لاونج میں بیٹھے تھے جب سمیر سومی کو اٹھائے اور سجل کو ساتھ لگائے اندر آیا---

ان کو دیکھ کر جہاں سب خوش ہوئے وہیں دونوں بہن بھائی کی آنکھیں جمی رہ گئیں---

شہلا سمیر شاہ کو دیکھ سجل کی قسمت پر رشک کرنے لگی سمیر شاہ بلیک جینز پر پیل کلر کی شرٹ پہنے اور اس کے اپر بلیک جیکٹ پہنے گھنی مونچھوں تلے گلابی لب پیوست کیے سنجیدہ سا بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا تو وہیں اس کے پہلو میں کھڑی سجل کو وائیٹ فراک اور ریڈ شفون کا دوپٹہ سر پر سلیقے سے اوڑھے دیکھ کر جو بہت خوبصورت لگ رہی تھی شہلا حسد کی آگ میں جلنے لگی ---تو دوسری طرف جازب ان تینوں کو دیکھ کر مٹھیاں بھینچ گیا---اس کا بس نہیں تھا کہ وہ سجل کو کھینچ کر اسے نکال لے----دونوں نفرت اور حسد کی آگ میں جلتے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے---

جواد صاحب سمیر سے بہت متاثر ہوئے تھے ---اور فواد صاحب بیٹے جیسے داماد کو پاکر فخر سے بیٹھے تھے----

"کیسی ہو شہلا---"

"ٹھیک ---"

سجل اس کے پاس بیٹھ کر کچھ باتیں کرنا چاہتی تھی پر اس کی رکھائی پر وہ خاموش ہو گئی---

مسز جواد کہ نظریں بھی ایس ایس پی سمیر شاہ پر ٹکیں تھیں--وہ اس کو دیکھتے ہی اپنی بیٹی کے لیے پسند کر چکی تھی اور پھر جب سے سجل کی شادی ہوئی تھی وہ سجل کو ناپسند کرنے لگ گئی تھی ----

ماما زرش کیسی ہے -؟

"اب ٹھیک ہے بیٹا---جاؤ مل لو---سمرین بیلم نے کہا---"

زرش کو صبح بہت تیز بخار تھا اس لیے وہ یونیورسٹی نہیں جا پائی---

شہلا اسے سارا دن لے کر گھومتی رہی تھی اور اس تھکن کی وجہ سے کچھ موسم کی وجہ سے اسے بخار ہو گیا تھا---

سجل سومی کو لیے اٹھی ہی تھی جب جازب بھی کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ آن کھڑا ہوا--

میں نے بھی زرش کی طبیعت کا نہیں پوچھا چلو ساتھ چلتے ہیں--اس نے نا محسوس انداز میں سجل کا ہاتھ پکڑا اس نے بے اختیار سمیر کو دیکھا جو غصے سے ان کو ہی گھور رہا تھا---

سجل نے اپنا ہاتھ کھینچا اور حلق تر کرتی آگے بڑھ گئی---

پیچھے جازب بھی چلا گیا---

اور سمیر کا دل کر رہا تھا وہ اس کا ہاتھ توڑ دے ہمت کیسے ہوئی اس کی بیوی کا ہاتھ پکڑنے کی---

جازب کی موجودگی اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہی تھی---

شہلا سمیر کا یوں گھورنے اور غصہ ضبط کرنا دیکھ ایک ادا سے مسکرائی تھی---

------------

آج بھی ایمان نہیں آئی تھی برھان کو ایک پل چین نہیں مل رہا تھا اگر گھر کا پتا ہوتا تو کوئی بعید نہیں وہ پہنچ جاتا ---تین دن سے وہ اس کی جھلک کے لیے بے تاب تھا اسے سکون میسر نا ہو رہا تھا ---

"برھان یار ریلیکس ہو جا ----"

"کیسے ----کیسے یار؟؟"

"میں بے بس ہوتا جا رہا ہوں ---یاسر میں مر رہا ہوں ---ایڈکٹ ہو چکا ہوں اس کی ایک جھلک کا ---"وہ اتنی بے بسی سے بولا کہ یاسر بھی تڑپ اٹھا اپنے دوست کی حالت پر-----

"کیا مجنوں بن رہا ہے یار ہوگا کوئی مسئلہ آجائے گی----"

"وہ اتنی ظالم کیسے ہو سکتی ہے کیا اس تک میری تڑپ نہیں پہنچ رہی اسے تو یہ بھی نہیں پتا کوئی شدت سے چاہنے لگا ہے اس کو ---"

"پاگل مت بن برھان تو نے اسے بتایا کب ہے اور اب اپنی حالت درست کر مجھ سے نہیں دیکھی جاتی تیری یہ حالت اور کل جب وہ آئے گی تو پوچھ لینا اور اپنے دل کی بات بھی بتا دینا ---"یاسر اس اس کی پیٹھ تھتھپاتے بولا---

برھان نے لمبا سانس کھینچ کر خود کو پرسکون کیا---

اسے بس کل کا انتظار تھا جب وہ اسے روبرو دیکھے گا اس کے بھڑکتے دل پر ٹھنڈی پھوار پڑے گی ----پر اگر اس نے انکار کر دیا تو یہی بات اسے پریشان کر رہی تھی ---

------------------

ایمان کو جانے کتنی دیر ہوئی تھی جب بھاری بوٹوں کی دھمک پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا---

احمر درانی اپنے پورے جاہو جلال کے ساتھ کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا---

''مزا آیا مولانی---''

''گھر جانا ہے مجھے---''وہ اس کی بات نظر انداز کرتے بولی---

''بیوی اپنے شوہر کے گھر رہتی ہے اب میرا گھر ہی تمہارا گھر ہے---''احمر نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا---

دیکھو تم نے بدلہ لے لیا مجھ سے اب مجھے اس رشتے سے آزاد کرو اور گھر جانے دو-----

''پہلی بات تم اس قابل نہیں کہ میں تمہے اپنے پاس رکھوں----دوسری بات چھوڑنے کا تو ابھی سوال پیدا نہیں ہوتا یہ احمر درانی کی منتخب کی گئی سزا ہے اتنی آسانی سے ختم نہیں ہوگی---''

''نہیں ایسا مت کرو اگر میرے بھائی کو پتا چل گیا تو وہ نجانے کیا کر گزریں---''ایمان چاہتی تھی یہ سب ادھر ہی ختم ہو وہ جان چکی تھی کہ بھورا بلا جو کہتا ہے کر کے دیکھاتا ہے---وہ اس کے نکاح میں ایک پل بھی نہیں رہنا چاہتی تھی---

''تمھے سزا دینے کے لیے اپنے نام کے ساتھ جوڑا ہے ناکہ آزادی کے لیے اب میرے نام کی زنجیر ہی تمھے تڑپائے گی حجابن ----''

''میں گھر کیا جواب دوں گی تم نے مجھے برباد کر دیا --- غلطی تمہاری تھی اور اسی وجہ سے میرے کردار کا تماشا بنا اور جب میں نے ایکشن لیا تو تم نے پھر سے مجھے بے بس کر کے میرے باپ کا نام تک مجھ سے چھین لیا۔''ایمان ہزیانی انداز میں چیخ اٹھی اس کی دماغ کی نسیں پھٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں---

'' گھر کیا بتانا ہے وہ تمہارا مسئلہ ہے مولانی سائیں اور اگر ایک نام ہٹایا تو اپنا دیا بھی تو ہے --- ہاں ایک آفر دے سکتا ہوں اگر چپ رہی اس نکاح کا نا بتایا تو میں تمھے آزاد کرنے کے بارے سوچ سکتا ہوں اور اگر غلطی سے بھی غلطی کرنے کی کوشش کی تو آگے جو کروں گا اس سے تمہاری روح ضرور پرواز ہو جائے گی ---''احمراسے کھینچ کر اپنے حسار میں لیتے بولا----

اپنی کمر پر اس کے مضبوط ہاتھوں کا لمس محسوس کر کے ایمان کرنٹ کھا کر دور ہوئی----

''مم میں نہیں بتاؤں گی م مجھے گھر جانا ہے ---'' وہ روتے ہوئے بولی اسے احمر سے ڈر لگ رہا تھا---

''گھر بھی چلتے ہیں پہلے میں اپنی تازہ تازہ بیوی کا دیدار شریف تو کر لوں ---''احمر نے ہاتھ بڑھایا ایمان میں اتنی ہمت نا تھی کہ اس کو روک سکتی اس نے پن کھولی اور نقاب سرکایا ایمان نے زور سے آنکھیں میچ لیں اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا اور ہاتھ باقاعدہ کپکپا رہے تھے --- جیسے ہی وہ پردہ ہٹا احمر سٹل ہو گیا---

----------------------

سمیر اپنے چہرے پر مسلسل شہلا کی نظریں محسوس کر رہا تھا پر اس نے دیکھنا گوارا نا کیا ---کھانا کھا کر وہ بیٹھے ہی تھے جب اس کا فون رنگ ہوا وہ ایکسکیوز کر کے اٹھا اور سائیڈ پر آکر کال سننے لگا ---کچھ منٹ بعد وہ کال سن کر جیسے ہی پلٹا سامنے کا منظر دیکھ کر اس ماتھے پر بل پڑے اور رگیں تن گئیں جہاں سامنے ہی جازب سجل کے کندھے پر ہاتھ رکھے اس کے کان کے قریب جھکا --وہ سمیر کو دیکھ چکا تھا اور اس کو جلانے کے لیے وہ سجل کے قریب ہوا تھا ---جبکہ سجل کی پیٹھ سمیر کی طرف تھی وہ خود حیران تھی کہ جازب یوں اچانک سامنے کیوں آیا پر وہ بنا کچھ بولے ایک سیکنڈ میں ہی پیچھے ہٹ گیا--- اور جلا دینے والی مسکراہٹ سے سمیر کو دیکھا ---

یہاں سمیر کا صبر جواب دے گیا اس کے آنے تک جازب وہاں سے ہٹ کر لاؤنج میں آگیا تھا ----

سمیر نے جھٹکے سے سجل کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے اس کے روم میں لاکر چھوڑا سب کھانے کے بعد چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے کسی کی ان کی طرف توجہ نا تھی وہ دروازہ بند کر کے پلٹا جہاں وہ بوکھلائی ہوئی سی کھڑی تھی ---

یہ کیا ہے تھا سجل --- سمیر سرد آواز میں اس کی زرد رنگت دیکھتے بولا----

وہ وہ سمیر مجھے نہیں پتا----

کیا کہا اس آوارہ کتے نے کیوں وہ بار بار تمہارے قریب آ رہا تھا---

کک کچھ نہیں ---وہ ڈرتی بولی کیا بتاتی کہ وہ تو بنا کچھ کہے ہٹ گیا تھا---

میرا میٹر مت گھماؤ سجل ورنہ تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا۔۔۔جو پوچھا اس کا جواب دو۔۔۔۔

میں سچ کہہ رہی ہوں اس نے کچھ نہیں کہا۔۔۔۔

ہمت کیسے ہوئی تمہے چھونے کی ۔۔۔۔ تم صرف میری ہو کوئی دیکھے میں اس کی آنکھیں نوچ لوں اور وہ دو بار تمہے اپنی مرضی سے چھو گیا۔۔۔۔ سمیر سجل کو اسی دروازے سے پن کیے دونوں ہاتھوں کو دروازے سے لگائے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر شدید غصہ سے دھاڑا تھا۔۔۔۔۔

اور تم اسے روک بھی نا سکی ۔۔۔۔

اب کی بار سجل کو بالوں سے پکڑ کر پیچھے کیا تھا۔۔۔۔ سجل۔کی دودھیا سفید گردن اس کے سامنے تھی ۔۔۔۔

شاہ وہ خود آیا تھا۔۔۔

تو تم نے کیوں آنے دیا کہ وہ میری نظروں کے سامنے میری بیوی کا ہاتھ پکڑ کر لے جائے ۔۔۔ اور پھر اپنے غلیظ ہاتھوں سے تمہے چھو کر چلا جائے۔۔۔۔

سمیر اس کی گردن میں منہ چھپا کر بولا۔۔۔۔

سجل کی دھڑکن تیز ہوئی سمیر کے لب اس کی گردن پر جابجا حرکت کر رہے تھے سجل کو اس میں جنون اور شدت معلوم ہوا کہ وہ اس جنونیت پر ہراساں ہو گئی۔۔۔۔

بتاؤ۔۔۔۔۔وہ بوجھل آواز میں بولا۔۔۔۔

می میں آپ کو ڈھونڈ رہی تھی پتا نہیں وہ کیو آیا پاس پھ پھر تھوڑا سا جھکا اور کچھ کہے بنا جلدی سے پیچھے ہو کر چلا گیا۔۔۔ سجل نے سچ اس کے گوشوار کیا جو کہ سمیر بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ صرف اس کو دیکھانے کے لیے سجل کے نزدیک آیا تھا اور سجل بیچاری تو جازب کے کندھے پر ہاتھ رکھنے کی وجہ سے گھبرائی ہوئی تھی مزید سمیر شاہ کی لال آنکھیں اسے خوفزدہ کر گئیں۔۔۔۔۔

اس کی بات پر سمیر نے منہ اس کی گردن سے نکالا اور سجل کی ابتر ہوئ حالت دیکھی ۔۔۔۔۔

جان شاہ جب تک تمہارا یہ آوارہ کتا( کزن) یہاں ہے تم اس گھر میں قدم نہیں رکھو گی مجھے تم پر بھروسہ ہے پر اس باسٹرڈ پر نہیں ۔۔۔سمیر اس کا گال سہلاتے نرمی سے بولا۔۔۔

سجل نے جلدی سے ہوں میں سر ہلایا وہ خود بھی اب ان کی موجودگی میں یہاں نہیں آنا چاہ رہی تھی کہ سمیر کے غصے سے اس کی جان جاتی تھی تو باقیوں کا کیا حال ہوتا ہوگا۔۔۔۔

اس کی فرمانبرداری پر سمیر نے جھک کر اس کے گلابی لبوں کو قید میں کیا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر خود کے قریب ترین کر لیا۔۔۔۔

دونوں کی سانسیں الجھی اور دل ایک ہی لے میں دھڑکنے لگے ۔۔۔۔

سمیر کو پتا تھا جازب ایسی کوئی حرکت کرے گا اس لیے وہ سجل۔کو آنے نہیں دے رہا تھا پر اس کے ناراض ہونے پر وہ خود اس کو لے کر آیا تھا۔۔۔

سمیر کا ایک ہاتھ اس کے بالوں میں حرکت کر رہا تھا تو دوسرا اس کی کمر پر رینگ رہا تھا۔۔۔وہ اس کے سہارے نا کھڑی ہوتی تو یقیناً زمین بوس ہو چکی ہوتی۔۔ سجل نے دونوں ہاتھوں سے اس کے کندھے کو تھاما تھا اسے سانس نہیں آرہی تھی پر سمیر نے ایسے قید کیا تھا کہ وہ مزاحمت تو دور ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔

اس کی حالت دیکھ کر سمیر پیچھے ہوا سجل کو جیسے زندگی ملی ہو وہ پھولی سانسیں ہموار کرنے لگی ۔۔۔دونوں کی سانسیں حددرجہ پھولی ہوئیں تھیں ۔۔۔ سجل سمیر کے سینے سے لگی کھڑی تھی جب وہ پھر سے جھکا اور اس کے شولڈر پر لب رکھے سجل خود میں سمٹی۔۔۔۔

میں نیچے گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں سومی کو لے کر جلدی آؤ۔۔۔وہ اس کا گال تھپک کر نکل گیا پیچھے وہ ابتر حالت کے ساتھ ابھی تک اس کے لمس کے جادو میں کھڑی تھی ۔۔۔۔۔

--------------

ایمان آنکھیں میچے اور گاؤن کو دونوں مٹھیوں میں جکڑے کھڑی تھی ۔۔۔ سرخ لب کپکپا رہے تھے ۔۔۔رونے جی وجہ سے ناک سرخ ہو گئ تھی اس میں چمکتی نوز پن سرخ ناک پر قیامت برپا کر رہی تھی سفید پھولے

رخسار کٹاؤ دار لب جو سختی سے آپس میں پیوست تھے اور ٹھوڑی میں پڑتا ڈمپل--- احمر پر حشر طاری ہو گیا ---گویا پلک جھپکنا بھول گیا----ایسا نہیں تھا- کہ اس نے حسن نہیں دیکھا تھا ایک سے بڑھ کر ایک حسین لڑکی اس کی دیوانی تھی پر یہاں تو بات ہی اور تھی جو ابھی اس کی شریک حیات بنی تھی یا زبردستی بنایا تھا--اس کی معصومیت اور اس کا سادگی میں قیامت ڈھانا احمر سکتے کی حالت میں تھا اس نے سوچا نہیں تھا کہ حجابن اتنی پیاری بھی ہو سکتی ہے جتنی پیاری تھی اتنی بڑی اسے خامی ملی تھی ----

جادوگرنی----

ایک نئے نام سے پکارا تھا---ایمان نے فٹ سے آنکھیں کھولیں اور یہ احمر کو دل نکلتا ہوا محسوس ہوا ----اس سے پہلے کی اس کا دل دغا دیتا اور نکل کر اس کالی بلی سے جادوگرنی کا گرویدہ ہوتا احمر نے آنکھوں کا زاویہ بدلا---- اور دل کو ڈپٹ کر اصلی حالت میں لایا---

تم نہیں ہو دیو----

ایمان نے اتنی معصومیت سے جادوگرنی کے جواب میں کہا کہ احمر نے بامشکل قہقہہ ضبط کیا---

کیا بولا مولانی سائیں-----؟؟

احمر ایک قدم کا فاصلہ مٹاتے قریب ہوا---

کک کچھ نہیں اب اسے خوف آرہا تھا جو سنجیدہ چہرے سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے ابھی نگل جائے گا---

وہ بمشکل کانپتی کھڑی تھی کہ ایک دم سے لڑکھڑائی---اس سے پہلے کہ گرتی احمر کے توانا بازو اس کو حسار میں قید کر گئے-----

وہ دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھے فرش سے تھوڑا اپر تھی اور احمر اس پر جھکا اس کے ایک ایک نقش کو دیکھ رہا تھا----دل سرپٹ دوڑیں لگا رہا تھا کہ اس نے دغا دیا اور اس کی جی بھر کر دیکھنے کی چاہ کی تھی

-----

کچھ پل یوں ہی سرکے جب ایمان کو احساس ہوا کہ وہ نہیں گری تب جلدی سے دور ہوئی اور پاس پڑی کرسی جو تھاما---

ایمان کی حالت کافی خراب ہو چکی تھی وہ کھینچ کھینچ کر سانس لینے لگی اسے گھٹن ہو رہی تھی اور آنسو تواتر بہت جا رہے تھے----

ہیےے مولانی ------تم ٹھیک ہو-----

تم گھٹیا آدمی ---مجھے گھر جانا ہے نہیں تو میں سب کو بتا دوں گی کہ تم نے مجھے کڈنیپ کر کے نکاح کیا -----ایمان آنکھیں بند کر کے مدھم بولی---

خبردار جو کسی کے سامنے زبان کھولی تو اپنی اس لمبی زبان سے محروم ہو جاؤں گی ویسے بھی جس طرح چلتی ہے اس کا کٹ جانا ہی بہتر ہے ----احمر پھنکارا تھا-----

اور ایمان کو کچھ سال پہلے کا واقع یاد آیا جب کوئی اسی طرح اس پر جھکنے لگا تھا وہ سب زہن کے پردے پر لہرایا ایمان خوف ودہشت کے عالم میں حواس کھوتی احمر کے بازوؤں میں جھول گئی-----

افف شٹ ابھی بے ہوش ہونا تھا حجابن -----

احمر نے اس کو باہوں میں اٹھایا اس کا نرم و نازک سراپا کا لمس محسوس کرکے ایک انوکھے احساس نے گھیرا اس نے سر جھٹک کر سپاٹ چہرے سے اس کا نقاب لگایا اور اسے لیے باہر آیا جہاں حسان اور ماہم بیٹھے باتیں کررہے تھے ----

ماہم ابھی آئ تھی احمر نے اس کو بلایا تھا پر اس کے آنے سے پہلے نکاح ہو چکا تھا---

کیا ہوا ایمان کو---دونوں اس کو یوں اٹھائے دیکھ کر جلدی سے پاس آئے----

بے ہوش ہو گئ ہے اسے گھر پہنچانا ہے ماہم تم ہیلپ کرو گی ----احمر نے ماہم سے کہا---

اس نے سر ہلایا اور تینوں جلدی سے باہر آئے----

حسان ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا---احمر نے اسے پچھلی سیٹ پر لیٹایا اور ماہم نے ساتھ بیٹھ کر اس کا سر گود میں رکھا----

تمہے پتا ہے نا ماہم کیا کہنا ہے اس کے گھر ----؟؟؟ احمر نے گاڑی کے شیشے کی طرف تھوڑا جھک کر ماہم سے پوچھا---

بلکل بے فکر رہو----ماہم نے کہا اور حسان نے جلدی سے گاڑی سٹارٹ کردی ---

ان کے جاتے ہی احمر نے لمبی سانس فضا کے سپرد کی ----- آنکھوں کے سامنے وہی چہرہ گھوم گیا---

وہ دلکشی سے مسکرایا تھا-----

---------------------

شیر دل -----کہاں ہوں ؟؟؟

شکار پر ----

جلدی پہنچ بوس نے تجھے بلایا ہے فوراً----

بول دے اپنے بوس سے شیر اپنا شکار کر کے ہی لوٹے گا---

دیکھ بھائ بات سن ابھی بوس سخت غصے میں ہے انہوں نے فوراً تجھے بلایا ہے نہیں تو جانتا ہے نا کسی کی موت پکی ہے آج ----

سامنے سے مکمل خاموشی تھی ---

ہیلو شیر آواز آرہی ہے ----

نہیں آرہی آواز رکھ فون ----وہ شیر کی طرح دھاڑا تھا کہ مقابل نے ڈر کر فون بند کر دیا---

--------------

کون تھا شیر دل---

تھا ایک چوزا، جو شیر پر حکم چلانے کی کوشش کر رہا تھا---اور تو چائے لائے گا یا توڑوں تیرے دانت ----

لا رہا ہوں ----

جلدی لا پچھلے آدھے گھنٹے سے یہ راگ گا رہے ہو پر چائے ابھی نہیں آئی---

بس دو منٹ یار ---کہاں پھنس گیا ہوں میں نے آج تک کچن کا منہ نہیں دیکھا تو اور تو نے مجھے چائے تک بنانے پر مجبور کر دیا---شانی بڑبڑاتا ہوا واپس کچن کا رخ کر گیا----

اگلے گھنٹے وہ بوس کے سامنے تھے ---دونوں پھیل کر صوفوں پر بیٹھے تھے ----وہ اس بوس کے ملازم تھوڑی تھے کام اس کو تھا ان کو نہیں ----

شیر دل ----ٹھہرو بوس ---پہلے میری بات سنو ----میں ملازم نہیں ہوں آپکا تو اپنے گیدڑوں کو بھی سمجھا دو مجھ سے تمیز سے بات کیا کریں نہیں تو اگلے پر ان کی گردنیں تن سے جدا ملیں گی ----وہ اس کے خاص بندے کی کال پر ہوئی بات کا زکر کرتے شیر پھنکارا تھا ---کہ بوس بھی ایک پل کو ڈر گیا----

میں سمجھا دوں گا شیر ---پر ابھی مجھے تمہارا ساتھ چاہیے کیونکہ جتنے تم بہادر اور نڈر ہو میں تمہے اپنا پارٹنر بنانا چاہتا ہوں----

پارٹنر میں کسی کا نہیں بنتا جو مجھے پیسے دیگا شیر اسی کا کام کرے گا یہ پارٹنر شپ اپنے سے نہیں ہوتا ہے اپنے کو پیسا چاہیے ---

ٹھیک ہے پر میں چاہتا ہوں تم۔میرے لیے کام کرو پیسا تمھے ملتا رہے گا جس طرح تم دونوں نے بنا پولیس کی نظر میں آئے میرا کام کیا ہے آگے بھی کرو---

ٹھیک ہے ----

شیر دل مجھے مجھے اس ایس ایس پی کی بہن چاہیے --اس سے پہلے اس کا بھائی اس کا نکاح کرے میں اسے اپنی قید میں چاہتا ہوں ---

پچاس سالہ بوس سگار سلگاتے شیر سے بولا----

میرے مطابق آپ دو بار اسے اٹھاوانے کی کوشش کر چکے ہو ---

بوس نے ائیبرو اچکائ ---

چونکنا مت شیر کی ہر طرف نظر ہوتی ہے ----

بوس کو تعجب ہوا تھا ---

ہاں بلکل لیکن وہ ناکام لوٹے ہیں یا شاید اس لڑکی کی قسمت اچھی تھی پر اب میں یہ کام تمھے سونپتا ہوں----

کافی عرصے سے مجھے اس لڑکی کی تلاش تھی-- بہت حساب نکلتا ہے اس ایس ایس پی اور اور اس کی دلربا بہن کی طرف--- بوس باہر کے ملک سے لوٹا تھا تو حیران رہ گیا کہ اس کے کافی نقصان ایس ایس پی سمیر شاہ کر چکا تھا اور بہت سے آدمیوں کو وہ ٹھکانے لگا چکا تھا جب اس نے پتا کروایا تو اس کی حیرت کی انتہا نا رہی جنہیں وہ مرا ہوا تسلیم کر چکا تھا وہ زندہ تھے اور سمیر کوئی اور نہیں وہی تھا جن کو اس نے خود جلایا تھا پر وہ بچ کیسے گئے--- تب اس کے چہرے پر مکروہ مسکراہٹ آئی کہ اس کی پھڑ پھڑاتی چڑیا بھی تو زندہ ہوگی اور اب تو قیامت ڈھاتی ہوگی --- بچپن سے کئی زیادہ حسین--- پر سمیر کے ایس ایس پی ہونے کا سن کر اسے دھچکا لگا تھا کہ-وہ ضرور اس بدلہ لے کر رہے گا باقی کا شک تب دور ہوا جب میڈیا میں سمیرشاہ کے حوالے سے بتایا جا رہا تھا اسے پتا لگ چکا تھا کہ سمیر شاہ کا عزم کیا ہے اس لیے دو بار وہ اپنے آدمیوں سے کہہ کر ایمان کو اٹھوانے کی کوشش کر چکا تھا پر ان کو موقع نہیں مل رہا تھا--- ایک بار وہ اس تک پہنچ ہی گئے تھے پر شیر اور اس کا شانی نے انہیں مار مار کر ان کا بھرتا بنا دیا اور انہیں وارن کیا تھا----وہ جانتے تھے یہ بوس کے آدمی ہیں کہ شیر شانی دو تین اہم کام بوس کے کر چکے تھے ----اس لیے وہ اچھے سے جانتے تھے---ان کے کام میں عورت زات کی مداخلت نہیں تھی اور نا وہ عورت کو مہرہ بناتے تھے نا ہی بنانے دیتے تھے---اور بوس کے آدمیوں سے سن کر شیر لال بھبھکا ہو گیا تھا----

شیر اور شانی دونوں انتہا کے خطرناک غنڈے تھے اپنا کام اتنی صفائی سے کرتے تھے کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔جو شیر کو جانتا تھا اس کے نام سے ہی کانپ جاتا کہ وہ کس حد تک سفاک تھا۔۔۔پر جہاں شیر ہوتا وہاں کوئی نظر اٹھا کر بھی کیسی لڑکی کو نا دیکھتا اور کافی لڑکیوں کو شیر شانی بچا بھی چکے تھے بہت سے لوگ ان کو دعائیں دیتے تھے کافی لوگوں کا ان کو دیکھنے کا اشتیاق بھی تھا۔۔

پولیس ان کے پیچھے لگی تھی پر بنا کسی ثبوت کے شیر شانی پر ہاتھ ڈالنا اپنی قبر کھودنے کے مترادف تھا۔۔۔۔

میری طرف سے انکار ہے شیر دل شیر کی طرح سامنے سے لڑتا ہے اور عورت زات کو بیچ میں کبھی لے کر نہیں آیا۔۔۔تیرا یہ کام میں نہیں کر سکتا اور نا تجھے اس لڑکی کی طرف دیکھنے دوں گا۔۔۔کچھ مردوں والا بول یہ گیدڑ بھبکی سننے نہیں آیا شیر۔۔۔

سبکی کی حالت سے بوس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔

کچھ بڑا ہو تو شیر کو یاد کر لینا پر یاد رہے اس لڑکی کو نہیں اس کے بھائی کو نقصان پہنچاؤ۔۔۔

یاد رہے شیر کی زبان ہے لڑکی سے دور رہنا ورنہ شیر چیر پھاڑ دے گا۔۔شیر دل اس کی آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑھے دھاڑا تھا۔۔۔

مجھے وہ لڑکی پسند ہے شیر اس کے مسلسل توہین کرنے پر بوس بلبلا اٹھا۔۔

اس کی بات پر شیر کا زبردست قہقہہ گونجا--- ساتھ شانی بھی ہسنے لگا---- پسند نہیں ہوس بول ----اور دونوں وہاں سے نکلتے چلے گئے----

بڈھا کھوسٹ -----وہ بڑبڑایا تھا----

پیچھے بوس تلملا کے رہ گیا---پر یہ تو طے تھا اسے وہ سنہری آنکھوں والی چاہیے تھی ---

---------------------

کیا کیا تم نے----

نکاح-----

کس سے پوچھ کے ----

نکاح کے لیے مجھے کسی کی پرمیشن نہیں چاہیے ---احمر بھی دوبدو بولا---

میری اجازت درکار تھی---

آپ مجھے پہلے ہی دے چکے تھے بار بار پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی ---

احمر بھی اپنی سرد آنکھیں سامنے والے کی آنکھوں میں گاڑھے جوابی کارروائی کر رہا تھا---

لیکن پھر پوچھنا چاہیے تھا---

وقت نہیں تھا اسے سبق بھی تو سکھانا تھا تھپڑ کا----

کم از کم مجھے آنے دیتے ----

آپ کی موجودگی میں سہمی ہرنی سے خونخوار شیرنی بن جاتی ----

خیر اس زبردستی نکاح کرنے پر میں تم سے بدلہ ضرور لے کر رہوں گا۔نکاح کر لیا ہے اب خبردار اسے تیری وجہ سے کوئی تکلیف ہوئی تم مجھے اچھے سے جانتا ہے ---

احمر کی کلاس پر ماہم اور حسان مسکراہٹ دبا رہے تھے----

اگر وہ کم بولے گی تو میں کیوں تکلیف دوں گا ----

وہ چاہے چلائے تم اسے اف تک نہیں کہو گے یہ میرا آڈر ہے ----اور تم دونوں وہ اپنی رعب دار شخصیت سے ان کی طرف مڑا ---اس پر نظر رکھنا---پل پل کی رپورٹ چاہیے مجھے---جس پر دونوں نے جلدی سے سر ہلایا کہ وہ اپنے بڑے بھائی کا کہا ماننا فرض سمجھتے تھے----

کم ٹو دی پوائنٹ----

وہ لوگ آج کلب میں کوئی ڈیل کرنے والے ہیں تم لوگوں کا ٹارگٹ یہ لڑکی ہے ----وہ ان کے سامنے ایک تصویر رکھتے بولا---

احمر مسکرایا تھا----

تمہاری مسکراہٹ کو کیا سمجھوں----؟؟؟

جو ہر بار سمجھتے آئے ہیں آپ -----ٹارگٹ کلر -----احمر تینوں کو دیکھ کر بولا اور پھر چاروں کے قہقہے گونجے تھے----

-----------------

وہ لوگ ایمان کو اس کے گھر چھوڑ کر بوا کو یہ بتا کر کہ یونیورسٹی میں بے ہوش ہو گئی کہہ کر جس طرح آئے اسی طرح چلے گئے---

کچھ دیر بعد ایمان کو ہوش آیا تو سب اس کے کمرے میں موجود تھے بوا پاس بیٹھی آیتوں کا ورد کر رہی تھی --- سمیر نے اسے آنکھیں کھولتے دیکھ فوراً سے پاس آیا اور اپنے سینے سے لگایا---کیا ہوا تھا گڑیا بتاؤ مجھے -----

وہ اس کے سر پر لب رکھتے محبت سموئے لہجے میں بولا----

ایمان کو اور رونا آیا کہ کل وہ جنگلی اس کے کمرے میں زبردستی گھسا تھا اور آج اس کی زندگی میں بھی شامل ہو گیا تھا---

مانو-----

اس کو کھویا دیکھ کر وہ بولا----

یہ پتا نہیں بھیا کمزوری سے چکر آ گئے تھے ----

میں دیکھ رہا ہوں مانو تن اپنا بلکل خیال نہیں رکھ رہی تم جانتی ہو نا میری جان بستی ہے تم میں ----اس کے ماتھے پر عقیدت بوسہ دیا---

ایمان آنسوں پی کر رہے گئی---

سمیر کھوجتی نظروں سے اس کو دیکھ رہا تھا---

مانو کوئی ایسی بات جو تمسے پریشان کر رہی ہو کچھ یونی میں ہوا ہو تو بتاؤ مجھے --- وہ ایس ایس پی تھا گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا تھا کچھ دنوں سے وہ نوٹ کر رہا تھا ایمان پریشان لگ رہی تھی جبکہ پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا تھا---

نہیں بھیا بس کھانا ٹھیک سے نہیں کھایا اس لیے ---اورآپ میرے لیے پریشان مت ہوا کریں ----وہ لب بھینچ گیا---وہ چاہتا تھا ایمان خود اپنی پریشانی بتائے ---بغیر کسی خوف کے --- پر وہ نہیں بتا رہی تھی ---

چلو جوس پیو وہ سجل سے گلاس پکڑ کر اپنے ہاتھوں سے پلاتے بولا----

جبکہ سجل بلکل خاموش تھی اسے سمیر سے ڈر لگ رہا تھا جس کا غصہ ابھی تک کم نہیں ہوا تھا بس بہن کو دیکھ کر تھوڑی دیر کے لیے سب بھول گیا تھا---

--------------------

کندھے پر کوٹ ڈالے بال پیشانی پر بکھرے شہزادے جیسی آن بان والا برھان تھکا سا گھر آیا سامنے ہی بی جی بیٹھی تسبیح کر رہی تھیں ----

اسلام علیکم بی جی،

وعلیکم السلام ،بیٹا----

برھان کوٹ صوفے پر پھینک کر بی جی کی گود میں سر رکھ کر آنکھیں موند گیا----

بی جی قربان اپنے شہزادے کے تھک گیا ہے میرا بیٹا----

بی جی آج کافی تھک گیا ہوں ----

تو ایک چاند سی دلہن کیوں نہیں لاتا جو اس گھر کو اورتمہے سنبھالے تمہاری ضروریات کا خیال رکھے گھر میں بہو ہو گی وجاہت کو بھی بیٹی کی کمی محسوس نہیں ہو گی آج بھی وہ کہہ رہا تھا کہ برھان کو کوئی پسند تو ٹھیک ہے ورنہ مجھے کہا ہے بہو دیکھنے کا ----بی جی اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتی بولی ---

برھان جو تھکا ہوا تھا بی جی کی گود میں سر رکھنے سے اور ممتا جیسا لمس پاکر اسے کافی سکون مل رہا تھا

-----اور خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا---

کیا تمہے کوئی لڑکی پسند ہے---؟

برھان کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی---

کون ہے وہ اس کے چہرے کی مسکراہٹ ہی بی جی کو بتا گئی----

میری سٹوڈنٹ ہے ----

نام کیا ہے----

ایمان زارا ----

کیسی ہے ---؟

بہت پیاری بی جی میں نے بس اس کی آنکھیں دیکھیں ہیں ----

میرے بیٹے کو پسند ہے تو ہم کل ہی رشتہ لے کر جاتے ہیں ----

ابھی نہیں بی جی ---

کیوں ---

اسے نہیں پتا کہ میں اسے پسند کرتا ہوں ----

یہ تو اچھی بات ہے ہم رشتہ لے کر جائیں گے تب پتا چل جائے گا نا ---

نہیں بی جی پہلے میں اس سے پوچھو گا ہو سکتا اسے اچھا نا لگے ایک ٹیچر کا اسٹوڈنٹ کو پسند کرنا --- یا اس طرح اچانک رشتہ لے کر جانا ---

اچھا بیٹا جیسے تمھے درست لگے پر زرا جلدی پوچھنا اب جب مجھے پتا چل گیا ہے تو میں دیر نہیں ہونے دوں گی ----

برہان نے سر ہلایا---

بابا کہاں ہیں ----

کیسی دوست سے ملنے گئے ہیں تمھے بھی آنے کا کہہ رہے تھے ---

او شٹ میں کیسے بھول گیا آج تو بابا اپنے دوستوں سے ہمیں ملوانے والے تھے ----

برہان جلدی سے اٹھا ---

بی جی احمر نہیں آیا----

وہ تو اپنے کمرے میں سو رہا ہے تم ایسا کرو جاؤ اسے چھوڑو ورنہ وجاہت خفا ہوگا ----

وہ دونوں جانتے تھے کہ احمر کے سر پر ڈھول بھی بجا لو تب بھی وہ ڈھیٹ بنا پڑا رہے گا رہے گا جب تک اس کی نیند پوری نہیں ہوتی ---

برھان سر جھٹک کر تیار فریش ہونے اپنے کمرے میں چلا گیا--- کہ وہ ہرگز اپنے باپ کو ان کے دوستوں میں شرمندہ نہیں ہونے دے سکتا تھا----

-------------------

ڈنر پر اپنے باپ سے اچھی خاصی عزت افزائی ہونے کے بعد احمر سب کے کمروں میں جانے پر دبے قدموں باہر آیا جہاں حسان اور ماہم پہلے ہی گاڑی میں بیٹھے اس کا انتظار کر رہا تھے----

اس کے بیٹھتے ہی گاڑی میں روڈ پر ڈالی ----

حسان مولانی کے گھر کی طرف موڑو ---

پر احمر ابھی ہمارا وہاں پہنچنا ضروری ہے ----

احمر نے گھڑی پر وقت دیکھا تم دونوں مجھے چھوڑ کر وہاں جاؤ میری فکر مت کرنا میں ٹائم ہر پہنچ جاؤں گا بس ان کا استعمال کرنا مت بھولنا وہ کان میں لگے آلے کی طرف اشارہ کرتا بولا ---اورگاڑی سے اتر گیا---

احمر بالکنی پھلانگ کر اس کے کمرے میں آیا جہاں ایمان بیڈ پر سو رہی تھی وہ چلتا اس کے قرب آیا تو حیران رہ گیا--- اس کے لمبے گھنے ریشمی بال تکیے پر بکھرے پڑے تھے اور کچھ لٹیں رخسار ہر بوسہ دے رہیں تھیں ---

سنہری آنکھیں بند تھیں گھنی پلکیں عارضوں پر گر کر جیسے ان کی رکھوالی کر رہی ہوں ---

گلابی لب آپس میں جڑے تھے گردن تک کمبل تانے وہ دونوں ہاتھ پیٹ پر ایک دوسرے کے اپر رکھے کر سوئی احمر کے لیے جان کا غذاب بن رہی تھی ---

جادوگرنی---وہ لمبا سانس بھر کر جس کام کے لیے آیا تھا ایک پیکٹ سے وہ نکالا اور جیب سے کوئی آلہ نکال کر اے سی کھولا اور اس کے درمیان وہ فکس اس طرح کیا کہ یہ کیمرا پورے کمرے کو سکرین پر دیکھائے اس کا اینگل درست کر کے جلدی سے اسے فٹ کیا اور یقین دہانی کے لیے اپنے موبائل پر کنیکٹ کیا جو پورے کمرے کو دیکھا رہا تھا فون پوکٹ میں رکھ کر وہ مہارت سے ہاتھ چلانے لگا اور کچھ منٹوں میں اپنا کام ختم کرکے واپس پلٹا ---پھر سے اس حجابن کو دیکھا جو اسی پوزیشن میں پڑی تھی --- اس مدھم روشنی میں احمر کی نظر اس کی نوز پن پر جمی تھی بے ساختہ اسے چھونے کے ارادے سے وہ آگے بڑھا اور اپنی انگلیوں کے پوروں سے اس کی نوز پن کو چھوا اس دوران اس کا دل دھک کر رہا تھا پہلی بار کسی کو چھو رہا تھا وہ کوئی اور نہیں اس کی مولانی تھی ----

اب اس کی نظر اس کے کٹاؤ دار لبوں پر آٹھہری بے خودی کے عالم میں ان پنکھڑیوں کو چھوا جب اسے کسی کے جمپ لگانے کی آواز آئ جو چھت سے بالکنی میں کودے تھے--

ایمان کو اپنے ہونٹوں پر نرم گرم لمس محسوس ہوا تو نیند بھک سے اڑی ---اپنے اپر جھکے کسی کو دیکھ کر ایمان کی روح فنا ہوئی اور خوف سے آنکھیں پھیل گئیں----وہ بولنے کے لیے ہمت جمع کرنے لگی جبکہ احمر کا چہرہ اسی کی طرف اور کان ان قدموں کی آواز اسے طرف آتے سن رہے تھے ----

ایمان کو اس کا چہرہ نظر نہیں آرہا تھا جب لڑکھڑاتی آواز میں بولی---

کک کون ہے---؟؟

ششششش مولانی میں ہوں ----وہ۔اس کو بازو سے کھینچ کر دیوار کے ساتھ لگاتا پردے کی اوٹ میں چھپ گیا---

تم بھورے ریچھ میں تمہارا----ایمان غرا کر آدھا جملہ ہی بولی تھی ۔ تبھی کھٹکے کی آواز آئی اور احمر نے ایمان کے لبوں پر انگشت شہادت کی انگلی رکھ کر اس کا منہ بند کیا---

پردے کے اس پار انہیں دو سائے دیکھے جو بالکنی سے کمرے کے وسط میں کھڑے یہاں وہاں دیکھ رہے تھے----اور ان کے ہاتھ میں گن تھیں---

کمرے میں زیرو بلب کی مدھم سی نا محسوس روشنی تھی جہاں وہ دونوں کھڑے تھے وہاں آگے پردے ہونے کی وجہ سے مکمل اندھیرا تھا--

یہیں سے آواز آئی تھی دیکھو اچھی طرح ---ایک آدمی دوسرے سے بولا اور وہ گن پکڑے اسی طرف آرہا تھا---

اپنے کمرے میں تین تین آدمیوں کی موجودگی (ایک جو اس کا زبردستی کا محرم بن بیٹھا تھا) اور باقی دو جو گن پکڑے اسی طرف بڑھ رہے ایمان نے ہراساں ہو کر چیخ کر اپنے بھائی کو بلانا چاہ ہی تھا کہ احمر اس کو منہ کھولتے دیکھ یکدم اس کے لبوں پر جھک گیا اور شدت سے اس کے لبوں پر گرفت جما کر اس کی کلائیوں کو

اپنے مضبوط ہاتھوں کی قید میں لے کر دیوار سے لگاتے اپنا سارا وزن اس پر ڈالے دیوار کے ساتھ لگا کر اس کا حصہ بنا دیا----

جبکہ وہ آدمی بلکل پاس آکر رکا-----اس طرف اندھیرا تھا تبھی وہ ان کو نا دیکھ پایا----

ایمان کی حالت یوں تھی جیسے وہ مر جائے گی اس کی آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے----

یہاں تو کوئی نہیں ہے ----

پر آواز اسی کمرے سے آئ تھی ----

یہ آوازیں وہ دونوں سن رہے تھے ---

اس کی حالت محسوس کرتے احمر نے گرفت ہلکی کر دی پر چھوڑا پھر بھی نہیں جب اس کی سانسیں ٹوٹنے لگیں تو وہ اپنی سانسیں اسے دے رہا تھا---

مجھے لگتا ہے اس نے ہمیں دیکھ لیا تھا چلو جلدی اس سے پہلے وہ کسی کو لے آئے----

وہ دونوں آدمی ایک بار پھر پورے کمرے پر نظر دوڑاتے بالکنی سے نکل گئے---

ان کے جاتے ہی احمر نے ایمان کو آزادی بخشی پر اس کے ہاتھوں کو ویسے ہی دیوار کے ساتھ لگایا ہوا تھا ---

ایمان کھینچ کر آکسیجن لے رہی تھی اس کی سانس کافی حد تک پھول چکی تھی وہ نڈھال سی احمر ے بازو پر سر ٹکائے سانسیں ہموار کر رہی تھی ----جبکہ احمر کا دھیان ان آدمیوں پر تھا کہ کون تھے وہ ----اگر چور تھے تو چوری کیوں نہیں کی کیا وہ ڈر گئے تھے کہ کسی کو علم ہو چکا ہے یا پھر ایمان کو نقصان پہچانے آئے

تھے کافی ساری سوچیں بیک وقت اس کے ذہن میں آرہیں تھیں ان خیالوں سے تب نکلا جب ایمان نے مزاحمت کی ----

چھوڑو مجھے ----وہ روتی بولی ---

احمر نے چونک کر اسے دیکھا ---

کون تھے وہ لوگ کن کو لے آئے تھے مجھے مروانے -----؟

اس کی بات پر احمر کو غصہ آیا کہ ایک جان بچائی الٹا اسی پر الزام لگا رہی تھی جب اس نے جھٹکا دے کر پیچھے کیا ----

تمہے مارنے کے لیے میں اکیلا ہی کافی ہوں اور اگر مارنا ہوتا تو اب تک مار چکا ہوتا بیواقوف لڑکی ۔

تو وہ میرے کمرے میں کیا کر رہے تھے--ایمان مرنے جیسی ہو گئی--

مجھے کیا پتا ہو سکتا کوئی چور ہوں ---

پر چوری تو نہیں کی ---- بھیگی آواز میں بولی--

کیونکہ انہیں شک۔ہو گیا ہوگا آواز سے کہ یہ کمرا جس کا وہ جاگ رہا ---دونوں ہنوز ایسی پوزیشن میں کھڑے تھے ---

تو ان کے پاس گن تھی وہ مار سکتے تھے ----ڈر کر اگلا سوال کیا---

کیونکہ تم چھپی ہوئی تھی اس لیے---

اگر ہم چھپے تھے تو وہ چوری کر سکتے تھے ---

افف یار کیا ہے میں تھوڑی چور ہوں مجھے کیا پتا انہیں علم ہو گا یہ ایس ایس پی کا گھر ہے ---احمراب سچ میں تپ گیا تھا اس کے سوالوں کی بوچھاڑ پر---

اگر ان کو پتا تھا تو ادھر آئے کیوں----وہ ابھی تک کپکپا رہی تھی--

تمہے مارنے----احمر زچ ہوتے بولا---

اس کا مطلب تم لے آئے کہ وہ مجھے گولیوں سے بھون دیں ----

چپ ایک دم چپ ----اب کی بار احمر برداشت نا کرتے ہوئے غرایا----

مولانی دماغ کا بھی استعمال کر لیا کرو میں نے تمہے مارنا ہوتا تو آج جو گولی چلائی تھی وہ سیدھا تمہارے سر میں لگتی ---

ایک دم سے ایمان کو پوزیشن کا خیال ہوا تو ہتھیلیاں پسینے سے نم ہوں گئی کہ وہ اس کے بلکل قریب کھڑا تھا ----

چھوڑو مجھے میں بھائ کو بتاتی ہوں ----وہ خود کو چھڑوانے لگی جب احمر نے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا----

اس کی کچھ دیر کی پہلی گستاخی پر وہ نا سنبھلی تھی کہ اب تو وہ نیچے گرنے والی تھی جب احمر نے ایک ہاتھ میں اس کی کلائیاں پکڑیں اور دوسرا کمر میں ڈال کر سہارا دیا----

چھوڑو مجھے کمینے انسان تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے پاس آنے کی---

جبکہ وہ اس کی خوشبو میں گہرے گہرے سانس لینے لگا---ایمان اس کی گرم جھلساتی سانسیں گردن ہر محسوس کرکے ایمان روتی چلا اٹھی----

احمر کو احساس ہوا تو فوراً دور ہوا اسے اپنے بے خود ہونے میں پر غصہ ایمان پر آیا اور اس کا چہرا جبڑے سے دبوچا----

تم جادوگرنی تمہاری وجہ سے میں قریب ہوا تمہارا قصور اس میں--میں کوئی دل پھینک نہیں کہ دیکھتے ہی عاشق ہو جاؤں پر تم میری محرم ہو میں قریب آسکتا اس کا ہرگز مطلب نہیں کہ احمر درانی تم سے پیار کرے گا---اب اگر چاہتی ہو کہ کسی کو پتا نا چلے اور میں تمہے طلاق دوں تو جیسا میں کہتا ہوں ویسا کرتی جاؤ----

اور خبردار جو اب آواز نکالی تو---وہ وارن کرتا دور ہوا اور بالکنی کی طرف بڑھا---

ایک اور بات یہ جو آدمی آئے تھے اگر اپنے بھائی کو بتاؤ گی تو پچھتاؤ گی اپر سے سوال الگ کہ تین تین آدمی کمرے میں کیا کر رہے تھے--ان کو تو میں دیکھ لوں گا پر اگلی بار مجھے تمہارے کمرے کی کوئی کھڑکی یا بالکنی کا ڈور کھولا ملا تو جو کام ابھی ادھورا چھوڑ کر جا رہا تب دیر نہیں لگاؤں گا تمہارے ہوش ٹھکانے لگانے میں ----وہ سرد تحکم بھرے لہجے میں اس کے کانپتے وجود کو دیکھتے بولا جو پردے سے آدھی باہر کھڑی اس کو مٹھی میں پکڑے ڈر کے مارے رو رہی تھی اسے اپنی گردن اور ہونٹ جلتے ہوئے محسوس ہوئے----

احمر ایک نظر اسے دیکھ کر باہر نکل گیا---

جبکہ ایمان سسکتی ہوئی فرش پر بیٹھتی چلی گئی-----

--------------------

گاڑی تیزی سے رواں دواں تھی جب ایک جھٹکے سے رکی ---

سنسان سڑک پر جہاں کوئی ذی روح نا تھا وہاں دو لوگوں کی موجودگی گاڑی میں بیٹھے لوگوں کو شیر شانی کا پتا بتا گئی---

گاڑی سے کچھ فاصلے پر شیر شانی سڑک کے بیچو بیچ کھڑے تھے---

شانی تجھے کہا تھا نا وہ بڈھا ضرور کوئی کانٹ کرے گا ---

شیرا وہ کر چکا اب ہماری باری اس کو رات میں سورج دیکھانے کی ----

واہ شانی بڑی باتیں سیکھ گیا ہے رات میں سورج ہمم---وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولا تو شانی نے سر خم کیا----

ابے او کتوں کی اولادوں نکل رہے ہو گاڑی سے یا پھر ڈھول باجے منگواؤں تب اترو گے-----

شیر اپنی نیلی آنکھیں گاڑی میں بیٹھے ان دو آدمیوں پر گاڑھ بولا جو تھر تھر کانپ رہے تھے ----

ان کو نا آتے دیکھ وہ شانی کی طرف مڑا--

شانی اوئے سیگریٹ دے طلب ہو رہی ----شانی نے سیگریٹ سلگا کر اسے دی اور ایک خود لبوں میں دبائی----

اوئے اگر اپنی سلامتی چاہتے تو نکل آؤ باہر ورنہ ہم وہاں آئے تو خود کو بھی پہچان نہیں پاؤ گے ----شانی بولا ----

تبھی وہ دونوں نکلے اور کانپتے ہوئے ان کے پیروں میں گر گئے----

اس سیگریٹ کے ختم ہونے تک بولو کیا کر کے آرہے ہو لڑکی کے ساتھ- --

جس پر آدمیوں نے ساری بات بتا دی---

شیر اور شانی ٹوٹ پڑے ان پر---اس کمینے بوس کو- کہا تھا کہ لڑکی سے دور رہو پر وہ نہیں مانا ----شانی --- صبح بوس کو گھاس ڈالنا پڑے گی نہیں تو بڈھا ضرور کوئی چال چل رہا ہوگا----

ان کو مار کر سڑک کر پھینکتے دونوں مخالف سمت چل پڑے---

دور کھڑی گاڑی میں بیٹھا بوس کا وفادار مسکرایا تھا----

بوس شیر شانی کو چکر دے رہا تھا وہ انہیں اپنی چال میں پھانس رہا تھا اور وہ بھی بوس کی چال جانے بغیر قید ہو رہے تھے یا پھر بوس ہو رہا تھا---

پر اس کے لیے ایس ایس پی کی بہن کو اٹھانا کوئی مشکل نہیں تھا وہ جو اتنا کچھ چٹکیوں میں کر سکتا تھا شاہ خاندان کو زندہ جلا سکتا جس کا نیٹ ورک اتنا پھیلا ہوا جو اندرون بیرون ملک کی انڈر ورلڈ میں حکمرانی کر رہا کیا

اس کے کیے یہ لڑکی مشکل تھی---وہ شیر شانی کی وفاداری چیک کر رہا تھا اسے شیر شانی سے مطلب تھا کچھ بڑا----وہ شیر کو رائٹ ہینڈ بنانا چاہتا تھا----اسے اپنی بیٹی سونپنا چاہتا تھا پر اس کے لیے شیر کا امتحان تھا یا پھر چال تھی----

بوس شیر کی ساری ہسٹری نکلوا چکا تھا وہ جانتا تھا شیر عورت کو مہرہ بنا کر نہیں لڑتا یہاں بوس نے جان بوجھ کر شیر کے سامنے ایمان کا نام لیا تھا یا پھر شیر اس کی چال سے ناواقف تھا---

-----------------

احمر حسان اور ماہم اس وقت کلب میں تھے ---جبکہ تینوں کی نظریں اردگرد کا جائزہ لے رہیں تھیں---

جلد ہی ان کو وہ لڑکی نظر آئی---جو بیگ ہاتھ میں پکڑے کاؤنٹر پر کچھ کہتی آگے بڑھ گئی----

وہ تینوں جو ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر بیٹھے تھے احمر کے بولنے پر حسان نے لائیٹ بند کر دی پورا کلب اندھیرے میں ڈوب گیا اور وہ تاریخی کا فائدہ اٹھاتے اسی سمت گئے جہاں لڑکی گئی تھی ---

تینوں نے بلیک ماسک لگا لیے جس سے ان کا چہرہ چھپ گیا

کلب کا حال پار کر کے وہ کوریڈور آئے جہاں دائیں بائیں بہت سارے کمرے تھے ---

احمر دیکھ کر جھنجھلا گیا----

تبھی انھیں ایک کمرے سے مدھم آوازیں سنائیں دیں جہاں کوئی لڑکی دب دبی آواز میں چیخ رہی تھی ----

وہ لمحے میں دروازہ کھول کر اندر بڑھا اس سے پہلے گولی احمر کے سر میں لگتی وہ نیچے ہوا اور اپنی گن سے سامنے والے پر فائر کیا ----

پر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جو لڑکی انہیں نظر آئی تھی یہ وہ نہیں تھی پر بیگ وہی تھا کمرے میں سات لوگ تھے جن میں سے پانچ کو ماہم اور حسان مار چکے تھے شاید وہ لوگ اس حملے کے لیے تیار نا تھے ----

کہاں ہے وہ لڑکی ----

اس کی غراہٹ پر لڑکی سہم گئی----

وہ نہیں ہے یہاں ---

تو کہاں ہے ----

پتا نہیں بس وہ کہیں بھی ایک منٹ سے زیادہ نہیں رکتی---

احمر کے اشارے پر ماہم نے وہ بیگ اٹھایا جس میں ہیرے تھے اور حسان نے دوسرے کی مخصوص رگ دبا کر بے ہوش کردیا ----

نام کیا ہے اس کا ----

انجلینا-----

اوکے یہ یہ میری طرف سے تمہاری انجلینا کا گفٹ ہوگا کہتے ہی احمر نے اس لڑکی پر فائر کیا اور وہ پیچھے جا گری ---

اپنی سیکریٹری کا قتل انجلینا پر بھاری پڑنے والا تھا کہ یہ ڈیل خفیہ تھی جس کا کسی کو بھی پتا نا تھا اور یہ ان کا کروڑوں کا نقصان کرتے وہ بیگ لے کر اور اس آدمی کو گھسیٹتے ہوئے کلب کے خفیے دروازے سے جوکہ بیک سائیڈ کی طرف کھلتا تھا وہاں سے نکلتے گاڑی میں بیٹھے جب احمر جا فون رنگ ہوا ----

ٹارگٹ ؟؟؟

کملیٹڈ ہیرے میرے پاس پر وہ لڑکی انجلینا شاید یہاں آئی ہی نہیں تھی ----

مطلب ----

مطلب میں آپ کو اپارٹمنٹ سمجھاتا ہم سے گیم کھیلنے کی کوشش کی انھوں نے پر ناکام ٹھہرے-----احمر برفیلے لہجے میں بول کر حسان اور ماہم کو بھی حیرت میں چھوڑ گیا---کہ علم ان کو بھی نہیں تھا احمر کون سے گیم کی بات کر رہا ہیرے تو ان کے پاس تھے اور وہ ان کو مار بھی چکے تھے----

--------------------

سمیر سٹڈی سے نکل کر کمرے میں آیا سجل اسی کے انتظار میں بیٹھی تھی وہ نگاہ غلط ڈالے بغیر بید کی دوسری جانب آیا اور خاموشی سے لیٹ کر اپنی طرف کا لیمپ آف کر دیا----

اس کو ناراض دیکھ کر سجل-کی جان پر بن آئ----

سمیر-----

اس نے آواز دی پر آگے سے کوئی جواب نا آیا۔۔۔

سمیر پلیز آئی ایم سوری۔۔۔۔۔اگے سے کبھی زد نہیں کروں گی ۔۔۔۔

سمیر۔۔۔وہ اس کو بازو سے پکڑ کر رخ اپنی جانب کرنے لگی جب اس نے وہی ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو وہ اس کے سینے پر گری۔۔۔۔

سمیر خفا نا ہوں اب کبھی ایسا نہیں کروں گی ۔۔۔۔

پرومس کرو۔۔۔۔

یس پکا پرومس وہ اس کے سینے پر تھوڑی ٹکائے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے بولی جب سمیر نے مسکراتے ہوئے کروٹ بدلی اور سجل کے سپر چھا گیا۔۔۔۔

سمیر۔۔۔۔۔۔ سجل اس آنکھوں میں خماری اترتی دیکھ کر اپنے بچاؤ کے لیے بولی ۔۔۔

خاموش ۔۔۔۔۔سکون لینے دو مجھے ۔۔۔۔وہ اس کے لبوں پر جھکا اور ساتھ ہی اس کا دوپٹہ نکال کر دور اچھال دیا ۔۔۔۔

اس بار اس کی گرفت میں نرمی تھی ۔۔۔وہ سکون سے اس کے ہونٹوں کی نرماہٹ محسوس کر رہا تھا دفعتاً سمیر کا فون بجا ۔۔وہ آہستہ بسے جدا ہوا اور ہاتھ بڑھا کر اسی طرح سجل پر جھکے کال سننے لگا جب سامنے سے کچھ کہا گیا کہ وہ جلدی سے اٹھا ۔۔۔۔

اس کے یوں اٹھنے پر سجل بھی بکھرے حلیے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔

وہ کال بند کر کے مڑا---

مجھے جانا ہے سجل انتظار مت کرنا سو جانا ہممم--

پر آپ اتنی رات-----

تم جانتی میری ڈیوٹی میں دن رات نہیں دیکھے جاتے ---وہ اس کے ماتھے پر شدت بھرا لمس چھوڑ کر دس منٹ میں بکل تیار ہوکر باہر نکلا جہاں پولیس کی گاڑیاں اس کا انتظار کر رہیں تھیں ----

وہ سب بیسمنٹ میں ایک گول میز کے گرد کرسیوں پر براجمان تھے احمر سربراہی کرسی پر سنجیدہ سا ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھائے بیٹھا تھا اس وقت اس کے چہرے کے تاثرات حددرجہ سخت تھے ---

کیسی گیم احمر----

مقابل بیٹھے وجود نے خاموشی کو توڑا تھا ----

احمر نے سرد سانس خارج کی ---

یہ ہیرے نکلی ہیں ----احمر نے جیسے دھماکہ کیا تھا ---

کیا---حسان اور ماہم ایک ساتھ حیران ہوتے بولے---

مطلب جن کو حاصل کرنے کے لیے وہ کتنے دن سے کلب کے چکر لگا رہے تھے یا یوں کہا جائے کہ خاک چھان رہے تھے اپنی نیندوں کی بلی چڑھا کر وہ مال ہی نکلی تھا حسان رونی صورت بنائے دماغ میں تانے بانے

جوڑ کر سوچ کر ہی منہ کے زاویے بنانے لگا جبکہ ساتھ بیٹھی ماہم اس کی شکل دیکھ کر ہنسی ضبط کر گئی----

اگر یہ نکلی تھے تو وہ اتنے لوگ کمرے میں کیا کر رہے تھے ---ماہم نے سوال کیا---

ہمیں مارنے کے لیے---احمر اسی طرح سنجیدگی سے بولا---

وہ شاید (ahm_c group) کا پلین جانتے تھے ان کو پتا تھا کہ ہمارا نیکسٹ سٹیپ ہیرے حاصل کر کے ان کو ڈاج دینا تھا---

انہیں کیسے پتا تھا---؟ اب کی بار حسان بولا----

پتا کیوں نہیں ہوگا حسان ہم جس طرح سے مسلسل ان کو ہراتے آرہے ہیں کم ازکم اپنے دشمن کے سے بچاؤ کا وہ کوئی نا کوئی پلین تو سوچیں گے نا---اس لیے وہ c g سے ڈیل کرنا چاہتے ہیں یہ دیکھو---احمر نے ایک درمیانے سائز کا کاغذ سامنے رکھا----

جن پر صاف لفظوں میں انہیں وارننگ اور ڈیل کا کہا گیا تھا---

کیا وہ تم لوگوں کے بارے جان چکے ہیں ؟؟؟مقابل بیٹھے وجود نے کہا تھا---

ہاں وہ صرف یہ جانتے ہیں کہ ہم گینگسٹر ہیں تبھی تو وہ ہمیں شامل کرنا چاہ رہے----

پر شاید وہ ( c g) کو نہیں جانتے--خیر انجلینا کو اب تک گفٹ مل چکا ہوگا-------ایک اور بات وہ ہماری حرکات پر نظر رکھے ہوئے تھے اور اب تک تو ان کو علم ہو چکا ہوگا کہ ہم کیوں ان کے پیچھے پڑے ہیں

---کیونکہ انہوں نے جو ماسک لگا رکھے تھے ان پر بڑا اور واضح c g لکھا تھا---اس کا مطلب وہ یہ جان چکے کے ہم گینگسٹر صرف ان کے لیے تھے اصل میں یہ ہیں---

ہمم---

احمر نے ہنکار بھری اور پھر کچھ ضروری موضوع پر ڈسکس کرتے رات کے تیسرے پہر وہاں سے اپنے گھروں کو نکلے-----

---------------------------

ایمان اور زرش کلاس میں آئیں اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھیں ان کو ڈر بھی تھا کہ سر غصہ ہونگے پھر سے چھٹیاں کرنے پر----جبکہ اتنے دن بعد برہان کو دیکھنے کا سوچ کر ہی زرش کا دل دھک دھک کر رہا تھا ----تبھی برہان ماحول پر چھا جانے والی شخصیت اور پرسنیلٹی کے ساتھ کلاس میں اینٹر ہوا---وائیٹ پینٹ پر وائیٹ ہی ٹی شرٹ پہنے اور اس پر بلیک ویسکوٹ پہنے مہنگی واچ کلائی پر باندھے کلون لگائے خوشبوئیں بکھیرتا وہ کلاس کو پاگل کر دینے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا اور مزید خوبصورت سی مسکراہٹ جو ایمان کو دیکھ کر لبوں پر مچلی تھی کلاس کو دیوانہ کر گئی اور زرش اسے تو جیسے اپنا دل ہتھیلیوں میں دھڑکتا محسوس ہوا ایک پل کو وہ بے خود ہو گئی---پر برہان کے سلام کا جواب دینے پر وہ ہوش کی دنیا میں آئی----

برہان ایمان کو دیکھ کر ہشاش بشاش ہو گیا تھا ساری بے زاری اس کی سنہری آنکھوں کے دیکھ کر دور جا سوئی---

مس زرش ؟؟

یس سر--

آپ کیوں نہیں آئی اتنے دن سے جبکہ اپکی دوست نے بھی صرف ایک دن آنے کی زحمت کی ---- وہ ایمان کو دیکھ کر بولا----

سوری سر مجھے فیور ہو گیا تھا زرش منمنائی ---جب ہی وہ بیٹھنے کا اشارہ کر کے لیکچر سٹارٹ کر چکا تھا----

زرش کی نظریں اس کی آنکھوں پر اور ہلتے لبوں پر ٹکیں تھیں اسے وقت گرنے کا احساس ہی نہیں ہوا جب لیکچر ختم ہوا اور وہ باہر جاتے ہوئے پلٹا جب ایمان اپنی سٹک کے سہارے کھڑی ہوئی----

مس ایمان ؟؟

جی سر---

آپ میرے آفس میں آئیے فوراً---

ایمان نے سر ہلایا اور برھان بنا کوئی نظر ڈالے اپنے آفس کی طرف قدم بڑھائے----

بس کرو سر جا چکے ہیں ----زرش کو خیالوں میں کھوئی تھی ایمان کے ہلانے ہوش میں آئی----

یہ کیا سر کدھر اور کلاس ساری غائب-----

جی جب آپ خیالوں میں گم ہوں گی تو کیسے پتا ہوگا لیکچر کو ختم ہوئے پانچ منٹ تیس سیکینڈ ہو چکے ہیں ----ایمان گھڑی کی طرف دیکھ کر بولی---

اچھا مجھے پتا نہیں چلا----

ویسے کن خیالوں میں کھوئی تھی کچھ کچھ مجھے سمجھ لگ رہی ---

اس کی بات پر زرش ہڑبڑا گئی----

میں نے کدھر کھونا میں تو بس اپنی پڑھائی کا سوچ رہی تھی تم بھی نا---

زرش نے ایمان کو غرکا----

اچھا تو اتنا تپ کیوں رہی ہو میں نے تو ویسے کہا مجھے پتا تمہاری طبیعت نہیں ٹھیک اس لیے ابھی دل نہیں کر رہا ہونا لیکچر کا---

اور زرش نے شکر کا کلمہ پڑھا کی اس کی بے اختیاری کی اصل وجہ ایمان کو پتا نہیں چلی --

-

ہاں چلو اب کچھ کھا لیں ----

نہیں ابھی میرے ساتھ برہان سر کے آفس چلو --سر نے بلایا ہے ---

نہیں تم جاؤ ---زرش کو ڈر تھا کہ وہ وہاں بھی اپنے دل پر قابو نہیں رکھ پائے گی اس لیے دل کے چاہنے کے باوجود بھی انکار کر دیا---

پر کیوں---؟

دیکھو جان سر نے تمہے بلایا مجھے نہیں اور ویسے بھی ابھی میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی تم اکیلی جاؤ سر ناراض ہوں گے ---

ارے کر رکو تو ---

تو جلدی آنا میں انتظار کر رہی -----وہ جلدی سے بیگ اٹھا کر باہر نکل گئی پیچھے ایمان منہ بسورتی ہوئی برھان کے آفس کی طرف چل پڑی ----

حسان یار مجھے سمجھ نہیں آرہی آخر وہ کون تھے ---اگر میں مولانی کے کمرے میں نا جاتا تو پتہ نہیں وہ کیا کرتے ----

جس طرح تو بتا رہا ہے مجھے تو لگتا وہ چور ہوں گے ---

مجھے بھی یہی لگتا ہے میں نے بالکنی اور آس پاس دیکھا کہ کچھ مل جائے جس سے پتا چلے کون ہیں پر کچھ نہیں ملا--پر مولانی کا دماغ میں اچھے سے درست کر آیا ہوں ---

وہ دونوں کلاس لے کر نکلے ہی تھے اور آپس میں باتیں کرتے جا رہے تھے -

جب احمر کی نظر ایمان پر پڑی جو آفس والی سائیڈ جا رہی تھی ---

ہائے پیاری لڑکی کہاں جا رہی ہو ----ایک لڑکا ایمان کے بلکل سامنے آتا راستہ روکے کھڑا ہو گیا ---

راستہ دو---ایمان اس کے راستہ روکنے پر برہم ہوتی بولی ---

کیوں جان من اب تو راستہ کبھی نہیں ملے گا ---وہ لوفرانہ انداز میں کہنے لگا--- تمہاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں یہ پردہ ہٹاؤ تمہے تمہاری امید سے بھی زیادہ خراج بخشوں گا ----

ایمان نے اس کی بکواس پر ہاتھ اٹھایا ہی تھا جسے وہ ہوا میں روک گیا ---ڈارلنگ میں تو بس دیکھوں گا اگر پیاری۔لگی تو پھرر ر ----اگلی بات منہ میں ہی رہ گئی جب ناک پر ایک پنچ پڑا تھا ---

احمر حسان کے ساتھ ایمان کی نظروں میں آئے بغیر جا رہا تھا جب اس لڑکے کی بکواس سن کر اس کا غصے سے برا حال ہو گیا---جو بھی تھا ایمان اس کی بیوی تھی اور کیسے وہ اس لڑکے کی بکواس سن سکتا تھا جو اس کا نقاب اتارنے والا تھا، جس نے اس کی کلائی پکڑی تھی، جس نے اس کی آنکھوں کی تعریف کی تھی، اور جس نے اس کی بیوی کا راستہ روکا تھا --احمر کے رکنے پر حسان بھی رک گیا جب سامنے کا منظر دیکھ کر دونوں کا خون کھول اٹھا تھا---

احمرنے اس لڑکے کو کالر سے دبوچ کر ٹانگ فولڈ کر کے پیٹ میں گھٹنا مارا کہ وہ کہراہ اٹھا ---

حسان نے بھی اس کے چہرے پر تھپڑوں کی برسات کر ڈالی احمر کے اس کو مارنے پروہ دور ہو کر اس کی دھلائی دیکھنے لگا---

ایمان کا تو جیسے خون جم گیا تھا وہ منجمد ایک ہی جگہ کھڑی یہ ساری کروائی دیکھ رہی تھی جہاں احمر اس لڑکے کو مار مار کر ادھ موا کر چکا اور حسان اب اس لڑکے کے منہ ناک سے خون کی لکیر دیکھ کر احمر کو روک رہا تھا پر احمر تو جیسے ہواسوں میں نہیں تھا۔۔۔

ہمت کیسے ہوئی تیری گھٹیا انسان منہ توڑ کر رکھ دوں گا میں تیرا کتے انسان ۔۔۔

احمر اپنے ازلی جلال میں پے در پے مکے برساتے دھاڑا تھا۔۔۔

کیا کر رہا ہے احمر چھوڑ اسے پاگل ہو گیا ہے ۔۔۔ حسان گھبرا کر اسے روکنے لگا۔۔۔

ہاں ہو گیا ہوں پاگل اس باسٹرڈ کو آج میں گاڑھ دوں گا خبردار جو پاس آئے تو دانت توڑ دوں گا تیرے بھی ۔۔۔

جبکہ اس کے جنون کو دیکھ کر ایمان لرز ہی تو گئی تھی ۔۔۔۔

بول کیا بولا اس سے احمر اس کو گھما کر اپنی کہنی اس کے سر میں مارتا بازو گردن میں ڈال کر اس پر دباؤ بڑھاتے غرایا تھا ۔۔۔

بھابھی پلیز احمر کو روکو نہیں تو وہ اس کی جان لے لے گا۔۔۔ حسان کو کوئی راستہ نا سوجھا تو ایمان کی طرف آیا جو خود ابھی نڈر بنی ہوئی تھی احمر کو دیکھ کر ساری بہادری ہوا ہو گئی۔۔۔جو کسی کی سنے بنا مارنے میں مصروف تھا ۔۔۔

حسان کے پکارنے پر ایمان نے ہراساں ہوکر اسے دیکھا اس وقت اس کا دماغ سن تھا جو اپنے لیے بھابھی کے الفاظ پر غور کیے بنا تھرتھرا رہی تھی ---

اح احمر----آج پہلی بار شاید اسے بھورے بلے سے نام سے پکارا تھا---اس کی پکار میں شدت ،ڈر ، اور مان تھا کہ جیسے وہ رک جائے گا اور یہ مان کیوں سر چڑھ کر بول رہا تھا ایمان انجان تھی ----

سریلی آواز میں اپنے نام کی پکار احمر کے ہاتھوں کو وہیں روک گئی---اس نے سر گھما کر دیکھا تو وہ روتی سنہری آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی ---

احمر رک جاؤ ---پھر سے روکا گیا تھا اور یہ بات احمر کے غصے میں اضافہ کر گئی---

وہ اس لڑکے کو پٹخ کر اس کی طرف بڑھا احمر کو اپنی طرف آتا دیکھ کر ایمان چیخ مارتی حسان کے پیچھے چھپی کہ یقیناً اس کا بھائی اس کو بچا لے گا ----

حسان بھائی مجھے بچاؤ ----وہ بچوں کی طرح روتی اس کی لال آنکھوں سے ڈرتی بولی---جبکہ ناچاہتے ہوئے بھی حسان کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی---

جبکہ احمر کا تو غصے سے برا حال تھا جو اس سے چھپ کر اپنے تازہ بنے بھائی کی پشت کے پیچھے چھپی سر نکال کر دیکھتی اور پھر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیتی۔۔۔

جبھی احمر اس کے سر پر پہنچا اور حسان کے روکنے سے پہلے ہی اسے بازو سے سختی سے دبوچے اپنی طرف کھینچا تھا۔۔۔۔۔۔

احمر دیکھ اس میں بھابھی کی کیا غلطی ہے۔۔۔۔وہ احمر کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ایمان پہلے ہی مار پیٹ دیکھ کر سہمی کھڑی تھی۔۔۔۔

حسان اس اس کو اٹھا اور باہر پھینک۔۔۔۔وہ اس کی بات نظر انداز کر کے بولا۔۔۔۔

کوریڈور بلکل خالی تھا حسان اس لڑکے کو اٹھا کر سہارا دیے باہر کی جانب بڑھا جب احمر پلٹا اور اس کے بازوں کو جھٹکا دے کر دیوار کے ساتھ لگایا۔۔۔

درد سے ایمان کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گئے جیسے اس ظالم بلے نے بازو جسم سے الگ کر دیا ہو۔۔۔۔۔

تم ہوتی کون ہو مجھے روکنے والی۔۔۔۔؟

وہ دونوں ہاتھ دیوار پر اس کے چہرے کے اردگرد جماتے بولا۔۔۔۔

تم نے اس کو اتنا مارا اگر وہ مر جاتا تو۔۔۔۔۔ایمان پلکیں جھپک کر دھندلی آنکھوں سے اسے دیکھتی بولی۔۔۔۔۔

تو میں اسے جان سے ہی مارنے والا تھا بیچ میں تم ٹانگ نا اڑاتی۔۔۔وہ میری بیوی کا پردہ اتار رہا تھا تو میں اسے بخش دیتا چوہیا۔۔۔۔ وہ ہاتھ زور سے مے دیوار پر مارتے بولا تھا۔۔۔

جبکہ ایمان تو میری بیوی لفظوں پر ٹکی ہق دق سی ہو گئی۔۔۔۔۔

میں نہیں ہوں تم جیسے جنگلی کی بیوی۔۔۔۔ایمان کا دل کانپ اٹھا تھا میری بیوی یہ دو لفظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔۔۔۔

کیا کہا۔۔۔۔۔پھر سے کہنا۔۔۔۔!!!احمر نے ماتھے پر تیوری چڑھائے پوچھا۔۔۔

میں نہیں ہوں تمہاری بیوی سمجھ آئی۔۔۔ اس بار ایمان بھی چیخ پڑی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ احمر نے اس کے جواب دینے پر ادھر ادھر دیکھ کر اس کا نقاب کھینچا اور اپنے ہونٹ اس کے لبوں پر سختی سے جما دیے تھے۔۔۔۔

ایمان کا دل سکڑ کر پھیلا تھا اور پھر اس کی شدت پر دھڑکن تیز ہوتی گئی۔۔۔۔وہ اس کے لمس پر تڑپ کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دور کرنے لگی پر وہ باقی کا غصہ اس میں انڈیل رہا تھا۔۔۔ایمان نے اس کے بازو پر ہاتھ مارا جب وہ اس سے دور ہوا۔۔۔۔

دونوں کی سانسیں پھولی ہوئیں تھیں جب احمر اس کا چہرہ دیکھنے کے بعد نقاب ویسے لگا چکا تھا اور وہ آنکھیں بند کیے روتی سٹک کو دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے تھامے کھڑی تھی۔۔۔۔۔

اب آئی سمجھ ----تم میری بیوی ہو ---میرے نکاح میں ہو----اور جب تک میرا نام جڑا ہے تم یہ جھٹلا نہیں سکتی ----اج کے بعد اس یونیورسٹی میں اور کہیں بھی میں تمہیں اکیلا نا دیکھوں نہیں تو کبھی طلاق نہیں دوں گا اور نا تمہے سوچنے دوں گا سیدھا اٹھا کر لے جاؤں گا----

وہ اس ہیں کو چھوڑ کر باہر نکلا گیا کہ اسے سگریٹ کی طلب ہو رہی تھی --- جبکہ ایمان اس ظالم بلے کی ستم ظریفی پر ششدر کھڑی تھی---

------------------

کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں ----

حسان اس لڑکے کو ڈسپینسری چھوڑ کر کیفے آیا نظر حجاب میں زرش ہر گئی جو جھنجلاہٹ کا شکار لگ رہی تھی ----

نہیں ----اگے سے روکھا جواب آیا----

حسان مسکراتے پھر بھی بیٹھ گیا ----

کیا ہو رہا ہے ----؟

تمہارا انتظار جلا بھنا جواب آیا----

واہ میرا انتظار ----حسان کی مسکراہٹ گہری ہوئی---

بلکل نہیں ---زرش نے اپنا آدھا جملہ مکمل کیا کہ حسان کا قہقہہ گونجا---

اچھا تو پھر کس کا ہو رہا ہے ---؟

تمہے کیوں بتاؤں؟

بتا دو ہو سکتا مجھے پتا ہو ---

ایمان کا----

اووو بھا----ائ میں ایمان تو احمر کے ساتھ ہے ----وہ بھابھی کہنے والا تھا کہ رکا---

وٹ؟؟؟؟زرش کو جھٹکا لگا تھا کہ وہ اور احمر کے ساتھ---

جی ----

اب وہ صحیح معنوں میں پریشان ہوئی کہ جب بھی احمر ہوتا اس کو تکلیف پہنچاتا تھا اور کہیں ابھی بھی تو---

کہاں ہیں دونوں بتاؤ مجھے----؟

کیوں بتاؤ----

سوچ لو ----

سوچ لیا---حسان پیر ہلاتے بولا---

زرش خالی کانچ کی بوٹل اٹھا کر اس کے سر پر پہنچی ----

اب بتاؤ نہیں تو تمہارا سر پھوڑ دوں گی ---

ہییے ے ظالم لڑکی رکھو واپس ---- حسان سچ میں گڑبڑا گیا کہ جس طرح وہ آنکھیں نکالے کھڑی تھی سچ میں مار ہی نا دے ---

بتاؤ کدھر لے گیا ہے تمہارا وہ دو نمبر دوست-----؟؟

ہییے ے موٹی عورت میرے دوست کو دونمبر مت بولو پہلے اپنی دوستی دیکھو اس کو اکیلا چھوڑ کر آگئی----

کیا!!!!! ----

زرش کا چہرہ لال ہو گیا کہ ایک لفظ موٹی اور دوسرا عورت سن کر ----

تم چلغوزے کہیں کے تمہیں میں موٹی عورت لگتی ہوں ہاں ابھی بتاتی ---

زرش آدھی بوتل فرش پر مار کر ٹوٹا ہوا نوک دار حصّہ پکڑ کر اس کی آنکھوں کے سامنے کیا کہ حسان نے ڈر کر پیچھے کرسی کی اور جلدی سے اٹھ کر میز کی دوسری جانب کھڑا ہو گیا ----

رکو کہاں بھاگ رہے ہو --- میں نے کہا رک جاؤ ---- آج میں تمہارا باسی دماغ نکال کر پھینک دوں گی وہ میز کے گرد اس کے پیچھے آتی بولی----

کیفے میں بیٹھے باقی سب ان کو لڑتا دیکھ کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے ----

تبھی احمر وہاں آیا ----

احمر یہ موٹی عورت مجھے مارنے والی کچھ سمجھاؤ اسے ----

حسان اس کی طرف آتے بولا---

تم تم دو نمبر انسان کدھر ہے میری ایک نمبر دوست---

دوست تمہاری ہے پوچھ مجھ سے رہی ----احمر سنجیدگی سے بولا اور آنکھوں کے سامنے کچھ دیر پہلے کا منظر لہرایا----

ہاں تو اس چھلے کبوتر نے کہا ہے تمہارے ساتھ ----

جبکہ حسان تو اپنے لیے چھلا کبوتر سوچ کر ہی۔ جھرجھری لی اور اس کو گھورا ----

اے کالی بندری ------اس نے بھی حساب چکتا کیا---

تم ڈائینوسار ----بعد میں نبٹوں گی تم سے اور تم سے بھی فلاپ فلموں کے ناکام ہیرو---وہ احمر کو اور حسان دونوں کو کانچ کی ٹوٹی آدھی بوتل دیکھاتی وہیں ٹیبل پر پٹخ کر باہر کی جانب بڑھی -----

نا جانے منحوس مارے نے میری az کو اب کیا کہا ہوگا مجھے اسے اکیلا چھوڑنا ہی نہیں چاہیے تھا اور اپر سے وہ افریکن باشندہ تمہیں تو میں دیکھ لوں گی حسان کسان -----

زرش خود سے بڑبڑاتی تیز تیز چلنے لگی-----

--------

زرش سے جنگ کے بعد حسان اب مسلسل ماہم کو کال کر رہا تھا جو اس سے ناراض تھی کل رات حسان اور ماہم کی گھر جاتے ہوئے راستے میں لڑائی ہو گئی تھی اور حسان نے بیچ راستے اسے اتار دیا تھا اور وہ اب اس سے سخت ناراض تھی ---

ہیلو چڑیلوں کی دادای ----

تم ہو جنوں کے ہیڈ بدتمیز اب کیوں کال کر رہے ہو رات گاڑی سے اتارتے وقت تو زرا شرم نہیں آئی میں بھائی کو بتاؤ گی تاکہ گرینڈ کر کے تمہارا قیمہ بنا کر جنگلی جانوروں کو کھلا آئیں---

اووو ماہم مہینا بریک لگاؤ بھائی کو مت بتانا نہیں تو اگلی بار جنگل میں کسی درخت سے لٹکا آؤں گا پھر جھولا جھولنا بھتنیوں کے ساتھ---

اور وہ بھتنیاں اللہ کرے تمہے اپنی دنیا میں لے جائیں اور ملازم بنا کر رکھیں ----ماہم نے بھی جوابی کاروائی کی

---

اچھا سنو مہم ----

دیکھ رہے ہو احمر میرے نام کا بیڑا غرق کر دیا ہے اسنے اچھا ہوا زرش نے تمہاری عزت افزائی کی --- سپیکر سے ماہم کی آواز گونجی ---

خاموش ہو جاؤ دونوں ---اور سب ریڈی ہے نا----احمر نے ان کو خاموش کروایا---

ہاں ہم تیار ہیں ---

ٹھیک ہے تو پھر آج رات سات بجے تک دونوں وہاں موجود ہوں ----

اوکے ---دونوں نے ایک ہی جواب دیا ---

جبکہ احمر اپنے بڈی کو کیفے بلا چکا تھا کہ اسے بڈی کی ہیلپ چاہیے تھی ----

اے ٹیڈی بکری سنو---حسان نے ماہم کے قد ہر چوٹ کی ---

مرو تم کہیں ڈوب کر---

ماہم نے کہہ کر کھٹاک سے فون بند کر دیا ---

اور حسان کندھے اچکاتا برگر سے انصاف کرنے لگا---جبکہ احمر سیگریٹ پیتا ٹیبل پر انگلیاں بجاتا بڈی کا انتظار کر رہا تھا ----

---------------------

برھان اپنے آفس میں بیٹھا ایمان کا انتظار کر رہا تھا جبھی دستک ہوئی اور ایمان اجازت لے کر اندر آئی---

جی سر!!

اس کو دیکھتا پاکر ایمان نظریں جھکائے بولی---

مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے بیٹھیں---

نہیں سر میں ٹھیک ہوں وہ کرسی کے پاس کھڑی ہوتی بولی---

کیا ہوا آپ کانپ کیوں رہی ہیں ---؟؟

وہ سر ک کچھ نہیں ایک پل کو خیال آیا کہ بتا دے آپکا بھائی کیا کرتا پھر رہا ہے پھر اپنی شامت جو سوچ کر لب بھینچ گئی----

ایسا لگ رہا ہے جیسے بھاگ کر آئیں ہیں ----

جبکہ یہ سچ تھا ایمان تیزی سے چلتی برھان کے آفس آئی تھی کہ مبادا احمر کہیں پھر سے نا آجائے-----

ج جی سر وہ لیکچر کا ٹائم ہو گیا ہے اس لیے تیز تیز آئی----

مس ایمان بات دراصل یہ-ہے کہ میں ----

میں آپ ---

برھان گھبرا رہا تھا کہ-نجانے وہ کیسا ری ایکٹ کرے اتنا بڑا بزنس ٹائیکون ایک چھوٹی سی لڑکی کے سامنے بے بس ہو گیا تھا---

میرا مطلب کیا آپ کہیں اینگیجڈ ہیں ؟؟برھان نے پوچھ کر لمبا سانس خارج کیا---

جبکہ اس کے پوچھنے پر ایمان کع اپنا نکاح یاد آیا----اور وہ اینگیجڈ پوچھ رہا تھا---

اس وقت ایمان کو شدید غصہ آیا تھا احمر پر وہ سب اس کے بھائی کو بتا دینا چاہتی تھی پر اس کی وارننگ آڑے آجاتی----

نہیں سر ----

اس کا نہیں کہنا تھا اور برہان پر سے جیسے بھاری بوجھ ہٹ گیا ہو----

ایمان کی نظروں میں حیرانگی دیکھ کر وہ مزید پوچھنا ترک کر گیا تھا کہ یہی اس کے لیے کافی تھا وہ ابھی تک کسی رشتے سے منسلک نا تھی ---جبکہ اندر ہی اندر سہمی کھڑی تھی کہیں سر کو معلوم تو نہیں پڑ گیا----

کیا ہوا آپ اتنا حیران کیوں ہو رہیں ہیں ----

سر میں جاؤ لیکچر گزر رہا----وہ جلدی سے نکلنا چاہتی تھی کہ سر نے اور سوال پوچھے ---

جی اب آپ جا سکتی ہیں ----بہت جلد آپ کے لیے سرپرائز ہوگا----

ایمان بنا برہان کی بات پر غور کیے آفس سے نکلی اور باہر آکر سکون کا سانس لیا پھر برہان کو باہر آتا دیکھ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کلاس میں چلی گئی----

وہ اپنی ہی دھن میں دونوں کو کوستی جا رہی تھی جب زور سے کسی سے ٹکراتی سیدھا زمین پر گرنے کے انداز میں بیٹھی جبکہ مقابل اپنی جگہ پر کھڑا تھا---

آئی اماں ---

اے ے ے اندھے ہو کیا میرا پیر توڑ دیا--- بس موقع چاہیے لڑکی سے ٹکرانے کا---جاہل ----

اب سوری بھی بول لو اندھے ہونے کے ساتھگونگے بھی ہو گیا۔۔۔ زرش جوتے سمیت پاؤں دائیں بائیں ہلاتی بولی ۔۔۔۔

جب اپنے سامنے ویسے ہی دیوار بنے کھڑے پر نظر اٹھا کر دیکھا تو اپنے بولنے پر پچھتاوا ہوا کیونکہ برھان درانی سنجیدہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔

مس زرش۔۔۔ برھان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اٹھنے میں مدد دی۔۔

زرش نے ہچکچاتے تھاما اور اپنے پیروں پر کھڑی ہوئی۔۔۔

یونی کی باقی لڑکیاں برھان کو دیکھ کر آہیں بھر رہیں تھیں کہ کاش زرش کی جگہ وہ ہوتیں اور انہیں بھی ایسے ہی کھڑا کرتا۔۔۔

سوری سر ۔۔۔۔ زرش شرمندہ سی بولی ۔۔۔۔

کلاس میں تو اپکی آواز نہیں نکلتی اور یہاں آپ مقابل کو مارنے پے تل جاتی ہیں خیر آئندہ دیکھ کر تھوڑا آہستہ چلا کریں نہیں تو پوری یونیورسٹی سے معافی مانگتی پھیریں گیں ۔۔۔ برھان مسکراہٹ دبائے کہتا چلا گیا پیچھے زرش منہ کھولے کھڑی تھی ۔۔۔۔

کہ یہ سر ہی تھے ۔۔۔ غلطی تو اس کی بھی تھی وہ احمر کو ٹیکسٹ کرتا چلتا جا رہا تھا نظریں فون پر مرکوز ہونے کی وجہ سے تصادم ہو گیا۔۔۔۔

---

آؤ شیر دل بیٹھو۔۔۔۔

دیکھ بوس ---تو جو اپنے سے گیم کھیل رہا ہے اپنے اچھی طرح واقف ہے تجھے کیا لگا تھا شیر کی آنکھیں خراب ہے دیکھ چکا تھا میں تیری گاڑی ---

اس کی بات سن کر بوس حیران ہوا اور ہنسا اور ہنستا چلا گیا ---

ماننا پڑے گا کہ شیر چاروں طرف نظریں ہوتی ہیں----

بلکل ----

ٹھیک ہے تو پھر ڈیل کرتے ہیں --

تم دونوں میرے ساتھ مل جاؤ یا پھر میں اس لڑکی کو مسل کر رکھ دوں گا ----اور تم روک نہیں پاؤ گے----

پہلی بات وہ لڑکی کون اپن نہیں جانتا بس اس کو بیچ میں لانے سے روکا تھا پر اگر تیری یہ خواہش ہے تو جا ہاتھ لگا کر دیکھا اپنے سامنے تو شیر شانی کو پائے گا اب تک تجھے اندازہ نہیں ہوا---

تیرا ساتھ دینے کے لیے ہم تیار ہیں پر اس لڑکی تو کیا کسی کا بھی ذکر نہیں کرے گا تو----

بوس کو اور کیا چاہیے تھے فلحال وہ ان سے اپنا کام نکلوانا چاہتا تھا باقی کا اس نے بعد کے لیے سوچ رکھا تھا----

ٹھیک ہے پھر کل تم دونوں یہ مال ڈلیور کرو گے اور پولیس کو کیسے روکنا یہ بھی تم جانتے ہو----

دونوں نے سر ہلایا اور پیسوں سے بھرا بیگ اٹھا کر باہر نکل گئے۔۔۔۔

شانی اوئے۔۔۔وہ سیگریٹ کا کش لیتا بولا۔۔۔

بول شیرا۔۔۔

وہ لڑکی کچھ تو ہے جو بوس کے حواسوں پر سوار ہے اس قدر۔۔۔

شاید۔۔۔۔

مجھے وہ اچھی لگنے لگی ہے ۔۔۔۔۔شیر نے مسکراتے شانی کی سماعتوں پر بم پھوڑا۔۔۔

کیا!!!!۔۔۔

ہاں یوں منہ مت پھاڑ گولیاں اندر اتار دوں گا۔۔

آج اسے دیکھا میں نے نقاب کرتی ہے وہ ۔۔۔۔

باولا تو نہیں ہو گیا۔۔۔تو جانتا اپنے کام میں پیار ویار کچھ نہیں ہے ۔۔۔۔شانی تو اس کی بات پر چکرا گیا۔۔۔

میرا دل کر رہا اس کا چہرہ دیکھوں آخر کیا ہے اس میں جس نے شیر کے دل میں ہلچل مچا دی ۔۔۔۔

پاگل مت بن تو خود کو دیکھ غنڈہ ہے وہ تو تجھے دیکھنا بھی پسند نا کرے اور تو چلا اس کی شکل دیکھنے۔۔

کیوں نہیں دیکھنا پسند کرے گی ---شر کی دنیا دیوانی ہے وہ بھی ہو جائے گی--- شیر کو انکار کرے گی وہ تو انجام بھی بھگت لے گی ----اور پسند تو وہ اپن کو آگئی ہے اس میں غلطی اس سالے بوس کی ہے اسی کی وجہ سے میں اس لڑکی کا پیچھا کر رہا تھااس کو دیکھتے ہی خود پھنس گیا----

میں تو کہتا ہوں اس کا خیال چھوڑ اور دھندے پر دھیان دے --- شانی بولا---

دھندا بھی چلے گااور اسے بھی اپن حاصل کرے گا---شیر اٹل لہجے میں بولا تھا---شانی سر جھٹک کر رہ گیا----

وہ دونوں سڑک پر چلتے باتیں کر رہے تھے ----

شیر نیلی آنکھوں والا انتہا کا خوبصورت تھا پر اس کا حلیہ سارا غنڈوں والا تھا ---لمبے بھورے بالوں کو پونی میں قید کر رکھا تھا بلیک پینٹ پر سکائی بلیو شرٹ پہنے جس کے اپر کے تین بٹن کھلے ہونے سے سفید سینا واضح تھا پاؤں میں لونگ شوز پہنے تھے دائیں کان میں بلیک بالی پہنے اور ہاتھ میں ڈھیروں کالے موتیوں والے بینڈ پہنے اور ہمہ وقت ساتھ رہنے والی گن ---اس حلیے میں بھی وہ پیارا لگتا تھا اس پر اس کی نیلی سمندر جیسی آنکھیں سب کو مبہوت کر دیتیں تھیں----

شانی بھی اس سے کم نا تھا اس کی بھوری آنکھیں سامنے والے پر خوف طاری کرنے کے لیے کافی ہوتی تھیں---دونوں کا حلیہ ایک جیسا تھا بس آنکھوں کا رنگ مختلف تھا --- نیلی آنکھوں والا شیر تھا تو بھوری

آنکھوں والا شانی تھا---اس پر دونوں کی بڑی گھنی موچھیں اور ہلکی بڑی داڑھی اور چہرے پر رہنے وی سنجیدگی مقابل پر لرزتاری کر دیتی ----

-----------------

سب لاونج میں بیٹھے تھے آج زوہیب آرہا تھا کتنے مہینوں سے وہ باہر بزنس ہینڈل کر رہا تھا کہ کچھ مہینوں پہلے انہیں کافی نقصان ہوا تھا ان کے مینیجر نے ہی گھپلہ کیا تھا اور وہ وہاں جاکر سب کچھ ٹھیک کرنے میں لگا تھا--اج سب کچھ ٹھیک کرکے وہ واپس آرہا تھا کہ یہاں کا بزنس بھی اسنے ہی دیکھنا ہوتا تھا فواد صاحب کو بہت کم آفس جانے دیتے تھے --- جواد صاحب نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا---

فواد میں تم سے بات کرنا چاہا رہا تھا اور مجھے لگتا ہے کہ سب موجود ہیں تو یہ مناسب وقت ہے بات کہنے بلکہ مانگنے کا---

جی بھائی صاحب آپ کی بات سر آنکھوں پر حکم کریں ---

دیکھو فواد سجل بیٹی کو ہم اپنی بہو بنانا چاہتے تھے پر شاید اس کے نصیب سمیر کے ساتھ جڑے تھے ماشاءاللہ سے بہت اچھا داماد ثابت ہوا ہے ---میری ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ اس گھر کی بچیاں گھر میں ہی رہ جائیں اور یقین جانو میرا اب پاکستان لوٹنے کا بھی یہی مقصد تھا ہم سب مل کر ہنسی خوشی رہیں ---پتا نہیں میری کتنی زندگی باقی ہے ---جواد صاحب کو دو بار ہارٹ اٹیک ہو چکا تھا اس لیے وہ واپس پاکستان آگئے---

بھائی صاحب ایسا مت کہیں اللہ اپکو لمبی عمر دے اور آپ کو بچوں کی خوشیاں دیکھنی نصیب ہوں ----سمرین بیگم بولی ---

فواد میں جاذب کے لیے ہماری پیاری بیٹی زرش کا ہاتھ مانگتا ہوں ----

اپنے باپ کی بات سن کر جاذب نے چونک کر ماں کو دیکھا جس نے آنکھوں سے ہی ریلیکس رہنے کی تسلی دی----وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا--

جبکہ زرش سن ہو گئی اور دھڑکتے دل سے اپنی ماں کا ہاتھ زور سے تھاما---

اس نے سوچا بھی نا تھا کہ اس کے تایا یہ فرمائش کریں گے وہ تو کسی اور کو دل دے بیٹھی تھی ابھی تو اس نے خواب دیکھنے شروع کیے تھے کیا ان کی عمر اتنی تھوڑی تھی کہ چکناچور ہونے جا رہے تھے ----وہ آنسوں پیتی گہری سوچ میں ڈوب چکی تھی ---

فواد کو خاموش دیکھ کر اس نے پھر سے استفسار کیا---

بھائی صاحب زرش آپکی بہو بنے یہ میری بھی خواہش ہے سجل کی شادی کے بعد یہ بات میرے دل میں آئی تھی پر آپکی ناراضگی کہ وجہ سے دل میں دبا گیا ---مجھے اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ----پر ---

پر کیا ----؟

آخری فیصلہ زرش کا ہوگا جیسا وہ چاہے گی ----

زرش اپنے تایا کو کبھی منع نہیں کرے گی تم تو دل سے راضی ہو باقی اپنی بیٹی سے ہم ابھی پوچھ لیتے ہیں

----

جواد صاحب نے زرش کو پاس بلایا تو وہ خیالوں سے نکل کر کسی روبوٹ کی طرح ان کے پاس آئی جب جواد صاحب نے زرش کو پاس بیٹھایا اور ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار دیا ---

بیٹی آپ کو جازب کے ساتھ رشتہ قبول ہے ---کیا آپ ہماری بہو بنو گی ---

تایا جس طرح ماں سے پوچھ رہے تھے زرش کے سامنے سارے خواب چھناک سے ٹوٹ گئے---دل کی جیسے ٹکڑے ہو گئے تھے اپنی محبت جو یک طرفہ تھی اس کو الوداع کہنے کا وقت آچکا تھا جب تایا نے سر پر ہاتھ رکھ کر رائے جاننا چاہی تو زرش نے ہلکا سا سر ہلایا اور وہاں سے اٹھ کر بھاگ گئی---

جبکہ اس کے اقرار کرنے پر جواد صاحب خوشی سے کھل اٹھے اور اپنے بھائی کو گلے لگایا اور مبارک دی ----

وہ زرش کا یوں جانا شرمانا سمجھے تھے اور جازب اپنی ماں کو گھوریو سے سب روکنے کا کہہ رہا تھا پر اب تو زرش بھی قبول کر چکی تھی---

ملازمہ سے مٹھائی منگوا کر ایک دوسرے کا منہ میٹھا کروایا--جازب اپنے باپ اور تایا سے ملتا اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا اور اپنی ماں کو بھی آنے کا کہا ---

اب جیسے کہ بچے خوش ہیں اور رضامندی ظاہر کر چکے ہیں تو ہمیں ان کی شادی میں دیر نہیں کرنی چاہیے

----

جی بھائی صاحب زوہیب اجائے اور سمیر کی بھی رائے جان لیں ---

وہ سب ابھی بیٹھے یہی باتیں کر رہے تھے جب زوہیب کی گاڑی پورچ میں آکر رکی---

------

اسلام علیکم!!!

وعلیکم السلام-----

سب نے جواب دیا تھا---

جہاں داخلی دروازے پر لمبا چوڑا خوبصورت سا نوجوان اپنی گرے آنکھوں میں کشش لیے لبوں پر مسکراہٹ لیے سب کو دیکھ رہا تھا---

کیسے ہیں بابا آپ---؟

زوہیب سب سے پہلے فواد صاحب کے بغلگیر ہوا ----

بابا کی جان آپ کو دیکھ کر میں فٹ فاٹ ہو گیا---

زوہیب باری باری سب سے ملا ---اسے فون پر اطلاع دی تھی کہ اس کا تایا بھی ہمیشہ کے لیے پاکستان آگئے ہیں یہ سن کو وہ بہت خوش ہوا تھا تبھی اس کی نظر بلیک ٹائٹ جینز پر شورٹ شرٹ پہنے دوپٹے سے بے نیاز کھلے سٹریٹ بالوں میں شہلا پر گئی----

اس کی نظروں میں الجھن دیکھ کر اسکی تائ نے بتایا کہ یہ شہلا ہے ---

زوہیب حیران رہ گیا----

اس نے شہلا کو ہائے کہا اور پھر سب کی طرف متوجہ ہو گیا---

بابا زرش کہاں ہیں اور یہ مٹھائی کس خوشی میں ---

زرش کا رشتہ طے کر دیا ہے ہم ---

پر کس سے ----؟

جازب سے ---

جازب!!! زوہیب حیران ہوا----

ہاں بیٹا جازب آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ---فواد صاحب نے خدشہ کے تحت پوچھا---

مجھے تو کوئی نہیں آپ نے زرش سے اس کی رائے لی ہے کیا--؟

ہاں جی بیٹا اس نے رضامندی ظاہر کر دی ہے---

بس پھر مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے بائے دا وے یہ جازب ہے کہاں ---

وہ اپنے کمرے میں گیا ہے آپ سناؤ بیٹا وہاں سب کیسا رہا مسئلہ حل ہو گیا کیا---

جی تایا جان سب کچھ ٹھیک کر کے آیا ہوں آپ بتائیں طبیعت کسی ہے اب اور تائ جان آپکی ----

وہ شہلا کے پاس بیٹھی تائی سے مخاطب ہوا ---

یوں ہی ہلکی پھلکی باتیں وہ کرتا رہا اس دوران اس نے شہلا کو دیکھا نا اسے مخاطب کیا جو عجیب سے مغرور لگی تھی اسے پہلی نظر میں ہی ---

کچھ دیر بعد وہ ایکسکیوز کرتا اٹھا کہ اسے اپنی بہن سے ملنا تھا ----

تائی کی نظریں اب زوہیب پر جمی تھیں ان کے زہن میں بہت کچھ چل رہا تھا -----

وہ بیڈ پر پڑی رونے میں مصروف تھی جب کوئی ہلکا سا دروازے پر دستک دیتا اندر آیا--

زرش کے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی وہ ویسے ہی انجان پڑی رہی ہاں البتہ آنسوؤں کو کچھ دیر کے لیے بریک لگا ----

زوہیب بنا آہٹ پیدا کیے اس سے تھوڑی دور کھڑا ہو گیا----

کافی وقفے بعد زرش نے جب کوئی آواز اور آہٹ محسوس نا کی تو آٹھ کر بیٹھی اور دروازہ کی جانب دیکھا جو ویسے ہی بند تھا اس سے پہلے کی وہ پلٹ کر آپنے پیچھے دیکھتی------یک دم آواز آئی ----

بھاؤووووووووووو-----

آہہہہ-----

زرش اپنی جگہ سے اچھلی اور ساتھ چیخ ماری ----

ہاہاہا-----

اس کی حالت پر زوہیب کا قہقہہ گونجا تھا ----

زرش تو اپنے بھائی کو دیکھ کر حیران ہو گئ پر پھر آنکھوں میں خفگی لیے اسے گھورنے لگی----

بھائی دس از ناٹ فیئر-----وہ پاس پڑے کشن اور پلو اٹھا کر اس کو مارنے میں جت گئی----

اووو سوتیلی بہن یہ کیا کر رہی ہو------یار اپنے سگے اکلوتے بھائی کا اسے ویلکم کرو گی ----

وہ اس کی پھینکیں گئیں چیزیں کیچ کرتا ساتھ ہنستا بولا ----

اس کے ہسنے پر زرش کے ہاتھوں میں مزید تیزی آئی اور اب وہ ڈریسنگ ٹیبل پر پڑے باڈی سپرے پھینک رہی تھی ----

زرش کی بچی ---چھٹکی دیکھو رک جاؤ ---

وہ بیچارا کیچ کر کر کے ہلکان ہو رہا تھا ----

تبھی زرش کی فیورٹ پرفیوم اڑتی ہوئی آئی اس سے پہلے کے اس کے سر کو سلامی دیتی وہ کیچ کر کے اپنے اپر سپرے کرنے لگا ----

زرش کے ہاتھوں کو بریک لگی اور ساتھ صدمہ بھی ----

زوہیب نے مسکراہٹ دبائی کہ زرش میڈم کو روکنے کا یہی طریقہ تھا---

بھائی بھائی رکھیں واپس -- یہ میری فیورٹ ----

اب وہ اس کے پاس آتے بولی جب اس نے اپنا ہاتھ اپر کر لیا ---

افف بھائی دیں نا ----

اچھا جو تم نے ویلکم کیا میرا--اور اب بھائی دے نا ---وہ اس کی نقل کرتے بولا---

چلو اب لے لو----

زرش کا ہاتھ اس تک نا پہنچ سکا تھا ناراضگی سے منہ پھیر لیا----

ارے میرا بچہ اپنے بھائی سے ناراض ہے ----

زرش پھر بھی نا بولی ---

اوکے چھٹکی ناراض ہو نامیں واپس جا رہا --- سوچا تھا گھر جاؤں گا اپنے بہن کو اس کے گفٹ دوں گا ہر تم تو ناراض ہو میں واپس چلا جاتا اور گفٹ بھی لے جاتا ----

زوہیب مصنوعی دکھ سے بولا اور باہر جانے کے لیے قدم بڑھائے----

بھائی-----جب زرش نے ہاتھ پکڑ لیا-----

جی میرا بچہ ----

وہ مڑا اور اس کا سر سینے سے لگا کر سر پر بوسہ دیا۔---جب زرش کے آنسوں نکل پڑے----

ارے ارے رو کیوں رہی ہو----

وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر بولا---

-

ایسے ہی آپ اتنے دنوں بعد آئے نا اس لیے ----زرش اپنے بھائی کے ہاتھوں پر بوسہ دیتی بولی----

میری گڑیا میری چھوٹی سی بچی ---بھائی کی جان ------

وہ ایک بار پھر اس کے سر پر بوسہ دیتا بولا-----

اچھا چلو بتاؤ تو کیوں رہی تھی جب میں آیا---نہیں تو میں گفٹ نہیں دوں گا----زوہیب نے دھمکایا تھا---

ویسے ہی رونا آگیا---زرش معصومیت سے بولی ---

اور یہ ویسے رونا میرے بیٹے کو کیوں آیا ---؟؟تم اس رشتے سے خوش ہو نا زرش ----

وہ اسے صوفے پر اپنے ساتھ بیٹھاتے بولا----

جی بھائی----زرش کہہ کر سر جھکا گئی----

سجل آپی کو پتا؟؟ زرش نے سوال کیا۔

نہیں میں اسے بتا کر نہیں آیا اس کے گھر جا کر شوکڈ کریں گے۔۔۔

واؤ آپی کا چہرہ دیکھنے والا ہوگا۔۔۔زرش خوشی سے چہکی۔۔۔

چلو اب میں فریش ہو لوں پھر سب ساتھ ڈنر کریں گے۔۔۔

وہ کہہ کر اٹھا تھا اور زرش اپنے بھائی کی آنے کی خوشی میں کچھ دیر کے لیے اپنا غم بھول چکی تھی ۔۔۔

---

ڈنر کے وقت وہ تینوں موجود تھے سوائے احمر کے۔۔۔

اب یہ لڑکا کہاں ہے ۔۔۔کم سے کم کھانے کے وقت ہی اپنی شکل دیکھا دیا کرے ۔۔۔وجاہت صاحب برھان سے بولے۔۔۔

وہ ڈیڈ۔۔۔

برھان ہچکچایا تھا۔۔۔

دیکھا بی جی اس لڑکے کے کام اس بار بھی وہ برھان کی سپورٹ پر کہیں نکل گیا ہو گیا ۔۔۔وہ اس کی ہچکچاہٹ سے ہی جان گئے تھے ۔۔۔

ڈیڈ وہ دوستوں کے ساتھ ناردرن ایریاز گیا ہے ۔۔۔

تو میں میں باپ ہوں اس کا مجھ سے پوچھنا گوارا نہیں کیا---نکل گیا ہے وہ کب گھر آرہا ہے کب جا رہا ہے کوئی اتا پتا نہیں ہوتا اس لڑکے کا--- -اور اب تو بتانا بھی مناسب نہیں سمجھا کہ گھر میں ایک بوڑھا باپ ہے جس کی اجازت درکار ہے پر وہ تو اپنے بڑی سے ہی پوچھ کر جاتا میں تو اس کے لیے کچھ ہوں ہی نہیں --کبھی کبھی تو مجھے میرا ہی بیٹا مشکوک لگتا ہے --حرکتیں دیکھیں ہیں آپ دونوں نے اس کی ---

کیا کرتا پھر رہا ہے مجھے تو تشویش ہے----

وجاہت صاحب اچھا خاصا برہم ہوئے تھے جبھی ان کے فون پر احمر کی کال آنے لگی----

آگئ یاد باپ کی ----وجاہت صاحب نے طنز کا نشتر چلایا---

افکورس ڈیڈ------احمر نے ڈھیٹ پن کی حد کر دی---

جہاں جا رہے ہو ایک بار بتا کر ہی جاتے اجازت لینے سے تو آپکی شان میں کمی ہو جاتی بیٹا جی ---

میرے پیارے ڈیڈ اگر میں بتاتا تو آپ نے جانے نہیں دینا تھا اس لیے بڑی سے کہہ دیا تھا---احمر مسکرا کر گویا ہوا---

اسی بات کا تو فائدہ اٹھا رہے ہو ----کتنے دن کے لیے جا رہے ----

زیادہ نہیں بس ایک ہفتے کے لیے ----

ٹھیک ہے ایک ہفتے بعد مجھے آپ تم گھر میں دکھنے چاہییے ہو----

جیسا آپ کا حکم --- احمر نے ایک ہاتھ سے سٹیرنگ تھام رکھا تھا اور دوسرے سے موبائل پکڑ رکھا تھا---

آئی لو یو ڈیڈ----یہ کہتے ہوئے احمر کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں ایک انجانا سا خدشہ تھا----

لو یو ٹو بیٹا جی ----- دھیان سے جانا ہے ---اور مجھے روز بتاتے رہنا ---اپنا بہت سارا خیال رکھنا ---تمہے سردی بڑی جلدی لگ جاتی ہے جیکٹ پہن کے رکھنا اور رات جلدی اپنے کمرے میں آجانا دیر تک باہر نہیں رہنا باقی تم خیریت سے گھر آجاؤ پھر کلاس لوں گا اور بتاؤں گا کہ باپ کون ہوتا ہے---

ان کی نصیحت سنتے ہوئے احمر کا دل ڈوبا تھا اور آخری بات پر کھلکھلا اٹھا تھا----

اوکے ڈیڈ---

فی امان اللہ------

کہہ کر وہ کال بند کر چکا تھا اور ایک لمبی سانس لی تھی---

-----------------

پورے سات بجے وہ چاروں وہاں موجود تھے ----

کیا تم لوگ تیار ہو----

جی ----

احمر -----وہاں خطرہ ہوگا دھیان سے -----یہ بہت رسکی ہے ----

آپ فکر مت کریں انشاء اللہ -----اللہ بہتر کرے گا----

وہاں جیسے ہی پہنچو گے گاڑی پہلے سے موجود ہوگی---اور پھر تم لوگوں کو اپنا ٹارگٹ لینا ہے امید ہے کہ وہ آج ہی ہوں نہیں تو آگے تم جانتے ہو----

احمر نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ شخص ان سے مل کو وہاں سے نکل گیا----

اس کے جانے کے بعد وہ تینوں بھی گاڑی میں بیٹھے -----اور حسان نے گاڑی سٹارٹ کردی---

کچھ دیر بعد حسان نے بریک لگائی اور احمر گاڑی سے نکلا جبکہ وہ دونوں اس کا وہیں انتظار کرنے لگے----

احمر پائپ سے چڑھ کر بالکنی تک پہنچا پر اس کے حکم کے مطابق دروازہ لاکڈ تھا----

ویری گڈ مولانی اثر ہو رہا ہے میری باتوں کا----

احمر خود سے بڑبڑایا اور خوشی بھی ہوئی تھی ----پھر اس نے جیب سے ایک آلہ نکالا جسے وہ اپنی جیب میں ہی رکھتا تھا---احمر نے اس کا نوک دار حصّہ اس کے لاک میں ڈال کر ہلکا سا گھمایا تو بغیر کسی تگو دو کے کھل گیا----

احمر دلکشی سے مسکرایا کہ ایسے بھی لاک کھل سکتا ہے مولانی----

وہ اس آلے کو اپنی آنکھوں کے برابر کرتے بولا اور پھر واپس جیب میں رکھ کر کمرے میں آیا جو خاموشی میں ڈوبا تھا----

احمر چلتا آئینے کے سامنے گیا اور آئینے میں دیکھ کر ہاتھوں سے اپنے بال سیٹ کرنے لگا اس وقت وہ بلیک جینز شرٹ میں ملبوس تھا ----جس میں اس کا گورا رنگ اور ہلکی بھوری بیئرڈ اور مونچھوں میں وہ انتہا کا ہینڈسم اور پیارا لگ رہا تھا ---

کہاں ہو حجابن جلدی آؤ----

وہ خود سے بولا اور اس کا باڈی سپرے ناک سے لگا کر اس کی خوشبو اپنے اندر اتارنے لگا-----اس کا انتظار کرتے وہ بیڈ پر جا بیٹھا اور ایک ٹانگ دوسری پر چڑھائے گھڑی پر وقت دیکھتے مسلسل ٹانگ جھلا رہا تھا----

اسے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا جب وہ اپنے ہی دھیان میں سر پر سلیقے سے دوپٹہ ٹکائے اپنے کمرے میں آئی----

پر سامنے موجود ہستی کو دیکھ کر بھونچکا کے رہ گئی---جو روز اس کے روم میں چلا آتا تھا---

اسے دیکھ کر لگ رہا تھا کہ تھوڑی دیر پہلے شاور لیا ہے اس لیے بال کھلے چھوڑ رکھے تھے ---

جامن کلر کا شورٹ فراک اور کیپری پہنے ہلکا پیرٹ ڈوپٹہ سر پر ٹکائے دوپٹے میں سے بالوں کی کچھ لٹیں نکل کر چہرے پر بوسہ دے رہیں تھیں ---احمر بنا پلک جھپکائے بے خود سا اسے تک رہا تھا----

دونوں کی نظریں ایک دوسرے پر ٹکیں تھیں کئی لمحے ایسے ہی سرک گئے جب ایمان پھٹ پڑی----

ممم---پھر سے---یہ میرا روم ہے جو ہرروز منہ اٹھا کر چلے آتے ہو---اٹھو میرے بیڈ سے اور جاؤ ابھی ---ورنہ میں ابھی بھیا کو بلاتی----

وہ جو کب سے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا لمحے میں اس تک پہنچ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا---

ششش یہ میرا بھی روم ہے اور یہ بیڈ میرا بھی ہے کیونکہ یہ میری بیوی کا کمرا ہے تو میرا بھی ہوا----اور تم مجھے روک نہیں سکتی یہاں آنے سے---

احمر ایک ہاتھ اس کی ویسٹ میں ڈالے اپنے ساتھ لگائے اور دوسرا ہاتھ اس کے لبوں پر جمائے سرگوشی نما اس کے کان میں بول رہا تھا---

ایمان نے زور سے اسے پیچھے دھکیلا اس کی قربت ایمان کی سانسیں بند کرنے لگتی وہ دور ہوکر غصے سے گھورنے لگی ---

کیوں آئے ہو اب ----؟؟

زادراہ لینے ----

وہ واپس سے بیڈ پر بیٹھا ---

جبکہ اس کی بات پر ایمان کی آنکھیں پھیلیں---

یہاں آؤ مولانی---وہ اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کرتا بولا----

اس نے نفی میں سر ہلایا ----

مرشد سائیں یہاں آؤ اگر میں وہاں آگیا تو تم سانس نہیں لے پاؤ گی ---

اس کے معنی خیز بات پر ایمان کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا ---

اس کو ہلتے نا دیکھ وہ اٹھا تھا اور ایمان اس کو اپنی جانب آتا دیکھ پیچھے کی پلٹی جب احمر نے اس کے بھاگنے کی کوشش ناکام بنا کر کھینچ کر دیوار سے لگایا اور سٹک دور پھینک دی ----

ایمان سختی سے آنکھیں میچے اس کی حسار میں کانپتی کھڑی تھی ----

آنکھیں کھولو مولانی----

ایمان نے اور زور سے میچ لیں ----

نہیں کھولو گی ---اس کا لہجہ وارننگ دیتا تھا کہ ایمان نے فٹ سے آنکھیں کھولیں---نظر اس کے سینے سے واپس پلٹ آئی کہ آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت نا تھی ----

مولانی میں ایک ہفتے کے لیے کہیں جا رہا ہوں --

اس کا کہنا تھا کہ ایمان کے چہرے چمکا----

خوش ہونے کی ضرورت نہیں ---کان کھول کر میری بات سنو ----

اس ہفتے تم کہیں نہیں جاؤ گی مطلب کہیں بھی نہیں یونیورسٹی بھی نہیں ---

کیوں!

میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی ----

اگر میرے منع کرنے کے باوجود تم اس ہفتے یونیورسٹی یا کہیں بھی گئی

تو واپس آکر میں جو کروں گا وہ تم برداشت نہیں کر پاؤ گی ---احمر سنجیدگی سے اس کے لبوں پر نظر جمائے

دونوں ہاتھوں سے بازوں پکڑے بولا تھا کہ ایمان نے نا چاہتے ہوئے بھی سر ہلایا---

گڈ ----

اب زادراہ دو مجھے ----وہ اس کے کان کی لو کو لبوں سے چھوتا بولا ----

ایمان نے دور کرنا چاہ جب وہ اس کو گھما کر چہرہ دیوار کی جانب کر کے پشت اپنے سینے سے لگا گیا ----

ایمان کا دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا احمر اس کے دل کی دھڑکن بخوبی سن رہا تھا ----

احمر جھکا تھا اور اس کے کان کی لو کو لبوں سے چھوکر اس کے سر پر لب رکھے تھے ----ایمان اس کے لمس پر آنکھیں میچ گئی----

جبھی اس نے گھمایا تھا اور اس کے ماتھے پر لب رکھ دیے----

میری طرف دیکھو مولانی----

ایمان نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا جس کی آنکھوں میں چمک واضح تھی جیسے جگنو چمک رہے ہوں----

اپنا خیال رکھنا کہ مجھے واپسی پر ایسی ہی نظر آؤ اور میرے کہے پر عمل کرنا فرض ہے تم پر---

کہتے ساتھ ہی وہ اس کے لبوں پر جھکا تھا اور ایک شدت بھری گستاخی کرکے اس کے رخسار چھوتا ہوا کے جھونکے کی طرح وہاں سے نکلا تھا---

ایمان اس کے یوں جانے پر دیکھتی رہ گئی---آج اسے احمر کا لمس ناگوار نہیں گزرا تھا بلکہ دل اداس ہوا تھا اس کے جانے کا سن کر----اور شدت نسے اس کی سلامتی کی دعا نکلی تھی وہ خود بھی حیران تھی کہ جس نے اس کے ساتھ اتنا غلط کیا اس کے لیے دل کیوں مقدمہ لڑ رہا ہے اس سے بغاوت کر رہا ہے اور وہ دل کی بات کو مانتی اس کے لمس کے جادو میں کھوئی تھی----

چہرہ اس کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا تبھی وہ جلدی سے آگے بڑھ کر بالکنی کا دروازہ بند کر گئی---

---------------------------------

رات کے دو بجے وہ تینوں اس وقت اپنے ٹارگٹ کا نشانہ لیے ہوئے تھے----

یہ مارگلہ ہل کے قریب کا علاقہ تھا----

چاروں طرف پہاڑ تھے جن میں راستے بنائے گئے تھے---اور ان راستوں کے ساتھ ہی گہری کھائیاں تھیں

---

جہاں وہ موجود تھے وہاں ایک چھوٹا سا میدان تھا ایک سرے پر سڑک کے قریب درخت کی اوٹ میں وہ تینوں بیٹھے پچھلے آدھے گھنٹے سے دیکھ رہے تھے ----

اور دوسرے سرے پر کینٹینر کھڑا تھا اور اس کے ساتھ ہی گہری کھائی تھی---

ان کو جو اطلاع دی گئی تھی اس کے مطابق اسلحہ سے بھرا ٹرک اسی جگہ آنا تھا----

اور کینٹینر دیکھ کر انہیں اندازہ تو ہو گیا تھا---پر اس پاس کوئی نا تھا---

احمر یہاں کوئی آ کیوں نہیں رہا----

حسان یا تو وہ لوگ ہمارے آنے سے پہلے ہی مال لے کر نکل گئے ہیں یا پھر ابھی آئے ہی نہیں ----

یہ بھی تو ہو سکتا کہ وہ اسے کینٹینر میں موجود ہوں --حسان نے کہا----

میں دیکھتا ہوں -----احمر گن کو دونوں ہاتھ میں تھام کر اٹھا تھا---

احمر آگے مت جاؤ----

حسان اس کو بازوں سے پکڑ کر بولا---ہو سکتا وہ ہمارے لیے کوئی چال ہو---

کچھ نہیں ہوگا ریلیکس تم دونوں ادھر ہی رہو اگر کچھ گڑبڑ محسوس ہوئی تو اٹیک کر دینا----

وہ ماہم اور حسان سے کہتا کنٹینر کی جانب چل دیا۔۔۔

جیسے جیسے وہ ان سے دور ہوتا گیا دونوں کے دل دھڑک رہے تھے اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ بھی رات کی سیاہی کا حصہ لگ رہا تھا کہ دور بیٹھے ماہم حسان کو اس کی دھندلی سی پشت دیکھائی دے رہی تھی جس پر cg لکھا تھا۔۔۔۔

کچھ منٹوں میں وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہوکر کنٹینر کے قریب پہنچ چکا تھا اس سے پہلے کہ وہ اس کے پٹ کھولتا۔۔۔اچانک فضا میں زور دار ہوا تھا اور کنٹینر آگ کے شعلے لپیٹنا کئی فٹ بلندی پر اچھلا تھا۔۔۔

احمرررررررر۔۔۔۔۔۔۔

ماہم اور حسان کی چیخ گونجی تھی جو دھماکے کی آواز میں ہی دب گئی پہاڑی علاقہ میں دھماکے کی آواز گونج رہی تھی ۔۔۔۔

لمحے کا کھیل تھا سب ختم ہو چکا تھا۔۔۔۔حسان اور ماہم شدید صدمے سے سامنے دل دہلا دینے والا منظر دیکھ رہے تھے جہاں ٹرک واپس زمین کر گرا تھا دور دور تک آگ کے شعلے گئے تھے ۔۔۔۔

وہ دونوں بھاگے تھے پر آگ دیکھ کر رکے تھے۔۔۔۔

احمرررر احمررررر۔۔۔

ماہم احمر ۔۔۔۔

وہ بھڑکتی آگ کو دیکھتا شدید صدمے میں بولا تھا جبکہ ماہم تو خود کانپتی بے جان سے کھڑی تھی تبھی حسان گھٹنوں کے بل گرا تھا---

آنکھوں سے آنسوں رواں تھے دل کی دھڑکن مدھم پڑ چکی تھی سب ختم ہو گیا تھا آس پاس کنٹینر کے ٹکڑے اور ٹائر جل رہے تھے ---اور حسان کا دل جیسے بند ہو گیا تھا اس کا جگر اس کا دوست کہیں نہیں تھا ،تھے تو فقط اگ کے شعلے اور دور تک بکھرے زرے----

حسان نے زور سے آنکھیں میچ کر پھر کھولیں تھیں کہ شاید وہ جو دیکھ رہا ویسا نا ہو ایک خواب ہو پر وہ حقیقت تھی احمر کہیں نہیں تھا----

حسرتوں کی ایک نشانی ہوں میں

خاموش ہوں آنکھ کا پانی ہوں میں

مجھے کوئی نا پڑھ پائے

ایسی ہی پوشیدہ سی ایک کہانی ہوں میں

ماہم ایک جگہ سن کھڑی کبھی آگ کو دیکھتی تو کبھی حسان کو----جس کی حالت بتا رہی تھی کہ اسے کس قدر شدید صدمہ لگا ہے----

شوکڈ تو ماہم بھی ہوئی تھی پر اس کے دل میں امید جاگی تھی کہ احمر جو دور سے ہی خطرے کو بھانپ لیتا ہے بڑے سے بڑے پڑاؤ بنا کسی ڈر خوف کے پار کر جاتا ہے وہ کیسے نا جان پایا کہ ادھر خطرہ تھا اور اگر جانتا تھا تو ضرور ٹھیک ہوگا ----

ماہم دائیں ہاتھ سے آنسوں صاف کرتی ایک امید کے تحت آگے بڑھی --- جلتی آگ کی تپش اتنی تھی کہ اسے اپنا وجود جھلستا ہوا محسوس ہوا-----

وہ اس حصے کو عبور کرنا چاہتی تھی پر اپنی طرف آگ کی لپک دیکھ کر پھر پیچھے ہو جاتی ----

تیز ہوا چل رہی تھی جس سے آگ بھی ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لینا چاہتی تھی ---

دھماکے کی آواز اتنی تھی کہ ابھی تک پہاڑوں سے ٹکرا کر محسوس ہو رہی تھی ---

حسان بہتی آنکھوں سے سامنے کا منظر دیکھ رہا تھا --- کیسے ایک پل میں اتنا کچھ ہو گیا -- کاش وہ احمر کی جگہ چلا جاتا یا کاش وہ اس کو زبردستی روک لیتا وہ مختلف سوچوں کے بھنور میں بڑبڑا رہا تھا اس کے ہلتے ہونٹ ہی ماہم کو آگ کی روشنی میں نظر آرہے تھے ---

وہ دونوں اس جگہ سے کافی فاصلے تھے --- کہ یہاں تک ان کا جسم جیسے آگ میں جھلس رہا تھا----

ماہم آگے بڑھنا چاہ رہی تھی پر بہت کوشش کے باوجود آگ اسے جانے نا دے پائی۔۔۔۔

اس نے مڑ کر حسان کو دیکھا تو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔۔۔

اس کا رنگ زرد پڑ چکا تھا اور وہ اسی پوزیشن میں بیٹھا تھا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتا اسے تسلی دینا ضروری تھی وہ اپنے دوسرے دوست کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی تھی ایک تو جانے بچ گیا تھا یا پھر ۔۔۔وہ یہی سوچتی روتی ہوئی حسان کی طرف بھاگی۔۔۔۔

حسان ۔۔۔حسان میری طرف دیکھو۔۔۔۔وہ اس کا کندھا ہلا کر بولی ۔۔۔پر حسان کہاں سن رہا تھا وہ بنا پلک جھپکائے نظریں ایک نقطے پر مرکوز کیے ہوئے تھا۔۔۔

جیسی اس کی حالت تھی ماہم کو تشویش نے آن گھیرا کہ کہیں نروس بریک ڈاؤن نا ہو جائے۔۔۔۔

حسان ۔۔۔۔اسے کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔احمر نہیں مرا ہو گا۔۔۔۔ تم سن رہے ہو وہ نہیں مر سکتا ۔۔۔حسان ۔۔ادگر دیکھو۔۔۔۔

ماہم نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھامے اپنی طرف کیا۔۔۔۔۔

وہ زندہ ہے ۔۔احمر نہیں مر سکتا۔۔۔۔ تم جانتے ہو نا وہ جتنا بہادر ہے یہ اس کے لیے کچھ بھی نہیں وہ تو دور سے ہی جانچ لیتا ہے کہ آگے کیا ہونے والا ہے ۔۔۔۔۔

ماہم کی طرف دیکھتے ہوئے حسان نے پلکیں جھپکیں تھیں -----اور پھر ایک گہری سانس اندر کھینچی ----ماہم کی تسلی کام آئی تھی وہ جو گرنے والا تھا ماہم کے الفاظ اس کو کھڑا کر گئے نتھے اسے مضبوط بنا گئے اس کے اندر جلتی آگ پر ٹھنڈی پھوار بن کر برسے تھے ------

ہاں، ہاں ماہم حسان کو کچھ نہیں کو سکتا وہ زندہ ہو گا تم ٹھیک کہہ رہی ہو اسے پتا ہے ہم سب اس سے کتنا پیار کرتے ہیں اور انکل تو اس کے بغیر رہ نہیں سکتے اور اس کی مولانی ہماری بھابھی بھی تو ہے پھر اسے تنگ بھی توکرنا ہے --بڑی کی جان ہے اور میرا جگر میرا یار ہے میرا پارٹنر ہے وہ کیسے جا سکتا ہے ماہم ----

حسان بھیگی آواز میں ماہم کے ہاتھ پکڑ کر بولا کہ خود کو امید دلوا رہا تھا اور ماہم اس کی بات سنتے سر ہاں میں ہلا کر اس کا ساتھ دے رہی تھی ---

وہی تو میں کہہ رہی ہوں احمر بس ہمیں پریشان کر رہا ہے دیکھنا وہ بلکل ٹھیک ہوگا ---- تم یہ آنسوں صاف کرو --- زرا بھی اچھے نہیں لگ رہے روتے ہوئے ---- ہم ڈھونڈیں گے نا اسے وہ یہیں کہیں ہوگا ---

...One one zero 110 cg1 connecting

...hello cg1

... Can you listening me

Three four  o from unit coding 741seven 4 1

... Cg  111cg 1 not connected

حسان کے وائرلیس سے آوازیں گونجنے لگیں تھیں ---کہ دونوں متوجہ ہوئے اور حسان نے اپنی جیکٹ میں رکھا وائرلیس جلدی سے نکال کر مخصوص بٹن دبایا---

...Coding 110 cg 1 connecting sir

...There is an explosion

.... Unfortunately 111 cg1 was in it

-But we are not sure if he was martyred in it

...We need some army youngs

حسان نے جلدی سے ان کو دگنی آواز میں اونچا اور تیز تیز جواب دے کر ساتھ کچھ نفری کا بھی کہا -- وہ لوگ جب بھی کسی آپریشن یا مشن پر ہوتے کوڈنگ ورڈنگ استعمال کرتے تھے نام لینے یا پکارنے کی اجازت نا تھی --

..... Ohhh shit shit

.Our ssg commando cg 1 will surely be alive

...Two heli are arriving to rescue

دوسری طرف سے آوازیں آئیں تھیں ---- جنہیں سن کر دونوں کو کچھ تسلی ہوئی تھی ----

احمر کہاں ہو یار کتنا تڑپا رہے ہو جیسے میں تیری بیوی ہوں ---تو مل جا سہی سالے پھر تجھے بتاؤں گا----

حسان بڑبڑایا اور چہرے پر دونوں ہاتھ پھیر کر خود کو پرسکون کرنے لگا ----

ماہم ----ٹارچ لے آؤ-----

حسان آگ کو کم ہوتے دیکھ کر بولا کہ اب دھواں اندھیری رات میں پھیل کر آگ کی روشنی کو بھی مدھم کرتا جا رہا تھا---

ماہم سر ہلا کر اس طرف بھاگی جہاں وہ تینوں بیٹھے تھے ----سب کا اپنا اپنا بیگ تھا ماہم نے اداس نظروں سے احمر کے بیگ کو دیکھ کر ہاتھ رکھا اور پھرتی سے تینوں بیگ کی زپ کھول کر ٹارچ نکالیں اور بیگ وہیں رکھ کر واپس دوڑ لگائی----

کچھ فاصلے پر رک کر ایک ٹارچ کو چھوٹے چھوٹے پتھروں سے ٹکا کر رخ آسمان کی جانب کر دیا کہ یہ سائن تھا لینڈ کرنے کا----

ابھی وہ حسان کے پاس آکر اردگرد کا معائنہ کر رہے تھے جب انہیں ہیلی کی آوازیں آئی ---

دونوں نے گردن موڑ کر دیکھا جب ہیلی کاپٹرز ان کے سروں کے اپر گھومنے لگے جب حسان نے ٹارچ سے نکلنے والی روشنی سے دو تین بار ہلایا جس سے روشنی کی شعائیں اپر نیچے ہوئیں اور ہیلی کاپٹرز کچھ فاصلے پر جا کر ہوا کو چیرتے ہوئے رخ موڑ کر واپس آئے اور ماہم کی رکھی ہوئی ٹارچ کے دائیں بائیں آہستہ سے لینڈ کرنے لگے---

فضا میں ان کی آواز گونج رہی تھی اور اردگرد مٹی کے ذرات رات کی سیاہی میں اڑ کر چھپ رہے تھے -----

ان کے رکتے ہی آرمی جوان دائیں بائیں جمپ کرتے اترے بھاگے تھے جن کے ہاتھ میں آگ بجھانے والے آلے اور سروں پر سپیشل کیپ پہنی ہوئی تھی فل یونیفارم میں ak_47 کلاشنکوف تھامے مخصوص جیکٹ پہنے وہ لوگ ان کی طرف دوڑے تھے جہاں ماہم اور حسان فل بلیک یونیفارم میں کمانڈوز سپیشل جیکٹ پہنے جن میں وائرلیس تھا اور ویسٹ پر باندھے بیلٹ میں ایک ایک پسٹل اٹکائے اورہاتھوں میں تھامے تھائی پر مخصوص بیلٹ باندھے کھڑے تھے کہ کچھ جوان وہ آلے لے کر آگ بجھانے لگے اور کچھ ان کی اردگرد مخالف سمت میں چہرہ کر کے گول دائرے کی شکل میں کلاشنکوف کا نشانہ لیے اطراف کا جائزہ لے رہے تھے----

-------------------------

سمیر ساری رات نہیں سویا تھا وہ سٹڈی میں بیٹھا ایک اہم فائل ریڈ کر رہا تھا اور ساتھ کسی میسج کا بھی انتظام کر رہا تھا---جب تین بجے کے قریب وہ اٹھا اور اپنے کمرے میں آیا جہاں سجل کمبل گردن تک اوڑھے اس کا انتظار کرتے کرتے سو گئی تھی ----

وہ چلتا بیڈ کے قریب آیا اور فون سائیڈ پر رکھ کر گھڑی نکال کر رکھی اور اس کے قریب ہو کر لیٹ گیا جو آرام سے سوئی ہوئی تھی ----

سوری میری جان تمہے انتظار کرنا پڑا----وہ اسے باہوں میں بھر کر گردن پر لب رکھ کر بولا-----

کتنی دیر وہ اس کی گردن پر اپنا نرم گرم لمس چھوڑتا رہا جذبات انگڑائی لے کر بیدار ہوئے چہرہ گردن سے نکال کر اس کے ہونٹوں کو چھوا دل اس کی قربت میں ڈوبتا جا رہا تھا آنکھوں میں خمار اترنے لگا اس سے پہلے کے جزبات شدت پکڑتے ۔وہ خود پر قابو پا گیا۔۔۔کہ سجل نیند میں کسمکائی تھی اور وہ اس کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتا تھا ۔۔۔۔

سمیر اس کے ماتھے پر لب رکھ کر اس کا سر اپنے سینے پر رکھ کر آنکھیں موند گیا۔۔۔۔

اسے ایک گھنٹہ ہی ہوا تھا جب آنکھ آذان کی آواز سے کھلی ۔۔۔۔

فون اٹھا کر ایک نظر میسج چیک کیا اور پھر سجل کی پیشانی پر بوسہ دے کر سر تکیے پر رکھا۔۔۔

سجل ۔۔۔۔۔جان اٹھو۔۔۔ سمیر نے اس کا چہرہ تھتپھایا۔۔۔

سونے دیں سمیر ۔۔۔۔وہ نیند میں بول کر کروٹ بدل گئی ۔۔۔۔

وہ جانتا تھا کچھ دیر بعد خود ہی جاگ جائے گی ۔۔۔ سمیر اس کے بالوں پر لب رکھتا ڈریس لے کر واشروم فریش ہونے گیا ۔۔۔دس منٹ بعد وہ سفید کاٹن کا شلوار قمیض پہنے باہر آیا اور گیلے بالوں میں برش کر کے کبرڈ سے سفید ٹوپی نکال کر سر پر رکھی اور قریبی مسجد میں نماز ادا کرنے چلا گیا ۔۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی سجل نیند سے بھری آنکھیں لیے اٹھی اور سمیر کی تلاش میں نظریں گھمائیں پر وہ نہیں تھا پھر وہ اٹھ کر فریش ہوئی وضو کیا اور جائے نماز بچھا کر نماز پڑھنے لگی ---

سمیر جب واپس آیا تو سجل جائے نماز پر بیٹھی دعا مانگ رہی تھی ---وہ مسکرایااور اپنا فون دیکھا جہاں دو منٹ پہلے کا میسج شو ہو رہا تھا سمیر جلدی سے چینجنگ روم میں گیا اور پولیس یونیفارم پہنے شوز پہنے ہاتھو میں کیپ لیے باہر نکلا --- سجل دعا مانگ کر صوفے پر بیٹھی اس کا انتظار کرنے لگی ----

سمیر آپ-----وہ اس کی تیاری دیکھ کر آدھا بول پائی---

جی جان سمیر -----

اتنی صبح بغیر ناشتے کے کہاں جا رہے ہیں ---؟؟

شہر سے باہر ایک خفیہ ریڈ کرنی ہے---

وہ سنجیدہ بسا بول کر کیپ پہننے لگا---

آپ کا جانا ضروری ہے کیا؟؟؟

سمیر نے حجاب کے حالے میں اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھا اور پھر مسکرایا۔۔۔بلکل جان بہت ضروری ہے یہ کیس میں ہینڈل کر رہا ہوں ۔۔۔

تو آپ اپنے سے چھوٹے آفیسر کو بھیج دیں ۔۔۔۔ سجل بذد ہوئ۔۔۔۔

یہ میرا کام ہے اگر میں اپنے سے جونئیر کو دوں گا تو وہ خود سے جونئیر جکو دے گا ۔۔اور اس طرح پھر مجرم تو پکڑ لیے ۔۔جب تک کسی سینئیر آفیسر کا ساتھ نا ہو یہ عملہ کام نہیں کرتا یا پھر نیت سے نہں کرتا اور اگر میں ساتھ رہوں گا تو ان میں بھی حوصلہ اور جذبہ پیدا ہوگا ۔۔۔ بڑے بیٹھے رہیں۔ اور چھوٹوں سے کام کروائیں تو وہ یقیناََ اکتا جاتے ہیں ۔۔۔۔

سمجھ لگی میری بات۔۔۔۔وہ خود پر پرفیوم چھڑکتے بولا۔۔۔۔

سجل نے سر ہلایا اور اس کے سینے سے لگ کر پشت پر ہاتھ باندھ دیے ۔۔۔ سمیر نے بھی مسکرا کر اس کو زور سے خود میں بھینچا اور محسوس کرنے لگا ۔۔۔

سمیر۔۔۔۔

جی جان۔۔۔۔

جلدی آجانا آپ۔۔۔۔

اوکے جان اور کوئی حکم۔۔۔۔

آؤ یہ کہ میں ناشتہ بناتی آپ کر کے جانا۔۔۔

نہیں جان ابھی ناشتے کا وقت نہیں ۔۔۔ سمیر نے اس کو خود سے الگ کیا اور سجل کے رخسار کو لبوں سے چھوا۔۔۔

اپنا خیال رکھنا اور کہتا مڑا۔۔۔

آپ بھی خیال سے جانا اور جلدی واپس آنا میں انتظار کروں گی وہ سیڑھیاں اترتی اس کے ساتھ آتی بولی ۔۔۔

جب سمیر اوکے جان اللہ حافظ کہہ کر باہر نکلا اور پورچ میں کھڑی پولیس کی گاڑی میں بیٹھ کر اپنے مشن پر روانہ ہو گیا۔۔۔

سجل دروازہ بند کر کے سومی کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

---

احمر کے جانے کے بعد ایمان جاگتی رہی تھی نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی ۔۔۔ دل کی حالت عجیب سی تھی یوں جیسے کچھ دور ہو رہا ہو۔۔۔ بے ساختہ اس کا خیال احمر کی طرف گیا تھا جو اسے اپنے جانے کا بتا کر ہدایت دے گیا تھا۔۔۔ ایمان کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیوں اس کے خیالوں میں آرہا ہے یا اس کا سوچتے دل کیوں بے قابو ہو رہا ہے ۔۔۔

اپنی حالت سے بیچین وہ کمرے میں ادھر ادھر چکر لگا کر کم کرنا چاہ رہی تھی جو تقریباً بڑھتی ہی جا رہی تھی ۔۔

پریشانی سے آنکھوں میں آنسوں جمع ہونے لگے پر وجہ معلوم نا تھی۔

یہی سوچتے ہوئے اسے رات گزر گئی یوں جیسے کوئی اپنا دور جا رہا ہو جیسے کچھ چھن جانے کا خوف ہو کچھ تو تھا جس سے اس کی حالت یوں ہو گئی تھی ----

فجر کی نماز کے بعد وہ روتے روتے احمر کے لمس کو محسوس کرتی پائنی سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گئیں---

ایمان بیٹا-----

دفعتاً دستک سے ایمان نے آنکھیں کھولیں ----

اور جلدی سے اٹھ کر دروازہ کھولا----

جی بھابھی----

رویا رویا سا سرخ چہرہ سفید حجاب کے حالے میں متورنم آنکھیں گلابی لب سوگوار سی ایمان بہت خوبصورت لگ رہی تھی وہ تھی ہی بہت خوبصورت کہ جو دیکھتا ایک بار حیران رہ جاتا اور پھر نظر سٹک ہر جاتی تو دکھ ظاہر کرتے کہ چاند کو گرہن لگا ہوا ہے ---

جو اس کو اپنے گھر کہ بہو بنانے کا سوچتے ہر اس کو معذور دیکھ کر ارادہ بدل لیتے اور خاندان کی کچھ عورتیں تو کہتی کہ اسے کون کے گا بیچاری ایک پیر سے معذور ہے کون کرے گا اس سے شادی خوبصورتی کا اچار ڈالنا ہے جب وہ اپنے میاں کے ساتھ ہی ٹھیک سے چل نا پائے----

ایسی باتیں ایمان بہت ہمت اور صبر سے برداشت کر جاتی کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ تو اچھا اس کے نصیب میں لکھا ہوگا لوگ جیسے باتیں کرتے وہ اگنور کرتی اس دوران سمیر اپنی بہن کی ڈھارس بندھاتا اور بری طرح ان عورتوں کے منہ بند کرواتا۔۔۔۔

کیا ہوا بھابھی؟؟؟

ماں صدقے میرا بچہ تو بہت پیارا لگ رہا ہے ۔۔۔وہ اس کا گال چومتی بولی ایمان شرما گئی۔۔۔۔

شرماتے ہوئے اور بھی پیاری لگتی ہوں جاناں۔۔۔۔۔

یہ لائن تو تمہارے ہونے والے ان کی ہے پر میں نے بول دی ۔۔۔

بھابھی نا کریں۔۔۔۔ایمان سرخ پڑتی بولی ۔۔۔۔

اب وہ کیا بتاتی کہ ہونے والا ان نہیں ہوچکا ان ہے

بھورا بلا۔۔۔۔

ارے جان یہ بھی آپ ان سے کہنا ۔۔۔۔کہ نا کریں نا مجھے شرم آتی ۔۔۔۔

سجل باقاعدہ اس کو تنگ کرنے پے تلی تھی۔۔۔۔

آپ بتائیں نا اتنی صبح وہ بھی میرے روم میں ---خیریت بھائی نے جان کیسے چھوڑ دی -----ایمان نے بھی حساب چکتا کیا-----

وہ تو صبح ہی ڈیوٹی پر چلے گئے بس تمہے دیکھنے آئی تھی ابھی سومی کے روم سے آرہی ہوں ---

اچھا پر بھائی اتنی صبح---؟؟

ہاں کہیں ریڈ کرنی اور یہ ٹائم ٹھیک لگا ہوگا----چلو تم آرام کرو پھر یونیورسٹی بھی جانا--- سجل اس کی ناساز طبیعت کے باعث کہہ کر پلٹی ---

بھابھی میں نہیں جاؤں گی یونیورسٹی ایک ہفتے کے لیے ---

کیوں خیریت----جی بھابھی وہ میری طبیعت ٹھیک نہیں اس لیے میں مکمل ٹھیک ہو کر جانا چاہتی ہوں ایسے پھر پڑھنے کو دل نہیں کرتا----

ایمان دلیل دے کے سر جھکا گئی------

اچھا جیسے تمہے سہی لگے -----وہ اس کو پیاری کرتی چلی گئی----

اور ایمان کی سوچ پھر سے احمر پر اٹکی جس کی اصل وجہ وہ نا بتا پائی تھی-----

----------------

آرمی جوان آگ بجھا کر اردگرد کا جائزہ لے رہے تھے --- صبح کی ہلکی ہلکی روشنی پھیلنے لگی تھی -----

حسان ماہم ایک ایک چیز کو دیکھ رہے تھے کنٹینر پرزے پرزے ہو گیا تھا اور ہر چیز ہی تقریباً جل گئی تھی

-----

سر-----

ایک سپاہی نے حسان کو پکارا جہاں وہ نیچے کھائی میں دیکھ رہا تھا ----

وہ سب اس کی طرف لپکے----

سر یہ دیکھیں وائرلیس-----

وہ کھائی کی ڈھلوان پر پتھر سے اٹکے وائرلیس کی طرف اشارہ کرتے بولا---

یہ-یہاں ---- حسان نے چونک کر ماہم کو دیکھا اور پھر سب کی گردنیں کچھ فاصلے پر گئیں----

اس کا مطلب احمر نے خطرہ بھانپ کر کھائی میں چھلانگ لگا دی---ماہم اور حسان ایک ساتھ بولے----

وہ دونوں گہرائی میں جھانک کر بولے جہاں پانی ہی پانی تھا اور بہاؤ بھی کافی تیز تھا----

یہاں دو باتیں سامنے آرہی ہیں حسان---

یا تو احمر کے بھاگنے کے دوران دھماکہ ہوا ہو گا جس سے وہ کافی انجرڈ ہوگا اور اس پانی میں گرا یا پھر وہ پہلے ہی اس کھائی میں کودا ہوگا۔۔۔۔پران سب باتوں میں اس کے بچنے کے چانسز ہیں بس وہ زخمی اور بے ہوش نا ہوا ہو۔۔۔۔۔

حسان نے بھی اس کی بات پر سر ہلایا کہ اللہ کرے وہ ٹھیک ہو۔۔۔۔۔

ہمیں اسے ڈھونڈنا ہے۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں احمر کی تلاش میں وہ ہیلی میں بیٹھے اور دونوں ہیلی کاپٹر اڑان بھرتے دھرتی سے اپر ہوتے گئے تھوڑے فاصلے پر جا کر آہستہ آہستہ کھائی سے نیچے ہوا کو چیرتے ہوئے اترے گئے۔۔۔۔

--------------------------

وہ سب ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے تھے جب جاذب آیا۔۔آج وہ کافی خوش لگ رہا تھا سب نوٹس کیا۔۔۔۔

جاذب زوہیب کے گلے ملا۔۔۔کہ رات کو وہ سونے کا کہہ کر نا ڈنر پر آیا تھا اور نا ہی زوہیب سے ملا تھا۔۔۔اور اب خوش خوش اس کے گلے ملا۔۔۔۔

ان دونوں کو دیکھ کر دونوں کے باپ خوشی سے کھل اٹھے۔۔۔

کیسے ہو تم ----

میں ٹھیک تو سنا ---- جازب ہنستے ہوئے بولا ----

رات ملا نہیں مجھے لگا کوئی ناراضگی تو نہیں پال لی ---- سوری یار سو گیا تھا ---

چل چھوڑ بیٹھ ناشتہ کر --- دونوں ساتھ ساتھ والی کرسی پر بیٹھے -----

فواد ----

جی بھائی جان ---

اب بچے راضی ہیں تو ہمیں شادی میں دیر نہیں کرنی چاہیے کون سا اس نے کہیں باہر جانا ہے -----

جی یہ بات تو آپ نے ٹھیک کہی --- میں نے سجل سے اس سلسلے میں بات کی ہے اسے بھی یہ بات کافی پسند آئی ہے البتہ ابھی تک سمیر سے بات نہیں ہوئی۔

اسے کیا اعتراض ہو سکتا بھلا وہ بھی سجل کی طرح خوش ہوگا ----- فواد صاحب نے کہا ----

تو پھر اگلے جمعے کی ڈیٹ فکس کر لیتے ہیں شادی کی --

زرش جو اپنی پلیٹ پر جھکی ہوئی تھی اتنی جلدی کا سن کر چونکی -----

زوہیب اور فواد صاحب نے ہاں میں سر ہلایا ----

جبکہ زرش کا چہرہ آنسوں ضبط کرنے کے چکر میں سرخ ہو گیا ----

آج سے ہی شادی کی تیاریاں شروع کریں آپ خواتین----

فواد صاحب نے کہا جس پر تینوں نے سر ہلایا جبکہ زرش آٹھ کر چلی---

بابا میں آفس جا رہا ہوں وہاں سے اپنے دوستوں کو ملنے جاؤں گا اور پھر سجل کی طرف بھی جانا تو دیر ہو جائے گی---

زوہیب سجل کی طرف زرش اور شہلا کو بھی ساتھ کے جانا---دونوں اپنی بہن سے بھی مل لیں گیں ---

اوکے مام------

رکو میں ساتھ چلتا ہوں -----فواد صاحب نیپکیین سے ہاتھ صاف کرتے اٹھ کھڑے ہوئے ----

اور آپ لوگوں کو شاپنگ پرے جانے کی زمہ داری جازب کی ہے --

جواد صاحب نے جازب کو دیکھ کر کہا تھا---.

زوہیب مجھے درانی انڈسٹری اتار دو ---

کیوں بابا---؟؟

کیونکہ یہ میرے دوست کی ہے -----

اور یہ میرے دوست کی ------زوہیب نے بھی کہا---

بابا برھان میرا دوست ہے کافی اچھا بزنس میٹینگ میں ہی اس سے دوستی ہوئی ----

وجاہت درانی میرا کالج کا یار ہے بیٹا جی ----فواد صاحب نے جتایا---

چلیں پھر دونوں ہی اپنے اپنے دوستوں سے مل لیتے ہیں -----

زوہیب مسکرا کر گویا ہوا----

-----------------------------

کیاااااا

یہ-کیسے ہو سکتا ہے -----بوس کی غراہٹ گونجی----

جی بوس ہم صحیح کہہ رہے ہیں ہمارا مال سب پولیس کے ہاتھ لگ گیا ہے -----

اس ایس ایس پی کا تو میں وہ حشر کروں گا جیسے اس کے ماں باپ کا کیا تھا---ان کو خبر کیسے ہوئی----؟

پتا نہیں بوس---- وہ آدمی بڑبڑایا---

شیر کو فون کرو------

مسلسل بیل جا رہی تھی پر آگے سے وہ۔کوئی ڈھیٹ تھا کیسے پہلی بیل پر اٹھا لیتا۔۔۔۔۔

چار بار کرنے کے بعد آخر کار پانچویں بیل پر احسان کرنے والے انداز میں فون اٹھا لیا گیا۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔

بول۔۔۔۔شیر جانتا تھا اس کی نیند میں ڈوبی آواز آئی۔۔۔۔۔

شیر مال تم لوگوں کے حوالے کیا تھا تو پولیس کے ہتھے کیسے لگا۔۔۔۔

دیکھ بوس یہ تیرا مسئلہ تو سوچ ۔۔۔۔ہم نے کل ہی مال تیری بتائی ہوئی جگہ پر بھیج دیا تھا جس کی نگرانی شانی نے کی تھی ۔۔۔۔ہمارا کام پولیس بسے بچا کر اس جگہ پہنچانا تھا ۔۔۔مال کہاں گیا کون لے گیا پولیس کیسے پہنچی یہ تیرا پروبل اپن کا نہیں ۔۔۔۔۔۔

دیکھو شیر صرف یہ تم دونوں اور میرے آدمی جانتے تھے تو پولیس کو کس نے خبر دی ۔۔۔۔

اے بوس۔۔۔۔خبردار جو اپن پے الزام لگایا اگر تو نے ۔۔۔ ہمارے خود کافی لفڑے سالی پولیس سے۔۔۔تیرے کا بتا کر اپن کو اور بیر نہیں مول لینا تو اپنا معاملہ خود سنبھال ۔۔۔اگر ہم نے پولیس کو خبر کرنی ہوتی تو پہلے نا کرتے جب تیرے لیے اتنے کام کیے ۔۔۔ تیرے مال کے چکر میں ہماری نیند خراب ہوئی چل اب سونے دے رکھ فون ۔۔۔۔شیر نے کہہ کر کھٹاک سے بوس کے منہ پر ہی کال کاٹ دی۔۔۔۔

بوس کا خون کھول اٹھا اسے خود پر حکم چلاتے سن کر۔۔۔۔

تجھ سے ایک بار اپنے کام نکلوا لوں پھر بتاؤں گا تجھے بھی -----شیر دل -----

بوس فون کو دیوار میں مار کر برہم ہوتا بولا تھا---

اس ایس ایس پی سمیر شاہ کا بتاؤ----

بوس ہمارے آدمیوں نے ان پر کافی فائر کیے اس کے کافی سپاہی زخمی ہوئے ہیں ---

اور وہ -----

اس کا نہیں پتا ----

کسی چیز کا پتا بھی ہے تمہے -- بوس اس کی گردن پر دباؤ ڈالتے بولا----

سوری بوس جتنا پتا تھا اتنا بتایا---

آہہہ سمیر شاہ لگتا ہے پہلے کے زخم بھول چکے ہو اب نئے دینے پڑیں گے ----

وہ اس آدمی کو جھٹک کر سفاکیت سے بولا تھا----

--------

وہ لوگ پانی کی سطح سے چند فٹ اوپر اڑتے ہوئے آرمی کے ہیلی کاپٹر میں بیٹھے آس پاس کا جائزہ لے رہے تھے ---

یہ بہت بڑی جھیل تھی جس میں پانی کا شور اور تیز بہاؤ اپر نیچے لہروں سے اٹھکیلیاں کرتا اپنی موج میں رواں تھا ----

چشمے سے نکلتا پانی اونچائی سے جھیل میں گر رہا تھا جھیل کے کناروں لگ رہا تھا---

صبح کا اجالا پھیل چکا تھا اور صبح صبح یہ منظر انتہا کا پیارا دل موہ لینے والا تھا---- جھیل کے پاس جنگل تھا جس میں چیر بیار کے لمبے درخت اس قدرتی حسن میں مزید اضافہ کر رہے تھے ---

ایک ہیلی کاپٹر ان درختوں کے اپر سے گزر رہا تھا جس میں فوجی جوان دوربین کا استعمال کر کے احمر کی تلاش میں تھے ----

جبکہ صبح کا یہ نظارہ حسان ماہم ہر کوئی اثر طاری نا کر سکا انہیں بس اپنا دوست چاہیے تھا-----

جھیل میں کافی فاصلے پر جا کر کافی چھوٹے بڑے پتھر تھے---

کافی تعاقف کے بعد حسان کی نظریں ایک جگہ پر ٹک گئی یہ جھیل کا وہ حصّہ تھا جہاں پانی کا بہاؤ کم تھا کیونکہ درمیان میں پتھر پڑے تھے انہیں پتھروں سے اٹکی کسی وجود پر گئی----

پائلٹ نیچے کرو فوراً----

حسان اونچا بولا ایک تو ہوا کا زور اور اس میں ہیلی کاپٹر کے گھومتے پروں کی وجہ سے آتی آواز ان کی وجہ سے کافی شور تھا---

وہاں اس طرف لو----

ویئر سر؟؟

رائٹ سائیڈ-----

کیا ہوا حسان ---ماہم نے پوچھا---وہ کیونکہ لیفٹ سائیڈ دیکھ رہی تھی اس کے چلانے پر چونکی---

ماہم وہ دیکھوں وہاں -----

اوہ مائی گاڈ---

احمرررر------

ماہم اس وجود کو دیکھ کر چلائی -----

پائلٹ کافی نیچے لے آیا تھا احمر کو دیکھ کر ماہم خوشی سے چیخی----

احمر پتھر کے اڑآدھا پانی میں ڈوبا ہوا تھا اس کا چہرہ باہر تھا یہاں پانی کم تھا نیچے کافی پتھر تھے اور اس کا سر کسی پتھر پر پڑا تھا جس کی وجہ سے چہرہ صاف باہر تھا ماتھے سے نکلتا خون اس کے چہرے سے ہوتا ہوا گردن تک لگا تھا یقیناً اسے چوٹ لگی تھی ----

ہیلی کاپٹر چند فٹ اپر ہوا میں رک گیا---

حسان اور دو تین آرمی جوان رسی کی مدد سے نیچے سرکے اور باری باری اس پتھر پر اترنے لگے -----

جبکہ باقی دو نے مضبوطی سے رسی تھام رکھی تھی ----

وہ جلدی سے اتر کر احتیاط سے نیچے آئے ----

احمر یارا------

حسان اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لے کر خوشی سے بولا اور پھر جھک کر اس کے ماتھے پر لب رکھے-----

تب تک دوسرا ہیلی کاپٹر بھی جھیل کے کنارے تھوڑی سے صاف جگہ ہر ٹیک اوف کر چکا تھا کچھ جوان جلدی سے سٹریچر لے کر آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے چند سیکنڈوں میں اس پر احمر کو ڈال کر واپس کو دوڑے---احمر کی نبض نا ہونے کے برابر چل رہی تھی جیسے سانس رک رک کر آرہی تھی اسے جلدی سے ہوسپیٹل لے جانا تھااور کچھ ہی منٹوں میں وہ ریسکیو کر کے ہیلی میں بیٹھے جو اپنی مطلوبہ سمت اڑان بھر چکے تھے ----

--------------------

فواد صاحب وجاہت کے آفس بڑھ گئے جہاں وہ ان کا اور آئ جی کمال کا انتظار کر رہے تھے----

اسلام علیکم!

زوہیب نے برھان کے آفس کا ڈور ناک کر کے اندر اتے ہی سلام کیا---

وہ جو لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہا تھا زوہیب کو دیکھ کر مسکرایا----

وعلیکم السلام!!!

برھان اپنی سیٹ چھوڑ کر اس کی جانب آیا۔۔۔۔

کیسا ہے تو۔۔۔۔

دونوں ایک دوسرے سے مل کر جدا ہوئے جب زوہیب نے پوچھا۔۔۔

فٹ فاٹ۔۔۔کیا چھاپا مارا ہے تونے بتا دیتا اپنے آنے کا تجھے پک کرنے آتا۔۔۔

برھان اس کے بازوں پر پنچ مارتے ہوئے بولا۔۔

بس تیرے چہرے کی یہ خوشی دیکھنی تھی اس لیے نہیں بتایا۔۔

ہاں میں تیری مسز ہوں جو تجھے دیکھ کر سکون ملنا تھا۔۔۔

چل تو کہتا تو بنا لیتا مسز۔۔۔زوہیب دانت نکلتے بولا۔۔

کون کس کی مسز بن رہا ہے۔۔۔یاسر اندر اتے بولا۔۔

آجا تو وی۔۔۔زوہیب اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

ایویں بکواس کر رہا ہے۔۔شادی کا اتنا بخار چڑھا ہے کہ اب دورے پڑ رہے مجھے مسز بنانے کے۔۔۔۔برھان نے جل بھن کر کہا۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔۔

دونوں کا قہقہہ گونجا۔۔۔

بے شرموں کی طرح دانت نکال لو بس -----

برھان آنکھیں گھماتا جینز کی پوکٹ میں ہاتھ ڈالے بولا----

یاسر یار اب تو میں اس کو اپنی مسز بناؤں گا میری جان میری برھان رانی ----

زوہیب برھان کے گال پر لب رکھتے بولا---

ہیے ے چل ہٹ ---- برھان ایک ہاتھ سے اس کے بازوں پر مارتے بولا----

گوروں میں کچھ مہینے رہ کر اس کا دماغ کورا ہو گیا ہے ----

ہاہاہا دماغ کورا ہو یا پھر بھرا اب تو تیری طرف دل بھی آگیا ہے -- زوہیب آنکھ دباتے بولا---

اور اس بات کا میں گواہ ہوں کہ اب سے ہماری برھان رانی ------ یاسر بولنے لگا تھا کہ برھان دونوں کی طرف لپکا---

رک تجھے تو میں کمینوں نکلو میرے آفس سے ابھی ----

برھان دانت پیستے بولا جو جلدی سے گھوم کر ٹیبل کی دوسری طرف ہو گئے-----

نا میری رانی ابھی تو میں نے تیرے درشن بھی نہیں کیے اور تو بھگا رہی ----

اس کی ایکٹنگ پر برھان نے گھورا جب دونوں دانت نکالتے ہوئے اس کی طرف آئے اور اس کو زور سے ہگ کر لی ----

بیچارا برھان ان کے وزن کو برداشت کرتا منہ کے زاویے بنانے لگا ----

اب چھوڑ بھی دو چمٹ ہی گئے ہو-----

جب برھان سے برداشت نا ہوا تو غرایا ----

دونوں مسکراہٹ دباتے صوفوں پر دھت گرے اور ساتھ برھان کو بھی بازو سے کھینچ کر گرا لیا----

یہ لوفروں والی حرکتیں بند کرو نہیں تو گردن مروڑ دوں گا ----

یار میں تو شریف سا بندہ ہوں بس یہ تیرا دیوانہ کا پرزا ہل گیا ہے ----

یاسر ہاتھ کھڑے کر گیا جبکہ زوہیب برھان کے تیور دیکھ کر مسکین صورت بنائے بیٹھ گیا----

اور پھر کچھ دیر بعد وہ ویسا ہی برھان کا ضبط آزمانے لگا ---یوں ہی مستیاں کرتے وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے اٹھے اور وجاہت صاحب کے آفس گئے جہاں ریفریشمنٹ کا انتظام تھا

-----------------

زیبی تم ـ تم کب آئے------

اپنے گھر میں ان تینوں کی آمد دیکھ کر سجل خوش ہوتی آگے بڑھی---

کل آیا تھا----

کیا تم کل آئے اور مجھے بتایا تک نہیں اور میرے گھر آنے کی اب فرست ملی ہے---

آپی جان سرپرائز دینا تھا آپ کو ---

ہاں سرپرائز تو دے ہی دیا تم نے نا بتا کر -----

اب جو چاہ رہی ہیں وہ تو میں کر نہیں سکتا---زوہیب نے کندھے اچکائے---

کیا بھلا---- سجل چونکی ---

یہی کہ میں یہاں سے چلا جاؤں گا---

سجل کا تو منہ ہی کھل گیا---

تم سدھرو گے نہیں کبھی ---وہ اس کے کندھے پر مارتی بولی---

کیا ہے جلاد آپی یار----زوہیب کندھا سہلاتے بولا----

میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی سمجھے ---- سجل نے آگے بڑھ کر اس کی کنپٹی ہر بوسہ دیا اور پھر اس کے سینے سے لگ گئی-----

اگر ملنا ملانا ہو گیا ہو تو غلطی سے ہم بھی آئے ہیں ----

ان دونوں کو دیکھ کر کب سے کھڑی شہلا کے ساتھ زرش نے اپنا بھی احساس دلوایا---

ہاں ہاں پتا ہے تم بھی آئ ہو ---- سجل کہتی اس سے ملی جب نظر ساتھ کھڑی شہلا پر گئی----

جہاں زرش ہو اور جلن نا ہو ایمپوسیبل-----زوہیب نے کہا جب زرش نے گھورا----

کیسی ہو شہلا -----ویلکم ----- سجل مسکرا کر اس کے گلے ملی ---

میں ٹھیک آپ کیسی------

آؤ بیٹھو-----

سجل اس کو دیکھ کر خوش ہوئی جو اس کے گھر پہلی بار آئ تھی ---

وہ تینوں لاؤنج میں بیٹھے-----

ماں بابا کیسے ہیں -؟

ٹھیک ہیں آپی--- بابا آفس اور ماما تائی کے ساتھ ---

یہ سڑو می کدھر ہے ----؟؟

تمہارے سٹرومی نے اپنی پھوپھو کے ساتھ کمرے میں بھونچال مچایا ہوا مطلب سٹرومی سٹروم لے کر آیا ہوا----

ہیں وہ کیسے ----دونوں چونکے---

خود جا کر دیکھ لو--- سجل نے کہا جب دونوں بہن بھائی وہاں سے اٹھ کر سیڑھیاں چڑھتے سومی کے کمرے کی طرف بڑھے----

اور بتاؤ شہلا تایا جان کی طبیعت کیسی ہے ---

ٹھیک ہے وہ --- شہلا مختصر سا بول کر اپنے فون میں لگ گئی----

سجل اس کو دیکھتی اٹھی کہ ان کے کھانے کا انتظام کروائے----

یہ کیا ہو رہا ہے بھئی-----

زوہیب اندر اتے بولا----

نیب مامو-----

سومی روئی سے بھرے بالوں سے بیڈ سے اتر کر بھاگا اور زوہیب کی گود میں چڑھ کر گردن کے گرد حسار باندھا----

کیسے ہو سڑرومی اور یہ کیا فرفانی بھالو بنے ہوئے ہو۔۔۔۔

ہم نیفائ کر رہے ہیں ۔۔۔۔سومی بات بدل گیا۔۔۔

واہ نیفائ ہو رہی ہے ۔۔۔۔ایک بات بتاؤ زرا یہ نیب اور نیفائ کیا ہوتی ہے

زرش دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے بولی۔۔۔۔

نزش آن۔۔۔۔

بھئ ماشاء اللہ ۔۔۔۔۔

لوگوں کے بھانجے بھتیجے اس عمر میں د، تے لگاتے اور میرا نمونہ ن کی جان نہیں چھوڑتا۔۔۔۔

چپ سیدھا نام لو۔۔۔۔

نیب مامو۔۔۔۔نزش آن مارتی ۔۔۔

اوئے جھوٹوں کے پیر ۔۔۔۔

کب مارا میں نے تو اشارہ بھی نہیں کیا۔۔۔۔۔

ایمان بیڈ کے قریب کھڑی تینوں کو دیکھ مسکرا رہی تھی ۔۔۔۔

نر ش آنی نس۔۔۔۔۔۔ (زرش آنی بس) سومی غصہ ہوا۔۔۔۔

تھومی۔۔۔۔۔۔زرش نے بھی حساب چکتا کیا۔۔۔۔

زرش بس کرو کیوں میرے بھتیجے کو تنگ کر رہی ۔۔۔۔

ناٹ تھومی آئ ایم شومی-----وہ انگلی دیکھاتے بولا----

ارے بس میرے ببر شیر نیچے کر یہ انگلی ----زوہیب اس کے گال چومتے بولا----

اور اس کے بالوں میں ہاتھ ہلا کر روئ جھٹکی----

پہلے نام تو سہی لو اور یہ شومی کیا ہوتا ہے تھومی ہوتا ہے اور کبھی کبھی دھومی بھی----زرش نے کسی دادی کی طرح بتایا---

اس کی بات پر ایمان اور زوہیب کا قہقہہ گونجا ساتھ زرش کا بھی جو بلکل بچی بنی کھڑی تھی -----

جبکہ ان کے ہسنے پر سومی کا چہرہ لال ہو گیا----

ارے بس اگر اب تم نے میرے شومی کو کچھ کہا تو پھر خیر نہیں ----

ایمان مصنوعی رعب سے بولتی ان کی طرف آئ-----

سومی کا چہرہ کھل اٹھا اپنی پھوپھو کو اپنی سائیڈ دیکھ کر ----

اسلام علیکم بھائی------

بڑی جلدی سلام نہیں کر لیا---زوہیب نے مسکراہٹ دباتے کہا---

سوری بھائی آپ سومی سے مل رہے تھے اور پھر زرش کی بحث میں میں نہیں بولی----

زوہیب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا----

وا علیکم السلام گڑیا ----

آپ کب آئے -----

آج سے چوبیس سال پہلے آیا تھا ----

اس کی بات پر ایمان کھلکھلا اٹھی----

جان من یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے زرش ان کے کمرے کو دیکھ کر بولی جہاں ہر طرف روئی ہی روئی تھی

----

وہ ایمان کے گلے ملتی بولی ---جبکہ زوہیب سومی کو اٹھائے صوفے پر بیٹھا چھوٹی چھوٹی باتیں کرنے لگا----

ہم سومی کے کمرے کی صفائی کر رہے تھے پھر سومی نے فرمائش کی تو بس سنو فالنگ کر رہے تھے----

واہ بڑی اچھی سنو فال کرائی -----زرش بیڈ پر روئی کو اٹھا کر بولی----

کافی سوفٹ ہے برف ----نرم گرم سی -----آج پتا چلا کہ برف گرم بھی ہوتی ہے اور ہم اپنے کمرے میں بھی کر سکتے----

زرش نے ایمان پر روئی پھینکی اور پھر چاروں مل کر ایک دوسرے پر پھیکنے لگے ----

جبکہ زوہیب سومی کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر بیڈ پر پڑی روئی میں یوں گھمایا جیسے کوئی گیند گھما رہا ہو-----

اس کی حرکت پر چاروں کھل کر ہنس رہے تھے -----

سومی اب مکمل روئی میں ڈھکا ہوا تھا بس آنکھیں نظر آرہی تھیں اور اب سب اس بھالو کے ساتھ تصویریں بنا رہے تھے-----

سمیر پولیس یونیفارم میں تھکا سا اندر بڑھا---درد سے اس کی آنکھیں لال تھیں بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے وہ سنجیدہ سا بے حد ہینڈسم لگ رہا تھا---

شہلا اپنے فون میں مگن تھی کہ اندر آتے دیکھ کر آنکھیں چمکیں -----

شہلا کو اپنے گھر دیکھ کر حیران ہوا ---

ہائے----

شہلا اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھی اور اس کے قریب پہنچ کر پینسل ہیل کو جان کر موڑا کہ لڑکھڑا کر گرنے لگی جب سمیر نے جلدی سے اسے تھاما ---سمیر کی باہوں کا حسار پاکر شہلا نے دونوں ہاتھ اس کی گردن میں ڈالے وہ سجل کو دیکھ چکی تھی ----

سجل جو ابھی کیچن سے نکلی تھی سمیر اور شہلا کو اتنا قریب دیکھ کر اس کا دل بند ہونے لگا دونوں انتہا کے قریب کھڑے تھے---

اس کے سامنے اس کا شوہر کسی اور کو تھامے کھڑا تھا اس کو اپنے پیروں پر کھڑے ہونا محال لگا۔۔۔انکھوں میں آنسوں جمع ہونے لگے ۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔۔وہ اس کو واپس کھڑا کر کے دور ہوتا بولا۔۔۔

شہلا نے سر ہلایا جبکہ ان کی آواز سجل تک نا پہنچ پاۓ تھی ۔۔۔

سمیر کی نظریں بے ساختہ دروازے میں کھڑی سجل پر گئی جو بھیگی آنکھوں سے اسے شکوہ بھری نظروں سے دیکھ کر واپس مڑ گئی۔۔۔

سمیر ۔۔۔

شہلا نے ایک ادا سے کہتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا جب سمیر نے جھٹک دیا۔۔۔

ڈونٹ ٹچ۔۔۔

سجل کے آنسوؤں دیکھ کر سمیر کو شہلا پر غصہ آیا کہ اسے کیا ضرورت تھی اٹھ کر اس کے پاس آنے کی ۔۔۔ وہ ایک خونخوار گھوری اس پر ڈال کر سجل کے پیچھے گیا۔۔

زوہیب جو اپر کھڑا شہلا کا جان کر پاؤ ٹیڑھا کرنا اور شہلا کا سجل کی طرف جلا دینے والی مسکراہٹ سے دیکھ کر سمیر کے قریب ہونا سب دیکھ چکا تھا وہ اپنی بہن کی حالت دیکھ کر کڑے تیوروں سے نیچے آیا۔۔۔

کون ہو تم---- ہاں ----- خود کو کوئی حور پری سمجھتی ہو۔

جو آسمان سے اترتی لڑکھڑا کر باہوں میں آگری---آج جو حرکت کی ہے نا اگر کبھی ایسی دوبارہ کی یا کسی کی باہوں کا ہار بنی تو ہاتھ پاؤں توڑ کر رکھ دوں گا---تمہاری وجہ سے میری بہن کی آنکھوں میں آنسوں آئے ----شکر کرو سمیر بھائی نے تمہے بخش دیا--- نہیں تو اپنی بیوی کو ہرٹ کرنے والے کا وہ جو انجام کرتے ہیں کہ اگلا تڑپ اٹھتا ہے----مجھے تمہے لیکر ہی نہیں آنا چاہیے تھا پہلے ہی دن میں تمہارے رنگ دیکھ چکا ہوں----دل تو کر رہا ہے ابھی اٹھا کر پھینک آؤ----

بکواس بند کرو تم چیپ انسان ---ہوتے کون ہو مجھے بتانے والے ---اپنے کام سے کام رکھو---میرا پاؤں پھسلا تھا بس---اور تمہاری بہن جیلسی میں رونے لگ گئی---ہوں ں ں پہلے دیکھتی تو سہی--- اور میں کیا کر رہی ہوں کس کی باہوں کا ہار بن رہی ہوں تم اس سے دور رہو تمہاری پابند نہیں --میرا باپ بھائی موجود ہیں پوچھنے کے لیے---میں تو تمہاری شکل دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتی کجاکہ تم جیسے کدو سے ڈروں گی---- اگلی مرتبہ شہلا سے الجھنے کا سوچنا بھی مت ----

شہلا اس سنا کر باہر لان میں چلی گئی-----جبکہ زوہیب مٹھی بھینچ کر رہ گیا-----

تمہے تو میں ایسی تمیز سیکھاؤ گا دوبارہ اس طرح بات کرنے کا سوچو گی بھی نہیں ----وہ اپنے ہی خیالوں میں بولا-----

سجل -----کچن میں آتے ہی وہ بوا کو دیکھ کر وہیں رک گیا---

جی----

روم میں آؤ--

میں کام کر رہی----

میں بھی کام کے لیے بلا رہا فوراً آؤ---

وہ رعب اور تحکم سے آنے کا حکم سنا کر واپس پلٹ گیا-------

جبکہ سجل نا چاہتے ہوئے بھی کچھ دیر بعد کمرے کی جانب بڑھی------

وہ جیسے ہی کمرے میں آئی سمیر شرٹ لیس آئینے کے سامنے کھڑا تھا---

سجل دروازے کے پاس رک گئی---

بولیں کیا کام ہے ؟؟؟

یہاں آؤ---اس نے بنا دیکھے حکم صادر کیا---

نہیں آنا جب کچھ کام نہیں تھا تو بلایا کیوں ہے ---- سجل کچھ دیر پہلے کا غصہ نکالتی جانے کے لیے پلٹی---

تم نے سنا نہیں یہاں آؤ ادھر ہے کام وہاں نہیں ----اب کی بار گھور کر اس کو دیکھتے لفظوں پر زور دیتے بولا----

سجل سر جھٹک کر اس کی جانب آئی---

پکڑو یہ ----

اس نے پٹی اور مرحم تھمائی----

سجل نے نا سمجھی سے اسے دیکھا--- پھر سمیر کے شانے کو جہاں سے ابھی بھی ہلکا سا خون رس رہا تھا---

یہ --یہ کیا ہوا آپ کو---

وہ پل میں ناراضگی بھلائے حواس باختہ سی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی بولی کہ اسے پتہ بھی نا چلا---

درد ہو رہا ہے کیا----؟؟؟

بہت------

افف تو آپ ڈاکٹر کے پاس نہیں گئے---رکیں میں بلاتی ڈاکٹر کو وہ جلدی سے اپنا فون اٹھانے کے لیے مڑی----

نہیں رہنے دو میری ڈاکٹر تو تم ہو اور تم ہی میرا علاج کرو----

میں کیسے سمیر آپ کو درد ہو رہا----

ہاں ہو رہا بہت پر ادھر نہیں ادھر----وہ اس کا ہاتھ اپنے سینے پر دل کے مقام پر رکھتے بولا-----

اس کی بات پر سجل نے آنکھیں چھوٹیں کیں اور ایسے کرتے ہوئے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی---

یار جب تم ناراض ہوتی ہو نا تو میرا دل بند ہونے لگتا ہے ---وہ اس کی آنکھوں کے بیاں ہوتے سوال پر جوابا بولا-----

سجل خاموش سے اسے پکڑ کر بیڈ تک لے آئی اور بٹھا کر روئی سے زخم صاف کرنے لگی ----

بولو گی نہیں ----

خاموشی ہنوز برقرار تھی ----

جاناں------

اس کی سرگوشی پر سجل کے ہاتھ کپکپائے---

اس نے گھنی پلکیں اٹھا کر بڑی آنکھوں کو مزید بڑا کر کے ہلکا سا سر ہلا کر بولانے سے منع کیا----

افففف یہ شربتی آنکھیں ----کچھ تو خیال کرو کیوں مجھ پر غضب ڈھانے پر تلی ہو ----سمیر مسکراہٹ دبائے بولا----

آپ خاموش نہیں بیٹھی سکتے-----

نہیں ----

ٹھیک ہے پھر میں جا رہی ہوں کر لیں خود -----وہ اٹھنے لگی ---

ظالم نہیں ہو گئی کافی-- سمیر نے کھینچ کر واپس بیٹھایا---

بلکل جیسے آپ بن گئے ہیں ----

بتاؤ کیا ظلم کیا ہے میں نے تم پر ---

باتوں باتوں کے دوران وہ اس کے شانے پر پٹی باندھ چکی تھی ----

اپنی بیوی کے ہوتے ہوئے کسی اور -----یکدم اسے اپنے لبوں پر سخت گرفت محسوس ہوئی اس کے الفاظ منہ ہی رہ گئے اور سانسیں الجھنے لگی----

سجل نے دونوں ہاتھوں سے اس کو دھکیلنا چاہا پر سمیر اس کے ہاتھ پشت پر لے جا کر باندھ دیے اور اور دوسرا اس کی کمر میں ڈال کر قریب کھینچا--- سجل مکمل اس کی گرفت میں اس کے رحم و کرم پر تھی ----

کیا بیوی کے ہوتے ہوئے -----ہاں----

وہ اس کے لبوں کو آزاد کر کے گویا ہوا جبکہ سجل کو ابھی تک اپنے حسار میں رکھا ہوا تھا ---

جبکہ سجل تیز تیز سانسیں لیتی اسے گھور رہی تھی ----

گھورو مت اور پیار آتا ہے ----وہ بہکے لہجے میں بولا ---

سجل سٹپٹائ-----

چھوڑو مجھے----

کس لیے ----

زوہیب زرش آئے ہوئے-----اس لیے---- سجل جز بجز کر بولی---

اووو سالے صاحب آئے ہوئے -----اچھا بتاؤ مجھے کیا کہہ رہی تھی اپنی بیوی کے ہوتے ہوئے----

سجل اس کو مزید پاس کھیسکتے دیکھ کر دور ہوئی----

بتاؤ اس کو دور ہوتے دیکھ وہ مزید پاس ہوا----

ہاں تو سہی کہا ہے میں نے ---- سجل بال کان کے پیچھے اڑیستی بولی----

پورا بولو پھر بتاتا سہی کہا یا غلط---

وہ۔وہی لٹ کان سے نکال کر پھونک مارتے بولا----

سجل کی آنکھیں پل میں نم ہونے لگیں-----

میں بتاؤ آپ کو اندازہ نہیں ہے کیا-----

سمیر نے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرکے اس کی آنکھوں پر بوسہ دیا----

شاہ کی روح ----وہ آپکی کزن صاحبہ گرنے لگی تھی اگر اس کو نا پکڑتا تو اب تک پیر تڑوا کر ہمارے گھر پڑی ہوتی اور تم اس کی خدمت مدارات کرکے میرے اچھے موڈ کا بینڈ بجاتی اس لیے اس کو گرنے سے بچایا

بس----

سجل خوماشی سے سر ہلا گئی---

ناراضگی ختم ----؟؟؟

نہیں ---

کیوں نہیں ----

وہ آپ کی گردن میں بانہیں ڈالے کھڑی تھی ----اور آپ ----؟

اس نے شاید اپنا پیر سیدھا کرنے کے لیے سہارا لیا تھا ----اورمیں نے اسی وقت چھوڑ دیا-----اب تم اس فضول بات کو لے کر میرا موڈ خراب مت کرو---- سمیر اچھا خاصا بد مزہ ہوا----

سجل نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا سمیر سچ بول رہا تھا اسے شہلا کا اس کی طرف دیکھ کر مسکرانا اور پھر یہ حرکت کرنا یاد آیا تواس پر بہت غصہ آیا جو اس کے شوہر پر ڈورے ڈال رہی تھی -----

یہ چوٹ کیسے آئی-----

ریڈ کرنے گئے تھے وہاں ہی کچھ آدمیوں کو پکڑنے کے دوران لگ گئی۔۔۔

سمیر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔۔۔

جب سجل جھکی اور اس کی پٹی پر اپنے نرم لب رکھ دیے ۔۔۔

سمیر کھل کر مسکرایا۔۔۔

جب سجل نے جھک کر اس کے سینے پر دل کے مقام پر لب رکھے۔۔۔

سمیر کا دل دھڑک اٹھا اور آنکھیں موند کر اس کے نرم لمس کو محسوس کیا۔۔۔

تم مجھے بہکا رہی ہو اب ۔۔۔ سمیر دونوں ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر ماتھے سے ماتھا ٹکائے بولا۔۔

جلدی سے فریش ہو جائیں زوہیب آپ کا انتظار کر رہا ۔۔۔ سجل اس کے حسار میں مدھم آواز میں بولی۔۔۔

اوکے میں فریش ہو کر آتا تب تک تم ادھر ہی رہو۔۔

پر۔۔۔

پر ور نہیں،،، ہلنا بھی مت ۔۔۔

وہ اس کا گال تھپک کر اٹھا اور بنا ڈریس لیے واشروم بند ہو گیا۔۔

سجل نے اس کی چیزیں اٹھا کر ان کی جگہ پر رکھی اور ڈریسنگ روم میں سمیر کی شرٹ دیکھ رہی تھی جس پر خون لگا تھا بلیک ہونے کی وجہ سے معلوم نہیں ہوا تھا جبھی سمیر کی آواز آئی----

سجل -----

جی -----

اس کے پیچھے وہ باتھ روب میں کھڑا تھا----

سمیر یہ ----

کچھ نہیں بس تھوڑا سا خون ہے ڈونٹ وری اس کے پریشان چہرے کو دیکھتا بولا---

چلو اب ڈریس نکال کر دو نہیں تو میرا ارادہ بدل رہا---وہ اس کے گال کو لبوں سے چھوتا بولا---

آپ کو تو بس موقع چاہیے ---- سجل نے کبرڈ میں ہینگ کیا بلیک شلوار قمیض اس دیا اور تیزی سے باہر نکل گئی------

سمیر کو مخبری ہوئی تھی اور وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں شیر شانی نے مال پہنچایا تھا---پولیس نے نا صرف مال ضبط کیا بلکہ پولیس مقابلے میں ان کے کافی آدمی بھی مار گرائے تھے ----اسی دوران سمیر کو بھی چوٹ لگی تھی -----

کچھ دیر بعد وہ نیچے آیا جہاں سب موجود تھے ---- سمیر خوش اخلاقی سے زوہیب اور زرش سے ملا تھا وہ جانتا تھا کہ زوہیب کے لیے زرش اور ایمان دونوں برابر ہیں اور سمیر نے بھی زرش کو اپنی چھوٹی بہن بنایا ہوا تھا ----باتوں باتوں کے دوران زرش کی شادی کا بتایا اور ساتھ آنے کا بھی کہا کہ ابھی سے شفٹ ہو جائیں---

پر سمیر نے انکار کر دیا کہ وہ آئیں گے پر رہیں گے نہیں واپس آجایا کریں گے -----

ایمان تو حیران ہوئی تھی سمیر بھی کافی حیران تھا کہ جازب مان کیسے گیا اس شادی کے لیے ----وہ جازب کی نیت سے واقف تھا -----

کھانا کھا کر کچھ تعقف کے بعد وہ سجل اور ایمان کو روز آنے کا بول کر چلے گئے----

ایمان تو زرش کی چہرے پر اداسی دیکھ کر پریشان ہو رہی تھی یہی سوچتے وہ لان میں چلی گئی اور سمیر سومی کے ساتھ فٹ بال کھیلنے لگا پڑا تھا----

------------------

اپنے مخصوص لباس میں وہ دھڑلے سے دن کے وقت ہاتھوں میں پسٹل تھامے اور کچھ نوک دار ہتھیار لیے وہ اس عمارت میں داخل ہوئے----دونوں کی اپنے دوست کی حالت پر سینوں میں آگ جل رہی تھی ---- وہ تینوں ٹرینر تھے یہ کیا وہ تو بڑی بڑی عمارتوں میں پلک جھپکتے غائب ہو جاتے اور صفائی سے اپنا کام کر دیتے----

اب بھی وہ اپنے آدمی کی دی ہوئی انفارمیشن پر یہاں موجود تھے ----

تم تیار ہو ماہم -----پونی ٹیل بنائے چہرہ ماسک لگا کر چھپائے وہ اپر کی طرف دیکھ رہی تھی جب حسان نے سرگوشی میں پوچھا----

بلکل ----تیار ہوں میں ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا کہ سی جی دن کے وقت بھی ان کی دھجیاں بکھیر سکتے -----

وہ سفاکی سے بولی----

حسان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے ماہم آسانی سے ماسک سے نظر آتے اس کے لبوں پر مسکراہٹ دیکھ سکتی تھی -----

وہ تینوں تاریخی میں اپنا کام کرتے تھے جس کی وجہ سے ان پر شک ہو گیا تھا کہ وہ گینگسٹر نہیں ہیں----

گڈ گرل -----

وہ دونوں بیگ کندھوں پر ڈالے ادھر اُدھر دیکھ کر آگے کی سمت بڑھے----

وہ کیونکہ پیچھے والی سائیڈ سے آئے تھے یہاں انجلینا کے آدمی نا تھے جس کی وجہ سے وہ باآسانی ا گئے تھے ----

یوں ہی چھپتے چھپاتے وہ اندر بڑھے ----

سامنے حال تھا جو بلکل خالی تھا ---- جبکہ باہر کے حصے میں اسلحے سے لیس آدمی چکر کاٹ رہے تھے----

دونوں اشارہ کرتے دائیں بائیں بنی سیڑھیوں پر چلے گئے----

اپر بہت سے کمرے تھے -----

ماہم ہر کمرا ہلکا سا کھول کر دیکھ رہی تھی تو کسی میں لگے آلے سے ----

حسان بھی ایسے ہی چیک کر رہا تھا----

سب سے آخر والے کمرے میں جوکہ سب سے پیچھے چھپا ہوا تھا وہاں سے آوازیں آرہی تھیں ---

ماہم نے دروازے میں لگے سراخ سے دیکھا اندر چار لوگ موجود تھے جو کسی فائل کے بارے بات کر رہے تھے ----جن میں ان کی ڈیلنگ کہاں ہونی کیسے ہونی کی ساری ڈیٹیل موجود تھی ----

دیکھتے ہی دیکھتے ماہم پاؤں سے دروازہ ٹھاہ کر کے کھولتی ان کی چھاتیوں پر دونوں ہاتھوں سے فائر کر چکی تھی ----ان کو سنبھلنے کا موقع دیے بغیر وہ ان کو مار کر فائل تک پہنچ گئ تھی---

اس نے وہ فائل اٹھا کر جیکٹ میں ڈالی اور زپ بند کر دی ----

اس نے کمرے میں ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں اور پھر مسکرائی تھی ----

دوسری جانب حسان اپنا کام کر چکا تھا ----

کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں چھپتے چھپاتے باہر آئے -----

جبکہ میچل جو اپنے کمرے میں بیٹھا انجلینا سے بات کر رہا تھا یا یوں کہا جائے کے پیار محبت۔ بھری باتیں کر رہا تھا ایک دم چونکا جب اسے ایک لڑکی چار لوگوں پر فائر کرکے فائل تھامے کھڑی سکرین پر نظر آئی -----

میچل بغیر پلک جھپکائے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو اس ڈریس میں کافی پرکشش لگ رہی تھی ----

یکدم وہ پلٹی اور کیمرے کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا اور فائل سامنے کی جیسے لینی ہے تو لے لو کہا ہو اور پھر مسکرائی تھی -----

جبکہ میچل تو مدہوش ہو گیا تھا اس لڑکی کی حرکتیں دیکھ کر اس کا دل دھک دھک کرنے لگا وہ اس وقت سب بھول گیا تھا ----

ماہم آخری بار ہاتھ ہلا کر مڑی ---اس سے اس کی پونی ٹیل جھولی اور شفاف گردن پر بڑا سا بلیک تل نظر آیا تھا ---وہ جیسے ہی گئی میچل کا سحر بھی ٹوٹا اور بھاگ کر انٹر کام پر اپنے آدمیوں سے کہتا کمرے سے باہر نکلا----

جب تک وہ دونوں وہاں سے نکل گئے تھے------

میچل جیسے ہی عمارت سے باہر آیا-----ایک زور دار دھماکے سے پوری عمارت زمیں بوس ہوئی تھی ------

ان کے دیکھتے ہی دیکھتے بلاسٹ ایک ساتھ پھٹے تھے اور سب کچھ تہس نہس کر دیا------

میچل کی آنکھیں لال ہو گئیں آنکھوں کے سامنے ماہم کا سراپا لہرایا----

یوبچ ------

وہ دھاڑا تھا وہ پھر سے ان کے کروڑوں کا نقصان کر گئے تھے ---

اسلحہ اور کافی مقدار میں ڈرگز جو سرحد پار سے آئے تھے سب اس دھماکے کی نظر ہو گئے----

----------------

اپنا کام کرنے کے بعد دونوں آرمی ہوسپیٹل میں آئے تھے----

دونوں باہر کھڑے تھے جب ڈاکٹر کمرے سے باہر نکلا----

مبارک ہو احمر سر کو ہوش آگیا ہے----

آج دو دنوں بعد وہ یہ خبر سن کر کافی خوش ہوئے تھے ----

دو دنوں بعد احمر کو ہوش آیا تھا اور اس دوران حسان نے جو وجاہت انکل کو کہانیاں سنائی تھیں وہ جانتا تھا پر اصل بات تو بتانے سے رہا تھا۔۔۔۔

اوے کمینے،سالے ، شکر کر تجھے ہوش آگیا نہیں تو آج میں اپنے ہاتھوں سے تیری جان لے لیتا جو تونے ہمیں دو دن سولی پر لٹکائے رکھا ہے ۔۔۔۔

حسان دھڑام سے دروازہ کھول کر اس کو آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھا دیکھ کر بھڑک اٹھا تھا اور ساتھ خوش بھی ہوا تھا۔۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا ۔۔۔۔احمر کا اس کے یوں آنے اور بولنے پر قہقہہ گونجا۔۔۔

بند کر یہ۔منہ اپنا ۔۔۔اور حساب دے پہلے۔۔۔۔

کون سا حساب جانی میں تو اپنی بیگم سے لینے کا سوچ رہا۔۔۔۔۔

احمر آنکھ دباتے بولا تھا۔۔۔۔

اس کو یوں ٹھیک دیکھ کر ماہم حسان نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔

اور خاموشی سے اس کے قریب آکر بیٹھ گئے۔۔۔۔

کیا ہوا صورت کیوں لٹکی ہوئی-----؟؟؟

احمر نے پوچھا---

جب حسان بھیگی آنکھوں سے اس کے گلے لگ گیا----

مس یو یار---بہت مس کیا تجھے----پل پل جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی اور دل تو تب بند ہو گیا تھا جب لگا کہ۔تو بھی اس دھماکے میں ہے----آئی لو یو یار-----

حسان کی آواز رندھ گئی ساتھ احمر اور ماہم کی آنکھیں بھی نم ہوئیں تھیں-----

اوئے حسی میں تیری جان کبھی نہیں چھوڑنے والا---اور یہ۔مشن میں تو اکیلا کرے یہ۔ہو نہیں سکتا مجھے تو واپس آنا تھا تاکہ تم دونوں کریڈیٹ نا لو-----

وہ۔ہلکے پھلکے انداز میں کہتا دونوں کو مسکرانے کر مجبور کر گیا---

یہاں آؤ ماہم وہ۔ماہم کو دور کھڑا دیکھ کر بولا----

وہ روتی مسکراتی آنکھوں سے آئی جب احمر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا----سوری میری چھوٹی بہن کو پریشان کیا---

اچھا بہن کا خیال آگیا اور دوست کا نہیں----

حسان اس کے بازو پر پنچ مارے بولا----

اوئے تو تو پھر جان ہے نا---

دیکھ بلکل ٹھیک ہوں میں اب مل کر اس انجلینا کا بینڈ بجائیں گے----

کوئی ضرورت نہیں اس کا بینڈ ہم بجا آئے ہیں تو جلدی سے ٹھیک ہوتا کہ انکل جو غصے میں بھرے بیٹھے تیرا بینڈ بجا سکیں-----

ماہم اور احمر دونوں کا قہقہہ گونجا----

جبکہ نرس کمرے میں آتی حیرت سے اس خوبصورت جوان کو دیکھ رہی تھی جو کمزور سا لگ رہا تھا اور چہرہ بھی زرد تھا پر ہوش میں آتے ہی قہقہے لگا رہا تھا-----

احمر جب کنٹینر کے پاس گیا تو اسے کچھ غیر معمولی سی آواز آئی تھی جیسے ٹائم پیس کی آتی ہے ----

اس نے اردگرد دیکھا کوئی نا تھا جب اس کی چھٹی حس جاگی اور اس نے بغیر سوچے سمجھے آگے کی طرف اپنی پوری قوت کے ساتھ ڈور لگائی اور جتنا تیز بھاگ سکتا تھا بھاگا-----اسے معلوم تھا آگے کھائی ہے اسکے جمپ لگاتے ہی ایک زور دار دھماکہ ہوا تھا جس سے زمین بھی ایک پل کو ہلی ----آگ کی تپش سے اسے وجود جھلستا محسوس ہوا تھا۔اس کے اچھلنے سے وائرلیس گر گئی تھی اور وہ سیدھا پانی میں جا گرا تھا----

اس سے پہلے کہ وہ سنبھل کر تیرتا پانی کا بہاؤ اتنا تھا اسے اپنے ساتھ بہا لے گیا----وہ ہاتھ پیر مار خود کے بچاؤ کی کوشش کر رہا تھا پر رات میں وہ سمت کا تعین نہیں کر پایا تھا اور اس دوران اس کا سر بھاری پتھر سے لگا تھا خون تیزی سے بہہ کر پانی میں شامل ہو رہا تھا----

احمر کے سر میں شدید درد کی لہر اٹھی تھی کہ ایک بار پھر سے اسی جگہ چوٹ لگی تھی اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا-----

آج اسے دو دن بعد ہوش آیا تھا----

چلو تم دونوں جاؤ ریسٹ کرو---- شکلیں دیکھو اپنی بھیکاری لگ رہے -----احمر نے ان کو ڈپٹا تھا---

تیرے لیے جاگ جاگ کر تو ادھر تھا تو ہمیں کیسے سکوں آتا----

حسان ٹھیک کہہ رہا ہے احمر ہم اتنا پریشان اور اور آج تو ہم اس انجلینا کنجلینا سے تمہارا بدلہ لے آئے ہیں --

ماہم دانت کچکچا کر بولی ----

احمر کو دونوں دوستوں ہر فخر محسوس ہوا جو اس کے لیے جان تک دینے کو تیار تھے ----

اچھا اب میں ٹھیک ہوں میری فکر مت کرو اور جاؤ کچھ دیر ریسٹ کرو شام میں آجانا----

احمر دونوں کی سرخ آنکھیں دیکھ کر بولا----

نہیں یار ماہم چلی جاتی میں تیرے پاس رہوں گا----

دونوں جاؤ گے ----چلو جاؤ نیند پوری کرو----اسے ڈاکٹر بتا چکا تھا کہ جس طرح دونوں اس کے پاس تھے ---دن میں حسان ماہم اس کے پاس ہوتے تو رات کو حسان ہوتا اور ماہم کو ہوٹیل میں بھیج دیتا----

ہمیں ابھی نہیں جانا احمر ----ماہم نے بھی اعتراض اٹھایا----

احمر نے گھورا۔ ۔۔

چلو نکلو شرافت کی زبان سمجھ نہیں آتی تم لوگوں کو ۔۔۔۔۔

حسان منہ بنا کر اٹھا۔۔۔۔

سن ۔۔۔

اب کیا ہے ۔۔۔۔

میرا فون دیتا جا۔۔۔۔۔

یہ لے کر لے اپنی مولانی کو فون ۔۔۔۔ حسان نے جیب سے نکال کر اس کی طرف پھینکا اور بڑبڑا کر باہر نکل گیا ساتھ ماہم بھی ۔۔۔۔۔

احمر مسکرایا۔۔۔۔۔

ہمم تو حجابن میڈم دو دن بڑے مزے کیے ہونے۔ پوچھ لیتا ہوں تم سے ۔۔۔۔

آپ جاؤ۔۔۔۔

جی ۔۔۔۔نرس پوری طرح متوجہ ہوئی۔۔۔۔

میں نے کہا تم جاؤ میں اب ٹھیک ہوں ۔۔۔

پر سر آپ کو یہ انجیکشن۔۔۔۔!!!!

بعد میں لگانا ابھی جاؤ مجھے میری مولانی سے بات کرنی ہے ۔۔۔ حسان چبا چبا کر بولا۔۔۔۔

تو نرس بوکھلا کر فوراً باہر نکل گئی-----

احمر نے اپنے فون میں فنکشن آن کیا جس سے ایمان کے کمرے کا منظر سکرین پر ابھراوہ سفید شرٹ ٹراؤزر میں بالوں کا میسی جوڑا بنائے گلے میں لال دوپٹہ ڈالے کتابوں پر جھکی ہوئی تھی ----

اس نے زوم کیا اور نظریں ایمان پر ٹک گئیں-----

اس حلیے میں وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا دل نے بیٹ مس کی ----وہ کوئی شہزادی لگ رہی تھی ----احمر نے ہمیشہ اسے حجاب میں اور نقاب میں دیکھا تھا یوں دیکھ کر اس کا دل بہک رہا تھا----

وہ ہر حلیے میں اس پر سحر طاری کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی ----

وہ آنچ دیتی آنکھوں سے اسے بڑے انہماک سے پڑھتے دیکھ رہا تھا----

اس کی لمبی گھنی پلکیں عارضوں پر پڑیں تھیں -----اور ہاتھ میں پکڑی پینسل کبھی گھماتی تو کبھی منہ میں ڈالتی----

اس کی یہ ادا احمر کے دل پر گہرا وار کر گئی----

افففف مولانی ہارٹ اٹیک کرواؤ گی کیا----

وہ بڑبڑایا اور ساتھ ہی نظر آتی ویڈیو کو اینڈ کر دیا ----

اگر اسے یوں ہی دیکھتا رہتا تو اس کا دل ابھی جانے کو مچل اٹھتا جو کہ کہہ بھی رہا تھا ----اس سے پہلے کہ دل آؤٹ آف کنٹرول ہوتا وہ خود پر قابو پا گیا-----

اور ایمان کا نمبر ڈائل کر کے کان سے لگایا---

ہیلو------ہیلو------

ایمان کی آواز گونجی -----پر احمر آگے سے نا بولا----

ایمان نے فون کٹ کر دیا----

احمر نے پھر سے کیا ----

تین بار وہ یہی کرچکا تھا اور ایمان بھی کاٹ دیتی----

اب چوتھی بار احمر نے مسکراہٹ دباتے کال کی---

کون ہو جو بار بار تنگ کر رہے ہو گھر میں ماں بہن نہیں ہے کیا ---ایمان بھڑک اٹھی ----

بیوی نہیں ہے سپیکر سے گھمبیر خمار زدہ سرگوشی گونجی ----

ایمان کے ہاتھ لرزے اور دل دھک دھک کرنے لگا---

کک کون ---وہ بہت آہستہ بولی کہ اس پار بیٹھا وجود مشکل سے سن پایا---

آپ کا شوہر ، مولانی سائیں-----

ک کون شوہر ---وہ ہڑبڑاہٹ میں غلط بول گئی----

میرے خیال میں شوہر کے آدھی معنی سکھا آیا تھا پر لگتا ہے اب پورے سیکھانے کا وقت آچکا ہے احمر خمار میں ڈوبی آواز سے بولا---

اس کی معنی خیز بات پر ایمان کے ہاتھ سے فون گر کر گود میں گرا تھا---

احمر اس کے بوکھلانے پر محضوض ہوا----

اس نے لمبا سانس لے کر فون اٹھایا----

کیوں فون کیا ہے---؟

اپنی بیوی کو یاد دلانے-----

کیا----؟

کہ-اس کا شوہر بھی ہے جیسے بھولی بیٹھی ہے -----

اب وہ کیا بتاتی کہ زبردستی کا شوہر تو بھولنے سے بھی نہیں بھول رہا----

ہاں تو۔۔۔!!!

تو یہ کہ مجھے اچھی طرح یاد کروانا آتا ہے ۔۔۔۔۔احمر دانت کچکچا کر بولا کہ وہ اسے واقعی بھولی بیٹھی تھی ۔۔۔۔۔

میں نہیں جانتی کون ہو تم اب فون مت کرنا۔۔۔۔وہ کہہ کر کال کٹ کرنے لگی ۔۔۔۔

اور تم زرا کاٹ کر دیکھاؤ مجھے کچھ دیر میں اپنے کمرے میں پاؤ گی اپنی سانسوں سے بھی زیادہ قریب۔۔۔۔اس کی زومعنی بات پر ایمان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔۔۔

تمہے تمیز نہیں ہے بھورے بلے۔۔۔۔

ایمان شرم اور غصے کی کیفیت میں بولی۔۔۔

نہیں ہے جب سے کالی بلی نے راستہ کاٹا ہے تمیز بھی لے گئی ہے بڑی ہی کوئی چلاک تھی ۔۔۔اور اب تم سے شرم کیسی حجابن ۔۔۔

وہ تو مجھے پہلے دن ہی پتا چل گیا تھا۔۔۔

چلو اچھا ہے آگے میری بدتمیزیوں سے تمہے کوئی پریشانی نہیں ہوگی ----بھکے لہجے میں بولتا احمر ایمان کے چھکے چھڑا گیا----

یہ فضول بات کرنی ہے کیا---؟؟؟.

تو تم کیا چاہتی ہو بے بی کے نام ڈسکس کروں-----؟؟؟احمر مسکراہٹ دبائے بولا ایمان کا چہرہ لال ہو گیا -----

تم انتہا کے بدتمیز بلے------

میرے ہو یہی کہنا چاہتی ہو نا---تمہارا ہی ہوں مولانی سرکار-----

وہ ایمان کی بات بیچ میں کاٹ جملہ مکمل کرتے بولا----

ایمان کا تو اس کی چالاکی پر منہ کھل گیا--

منہ بند کر لو جب میں پاس ہوا پھر چاہے ہزار بار کھولنا ہر بار میں اپنے طریقے سے بند کرواؤں گا----

ایمان چکرا کر رہ گئی اور جلدی سے لب پیوست کر لیے----

تم شاید بھول رہے ہو کہ تم مجھے طلاق دو گے -----اس کی باتوں پر ایمان نے دبے لہجے میں بول کر باور کرایا ---

کبھی نہیں ----اگے سے اطمینان بھرا جواب آیا----

تم مکر رہے ہو ----؟؟؟

نہیں -----

تو یہ کیا ہے ----؟؟؟

میرے دل کا حال ----

مطلب؟؟؟

مطلب حجابن سائیں میرا دل ابھی اس بات پر آمادہ نہیں ----

تو کب ہو گا تمہارا یہ دل آمادہ ابھی بھی چین نہیں ملا کیا؟؟؟؟

نہیں ملا جب تم دو گی تو ملے گا چین -----احمر آنکھیں موندے اطمینان سے بولا---

تم نے کہا تھا کہ مجے طلاق دو گے ؟؟؟

تو---!!!

تو آزاد کر دو-----،،،،

پہلی لڑکی دیکھی ہے جو منہ پھاڑ کر طلاق کہہ رہی بھول جاؤ طلاق کا لفظ اب اگر کبھی تمہاری زبان پر یہ لفظ آیا تو زبان کاٹ کر ہاتھ پر رکھ دوں گا -----احمر شدید غصے چنگھاڑا----

طلاق کا لفظ ہی اس کا دماغ گھما گیا تھا----

مرو تم ----ایمان بے بسی سے رندھی آواز میں بولی----

تمہے ساتھ لے کر مروں گا-----

میں بھائی کو سب سچ بتا دوں گی -----

ٹھیک ہے اگر میرے پاس آنے کی اتنی ہی جلدی ہے تو آج ہی بتا دو ---احمر آج اس کی جان لینے پے تھا ----

آخر تم چاہتے کیا ہو نفسیاتی انسان-----

میں جو چاہتا ہوں جلد پتا چل جائے گا فلحال منہ مت کھولنا-----اور جو میں نے کہا تھا اس پر عمل کرنا گھر سے باہر قدم بھی نا نکلے----

احمر نے اپنی بات دوہرائی تھی ----

تم کون ہوتے ہو پابندی لگانے والے ----

میں آپ کا مجازی خدا------سائیں ----

میں جاؤں گی-----ایمان غصے سے بولی---

پھر انجام دیکھنا اپنا ------اور ہاں پیاری لگ رہی ہو جب میں آؤں ایسے ہی مجھے نظر آؤ-----

احمر نے حکم صادر کر کے کال بند کر دی کہ اب ایمان کا غصہ سوا نیزے پر پہنچ چکا تھا-----

وہ ہڑبڑا کر اٹھی اور بالکنی کے دروازے سے جھانکا کہ کہیں وہ چھت پر تو نہیں -----پر وہاں کوئی نہیں تھا----

آج کی ہوئی گفتگو سے ایمان کا دل بے حد گھبرا رہا تھا کہ جب وہ واپس آئے گا تو پتا نہیں کیا کرے گا----وہ سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی ----پڑھنے کو بھی دل نہیں کر رہا تھا تبھی اٹھ کر احمر کی گردن کو تصور کر کے فون کو یوں زور سے پکڑا اور پھر کھٹاک سے آف کر دیا----

اپنی بچگانہ حرکت پر فون کو احمر کی گردن سمجھ کر آف کرنے پر اس کے دل میں سکون سا اترا تھا اور پھر مسکراتی ہوئی واپس سے کتابوں کے ساتھ سر کھپانے لگ گئی----

----------

شیرا-----

کیا ہے--- لٹھ مارے انداز میں جواب دیا-----

پینی ہے ؟؟؟شانی اپنے ہاتھ میں پکڑی سیگریٹ کا اشارہ کرتے بولا----

کمینے میری بے بسی کا مزاق بنا رہا ہے ----

چل پی لے ----

ہٹ پرے---شیر برہم ہوا-

اچھا چل پی لے تو شیر ہے یہ چھٹانک بھر سیگریٹ تیرا کچھ نہیں بیگاڑ سکتی ----

شانی دفع ہو کے بیٹھ جا وہاں ----تو کمینا دو دن سے مجھ پر نظر رکھے ہوئے ہے اور اب سیگریٹ دے رہا جیسے تیری چال بازی سے میں واقف نہیں ----

شیر نے سر جھٹکا اور صوفے پر لیٹ گیا لمبا چوڑا نیلی آنکھوں والا شیر مشکل سے صوفے پر سمایا تھا یا صوفے سے زد بازی لگائی تھی کہ تو کتنا چھوٹا کیوں نا ہو شیر لیٹ کر دیکھائے گا اور اب آدھا صوفے پر جبکہ پیر سامنے ٹیبل پر رکھے آرام دہ حالت میں پڑا تھا-----

شیر کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اور ڈاکٹر نے سختی سے منع کیا تھا پینے سے اور یہ سب نگرانی اس کا شانی کر رہا تھا وہ مزے سے اس کے سامنے لمبے کشش لے کر شیر کو اچھا خاصا جلا رہا تھا اور شیر اس کی حرکتوں پر جل جاتا---اور ابھی وہ شیر کو ستا رہا تھا----

بوس کی کال پر کال آرہی ہے ملنا چاہتا ہے ہم سے ----شانی نے اطلاع دی ----

اس بڈھے کو بول دے کوئی ضرورت نہیں ہمیں ملنے کی ----ہم پر الزام لگایا دل تو کر رہا ہے یہ ساری گولیاں اس کے حلق میں اتار دوں -----

شیر غرا اٹھا -----

بوس کو پتا نہیں تھا ان کے ٹھکانے کا نہیں تو وہ خود پہنچ جاتا---جبکہ وہ دونوں جانتے تھے بوس کیوں ان سے ملنا چاہتا----

تجھے جو کام کہا تھا وہ کیا تونے ----شیر نے آئبرو اچکائی----

آج نکلی ہے وہ----شیر تجھے کیا ضرورت ہے اس کی پیچھے جانے کی ----

بتایا تھا نا بن دیکھے وہ اپن کو اچھی لگنے لگی ہے----

ہم غنڈے ہیں یہ بات تیری سمجھ میں نہیں آتی----

جانتا ہوں پر اب اسے بھی میں اپنی دنیا میں لے آؤں گا اور غنڈی بناؤ گا---شیر اپنے ارادے سے آگاہ کرتے بولا----

اگر وہ نا آئے تو -----

شیر ہوں میں اٹھا کر لے آؤں گا اور جو راستے میں آئے گا اس کے چیتھڑے کر کے کھ دوں گا-----

دھاڑ کر اٹھا تھا----

چھوڑ اپنی محبوبہ کو اور چل اب ---وہ شانی کو دوسری سگریٹ سلگاتا دیکھ کر بولا----

کہاں ؟؟؟

غنڈی کے درشن کرنے -----وہ اپنی نسبت سے اسے غنڈی کا نام دیتے بولا----

تو چلے گا یا پھر خود کی مرہم پٹی کرنا پسند کرے گا----شیر نے دھمکی دی ----شانی بڑبڑاتا اٹھ کھڑا ہوا----

اور دونوں بڑی شان سے بیلٹ میں پسٹل اٹکا کر اس کو شرٹ سے چھپاتے نکلے تھے ------

-----------------------------------

ہم نے پورا شہر ڈھونڈ لیا پر ان کا پتا نہیں چلا----

''''''ہہہہہہا''''

کھبیسوں کیا تم نے ان کی شکلیں دیکھیں تھیں ----

نہیں ----

تو کیسے پورے شہر میں ڈھونڈ لیا ------میچل شیشے کی میز کو پاؤں سے ٹھوکر مار کر بولا-----

سر جن جگھوں پر ہمیں امید تھی کہ وہ ہوں گے ----وہ آدمی بزدلانہ نظریں جھکائے بولا-----

ہم نے ہر کلب دیکھا -----

اور ہوسپیٹل بھی ------

کیونکہ ان کو اچھی طرح اندازہ تھا کہ وہ جو دو آئے تھے سی جی میں سے ان کا ہیڈ ضرور بچ گیا ہوگ جو ہوسپیٹل میں ہوگا -----

میچل کیسے آدمی ہیں تمہارے ------

ان گینگسٹر کو نہ تلاش کر سکے ---- انجلینا ہیل کی ٹک ٹک کرتی سلیولیس شرٹ اور ٹائیٹ جینز میں اس کے سامنے لال چہرہ لیے کھڑی ہوئی-----

وہ لوگ بھاگ گئے ہوں گے اپنا کام کر کے ڈارلنگ پر میں ڈھونڈ نکالوں گا ----

میچل اس کو شانوں سے تھام کر بولا-----

وہ کوئی عام کھلاڑی نہیں میچل --- تم نہیں جانتے وہ کتنے خطرناک ہیں تمہاری سوچ سے بھی زیادہ------

پر مجھے امید ہے میں انہیں تلاش کر لوں گا اتنا تو پتا چل گیا ہے کہ ان کی ٹیم میں لڑکی بھی ہے ----

کیا لڑکی----

ہاں -----اوراس لڑکی کے زریعے ہم باقی تک پہنچ جائیں گے ----

میچل آنکھوں میں ماہم کا سراپا بسائے بولا۔۔۔

تم جانتے ہو اسے ----

نہیں پر جان جاؤں گا -----

دو دن بعد ہماری ڈیل ہے اور وہ وہاں ضرور ہوں گے ----

میچل پر سوچ انداز میں بولا-----

انجلینا کو ساری بات پتا چل چکی تھی اس لیے انہیں اب بس اس دن کا انتظار تھا----اور میچل کو سو فیصد یقین تھا وہ اس لڑکی کو تلاش کر لے گا------

-------------------

احمر کے ہوش آنے کے ایک دن بعد حسان اور ماہم احمر کو لے کر واپس آ گئے تھے اور ماہم اپنے گھر چلی گئی جبکہ وہ دونوں اپنے اپارٹمنٹ میں بیٹھے تھے --

احمر کی طبیعت ابھی ٹھیک نا تھی اس لیے جب تک مکمل ٹھیک نہیں ہو جاتا گھر نہیں جا سکتا تھا کہ اس کو دیکھ کر وجاہت صاحب کو ضرور کچھ ہو جانا تھا----

باقی ان کے بھائی نے بھی سختی سے منع کیا تھا کہ وہ دونوں ابھی اسی اپارٹمنٹ میں رہیں تاکہ گھر والوں کو یہی لگے وہ ناردرن ایریاز ہیں ----

احمر نے اس کے بعد ایمان سے بات نا کی اور ناہی اسے دیکھا کہ اس کا دل آؤٹ آف کنٹرول ہو جاتا اور وہ اس کے پاس پہنچ جاتا ----

وہ اسے تھوڑا وقت دینا چاہتا تھا کہ اچھی طرح اپنی سوچ بنا لے اس سے رہائی ممکن نہیں ----اور نا وہ اس کو طلاق دے گا ----یہاں آنے کے بعد دل تو بہت کیا پر اپنے دل کو تھپک تھپک کر پرسکون کیا تھا کہ بس تھوڑے دن صبر کر جا پھر مولانی کے ہوش ٹھکانے لگاؤں گا----

حسی-----احمر نے پکارا

ہوں-----

انجلینا تو اپنے بال نوچ رہی ہوگی -----

ہاہاہاہاہا-----

حسان کا قہقہہ گونجا-----

اپنے بھی اور اپنے آدمیوں کے بھی -----

ماہم نے جو فائل اٹھائی تھی اس کے مطابق ان کی ڈیل ہے moon club میں ہو گی------

ہم اس ڈیل کا جانتے ہیں ان کو معلوم پڑ چکا ہوگا ---ادھر سے وہ پلین کریں گے ادھر سے ہم ----احمر سرد آواز میں بولا تھا----

تبھی وجاہت صاحب کی کال آنے لگی ----

ہیلو ڈیڈ------

مل گئی فرصت ----- چار دن بعد معلوم پڑا کہ یہ میرے ڈیڈ ک نمبر ہے اب اٹھا لینا چاہیے-----

سوری ڈیڈ ----احمر نے مسکراہٹ دبائی----

سوری کے بچے ہم-یہاں پریشان ہو رہے اور تم سوری ڈیڈ----اپر سے وہ حسان اسے بولو تو کبھی سو رہا کبھی باہر گیا فون کمرے میں -----

آخر کر کیا رہے ہو وہاں جو ہمارا فون اٹھانے کی بھی فرصت نہیں برھان الگ کال کر رہا -----وجاہت صاحب پریشانی میں بولے----

ڈیڈ میرے پیارے ڈیڈ اتنا غصہ -----

اب بات تو کر رہا ہوں نا ----اور بڑی سے بات کر چکا ہوں ---

آج ہی گھر آؤ تم بہت ڈھیل دے دی تم کو --- آوارہ ہو گئے ہو اور کچھ نہیں-----

اوکے ڈیڈ دو دن بعد مجرم آپکے سامنے ہوگا ----

تو آج کیوں نہیں سامنے آسکتا یہ مجرم-----

ڈیڈ ہم کافی دور آئے ہوئے یہاں سے ہوٹیل پہنچتے رات ہو جائے گی ---اور پھر ہم بائے روڈ آئیں گے تو کل کا دن بھی لگ جائے گا -----

تم ٹھیک تو ہونا---وجاہت صاحب نے کسی اندیشے کے تحت پوچھا---

یس ڈیڈ میں بلکل ٹھیک ہوں ---

میری بات کرا وجی---سپکیر سے بی جی کی آواز آئی---

یہ بی جی سے بات کرو---

ہیےےےےے بی جی -----احمر مسکراہٹ دبائے بولا---

اسلام علیکم بولا کر بیٹا-----

بی جی صدقے جائے کیسا ہے میرا بگڑا شہزادہ------

فٹ فاٹ بی جی ----

گھر کب آؤ گے بیٹا ---- تم دونوں کے نا ہونے سے گھر کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے ایک وہ برھان ہے جو میٹنگ کے لیے دون کا ملک سے باہر گیا ہے ہم دونوں بہن بھائی گھر ہوتے -----

احمر کو افسوس ہوا کہ اب تو واقعی بہو گھر یونی چاہیے مولانی تیاری پکڑو---وہ خیالوں میں ہی اس سے دل میں بولا----

آواز نہیں آرہی ----- ہیلو------

جی جی ،،بی جی ---آپ فکر مت کریں آپ کے اکیلے پن کا بھی واپس آکر علاج کرتے ہیں -----

بس تم دونوں کی بیویاں آجائیں پھر چاہیے جتنے دن مرضی باہر رہنا ----

جو ابھی آئی نہیں ان سے اتنا پیار کہ پھر چاہیں ہم گھر نا آئیں -----احمر نے شکوہ کیا----

بیٹا پھر تم دونوں کون سا باہر جاؤ گے -----بی جی مسکراتے بولی-----

احمر کے سامنے ایمان کا سراپا لہرایا---کہ جیسے بات تو ٹھیک کہی آپ نے بی جی کون کافر گھر سے نکلے گا------

--------------

زرش یہ کیسا ہے -----ایمان نے خوبصورت سا لہنگا دیکھایا-----

زرش خاموش رہی ----

زرش بول کیوں نہیں رہی تم کیا اس شادی سے خوش نہیں ہو تم ---اسے مسلسل پانچواں پر انکار کرتے دیکھ اور اداس صورت کو دیکھ ایمان نے پوچھا-----

اس دن زرش کے جانے کے بعد اس نے کال پر بھی کافی بار پوچھا پر زرش نے بتایا کہ نہیں وہ خوش ہے

----

سجل شوپنگ اور شادی کی تیاریاں میں اپنی ماں اور تائ کی مدد کے لیے روز جاتی ---- سمیر نے بھی اجازت دے دی کہ اب وہ جازب کی طرف سے پرسکون ہو گیا تھا---- پر ایک دھڑکا سا لگا رہتا----

ایمان جانا چاہتی تھی ان کے گھر پر احمر کی دھمکی یاد آتی تو کوئی نا کوئی بہانہ بنا کر سجل کو منع کر دیتی ----- سمیر روز سجل کو صبح اس کے مائکے چھوڑ کر پولیس اسٹیشن چلا جاتا اور واپسی پر باہر سے ہی اسے پک کر کے گھر لے آتا-----

آج وہ شوپنگ کے لیے اپنی بھابھی اور زرش کے ساتھ مال آئی تھی ----احمر کی دھمکی ابھی بھی یاد تھی ہر ساتھ سنا بھی ضروری تھا----

افففف ایمان کتنی بار بتاؤں میں خوش ہوں ----

تو اداس کیوں لگ رہی ہو ----

بس ایسے ہی عجیب لگ رہا کبھی سوچا نہیں تھا کہ جازب میرا ہمسفر بنے گا----

ہم جو ہمارے گمان میں بھی نہیں ہوتا وہ ہو جاتا----ایمان اپنے نکاح کو یاد کر کے بولی----

اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا اب تم اداس مت ہو اور اپنا ڈریس دیکھو ----- بھابھی آکر ناراض ہوگی -----

وہ برائیڈل ڈریسز کے ڈھیر کی طرف اشارہ کرتے بولی ----

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی az ----

اچھا یہ ٹرائی کرو-----

وہ فل سلیو پیور ریڈ لہنگے کو ہاتھ سے چھوتی بولی جس پر گولڈن کام ہوا تھا---وہ لہنگا اتنا پیرا تھا کہ ایک پل کو زرش بھی مبہوت رہ گئی---جس پر کام ہی اتنا تھا کہ سوئی رکھنے کی جگہ تک نا تھی ----

پچھلا گلہ ڈوریوں سے جڑا تھا جن میں گولڈن موتی لگے تھے--- پر خاص بات یہ تھی کہ اس کے اپر اپر بنا ہوا تھا جس سے اگلا اور پچھلا گلا مکمل چھپ جاتا -----

جان من تم کیوں مجھے شہید کروانے پر تلی ہو---اس کا وزن میرے وزن سے بھی زیادہ ہونا۔ اور شادی کے دن یہ نیوز ہیڈلائن ہونی کہ دلہن لہنگے کا وزن برداشت نا کرتے ہوئے کوچ کر گئ-- ---زرش اس بھاری لہنگے کو دیکھ کر بولی ----

نہیں کرتی تم اتنی جلدی کوچ ---- جاؤ اور جلدی سے پہن کر آؤ -----

ایمان جھڑک کر بولی اور لہنگا پکڑا کر جانے کا اشارہ دیا----

زرش آنکھیں مٹکاتی چینجنگ روم میں گئی----

شیر جو کب سے انتظار کر رہا تھا زرش کے الگ ہوتے ہی آندھی طوفان بنا شوپ میں آیا----

اور شوپ میں موجود تمام لیڈیز اور سیل گرل کو پسٹل دیکھا کر چلتا گیا ----

ایمان اس سب سے انجان دوسری طرف ہینگ کیے ڈریس دیکھ رہی تھی جب کسی نے اس کے بازو میں اپنی فولادی ہاتھ کی گرفت ڈال کر کھینچا تھا--- وہ اس افادیت پر ایکدم بوکھلائ تھی ---

-----------

ایمان کٹی پتنگ کی طرح اس کے ساتھ جا لگی----

جبکہ شیر اس کے بازو پر گرفت اور مضبوط کر چکا تھا----

یہ کیا بدتمیزی ہے ----چھوڑو مجھے----وہ خود کو کسی اور کے حسار میں اس کی پکڑ پر کھڑا دیکھ بوکھلائی-----

شیر کی آنکھیں مسکرائیں -----

تم پاگل شخص کیا کر رہے ہو چھوڑو میرا بازو-----

ایمان نے جھٹکا دیا---اسے شیر کو دیکھ کر خوف محسوس ہو رہا تھا جو بلکل غنڈا لمبے بالوں کو ہئیر بینڈ سے باندھے گھنی مونچھوں اور بیئرڈ میں وائیٹ ٹی شرٹ پہنے براؤن جینز جو کہ فیشن کے مطابق گھٹنوں سے پھٹی ہوئی تھی منہ میں ببل چباتا ایک ہاتھ سے ایمان کو پکڑے جیسے شیر کی نظر ہرنی پر پڑتی ہے اور وہ اسے دبوچ لیتا ہے ویسے ہی شیردل بھی ایمان کو دبوچے کھڑا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں پسٹل کو مسلسل گھما رہا تھا-----

تم ہرنی ہو یا شیرنی ---- نہیں تم شیرنی ہو شیر کی -- پر شیر کے سامنے ہرنی ہو -----شیر اس کی آنکھیں دیکھ کر بڑبڑایا تھا -----

تم لفنگے موالی چھوڑو مجھے -----ایمان اپنے خوف پر قابو پاتے بولی---

چپ کر غنڈی ----اس کو اونچا بولتے دیکھ وہ نقاب کے اپر سے ہاتھ رکھ گیا-----

ایمان کی آنکھیں پھیلیں----

آج سے تم اس غنڈے کی غنڈی ہو ---- اور اگر اپن لفنگا تو، تم اپن کی لفنگی اور اگر اپن موالی تو تم اپن کی موالن ------اس لیے اب سوچ کر نام دینا----

اس کو پھیلتے دیکھ ایمان کو سخت غصہ آیا----

جاہل انسان کوئی شرم حیا ہے تم میں ----مانا کہ غنڈے ہو آوارہ بھی کافی اپر درجے کے لگ رہے ہو اس کا مطلب یہ نہیں تم یہاں بھی اپنی غنڈا گردی دیکھاؤ گے یہ کیا جاہلیت ہے شوپ میں گھس کر ایک شریف گھر کی لڑکی کو تنگ کرنا----

اے ے ے ے ے غنڈی اپن کسی کو تنگ نہیں کرتا یہ سراسر الزام ہے ---اور تو جو ایسے میرے سامنے بول رہی ہے اپن کیسی کی برداشت نہیں کرتا پر تو میری ہرنی پلس شیرنی ہے اس لیے اتنا بول گئی-----

اور دوسری بات میں صرف تم کو تنگ کر رہا ہوں -----کیونکہ تم شیر کے دل کو بھا گئی ہو اور اب سے اس کی عادت ڈال لو ---

ایمان کا غصے سے سانس پھولا----

سیکیورٹی------وہ چیخی-----

چیخ مت -----شیر دھاڑا-----ایمان یکدم اچھلی------اور پیچھے ہوئی----

شیر سنجیدہ سا اس کی سمت بڑھا ایمان دیوار سے جا لگی -----

د دیکھو تم چھچھورے غنڈے دفع ہو جاؤ نہیں تو میرا شوہر اور بھائی تمہے چھوڑے گے نہیں -----

ایمان اس کو اپنے اپر سائے کی طرح کھڑی دیکھ کر احمر کا حوالہ دے گئی اسے خود بھی پتا نا چلا-----

شوہر-----شیر حیران ہوا-----

ہاں میرا شوہر ----ایمان نے جلدی سے گردن ہلائی----

دیکھ شیرنی آج سے تم صرف میری ہو مطلب شیر دل کی شیرنی----شوہر کو بھول جاؤ کیونکہ اب وہ زندہ نہیں بچے گا بس میرا سوچو اپنا سوچو ہم دونوں کا مستقبل سوچو جب تمہارے ہاتھ میں بھی گن ہوگی -----شیر اس کی پھیلی آنکھوں میں دیکھ کر بولتا ہاتھ دائیں بائیں رکھ گیا -----

اس کی بات پر ایمان کا ہاتھ اٹھا جب شیر نے ہوا میں پکڑ لیا۔۔۔

تم بے غیرت انسان شرم نہیں آئی یہ کہتے ہوئے۔۔۔ میرا شوہر تمہاری یہ آنکھیں نوچ لے گا اور تمہارے ہاتھ کاٹ ڈالے گا جب اسے پتا چلے گا۔۔۔۔

ایم ریسو۔۔۔۔۔ملنا پڑے گا تمہارے شوہر سے ۔۔۔۔ پر تم اب اس کو نہیں مجھے سوچو گی مطلب اپنے شیر کو۔۔۔یہ کہتے ہی شیر نے اس کا ہاتھ نیچے کو جھٹکا اور اس کا نقاب کھول دیا۔۔۔۔

ایمان کا دل کیا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے ایسا تو احمر نے بھی نہیں کیا تھا اس نے بھی ایمان کو نکاح کے بعد دیکھا تھا۔۔۔۔

اور اب وہ کسی نا محرم کے سامنے یوں کھڑی تھی اس کی نظریں جھکیں ہوئیں تھیں اور دل ودماغ میں وحشت برپا تھی ۔۔۔۔۔

غنڈی تو بہت پیاری ہے بلکل میری طرح ۔۔۔شیر دھیمے لہجے میں بولا اور اس کی گال کو چھوا ۔۔۔ایمان کو کرنٹ سا لگا تھا اس کے چھونے سے ۔۔۔۔

دور ہو تم ۔۔۔وہ ہمت جمع کرتی اسے پیچھے دھکا دے گئی اور واپس نقاب کیا ۔۔۔

اس کی حالت کی پیش نظر شیر کو اپنی غلطی کا احساس ہوا پر وہ اب اس کی غنڈی تھی تو وہ پورا حق رکھتا تھا ۔۔۔۔جو شرمندگی پل میں جاگی تھی پل میں سو گئی۔۔۔۔

میں جا رہا ہوں بس تم رونا بند کرو۔۔۔اس کے رونے پر وہ پیچھے ہوتے بولا۔۔۔۔

نکلو یہاں سے میں تمہارا منہ نوچ لوں گی۔۔۔ایمان چیخی۔۔۔۔۔

دیکھ شیرنی چیخ مت اور رونا بند کر ابھی تو میں جا رہا پر شیر پھر آئے گا یاد رکھنا ۔۔۔۔

تم بہت پیاری ہو اچھا لگا مجھے تمہارا نقاب میں رہنا ۔۔۔۔۔وہ جاتے جاتے پلٹا اور دل کی بات کہہ کر ہاتھ کے اشارے سے دوبارہ ملاقات کا کہہ کر چلا گیا۔۔۔

مجھے معاف کردیں اللہ جی ۔۔۔۔یہ کون ہے کیوں میرے پیچھے پڑ گیا ہے ۔۔۔ میں کیا کروں ۔۔۔۔۔ایمان باقاعدہ سسکنے لگی ۔۔۔۔وہ کہہ رہا تھا شوہر کو بھول جاؤ وہ اسے مار دے گا ۔۔۔۔یہی جملے اس کے کانوں میں گونج رہے تھے ۔۔۔۔اگر احمر کو پتا چل گیا تو کیا ہوگا کیا کروں میں ۔۔۔۔۔

وہ روتی زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

ایمان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زرش باہر آئ اور اس کو آواز دی ۔۔۔۔

ایمان نے آنکھیں رگڑیں اور جلدی بسے اٹھ کھڑی ہوئی وہ زرش کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی جو پہلے ہی اداس اور پریشان تھی ۔۔۔

سیل گرل اور عورتیں بھی شیر کے جاتے واپس شوپ میں آکر ڈریس سلیکٹ کر رہی تھیں ------کسی کی بھی ایمان پر نظر نا گئی تھی وہ سمجھے شیر یہاں کسی کو تلاش کرنے آیا تھا ---اور نا پاکر چکا گیا----

کیسی لگ رہی ہوں ----براون حجاب کیے زرش ایمان کا منتخب کیا لہنگا ڈال کر باہر آئی----

واؤ ماشاءاللہ -----زرش بہت پیاری لگ رہی ہو ----ایمان نے خوش دلی نسے تعریف کی اور زرش کے گلے لگ گئی جبکہ اپنی پریشانی سینے میں دبا گئی----اس موقع پر وہ کسی کو پریشان نہیں کر سکتی تھی ----

ڈن----

یس ڈن----

اب تمہارا بھی سیلیکٹ کر تے ہیں ------بس دو منٹ میں چینج کر کے آئ-----

ایمان نے سر ہلایا اوربعد سانس خارج کی ----زہن سے کچھ دیر پہلے آیا وہ شخص اور اس کی باتیں بار بار گردش کر رہیں تھیں------

---

آج مہندی تھی لان کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا ----چاروں طرف لگیں لائیٹس اور اس میں برقی قمقموں کا مخلتف رنگوں کا رقص رات کے وقت کافی دل پسند نظارہ لگ رہا تھا ----

مہمان یہاں وہاں گھوم رہے تھے لڑکیاں آپس میں باتیں اور قہقہے لگا رہیں تھیں ----ساونڈ سسٹم سے ہلکا ہلکا میوزک بج رہا تھا ----

ماحول کافی پیارا بنا ہوا تھا ہر کوئی پرسکون ہو کر مہندی کو انجوائے کر رہا تھا ---ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی جو دلوں میں سکون برپا کر رہی تھی -----

لان کے شروع میں ایک طرف سٹیج بنایا گیا تھا -----جہاں زرش جازب کے ساتھ کچھ فاصلے پر بیٹھی تھی --- زرش نے ییلو اور گرین کمبینیشن کا لہنگا پہنا ہوا تھا اور اس کے اپر ہی ہلکے ییلو کلر کا سٹائل سے حجاب کیے ہلکے سے میک اپ میں وہ پھولوں کے آویزے پہنے ہاتھوں میں گجرے ڈالے اور چہرے پر گرین نیٹ کا گھونگھٹ نکالے جس میں سے اس کا دمکتا چہرہ انتہا کا پیارا لگ رہا تھا جیسے پوری رات کا چاند بادلوں کی اوٹ میں چھپ کر اپنی روشنی ظاہر کر رہا ہوتا ہے ویسے ہی زرش انتہا کی پیاری لگ رہی تھی -----اس کے دائیں طرف ایمان بیٹھی تھی جس نے فل گرین فراک اور پلازو زیب تن کیا ہوا تھا نقاب میں چھپی ایمان اپنا بڑا سا دوپٹہ دونوں شانوں پر پھیلائے وہاں آئی سب لڑکیوں سے حسین اور منفرد نظر آرہی تھی ---اس کی آنکھیں ہی سامنے والے کو مات دینے کے لیے کافی تھیں جبکہ حسن تو احمر درانی کے لیے تھا---

ایمان آج کا ہوا وقع بھولنے کی کوشش میں خود کو باتوں میں اور کام میں الجھا رہی تھی ----ابھی بھی وہ زرش کے ساتھ باتوں میں مگن تھی --

جبکہ اس کے ساتھ بیٹھا جازب زوہیب اور اپنی ماں سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا ----

جواد صاحب اور فواد صاحب مہمانوں میں بیٹھے تھے جبکہ باقی سب سٹیج پر موجود تھے سوائے شہلا کے ----وہ نیچے کھڑی کسی کی تلاش میں نظریں گھما رہی تھی -----یا پھر انتظار کر رہی تھی-----

سجل خوبصورتی سے ڈوپٹہ سر پر ٹکائے سومی کو گود میں لیے بیٹھی تھی جو کب سے پاپا پا پا کی گردان لگا رہا تھا-----

سجل نے لائٹ گرین کلر کی بھاری میکسی پہنی ہوئی تھی ان کا تھیم گرین اور ییلو رکھا ہوا تھا اس لیے سب گرین اور ییلو ڈریس میں ایک دوسرے بسے بڑھ کر پیاری لگ رہی۔ تھیں ----

بنا میک اپ کے بس پیور ریڈ لپ سٹک لگائے بڑی بڑی آنکھوں میں کاجل لگائے گجرے پہنے بال کھلے چھوڑے وہ سادہ سی بیٹھی کوئی پری ہی لگ رہی تھی -----جس میں سے بالوں کی لٹیں نکل کر اس کے چہرے کو بوسہ دے رہیں تھیں --- جازب کی نظریں بھٹک کر سجل پر پڑ رہی تھی وہ انہماک سے سجل کو دیکھ رہا تھا اگر سمیر ہوتا تو اس کی آنکھیں پھوڑ چکا ہوتا اس کے یوں اپنی بیگم کو دیکھنے پر-----

سجل ------

جی ماما----

بیٹا ہمیں ایمان پسند ہے ----

کیا مطلب وہ الجھی-----

زوہیب کے لیے بیٹا----

یہ کیا کہہ رہی ہیں ماما ----زوہیب مانو کو بہن مانتا ہے ----آپ یہ مت سوچیں اور سمیر بھی اس بات پر راضی نہیں ہوگا----

سجل تو اپنی ماں کی بات پر حیران ہوئی----

ہماری خواہش ہے ایمان بہو بنے تمہارا باپ بھی یہی چاہتا ہے ----

سجل نے سومی کو گود سے اتارا جو بھاگ کر اپنے ماموں کے ساتھ بیٹھ گیا----

ماما پہلے آپ زوہیب سے پوچھیں وہ راضی ہے کہ نہیں پھر میں سمیر سے بات کروں گی -----

ٹھیک ہے شادی کے بعد میں بات کرتی ہوں زوہیب سے ----

جازب اور زرش کی جوتی پیاری لگ رہی ہے بہت----

سجل دیکھ کر مسکرائی---

شہلا سمیر شاہ کو آتے دیکھ کر بہت خوش ہوئی جو وائیٹ شلوار سوٹ میں کف کہنیوں تک فولڈ کیے بال جیل سے سیٹ کیے بلیک پشاوری چپل پہنے اور براؤن شال گردن کے گرد شانوں پر ڈالے چل کر آتا وہ انتہا کا ہینڈسم لگ رہا تھا ایک پل کو سب مبہوت ہو کر اس کو دیکھ رہے تھے ----

سمیر پولیس اسٹیشن سے گھر گیا تھا اور پھر وہاں سے ہمدانی ہاؤس آیا-----

اسے کچھ ضروری کام تھا وہ کچھ دیر کے لیے گیا تھا کہ جو آدمی پکڑے تھے ان میں سے ایک نے انہیں کافی انفارمیشن دیں تھیں فون آتے ہی وہ تھوڑی دیر میں آنے کا کہہ کر چلا گیا تھا-----

اسلام علیکم ----

وہ سیدھا فواد صاحب کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھا۔۔۔جہاں ان کے دوست احباب اور جان پہچان والے بیٹھے تھے -----

وہ سب بھی اس خوبرو کو دیکھ رہے تھے ----وہ لگ ہی اتنا پیارا رہا تھا۔۔۔

اس کے سرے ہی فواد صاحب اپنے کچھ جاننے والوں سے تعارف کروانے لگے جبکہ سٹیج پر بیٹھا جازب جل بھن گیا تھا -----

تھوڑی دیر بعد زوہیب بھی نیچے آیا اور سمیر کو سٹیج پر لے آیا۔۔۔

زوہیب شہلا کو دیکھ رہا تھا جو موقع ڈھونڈ رہی تھی سمیر کے پاس آنے کا ----

ان کو سٹیج پر جاتا دیکھ وہ بھی وہاں آگئی-----

سمیر زرش کے سر پر ہاتھ کر سجل کے ساتھ بیٹھنے والا تھا جب شہلا نے بلایا۔۔۔

سمیر---

سمیر نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔

وہ آپ سے کچھ بات کرنی ہے-----

بولو----

یہاں نہیں ----کہیں سائیڈ پر ----

سمیر نے سجل کو دیکھا جو اس کو ہی دیکھ رہی تھی----

چلو---وہ اس کے ساتھ سٹیج سے اتر کر کچھ فاصلے پر کھڑا ہوا---

بولو اب ----

وہ میں اس دن کے لیے سوری بولنا تھی پتا نہیں سجل نے کیسا ری ایکٹ کیا ہوگا---مجھے معاف کردیں میں ہرگز ایسا نہیں چاہتی تھی پر سجل نے مجھے بہت باتیں سنائیں کہ میں آپ پر-----شہلا جھوٹ بول کر کہتی معصوم بن کر سر جھکا گئی----

کیا سجل نے کہا ایسا----

جی---آپ پلیز اس سے کچھ مت پوچھنا ورنہ وہ شک کرے گی ----

اوکے-----

وہ بنا کچھ اور کہیے وہاں سے جانے کے لیے مڑا-----

آج سجل نے جازب کے ساتھ بہت ہنسی مزاق کیا بس مجھ سے نہیں بولی----

وہ آگ لگاتے بولی----

یہ سن کر سمیر نے مٹھیاں بھینچیں کہ اس نے سختی سے منع کیا تھا جازب سے بات کرنے سے -----

دور بیٹھا زوہیب ان دونوں کو دیکھ رہا تھا وہ جان گیا تھا کہ ضرور کچھ جھوٹ بول رہی ہے وہ سمیر کے چہرے پر غصہ بھی دیکھ چکا تھا-----

سمیر اس کی بات کو اگنور کرتے آگے بڑھ گیا-----وہ سجل سے اس بارے میں پوچھے گا-----

جب وہ سجل کے پاس آیا---وہ اٹھ کر چلی گئی----

اس کے جاتے ہی جازب بھی سمیر کو جلانے کے لیے سجل کے پیچھے گیا----

سجل----

ہوں--

کیا ہوا تم پریشان لگ رہی ہو----

نہیں تو---وہ کرسی پر بیٹھتے بولی----

لگ رہا ہے ----

نہیں بس تھک ہو گئی ہوں شاید اس لیے وہ گلاس لبوں سے لگا گئی----

سمیر تو جازب کی سجل پر نظریں برداشت نہیں کر سکتا تھا کجا کہ اس کے پاس آکر باتیں کرنا وہ خود پر ضبط کیے اٹھا----

آج تمہاری مہندی ہے وہ سٹیج بھی تمہارے لیے بنایا گیا ہے اور تم یہاں گھوم رہے ہو۔۔۔ سمیر اس کے پاس آتے ہی کندھے پر ہاتھ رکھ کر سخت لہجے میں لفظوں پر زور دیتے بولا۔۔۔

سجل پریشان لگ رہی تھی اس لیے آیا۔۔۔

اس کی پریشانی دیکھنے کے لیے میں ہوں ۔۔۔ تم جاؤ۔۔ وہ جازب کو سخت رویے سے بولا۔۔۔

کیا ہوا منہ کو بنا ہوا ہے ۔۔۔

کچھ نہیں وہ اگنور کرتی جانے لگی ۔۔

تم سے پوچھ رہا ہوں اور یہ اگنور کیوں کر رہی ہو۔۔۔ سمیر نے کلائی پر گرفت مضبوط کی۔۔۔

میری مرضی ۔۔۔وہ بے رخی سے بولی۔۔۔

کرواتا ہو تمہاری مرضی یہ بتاؤ زرا وہ ڈوگی کیوں تمہارے اردگرد گھوم رہا تھا۔۔ وہ کڑے تیوروں سے دبے لہجے میں غرایا۔۔۔

اچھا مجھ پر تو بڑی نظر رکھی ہوئی ہے اور خود کا نہیں پتا ۔۔۔وہ بھی پھٹ پڑی ۔۔۔

سمیر الجھا۔۔۔

کیا ،کیا میں نے بتاؤ ----

میں شادی میں کوئی تماشا نہیں لگانا چاہتی ہاتھ چھوڑیں میرا---- سجل اپنی کلائی آزاد کرواتے بولی----

تمہارا دماغ تو گھر جا کر درست کرتا ہوں میں ---یہ جو کیڑا جنم لے چکا ہے دماغ میں اس کا بھی بندوبست کرتا----

سمیر گھور کر بولا----

وہ دیکھ چکا تھا سجل کیوں پریشان ہے ----

کچھ دیر بعد فنکشن ختم ہوا کچھ مہمان چلے گئے تو کچھ ادھر ہی رک گئے----

سمیر بھی کافی تھک گیا تھا گھر جا کر سونا چاہتا تھا اس نے جیسے ہی فواد صاحب سے اجازت چاہی سجل فٹ سے بول پڑی----

میں آج ادھر ہی رہوں گی----

وہ سمیر کو دیکھ کر بولی---

-

ہاں بیٹا میں بھی یہی کہنے والی تھی سجل کو آج رات ادھر ہی چھوڑ دو -------اس کی ماما نے کہا تھا----

اگر بچی گھر جانا چاہتی ہے تو جانے دیں صبح آجائے گی----جواد صاحب بولے----

جبکہ سمیر نے اس کو گھورا جو انجان بنی کھڑی تھی ----

سمیر نے سجل کا ہاتھ پکڑ کر دبایا----

گھر چلو تم بولو سب سے -----وہ سرگوشی میں بولا----

ماما سمیر نے اجازت دے دی ہے ادھر رہنے کی ---- سجل مسکرائی----

جبکہ سمیر کی آنکھیں پل میں سرخ ہوئیں تھیں ----اسے سجل کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری تھی ----تو دوسری طرف سجل کو اس کا شہلا سے بات کرنا ناگوار گزرا تھا اور ابھی اسی کا بدلہ لے رہی تھی ----

ٹھیک ہے ---وہ سرخ آنکھوں سے سجل کو وارن کرتا سب سے بولا ---غصے سے اس کا برا حال ہو رہا تھا --میں ایمان کو بلا کر آتی ہوں ----وہ سمیر کی نظروں سے خوف زدہ ہوتی بہانے سے نکلی----

اس سے پہلے وہ دروازہ کھولتی کسی نے کمر میں ہاتھ ڈال کر کھینچا اور ساتھ ہی منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کی چیخ کو دبایا------

تم نے اپنی مرضی کی پر یاد رکھنا اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا تم اچھی طرح جانتی ہو مجھے نیند نہیں آتی اور یہ جو میں آج رات جاگوں گا اگلے دن ڈبل حساب دینا پڑے گا ----

سمیر کی جنونی انداز میں سرگوشی اس کی جان نکال گئی----

وہ اس کی پشت کو سینے سے لگائے کھڑا تھا---

سمیر-----

ششششش ----

سمیر نے اس کے بال گردن سے ہٹا کر وہاں اپنے لبوں سے بوسہ دیا---

جان سمیر--- اتنی من مانی کرو جتنی برداشت کرنے کی سکت ہو----یقین مانو کل تم مجھ سے پناہ مانگو گی---وہ بہکے لہجے میں سنجیدہ سا بولا-----

سمیر پلیز ---- سجل اس کا سارا وزن خود پر محسوس کرتی منمنائ-----

آپنا خیال رکھنا اور اس ڈوگی سے دور رہنا نا اسے اپنے اردگرد بھٹکنے دینا--- سمیر شاہ ہوا کو بھی اجازت نہیں دیتا تمہے چھونے کی ----

یہ میری آخری وارننگ سمجھ لو نہیں تو اگلے پل وہ آنکھوں سے اندھا اور ٹانگوں سے معذور ہوگا---

وہ جنونی انداز میں بول کر اس کے لبوں پر جھکا تھا اور کچھ ہی دیر میں اس کی حالت بگاڑ کر ایک شدت بھری گستاخی کرکے وہاں سے چلا گیا---

پیچھے کھڑی وہ اپنی سانسیں بحال کرتی رہ گئی---

بکھرے بال بے ترتیب دوپٹہ پھیلی لپسٹک -----اور اس کی سانسوں کا سنلم کچھ ہی پلوں میں اس نے جنون لٹا کر سجل کو چھوئی موئی بنا کر رکھ دیا تھا---

سجل کو برا تو لگا پر اس کی بہن کی شادی تھی ایک دن وہ تو وہ رہ سکتی تھی نا----

سومی زرش کے ساتھ سو گیا تھا اور ایمان سمیر کے ساتھ گھر چلی گئی تھی -----

----------------------------

ساری رات کروٹیں بدلنے پر بھی نیند سمیر کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی ---اسے رہ رہ کر سجل پر تاؤ آرہا تھا جو وہاں رک گئی تھی کیا اسے پتا نہیں تھا سمیر کو ہر حال میں اپنے سامنے چاہیے ہوتی اور جب تک اس کا سر سینے پر نا رکھتا اسے نیند نہیں آتی ---تو سجل کو کہاں اس کے بغیر آتی تھی پر وہ زد کر کے مائکے بیٹھ کر سمیر شاہ کا خون جلا رہی تھی ---اس نے بھی سوچ لیا تھا وہ سجل سے ایسا بدلا لے گا دوبارہ وہاں رہنے کا سوچے گی بھی نہیں ---

وہ اب اس کی بیوی تھی سمیر پورا حق رکھتا تھا اور وہ نہیں چاہتا کہ سجل ایک پل کے لیے بھی نظروں سے اوجھل ہو ---وقت رہتے سمیر کی شدت جنون میں اضافہ ہوتا گیا---

اب اسے کل کا انتظار تھا جب وہ اپنا سارا غصہ اور جنون اس پر اپنے طریقے سے ظاہر کرے گا----

--------------------

وہ کمرے میں آیا تو سامنے ہی وہ گردن تک کمبل اوڑھے سو رہی تھی ----

واہ مولانی صاحبہ -----آرام فرمایا جا رہا ہے اور میں وہاں سائیں کے لیے پریشان ہو رہا تھا-----

احمر اس کو دیکھ کر بڑبڑا۔۔۔

وہ سچ میں آج کافی پریشان ہوا تھا اس کا دل اداس تھا جیسے اس کی مولانی کسی پریشانی میں ہو۔ ایمان بھی تو پریشان تھی پتا نہیں کون غنڈا یوں اچانک رعب جھاڑ کر چلا گیا۔۔۔بعد میں ایمان نے اپنے لیے غنڈی لفظ سوچا تو کانوں کو ہاتھ لگایا اور جھرجھری لی جس نے معصوم سی لڑکی کو غنڈی کا لقب دیا تھا تو دوسری طرف احمر تھا جس نے مولانی کا لقب دیا ہوا تھا۔۔۔۔حسان کے منع کرنے کے باوجود وہ اپنی طبیعت کی پرواہ کیے بغیر رات کے اندھیرے میں چھت پھلانگ کر دھڑلے سے کمرے میں آیا تھا جیسے اس کا کمرا ہو۔۔۔

مولانی اس کی تو کمرا بھی اس کا وہ اپنے کمرے میں آیا تھا کسی کی مجال کہ وہ اسے اپنے کمرے میں آنے سے روک سکے۔۔۔یہ سوچ آتے ہی احمر نے سیٹی بجائی اور دھپ سے صوفے پر گرا اور ایک بازو صوفے کی پشت پر پھیلائے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر سامنے بیڈ پر پڑی ایمان کو گھور رہا تھا۔۔۔۔

کیسی بیوی ہو شوہر کے آنے کا علم ہی نہیں۔۔۔۔اے مولانی۔۔۔اٹھو نا۔۔۔۔

وہ وہیں سے بیٹھ کر ہانکیں لگاتا بولا۔۔۔۔

حجابن اٹھو یار۔۔۔۔

احمر اس کو یوں مدہوش نیند میں دیکھ کر بے چین سا ہو رہا تھا دل اس کے پاس جانے کو ہمق رہا تھا۔۔۔

پل میں وہ اٹھا اور اس کے سر پر کھڑا ہوا ----

کالی بلی اٹھو---کیوں میرے جزبات بھڑکانے پے تلی ہو-----

وہ جو کھلے بالوں میں شفاف دھلے چہرے سے گھنی پلکوں کی جھالر گرائے سوتے ہوئے ہی احمر کو جادوئی سحر میں جکڑ گئی تھی -----

اس کا ارادہ ایمان سے ساری رات بیٹھ کر بات کرنے کا تھا پر وہ تو اٹھنے کا نام نہیں لے رہی تھی -----

یہ بھی سہی ہے تمہارا نیند میں ہونا ہی بہتر ہے -----احمر سرگوشی میں بولا اور جھک کر اس کے ماتھے پر لب رکھے -----

اگر وہ اس کا ساری رات رکنے کا ارادہ جان لیتی تو یقیناً بیہوش ہو چکی ہوتی -----

احمر کی نظریں اس کی ناک پر گئیں جس میں چمکتا لونگ اس کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا ---وہ بے ساختہ جھکا اور اس کی ناک پر لب رکھ دیے----

دل اور بے قرار ہوا تو اس کے گلابی پنکھڑیوں جیسے لبوں کو انگلی سے چھوا -----وہ اتنے احتیاط سے چھو رہا تھا کہ اس کی نیند خراب نا ہو-----

اس کے چھونے پر ایمان کسمکائی اور کروٹ بدل کر اس کی طرف پیٹھ کر گئی----

اس کی نازک کمر پر پڑے بال کچھ تکیے پر بکھرے تھے وہ بکھرے نسے لاپرواہ حلیے میں احمر کے جذبات بہکا گئی-----

وہ اس کی چھوڑی ہوئی جگہ پر بیٹھ گیا اور پاؤں جوتے سے آزاد کرتا اس کے ساتھ لیٹ گیا۔۔۔دل کی رفتار تیزی پکڑ چکی تھی ۔۔۔۔۔وہ اس کے سحر میں مکمل جکڑ گیا تھا کہ اب نکلنا ممکن نہیں تھا۔۔۔وہ خود تو نیند میں پڑی تھی پر احمر کی حالت بگاڑ گئی۔۔۔۔۔

احمر نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچا تھا وہ اس کے اپر آگری۔۔۔اس کا نازک سراپا احمر کو سکون دے رہا تھا اس کا لمس اس کا یوں سونا احمر کی ساری تھکن دور ہو گئ تھی ۔۔۔۔احمر نے احتیاط سے دونوں ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر مزید قریب کیا اور اس کی گردن میں چہرا چھپا کر اس کی خوشبو خود میں بسانے لگا۔۔۔۔۔

مولانی کیوں میرے دل میں بسنے لگی ہو۔۔۔۔

تمھیں دیکھے بغیر دل باغی ہونے لگتا ہے مقدمے لڑتا ہے تمہارے حق میں ۔۔۔

اب تو سوال جواب بھی کرنے لگا ہے یار۔۔۔۔۔

کیا جادو کر دیا ہے تم نے ۔۔۔۔۔وہ اس کی گردن سے چہرہ نکال کر ایمان کے بال سنوارتے سرگوشی نما بولا رہا تھا۔۔۔۔۔

ایمان آج دن کے ہوئے واقع پر اتنی پریشان تھی پھر زرش کی مہندی میں کافی تھک گئی تھی ۔۔۔۔۔پر نیند آنکھوں سے دور تھی ۔۔۔رہ رہ کر اس کے سامنے شیر کی نیلی آنکھیں اور احمر کا گھر سے نکلنا یاد آرہا تھا۔۔۔

وہ اٹھی اور دراز سے نیند کی گولی نکال کر پانی نسے حلق میں اتاری اور سو گئی۔۔۔۔۔

اسے عادت تھی پہلے تو روز نیند کی گولی کھا کر سوتی تھی پھر جب سمیر جو پتا چلا تو وہ سخت خفا ہوا تھا وہ جانتا تھا اس کی بہن کیوں نیند کی گولیوں سے نیند پوری کرتی ہے ہر وہ اس کی صحت مسلسل گرا رہی تھی ۔۔۔۔سمیر کے خفا ہونے کے ڈر سے ایمان آہستہ آہستہ بنا گولیوں کے سونے کی کوشش کرتی اور یہ عادت بلکل چھوٹ گئی ۔۔۔۔۔پر آج تنگ آکر اس نے بنا سوچے سمجھے گولی کھا لی تھی ۔۔۔۔۔

آیا تو تم سے بدلا لینے تھا کہ کس سے پوچھ کر باہر گئی پر قسمت اچھی ہے تمہاری ۔۔۔۔۔۔

وہ اس کی بند آنکھوں پر پھونک مارتے خمار زدہ لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔۔

اور اس کے لبوں پر جھک گیا ۔۔۔۔۔

نیند میں ایمان کو اپنے لبوں پر سخت گرفت محسوس ہوئی اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی پر کھول نا سکی کہ حواس ابھی پوری طرح بیدار نا تھے ۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد اپنی شدت لٹانے کے بعد وہ پیچھے ہٹااوراس کے سرخ لبوں کو دیکھا جو اس کے چھونے سے مزید سرخ گلابی ہو گئے تھے ۔۔۔۔۔

اب وہ اس کی دونوں آنکھیں چوم کر اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر ان کی نرماہٹ محسوس کرنے لگا۔۔اس نے اس کے سراپے پر بغور نظر ڈالی-----

اس کو مدہوش خود سے بیگانہ دیکھ کر احمر کا دل مزید بہک رہا تھا ایک جزبات کا طوفان اٹھنے لگا تھا جس پر بندھ باندھا مشکل ہو جاتا-----

احمر نے گہرا سانس لیا اور خود پر ضبط کے کڑے پہرے بٹھائے ایمان کو گھما کر اس کی پشت اپنے سینے سے لگا لی ---

وہ بھی تو سکون چاہتا تھا اس کو باہوں میں بھر کر آدھا اس پر جھکا احمر اس کی گردن میں منہ چھپا کر وہاں جابجا لمس چھوڑنے لگا اس کی مونچھوں کی چھبن سے ایمان کی گردن سرخ ہو چکی تھی ---- وہ اپنے اپر بھاری بوجھ محسوس کر رہی تھی پر آنکھیں کھولنے کی ہمت نا تھی ----احمر اس کی گردن سے ہوتا شانوں تک آیا اور وہاں بھی اپنی الفت کے مظاہرے کرنے لگا---اس کی نیند کا خیال کر کے وہ ایمان پر پڑا بلینکٹ اپنے اور اس کے اپر پھیلائے آنکھیں موند گیا----

احمر کو ایمان کے پاس آکر سکون ملا تھا وہ اس کا چین اور سکون بن گئی تھی آہستہ سے وہ اس کا ایڈکٹ ہوتا جا رہا تھا----

یہ شدت جنون پکڑنے والا تھا ایک ایسے جذبات کا سمندر ایک ایسا جنوں ایک ایسی شدت جس کی تپش جس کے سمندر میں وہ ایمان کو پور پور مہکانے والا تھا وہ اس کو ساتھ لیے جزبات کے سمندر میں مکمل ڈوبنے والا تھا اس کی شدت اور جنون پل پل بڑھ رہا تھا اور بڑھتا جانا تھا جس سے وہ معصوم سی جان انجان اس کی باہوں میں پڑی نیند کے مزے لوٹ رہی تھی ------

---------------------

ماہم-------

صبا بیگم دل کے مقام پر ہاتھ کر انتہائی تکلیف سے بولی-----

وہ جو خالہ کے پاس بیڈ کی دوسری طرف سو رہی تھی خالہ کی آواز پر نیند بھک سے اڑی -----

کچھ دنوں سے اس کی خالہ کی طبیعت خراب رہنے لگی تھی تو وہ اپنے کمرے میں سونے کی بجائے ان کے ساتھ سوتی تھی ------

خالہ کیا ہوا ----

پتا نہیں ماہم مجھے بہت درد ہو رہا ہے یہاں -----

اس کو دل والی جگہ پر ہاتھ رکھے دیکھ ماہم کی آنکھیں پھیل گئیں-----وہ کیسے نا سمجھ پاتی کہ ایک بار پہلے اس کی خالہ کو ایسا ہی درد اٹھا تھا تب ڈاکٹر نے بتایا کہ انہیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور اب پھر سے ----

مم میں ڈاکٹر کو بلاتی ہوں ---وہ ہکلا کر اٹھی اور جلدی سے ڈاکٹر کا نمبر ملایا-----

ڈاکٹر نے کچھ ہی دیر میں پہنچے کا کہا-----خالہ زیادہ درد ہے کیا -----

بس ابھی ڈاکٹر آرہا ہمت رکھیں ----- آپ ٹھیک ہو جاؤ گی --- میرا آپ کے کے سوا ہے ہی کون ---

وہ اس کے سر پر لب رکھ کر بولی------

خالہ ---------

خالہ--------

اس کو جواب نا دیتے دیکھ ماہم نے جھنجھوڑا جب صبا بیگم نے تھوڑی سی آنکھیں وا کی اور پھر بے ہوش ہو گئی تھی ------

❤❤❤❤❤

خالہ اٹھیں --خالہ جانی اٹھیں نا پلیز کیوں ڈرا رہی ہیں مجھے----خالہ اٹھیں نا وہ اس کا سرد ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر رگڑ رہی تھی ----ان کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکنے لگیں -----

خالہ کیوں تنگ کر رہی ہیں اٹھیں ہوش میں آئیں ---میری پیاری خالہ جانی ادھر دیکھیں نا-----

ماہم صبا بیگم کو جھنجھوڑ کر روتے ہوئے بولی----

دفعتاً ڈور بیل بجی۔۔۔۔۔۔ماہم نے بھاگ کر دروازہ کھولا ۔۔۔۔

انکل پلیز جلدی اندر آئیں میری خالہ کو پتا نہیں کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔وہ اکثر صبا بیگم کا چیک اپ کرنے آتا تھا۔۔۔گھبراؤ نہیں بیٹا میں ابھی دیکھتا ہوں چلو۔۔۔۔

ڈاکٹر ماہم کا سر تھپک کر آگے بڑھا۔۔۔۔۔

کمرے میں آتے ہی ڈاکٹر نے جلدی سے گلے میں لٹکی سٹیتھو سکوپ سے ان کی دھڑکن چیک کی اور پھر آنکھیں کھولیں جو اپر کو پھری ہوئیں تھی اس کی ہارٹ بیٹ کافی سلو تھی اور پورا جسم ٹھنڈے پسینے میں بھیگا ہوا تھا۔۔۔رنگت بھی کافی زردی مائل ہو گئی تھی ۔۔۔۔۔

اوہو نو ۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا انکل۔۔۔۔۔

بیٹا آپ کی خالہ کو جلدی سے ہوسپیٹل لے کر جانا ہوگا ان کی حالت کافی خراب ہے انہیں دوبارہ سے ہارٹیک آیا ہے ۔۔۔۔

کک کیا!!!!

ماہم کو آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا معلوم ہوا وہ گرنے لگی ۔۔۔۔۔

سنبھل کر بیٹا اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ کی خالہ شفاء یاب ہو جائے گی۔۔۔۔

انکل خالہ ٹھیک ہو جائے گی نا---

وہ کیا بتاتا بس خاموشی سے اس لڑکی کو دیکھ کر سر ہلایا----

ماہم کا اپنی خالہ کے سوا کوئی نا تھا وہ ایک دوسرے کی دنیا تھیں ----صبا بیگم اپنی بھانجی کو دیکھ کے جیتی تھی اور ماہم کے لیے بھی بس ایک ہی رشتہ اس دنیا میں بچا تھا----

وہ حسان اور احمر کو بتانا چاہتی تھی وہ ہی تو اس کے سچے دوست تھے جو ہر وقت ہر قدم پر اس کا ساتھ دینے کے لئے تیار رہتے--- پر احمر کی طبیعت کا سوچ کر اس نے حسان کو کال ملائ-----

کیا ہوا بھوتنی -----نیند میں ڈوبی سپیکر سے حسان کی آواز آئی---

حسان------ماہم نے بھیگی اواز سے اس کا نام لیا-----

اے مہینہ کہیں تم نے شیشہ تو نہیں دیکھ لیا رات کے اس پہر-----

حسان بیڈ پر لیٹا اس کے رونے پر مذاق کرتا بولا----

ماہم چاہ کر بھی مسکرا نا سکی-----

حسان خالہ جانی -----ماہم بس اتنا ہی بول کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی -----

حسان کی نیند اور مزاق دونوں الوادع ہوئے اور اٹھ کر بیٹھا۔۔۔۔

ماہم کیا ہوا خالہ کو۔۔۔۔۔۔تم رو کیوں رہی ہو۔۔۔۔۔

حسان کو تشویش نے گھیرا۔۔۔۔۔

حسان پلیز جلدی سے آجاؤ خالہ بیہوش ہو گئیں ہیں ڈاکٹر نے کہا ہے کہ شاید انہیں ہارٹ اٹیک آیا ہے ۔۔۔۔۔ماہم ہچکیچا بھرتے بولی۔۔۔۔۔

اوہو۔۔۔۔۔۔۔

تم رو نہیں میں بس دس منٹ میں آیا۔۔۔۔

حسان نے کہتے ہی کال کاٹی اور بیڈ سے چھلانگ لگا کر وارڈروب سے شرٹ نکال کر پہنی رات شرٹ لیس سونے کی عادت تھی جلدی سے بٹن بند کرتے اس نے ہاتھوں سے بال سیٹ کیے پاؤں میں شوز پہن کر بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے فون والٹ اور چابی اٹھا کر کمرے سے باہر نکلا۔۔۔۔۔

احمر تو اپنی مولانی کے پاس تھا اور نا حسان اسے بتا کر ڈسٹرب کرنا چاہتا تھا اپارٹمنٹ کو لاک لگا کر وہ باہر کھڑی گاڑی میں بیٹھا اور جہاز کی سپیڈ سے اڑا کر چالیس منٹ کا فاصلہ دس منٹ میں طے کر کے وہ ماہم کے گھر پہنچا۔۔۔۔۔

ماہم۔۔۔۔۔۔۔

وہ سیدھا صبا بیگم کے کمرے میں آیا-----

حسان جلدی کرو انہیں ہوسپیٹل لے کر جانا ہے ------

حسان نے صبا بیگم کو اٹھایا اور جلدی سے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹایا-----

ماہم بھی پیچھے بیٹھ کر صبا بیگم کا سر اپنی گود میں رکھ کر چہرے پر ہاتھ رکھے رو رہی تھی-----

ملازم سب اپنے کوارٹر میں تھے جب گاڑی کی آواز اور ہارن سن کر باہر آئے-----

حسان ان کو ہدایت دیتا جلدی سے گاڑی میں بیٹھا اور ہوسپیٹل کے رستے پر ڈال کر فل سپیڈ سے دوڑائی----

ان کی گاڑی کے پیچھے ڈاکٹر مظہر کی گاڑی تھی ----جن کو یہ کیس ہینڈل کرنا تھا-----

-------------

اگلا دن ہمدانی ہاؤس کے لیے کافی خوشی کا دن تھا---گھر میں دو بچوں کی شادی تھی ----- صبح سے گھر کے ملازم کام میں لگے تھے ----

سجل نے سارا کام سنبھالا ہوا تھا ----ہر چھوٹے سے چھوٹا اور بڑا کام اس کے سپرد تھا وہ اپنی نگرانی میں ملازمہ سے سب کام کروا رہی تھی ---

جبکہ شہلا جازب ،زرش ابھی تک اپنے کمروں میں تھے -----

دن کے بارہ بج رہے تھے پر ان کے لیے ابھی صبح ہوئی تھی -----

بڑے سب لاونج میں بیٹھے تھے وہ سب ناشتہ کر چکے تھے بس بچے ہی ابھی تک سو رہے تھے ---گھر میں کافی مہمان تھے جنہوں نے ہلا گلا مچایا ہوا تھا -----

زوہیب نے سارا باہر کا کام سنبھالا ہوا تھا ---ابھی وہ بینکویٹ میں سارے انتظامات کروا کر گھر آیا تھا رات آٹھ بجے زرش کی رخصتی تھی ---

آپی چائے منوا دیں ----

وہ تھکا سا صوفے پر بیٹھا----

ہو گیا سب انتظام----

جی بابا سب کچھ ہو گیا ڈیکوریشن مینیو سب ریڈی ہے -----

جواد صاحب اپنی بیگم کو گھور رہے تھے کہ شادی اس کے بیٹے کی بھی تھی پر اس نے تو سارے کام سے جان چھڑوائی ہوئی تھی زوہیب بیچارا اکیلے سارے کام سنبھال رہا تھا----جبکہ دوسری طرف سجل تھی ----شہلا نے بھی کسی کام کو ہاتھ نا لگایا -----

سجل کے ساتھ سمرینہ بیگم نے سب مہمانوں کی خاطر مدارت کی تھی ----

ماما میں کمرے میں جا رہا ہوں کچھ دیر آرام کروں گا آپی میری چائے روم میں بھجوا دیں -----

ٹھیک ہے بیٹا----

وہ اٹھ کر سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا ---زوہیب کافی تھک گیا تھا کہ وہ اکیلا ہی سب کر رہا تھا اپنے ڈیڈ اور تایا کو اس نے خود ہی منع کر دیا تھا جبکہ سمیر بھی اپنی ڈیوٹی پر تھا اور جازب تو ویسے ہی کوئی کام نا کرتا -----

وہ ایک دو قدم ہی آگے بڑھا تھا جب شدید قسم کا چونکا------

سامنے ہی شہلا سلیولیس نائیٹی پہنے دوپٹے سے بے نیاز کھلے بال لیے ایک ہاتھ منہ پر رکھ کر جمائی روکتی کمرے سے باہر نکلی-----

اس کو اس حلیے میں نیچے جاتا دیکھ کر زوہیب بھڑک اٹھا----

اے یو ----اس نے غصے سے پکارا

می ----شہلا نے اپنی طرف اشارہ کیا۔

یس یو ---کیا تمھیں یہاں کوئی اور دیکھائی دے رہی ہے ----وہ دانت پیس کر بولا----

وٹ ایور----وہ نخوت سے بولی آگے بڑھی -----

رکو------وہ نیچی آواز میں غرایا---

بولوکیا تکلیف ہے؟؟شہلا پلٹ کر بولی

یہ کس حلیے میں ہو--؟

تم سے مطلب----

کوئی شرم حیا ہے تم میں -----؟؟

تمھے ہے تو مت دیکھو میری طرف ----شہلا کہتی جانے لگی ----

دفع ہو واپس اپنے روم میں پورا گھر مہمانوں سے بھرا پڑا ہے اور تم اس بھودہ ڈریس میں نیچے جا رہی ہو-----اپنے باپ کی عزت کا تھوڑا سا خیال کر لو -----وہ دھاڑا اٹھا----

شہلا اپنی جگہ پر اچھل پڑی -----

اسے واقعی پتا نہیں تھا وہ اپنے گھر روز اسی وقت اٹھتی تھی اور ایسے ہی نیچے آجاتی ----

اور اپنے لیے خود فریش جوس بناتی ----

وہ میں ---- اسے سمجھ نا آئی کیا بولے ----وہ شرمندہ سی ہو گئی----- واقعی بھول گئی تھی کہ گھر میں مہمان بھی ہیں ----

تم نا بھی بتاتے تو مجھے پتا تھا --- شہلا اپنی شرمندگی چھپاتے بولی----

اور فوراً سے اپنے کمرے میں جاکر دروازہ زور سے بند کیا----

بدتمیز لڑکی-----زوہیب بڑبڑایا----

تم ہوگے بدتمیز -----

شہلا جو اپنے کمرے میں کھڑی شرمندہ سی سوچ رہی تھی کہ اگر نیچے چلی جاتی تو کتنی شرمندگی ہوتی----

جبھی کانوں میں اپنے لیے بدتمیز کا لفظ سن کر بھڑک اٹھی----

تمہاری تو------زوہیب نے زور سے اس کے دروازے پر ہاتھ جا مکہ بنا کر مارا---- میرے سامنے مت آنا نہیں تو ----

کیا نہیں تو مجھے بھی کوئی شوق نہیں تم جیسے کدو کے سامنے آنے کا---- شہلا نے کہا----

تم زرا باہر نکلو پھر بتاتا ہوں سڑی ہوئی بھنڈی-----اپنے لیے کدو کا لفظ سن کر ہی زوہیب بلبلا اٹھا-----

اے جاؤ جاؤ------ شہلا ایسے بولی جیسے زوہیب اس کے سامنے کوئی منگتا ہو---

اب بکواس کی تو میں سارا لحاظ بالائے طاق رکھ دروازہ توڑ کر اندر آجاؤ گا---

جا رے کیوں دماغ کھاتا ہے------

شہلا کی لینگویج نے ہی زوہیب کے چودہ طبق روشن کر دیے-----

تم میک اپ کی دوکان بھکارن کھولو دروازہ پھر بتاتا ہوں تمھیں---زوہیب نے زور دار لات دروازے میں رسید کی---اس کی باتوں نے زوہیب کا دماغ گھما دیا تھا کہ وہ بھنبھا اٹھا-----

جبکہ دروازے پر لات پڑنے سے شہلا جو مزے سے کھڑی تھی ڈر کر پیچھے ہوئی -----

مبادہ وہ اپنے کہے پر عمل کر ڈالے شہلا جلدی سے واشروم بند ہو گئی-----

پیچھے زوہیب بڑبڑاتا اپنے کمرے میں چلا گیا------

-----------------

احمر ساری رات ایمان کے پاس کمرے میں تھا---اسے حیرانگی بھی ہوئے کہ وہ ایک بار بھی نیند میں نہیں ہلی جلی اور نا ہی اپنے اپر وزن محسوس کرکے اٹھی----

اسے واقعی ایمان کی نیند پر صدمہ سا محسوس ہوا---

رات کے آخری پہر وہ اس کو زور سے خود میں بھینچ کر اٹھا اور اس پر کمبل درست کرکے اپنے ایجاد کیے راستے سے نکل گیا------

صبح ایمان کی جاگ آئی تو کمرے میں جانی پہچانی خوشبو پھیلی ہوئی تھی -----

رات جسے وہ خواب سمجھ کر سوئی رہی وہ خواب نہیں حقیقت تھا ایمان کو دل سکڑ کر پھیلا------

کیا وہ ساری رات اس کے کمرے میں تھا-----اس کا دل اچھل کر حلق میں آیا-----

بھورا جنگلی بلا تمہیں تو اب میں بتاؤں گی اب زرا قدم رکھو میرے کمرے میں سر پھوڑ دوں گی--- کیسے دھڑلے سے گھس آتا ہے وہ رونے جیسی ہو گئ---اسے خود پر بھی غصہ آیا کہ کیوں رات کو نیند کو گولی کھائی-----

اس کی سنہری آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں-----

وہ اٹھی اور بجھے دل سے واشروم گئی----

چہرے پر پانی کی چھینٹیں مارتے اس کی نظر اپنی گردن پر گئی جو سرخ تھی -----

یہ یہ کیا ہوا ----

اس نے جیسے ہی گردن پر ہاتھ رکھا جلن سی محسوس ہوئی-----

رات تو ٹھیک تھی پھر یہ -----

اور پھر اگلی جو سوچ اس کے دماغ میں آئی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ڈور گئی اور چہرا سرخ ہو گیا -----

دل یوں سرپٹ دوڑ رہا تھا جیسے دوڑ لگائی ہوئی ہو-----

وہ نڈھال سی واش بیسن پر سر ٹکا گئی---اور گہرے سانس لینے لگی------

آخر تم کیا چاہتے ہو اب----بدلا لینا تھا لے لیا اب کیوں میرے قریب آرہے ہو---بنا کسی خوف کے دندناتے آجاتے ہو حق جتاتے ہو کیوں-----

یہ یہ کوئی نیا طریقہ ہے بدلا لینے کا---

یا پھر مجھے رسوا کرو گے--- یوں میرے قریب آتے ہو اور مجھ میں روکنے کی سکت بھی نہیں چھوڑتے---

کیا کرنے والے ہو آخر کس دوراہے پر لاکر چھوڑنے والے ہو---

وہ روتی سوال کر رہی تھی جیسے احمر اس کے سامنے ہو----

وہ اپنی محبت کے نشان چھوڑ کر اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گیا تھا---

اور ایمان بیچاری کو اب اس سر پھرے جنونی لڑکے سے ڈر لگ رہا تھا---جو اپنے جنون کو عشق کی انتہا تک لے جانے والا تھا اور ایمان کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی----یہ احمر کا دعویٰ تھا جس میں اس کی مولانی کے احتجاج مزاحمت بھی کسی کھاتے میں نہیں آنے تھے----

-------------------------

اسلام علیکم!!!!

وعلیکم السلام----

میرا جگر میری آنکھوں کی ٹھنڈک میرا برھان درانی اللہ تعالیٰ دنیا کی خوشیاں دے میرے چاند کو------

بی جی لاونج میں بیٹھی تسبیح کر رہی تھی ساتھ وجاہت صاحب آنکھوں پر چشمہ لگائے لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہے تھے۔جب برھان درانی کے قدم اندر پڑے اور ان کو دیکھ کر سلام کیا----

بی جی آج چار دنوں بعد اسے دیکھ کر خوشی سے نہال ہو اٹھی ----

برھان کی مسکراہٹ گہری ہوئ وہ لگیج چھوڑے بی جی کے پاس آیا جب بی جی نے اس کو سینے سے لگا کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا---

ابھی احمر ہوتا تو اپ۔کے اتنا پیار کرنے پر جل بھن جاتا-----

برھان مسکراتے بولا----

تم دونوں مجھے ایک جیسے پیارے ہو----

بی جی اس کے کندھے پر دھپ رسید کرتے بولی----

افف بی جی آپ پہلے سوچ لیں کس کو زیادہ پیار دینا---

آپ بس مجھے پیار کریں احمر کو میں کروں گا----

کیوں بابا-----

اس نے وجاہت صاحب سے تائید چاہی اور ان کے گلے لگا---

بات تو ٹھیک ہے برہان بیٹا----- جیسے وہ من مانی کرتا مزہ تو یہی ہے اسے جلایا جائے----

ابھی احمر ہوتا تو واویلا مچا دیتا تھا----بی جی نے ان کی بات سنتے کہا----

برہان بیٹا کیسا رہا ٹوئر---

بلکل ٹھیک رہا ڈیڈ---- جیسے ہم نے سوچا تھا بلکل ویسا ہی ہوا-----بہت سے بزنس مین ہم سے ڈیل کرنے اور ہمیں آڈر دینے کو تیار ہیں ----

برہان نے خوشی سے بتایا-----

پرفیکٹ ------

آئ ایم پراوڈ آف یو مائی سن ----

وجاہت صاحب نے کہتے اسے خود میں بھینچا-----

اور پھر برہان تفصیل سے روداد سنانے لگا----

برہان اور یاسر ساتھ گئے تھے ----

زوہیب تو ابھی ہی آیا تھا اور اس کی بہن کی شادی تھی تو وہ نا جا سکا پر اس نے دونوں کو سختی سے شادی میں آنے کا کہا تھا۔۔۔

وجاہت صاحب کا فون رنگ ہوا جہاں فواد صاحب کی کال آرہی تھی ۔۔۔

وہ جانتا تھا فواد آنے کا پوچھ رہا ہوگا۔۔۔وہ وہاں سے اٹھا اور بات کرے کرتے لان میں چلا گیا ۔۔۔

بی جی ۔۔۔۔

جی بیٹا۔۔۔

آپ نے ڈیڈ سے بات کی ۔۔۔۔

نہیں تم۔کہتے ہو تو ابھی کروں۔۔۔

افکورس بی جی ڈیڈ سے بات کریں ۔۔۔ اور پھر آپ جائیں ان کے گھر میرا رشتہ لے کر ۔۔۔

ٹھیک ہے بیٹا میں آج ہی وجاہت سے بات کرتی ہوں ۔۔۔۔

برھان نے ان کے ہاتھ چومے۔۔۔۔

تیار ہو جائیں آپ دونوں ابھی فواد کی کال تھی سخت خفا ہو رہا ہے ۔۔۔

میں کیسے بھول گیا زیبی تو مجھے بیویوں ناراضگی دیکھائے گا۔۔۔۔ برھان بڑبڑایا۔۔۔

وجی تجھ سے ضروری بات کرنی ہے ۔۔۔

ابھی نہیں بی جی واپسی پر کر لیں گے اب آپ تیار ہو جائیں ہمیں نکلنا ہے -----

اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ تیار ہو کر گاڑی میں میں بیٹھے برھان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور گاڑی بینکویٹ کے رستے پر گامزن کر دی یہ جانے بغیر کہ وہاں اس کی قسمت کسی کے ساتھ جڑ چکی تھی وہاں وہ شادی میں مہمان بن کر جا رہا تھا پر آگے رب کو کچھ اور منظور تھا ---اس کی قسمت میں کچھ اور لکھ دیا گیا تھا ضروری نہیں جو ہم چاہیں جیسا ہم چاہیں یا کسی انسان کو چاہیں وہ ہمیں مل جائے ---یہ تو قسمت کے کھیل ہیں کوئی مل جاتا ہے تو کسی کے نا ملنے پر رب کی مصلیحت ہوتی ہے ----ہو سکتا ہے کسی اور انسان نے راتوں کو اٹھ کر اس انسان کو مانگا ہو---

وہ ہر بات سے انجان آنے والے لمحوں سے انجان وہ پرسکون گاڑی چکا رہا تھا------

--------------------------------

اذان سے پہلے احمر اپارٹمنٹ آیا پر آگے سے لاک لگا تھا اس کو تشویش ہوئی احمر نے بجائے لاک کھولنے کے حسان کو کال کی پر آگے اس کی سن کو وہ کافی پریشان ہوا -----اور کسی کو میسج کر کے ہوسپیٹل روانہ ہوا----

صبح سے رات ہونے کو آئی تھی وہ تینوں ہوسپیٹل میں تھے ان کا بھائی بھی چکر لگا گیا تھا اور ماہم کو کافی حوصلہ دیا کہ خالہ ٹھیک ہو جائے گی بس اللہ تعالیٰ سے دعا کرو----

ماہم نے رو رو کر برا حال کر لیا تھا صبا بیگم کو ہائی بلڈ پریشر کی وجہ ہارٹیک آیا تھا جس کی وجہ سے دماغ کی شریانوں پر کافی اثر پڑا تھا مسلسل انجکشن کی وجہ سے وہ بہوشی کی حالت میں تھی جبکہ ڈاکٹر وقفے وقفے سے ان کی کنڈیشن چیک کرنے آتے رہے تھے ----

احمر نے بڑے بھائی کی طرح ماہم کو سنبھالا ہوا تھا ---جبکہ حسان نے نے بھی کافی حوصلہ دیا تھا -----وہ ماہم کے لیے جوس اور برگر لے کر آیا تھا اور اسے زبردستی کھلایا----

جبکہ احمر اپنی ناساز طبیعت کی پرواہ کیے بغیر ڈاکٹروں سے مل کر ان کی حالت کا دریافت کر رہا تھا----

وہ جانتا تھا ماہم کا واحد سہارا بس صبا آنٹی کی ہیں انہیں کچھ ہو گیا تو ماہم کیسے اکیلی رہے گی یہ ساری سوچیں احمر کو پریشان کیے ہوئے تھیں تو دوسری جانب حسان اپنی دوست کی حالت دیکھ کر اسے بہلا رہا تھا

-------

تینوں اپنی اپنی جگہ پریشان تھے ایک اپنی خالہ کے لیے تو دوسرے دو اس کے لیے----

----------------------------------

وہ جیسے ہی وہاں پہنچے فواد صاحب اور زوہیب خوش اسلوبی سے ملے اور ان کا اچھے سے ویلکم کیا-----

کیا رے میری بنو تو اتنی لیٹ پہنچا ہے -----

زوہیب اس کو سائیڈ پر لے گیا اور پوچھا----

بکواس بند کر ایویں مجھ سے منہ نا تڑوا لئیں۔۔۔۔۔برھان اس کے میری بنو کہنے پر بھڑک اٹھا۔۔۔

اچھا چل نا اب اتنا غصہ نہیں کرتے۔۔۔۔زوہیب اس کے گال کھینچ کر بولا۔۔۔۔

چھوڑ۔۔۔۔۔برھان نے اس کے ہاتھ پر زور سے ہاتھ مارا۔۔۔۔

کیا کھسر پھسر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔

فواد صاحب نے پوچھا۔۔۔۔

کچھ نہیں بابا وہ یاسر کا پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔

زوہیب نے بہانہ گھڑا کہ کہیں برھان اس کی چولیں نا بتا دے۔۔۔۔۔

بی جی کو سمرینہ بیگم اپنے ساتھ لے گئی۔۔۔۔

سمیر سومی کا ہاتھ پکڑے مہمانوں سے مل رہا تھا جب ہی فواد صاحب نے ویٹر سے کہہ کر سمیر کو بلوایا۔۔۔۔

وہ وجاہت صاحب ،جواد صاحب، برھان اور زوہیب ایک طرف صوفوں پر بیٹھے گپ شپ کر رہے تھے جب سمیر آیا۔

وہ وجاہت صاحب سے ملا۔۔۔۔ان کو اچھے سے جانتا تھا جب وجاہت نے برھان سے تعارف کروایا۔۔۔۔

برھان اور سمیر ایک دوسرے کے گلے ملے اور سب اکٹھے بیٹھ کر باتیں کرنے لگے -----

انہیں تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی جب سمرینہ بیگم آئی-----

اور اشارے سے بیٹے کو بلایا---

زوہیب ایکسکیوز کرتا اٹھا اور اپنی ماں کی جانب آیا---

کیا ہوا امی پریشان کیوں ہو رہی ہیں -----

بیٹا بارات کب کی پہنچ چکی ہے پر دلہا غائب ہے --جازب کتنی دیر سے نہیں آیا پتا کرو اس کا-----

فواد صاحب کی فیملی پہلے آگئ تھی ----کہ انہیں بارات کا ویلکم کرنا تھا ----

بارات بھی آچکی تھی پر دلہا نہیں آیا تھا جواد صاحب کا کہنا تھا کہ وہ پیچھے آرہا ہے اور اب گھنٹہ گزر چکا تھا جازب ابھی تک نہیں آیا تھا ---

ماما پریشان نا ہو میں ابھی کال کرتا ہوں ----اس نے کال ملائ پر آگے سے نمبر بند تھا ----

دو تین بار کرنے پر آگے سے نمبر پاور آف آرہا تھا ----

ماما آپ جائیں میں دیکھ لیتا ہوں ----

بیٹا جلدی پتا کرو زرش بھی کب سے پالر سے آچکی ہے اور کافی عورتیں پوچھ رہی ہیں -----

اوکے ماما آپ جائیں سنبھالیں ان کو ---

زوہیب نے بھیج کر بارہا بار کال ملائ پر ایک ہی جواب ----

اب تو اسے بھی پریشانی ہونے لگی -----

جب فواد صاحب آٹھ کر آئے ----

کیا بات ہے بیٹا پریشان کیوں ہو ---

بابا جازب ابھی تک نہیں آیا تایا سے پوچھیں کہاں ہے وہ ----زوہیب نیچی آواز میں برہم ہوتے بولا---

اب تو مہمان بھی پوچھ رہے ہیں ----کہ دلہا کہاں ہے ----

وہ بھی پریشان ہو اٹھے ----

جب جواد صاحب بھی ان کی طرف آئے----

بھائی صاحب جازب کہاں ہے ابھی تک کیون نہیں آیا پتا کریں اس کا ---

اس نے دس منٹ میں پہنچنے کا کہا تھا ----

تایا ابو اب گھنٹہ ہو رہا ہے اس کے دس منٹ ابھی ہوتے نہیں ہوئے-----

زوہیب بھی دھاڑ اٹھا ----

میں گھر دیکھ کر آتا ہوں -----زوہیب بنا کسی کی سنے آندھی طوفان بنا نکلا------

سب کو پریشانی ہونے لگی وقت آہستہ آہستہ گزر رہا تھا ----جواد صاحب کا غصہ شدت اختیار کر چکا تھا جو ان کی بدنامی کروانے پر تلا تھا ---جبکہ دور بیٹھی شہلا اور اس کی ماں مسکرا کر ان کی پریشانی انجوائے کر رہیں تھیں ---انہیں کوئی پریشانی نا تھی -----

سجل اور ایمان برائیڈل روم میں زرش کے ساتھ تھیں وہ کچھ دیر پہلے ہی زرش کے ساتھ پاکر سے آئیں تھیں اور ابھی کمرے میں تھی جب تک زرش جا نکاح نہیں ہو جاتا -----

اسی بھاری لہنگے میں زرش آرام سے کرسی پر بیٹھی تھی پر دل کی حالت ویران تھی اسے کچھ پتا نا تھا کیا ہو رہا ہے اس کا دل تو بس اپنی محبت کے نا ملنے پر ماتم کر رہا تھا---

سرخ رنگ کے لہنگے میں زیوارت سے لدی اور خوبصورتی سے کیے میک اپ میں وہ آسمان سے اتری حور کے رہی تھی -----

اس پر چھائی چہرے پر اداسی -----وہ دلہن بن کر چاند کی طرح چمک رہی تھی ---

سجل نے ریڈ شرٹ اور سکن کلر کا شرارا پہنا ہوا تھا ہلکی سی جیولری میں بالوں کا میسی جوڑا بنائے اور میک اپ میں وہ کافی پیاری لگ رہی تھی ----

ایمان نے پیروں کو چھوتی اناری کلر کی فراک چوڑی دار پاجامہ پاوں میں فراک کے ساتھ کا کھسہ پہنے سکن کلر کے سٹالر سے حجاب کرکے جس پر سرخ رنگ کے موتی لگے تھے ---اور فراک کے ساتھ کا دوپٹہ وہ دائیں شانے پر شال کی طرح ٹکائے زرش کے ساتھ بیٹھی معصوم سی بہت پیاری لگ رہی تھی -----

مانو----

جی بھابھی----

تم زرش کے ساتھ رہو میں پتا کر آؤں نکاح میں دیر کیوں کر رہے-----

نکاح کے نام پر زرش کا دل کرلایا تھا----

سجل کہتی نیچے چلی گئی ----

زرش کہ بچی آج بولتی کیوں بند ہے ----بولو کچھ نہیں تو میں بھی جا رہی نیچے----

ایمان کوتپ چڑھی جو جب سے ایسے منہ لٹکائے بیٹھی تھی ----

جان من آج مجھ سے نہیں بولا جائے گا----زرش اداسی سے بولی پر جان من بولنا اپنی پریشانی میں بھی نا بھولی----

کچھ نہیں ہوتا کیوں پریشان ہو رہی ہو اور اداس کیوں ایک ہی گھر میں رہنا ہے تم نے کون سا دور جانا -----

ایمان نے اب کی بار دلہن بنی زرش کو جھڑک دیا-----

تم جب دلہن بنو گی تب پوچھوں گی -----بڑی آئ میری دادی اماں-----

زرش اس کی طرف پرفیوم پھینکتی بولی-----

وہ کچھ کرتی اپنے لیے دلہن کا سن کر وہ جھینپ گئی------

سجل نیچے آئی جب سمیر کو باہر جاتے دیکھا----

سمیر -----رکیں -----

وہ پلٹااور سامنے دشمن جاں کو دیکھا جو ہتھیاروں سے لیس کھڑی الجھی ہوئی سی لگی-----

کہاں جا رہے ہیں -----

تمہارے اس کزن کو تلاش کرنے ----

مطلب ----؟؟؟

وہ ابھی تک نہیں آیا بس زوہیب کے پیچھے جا رہا ------

سمیر بھی اس کی سنے بنا نکل گیا-----

وقت کافی بیت چکا تھا اب تو سب مہمان سوال کرنے لگے تھے کہ اور کتنی دیر ہے دلہا ہاں ہے -----

فواد صاحب کافی پریشان ہو رہے تھے ----بڑے بڑے بزنس میں ان کے جاننے والے خاندان والے آفس کے لوگ سب موجود تھے ---اورایسے میں دلہے کا غائب ہونا جوکہ ان کا بھتیجا تھا سب کو باتیں بنانے کا جیسے موقع مل گیا ہو ---دوسری طرف وجاہت صاحب اور برہان کھڑے ان کو تسلی دے رہے تھے کہ لوگ توایسے باتیں کرتے ہیں ہو سکتا ہے کوئی حادثہ پیش آگیا ہو -------

فواد صاحب دلہا کہاں ہے آخر اتنی دیر ہو گئی ہے ہم ساری رات تو انتظار نہیں کر سکتے جلدی بلوائیں اسے----

جبکہ جواد کی اپنی حالت کافی خراب ہو رہی تھی بیٹا نہیں آیا تھا ان کی بدنامی کے لیے یہی کافی تھا کہ لڑکا بھاگ گیا ہے وہ شادی نہیں کرنا چاہتا آخر کیا وجہ ہو سکتی ہے ضرور لڑکی میں خرابی ہو گی---اس طرح کی چہ مگوئیاں ہونے لگیں-----

بی جی نے اور سجل نے سمرینہ بیگم جو سنبھالا ہوا تھا----

صبر کرو فواد اللہ بسے دعا کرو----

کیسے وجاہت اب تو زوہیب سمیر کو گئے ہوئے بھی دو گھنٹے ہو چکے ہیں ----

فواد صاحب مہمانوں سے نکل پرائیویٹ ایرا جہاں وہ لوگ پہلے بیٹھے تھے وہیں آکر ڈھے سا گیا کہ اس طرف مہمان نہیں تھے ----گھر کے سب افراد ادھر نہیں جمع تھے ------

انکل میں کال کرتا ہوں پلیز پریشان ہے ہوں -----

ہیلو زیبی کہاں ہو تم-----

یار ڈھونڈ رہے ہیں پر ابھی تک جازب کا پتا نہیں چلا---

برھان نے کال بند کر دی-----

کیا ہوا بیٹا---انہوں نے بے صبری سے پوچھا-----

انکل ابھی تک پتا نہیں چلا----

فواد مجھے معاف کر دو -----میں ہاتھ جوڑتا ہوں مجھے نہیں پتا تھا جازب بھری محفل میں یوں رسوا کرے گا----

بھائی صاحب اب میں کیا بولوں میری عزت کا سوال ہے میری بیٹی دلہن بنی بیٹھی ہے اور آپ کا بیٹا نہیں آیا لوگ تو اس پر باتیں بنائیں گے -----

فواد صاحب دکھ سے بولے-----

گھر کے سب افراد اسی حصے میں جمع تھے -----

کون کرے گا زرش سے شادی -----لوگ تو یہی کہیں گے کہ تایا کے بیٹے نے نہیں کیا نکاح کچھ تو وجہ ہو گی -----

فواد صاحب برہم ہوئے------

کیونکہ اب تو چار گھنٹے ہونے کو آئے تھے -----

فواد میرے پاس ایک حل ہے ---وجاہت درانی نے کہا----

کیسا حل -----

زرش بیٹی کی شادی ہوگی پر برھان سے -----

فواد صاحب نے جواد کو دیکھا -----

اپنا نام سن کر برھان کو دھچکا سا گا -----

میرا بیٹا کرے گا شادی---

یہ جملہ اس کے کانوں میں کسی ہتھوڑے کی طرح لگ رہا تھا --اس نے خود کو زلزلوں کی زد میں محسوس کیا---

میں کیسے کر سکتا ہوں یہ شادی ڈیڈ!!!

وہ حواس باختہ رندھی آواز میں بولا---

اس پر جیسے آسمان ٹوٹا تھا۔۔۔یہ سن کر آنکھوں کے سامنے کسی کا سراپا لہرایا تھا اور وہ خود کو بکھرتا ہوا محسوس کر رہا تھا اس کا دل کیا ابھی بھاگ جائے یہاں سے ۔۔۔

اس کی پل میں ویران ہوتی حالت دیکھ کر بی جی تڑپ اٹھیں ۔۔۔

میں ہاتھ جوڑتا ہوں تمہارے سامنے بیٹا شادی کر لو میری لاج رکھ لو۔۔۔میری بیٹی کو اپنا لو ۔۔۔۔ میری عزت خراب ہونے سے بچا لو ۔۔۔ اب کی بار اس کے انکل نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے تھے کہ اسے لگا بس اب سب ختم زندگی ختم وہ ختم موت کیسا سکتا چھایا تھا ۔۔۔

سب کی نظریں اس خوبرو جوان پر ٹکیں تھیں جو باپ کے ساتھ شادی اٹینڈ کرنے آیا تھا ۔۔۔۔

ایک طرف ایک باپ کی اپنی بیٹی کے لیے فریاد اور دہائیاں تھیں تو دوسری طرف اس کی محبت ۔۔۔۔

اس کا دل جیسے بند ہونے کو تھا ۔۔۔وہ واحد تھا جو ان کی عزت بچا سکتا تھا جو ان کو رسوا ہونے سے بچا سکتا تھا پر وہ دل کا کیا کرتا جو ماتم کر رہا تھا۔۔۔جو اس کی محبت کے واسطے دے رہا تھا۔۔۔

پر اپنی عزت بچانے کی خاطر فواد صاحب نے برہان کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے تھے ۔۔۔۔ہاں برہان بیٹا اس وقت تم ہی ہو جو ہماری عزت بچا سکتے جواد صاحب دکھ کے عالم میں بولے ۔۔۔۔۔۔

بی جی آگیں بڑھیں اور بت بنے کھڑے برہان کا ہاتھ پکڑ کر سائیڈ پر لے آئی۔۔۔

برہان ہاں کر دو ۔۔۔شادی کر لو بیٹا۔۔۔۔۔

میں میں کیسے کر لوں شادی بی جی ---آپ نے تو کہا تھا آپ ڈیڈ کے ساتھ ایمان کے گھر جائیں گی میرا رشتہ لے کر ----اور اب آپ بھی جانتے بوجھتے میری اور اس لڑکی کی زندگی خراب کر رہی ہیں ---

بیٹا وقت کا تقاضا یہی ہے---اور شاید تمہارا نصیب یہاں جڑا ہے میرے لال اپنی بی جی کی بات مان لے شادی کر لے ----اپنے باپ کو دوستی کے امتحان میں سرخرو کر دے----

بی جی اگر آج میری جگہ احمر آیا ہوتا تو کیا وہ مان جاتا----

جھلا ہو گیا ہے ----

وہ اپنی کرنے والا ہے وہ تو ہتھے سے اکھڑ جاتا اور اگر وہ یہاں آیا بھی ہوتا تب بھی وجی تجھے بلواتا میرا شہزادہ اسے تم پر فخر ہے وہاں دیکھ کس مان سے وہ اپنے دوست کو دلاسہ دے رہا ہے اسے تم دونوں پر غرور ہے پر تو بڑا ہے تو وجی کو تجھ سے امیدیں بھی زیادہ ہیں پتر آج تک تو نے کبھی مایوس نہیں کیا تو آج بھی اپنے باپ کو مایوس مت کر اس لڑکی کو اپنا لے بیٹا رب کا یہی فیصلہ مان لے ----بی جی اس کے بال سنوارتی سمجھانے لگی---

اور اس دل کا کیا، اسے نوچ کر پھینک دوں ---آپ لوگ یہی چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے میں کر لیتا ہوں اس سے شادی پر میرا اس لڑکی سے کوئی واسطہ نہیں ہوگا اور نا کوئی مجھے اس رشتے کو نبھانے کے لیے فورس کرے گا-----

برھان نے دکھ اور تعصب سے اپنی بھیگی آنکھیں ہاتھ کی پشت سے رگڑیں۔۔۔

ڈیڈ میں شادی کرنے کے لیے تیار ہوں۔۔۔وہ سپاٹ انداز میں بولا۔۔۔

جہاں سب کا دل مطمئن ہوا وہاں شہلا اوراس کی ماں پہلو بدل کر رہ گئیں۔۔۔

سجل اور اس کی ماں کو بھی ڈھارس ملی جب برھان نے ہاں کہا تھا۔۔۔۔

وجاہت صاحب کا سینہ فخر سے چوڑا ہوا کہ ان کے بیٹے نے اس کے دوست کی عزت رسوا ہونے سے بچا لی۔۔۔۔

سب بڑوں کی موجودگی میں برھان نے تین بار قبول کیا اس دوران اس کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا سب کو اچانک فیصلہ لینے کی وجہ لگی پر بی جی اصل بات جانتی تھی ۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں سب بڑے زرش کے روم میں گئے۔۔۔۔۔

جب مولوی نے نکاح پڑھوا نا شروع کیا۔۔۔۔

زرش نے بنا غور کیے قبول ہے کر لیا۔۔۔۔

تین بار قبول کرنے کے بعد اس کی آنکھوں سے آنسوں رواں ہو گئے اور اس نے بنا غور کیے پیپر پر دستخط کر کے خود کو کسی اور کے حوالے کر دیا آپ ے جملہ حقوق اس کے نام کر بیٹھی جسے وہ جانتی نہیں تھی پر ابھی شاید وہ قسمت کے کھیلوں سے انجان تھی -----

------------

نکاح کے پیپر پر سائن کرتے وقت زرش بلکل ٹوٹ چکی تھی ----

ایک جو آس امید تھی ایک انجانا سا جزبہ تھا ایک تسلی تھی کہ وہ اس جازب کے ساتھ نہیں جڑے گی پر نکاح ہونے کے بعد سب کچھ چھناک سے ٹوٹا تھا ---وہ امید جو اس کے اپنے دل کی دلائی ہوئی تھی جو اس کا من کہہ رہا تھا کہ نہیں ہوگا ایسا تسلی رکھو جو انجانا سا جزبہ سر اٹھائے ہوئے تھا جو آس تھی کہ اس کے گھر والے کہیں گے ہم شادی نہیں کریں گے ابھی تو زرش کو پڑھنا ہے چھوڑی ہے ہماری بیٹی پر نہیں اس کی امیدوں پر پانی پھر چکا تھا وہ صدمے کیسی کیفیت میں بیٹھی یہ بھی نا سوچ پائی کہ نکاح کے وقت اس کے دونوں بھائی نہیں تھے---

چلو ایمان زرش اٹھو کب سے مہمان پوچھ رہے-----

وقت کی قلت کے باعث سجل زرش کو یہ بھی نا بتا پائی تھی کہ اس کی شادی جازب سے نہیں برہان درانی سے ہوئی ہے ---پر زرش کے نا پوچھنے پر کہ شاید وہ جان گئی ہے سجل خاموش رہی -----

وہ دونوں اسے اور اس کے لہنگے کو تھام کر نیچے لے آئیں ---اس کے آتے ہی مووی میکر اور ان کے خاندان کی لڑکیاں اس طرف بڑھیں----

برہان چٹانوں جیسی سختی لیے وجاہت صاحب اور بی جی کے ساتھ کھڑا تھا جب بی جی کی نظر زرش پر پڑی-----

کچھ لمحے اس کانچ سی گڑیا کو دیکھا جو اپنے وجود پر اتنا بھاری ڈریس پہنے کوئی زیورات سے لدی ہوئی نظریں جھکائے آہستہ آہستہ چلی آرہی تھی -----

ماشاءاللہ چاند سی بہو ہے میری ----بی جی وہیں کھڑے بولی برہان نے مٹھیاں بھینچیں -----

چلو برہان بیٹا جاؤ اور اپنی دلہن کو سٹیج پر چڑھنے میں مدد دو ----

بی جی ----برہان نے خفگی سے دیکھا ---

جا میرا شہزادہ بچا -----وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر محبت سے ممتا سمائے لہجے میں بولی ----

نا چاہتے ہوئے بھی برہان کو جانا پڑا-----

ایک دم سے برہان آنکھوں میں اجنبیت لیے اس کی طرف آیا اور بازو سے پکڑ کر جھٹکا دیا ---

زرش کا دل دھڑکا---ایک جانا پہچانا سا لمس محسوس ہوا ---بے ساختہ دماغ کے پردوں پر وہ اس دن کا واقع لہرایا جب وہ برہان سے ٹکرائی تھی ----

برہان نے بی جی کی گھورتی آنکھوں کو دیکھا پھر سانس خارج کر کے اس کا ہاتھ پکڑا اور ایک سکینڈ میں اپر کی طرف کھینچا کہ وہ گرنے سے بال بال بچی-----

اس کی حرکت پر زرش نے اس کو دیکھنا چاہا پر نظریں سینے سے واپس لوٹ بائیں وہ جو چھ فٹ سے نکلتا قد کسرتی جسم چوڑا سینا لیے کھڑا تھا اس کا دل بے اختیار دھڑکا کہیں سے بھی جازب نا لگا کیونکہ اس کا جسم اتنا مضبوط نہیں تھا وہ صحت مند تھا پر ایسا باڈی بلڈر نہیں تھا جو سامنے کھڑا تھا-----

برہان نے ایک سرسری سی نظر اس کو دیکھا جو سر جھکائے کھڑی تھی ----وہ صحیح سے نا دیکھ پایا کہ یہ زرش ہے اس کی سٹوڈنٹ ----

اس کی ملاقات زوہیب اور فواد صاحب سے آفس یا کسی بزنس میٹینگ میں ہو جاتی تھی وہ زیادہ پرسنل نہیں ہوتا تھا اور نا کبھی گھر آیا تھا وہ ان دونوں کو ہی جانتا تھا اور اب جس لڑکی سے شادی ہوئی تھی اتنا پتا تھا کہ یہ سامنے کھڑی لڑکی زیبی کی بہن اور اس کے انکل کی بیٹی ہے ------

اس کو سٹل دیکھ کر بی جی آگے بڑھی اور زرش کو صوفے پر بیٹھایا ساتھ برہان کو بھی بیٹھا دیا----

ایمان کو سجل سائیڈ پر لے گئی اور سب اس کے گوشوار کر دیا ---وہ تو نکاح میں جازب کی بجائے برہان کا نام سن کر چونکی ہوئی تھی کہ اس نے غلط سنا اگر ایسا ہوتا تو زرش ضرور کہتی کہ پر وہ تو خاموش تھی ---پر

اب بھابھی کے بتانے پر وہ سامنے بیٹھے اس ہینڈسم مغرور خوبصورت سے اپنی شہزادے جیسے سر کو دیکھ رہی تھی---دونو کی جوڑی ایک ساتھ جب رہی تھی ----

ایمان کو خوشی ہوئی تھی کہ اتنا اچھا اس کا سر اس کی دوست کا شوہر بنا ہے ---جازب اسے بھی پسند نہیں تھا-----

سجل بھابھی یہ برہان سر ہیں----

کون سر ----؟

یہ ہمارے لیکچرار ہیں بھابھی ----

کیا-----!!

جی ----

مطلب پھر تو دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہوں گے --- سجل کی مسکراتی آواز گونجی----

جی بھابھی سر جانتے ہیں اچھے سے ----

پھر تو فکر ہی ختم میں ایسے ہی سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی ---مجھے تم لوگوں کا سر اپنی بہن کے لیے بہت اچھا لگا ہے ---- سجل-نے کھلے دل سے تعریف کی ----

جی بھابھی ایسا لگتا ہے یہ دونوں بنے ہی ایک دوسرے کے لیے ہیں ----

ایمان نے کہا---

جب نظر بوکھلائے ہوئے زوہیب اور سمیر ہر پڑی جو بھاگنے جیسے انداز میں اندر آئے پر سامنے نظر پڑتے ہی دونوں کے پاؤں کو بریک لگی ----

سمیر زوہیب نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر سامنے دیکھا ----

وہ جازب کو ہر جگہ ڈھونڈ رہے تھے پھر سڑک گھر پورا دیکھ لیا تھا اس کو کال کر کی تھی پر نا وہ تھا اور نا اس کی گاڑی ----

سمیر نے اس کے کمرے کا جائزہ لیا جہاں سب کچھ سب سامان موجود تھا سوائے اس کے اور گاڑی کے -----اور اب وہ دونوں ہوسپیٹل جا رہے تھے جب فواد صاحب نے انہی۔ فوراً پہنچنے کا کہا تھا اور اب سامنے زرش برھان کو دیکھ کر دونوں کی آنکھوں میں سوال در آئے----

وجاہت صاحب اور فواد ان کے پاس آئے ----

بابا یہ- ----

بیٹا یہی ٹھیک تھا ----- برھان نے ہمیں رسوا ہونے سے بچا لیا ---- جازب نہیں آیا ---فواد صاحب نڈھال سے بولے تھے ----

زوہیب کو جہاں خوشی ہوئی وہیں دکھ بھی ہوا تھا کہ برھان کسی اور کو پسند کرتا ہے اور یوں اچانک زرش کی شادی ہو گئی نجانے وہ کیسا ری ایکٹ دے گا-----

زوہیب کو خود کو تکتا پا کر وہ بنا کسی کو دیکھے اس کی طرف آیا----

برھان میں ----تم یہ کیسے ----مجھے یاسر نے بتایا تھا تم کسی کو پسند کرتے تو پھر کیوں کی شادی -----وہ سرگوشی میں بولا----

برھان مسکرایا تھا اس کی مسکراہٹ میں درد تھا تھکن تھی ہارنے کا غم تھا وہ ایک ویران شخص لگ رہا تھا-----

زوہیب کے دل کو کچھ ہوا جب آگے بڑھ کر برھان نے گلے لگ گیا----

تم نے انکار کیوں نہیں کیا----وہ اس وقت ایک دوست کی حیثیت سے پوچھ رہا تھا اور یہ پوچھتے ہوئے اس کا دل سو ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تھا-----

وجہ نہیں تھی ---برھان نے شان بے نیازی سے کندھے آچکائے ----

کیا تم ساری زندگی رہ لو گے -----کس حوالے سے پوچھ رہے سالے بن کر یا دوست بن کر ------؟

دونوں بن کر -----

وجہ تھی پر دلیل نہیں بچی تھی ----اور نا کوئی وضاحت --- برہان سنجیدہ سا بولا-----

سمیر کو فواد صاحب سب کچھ بتا رہے تھے کہ کس طرح برہان کے مانا اور پھر نکاح کے لیے راضی ہوا ----

اسے اچھا لگا تھا کہ جازب پہلے ہی شرافت س مان جانے پر اسے مشکوک لگا تھا اور آج کی حرکت پر اسے سخت غصہ تھا---

اس کے آتے ہی ایمان زرش کے پاس بیٹھی اور اس کے کان میں بتانے لگی----

اور زرش اس کو تو اپنی قسمت پر یقین نہیں ہو رہا تھا کہ جسے چاہتے ہیں وہ ایسے بھی مل جاتا ہے -----اس کا چہرہ جو مرجھا گیا تھا یہ سوچتے ہی کہ اب وہ برہان کی بیوی ہے پھر سے کھل اٹھا تھا ایک خوبصورت اور شرمگین مسکراہٹ لبوں پر بکھری ہوئی تھی ------

اس کا دل پھر سے سپنے بننے لگا تھا زرش نے لرزتیں پلکیں کی اوٹ میں اس خوبرو کو دیکھا جو شعیب کی کسی بات ہر مسکرا رہا تھا ----دل نے بیٹ مس کی اور اور توجہ ایمان کی طرف ہوئی ----

ابھی تو تم مرنے جیسی تھی اور ایک دم چہرے پر نکھار آ گیا خیر تو ہے ----ایمان معنی خیزی سے بولی اسے زرش کی ساری باتیں اور حالت کی سمجھ لگی ------

زرش کھلکھلائی تھی----

کل پوچھوں گی تم سے مجھ سے چھپائی اتنی بڑی بات -----ایمان آگ بگولہ ہوتی اس کے بازو پر چت لگاتی بولی -----

زرش نے سر ہلایا------میں بھی تمہیں بتانا چاہتی تھی پر -----

کوئی بات نہیں اب کل تمہاری تفتیش کروں گی ----

ایمان نے آنکھیں گھمائی---

کوئی شک نہیں پولیس والے کی بہن ہونے میں جان من ----زرش اس کی طرف زرا سا جھک کر بی اور مسکراہٹ دبائی-----

تم آج دلہن نا ہوتی تو میں تمہارا بھرتا بنا کر ان ڈشوں میں رکھ دیتی -----

ایمان چبا کر بولی تھی -----

برھان کی نظر ابھی تک ایمان پر نہیں پڑیں تھیں -----وہ سٹیج کی طرف پیٹھ کیے کھڑا اب ان سے باتیں کر رہا تھا جہاں اب ایک اور افراد یاسر کا اضافی ہوا تھا وہ دیر سے آیا تھا اور اس کے آنے کر زوہیب نے سب بتا دیا تھا----

ڈی جی کی نظریں نقاب کیے اس لڑکی پر ٹکیں تھیں ----

جب سجل پاس آئی اور بی جی کا تعارف کروایا۔۔۔۔

ایمان بھی خوشی سے ان سے ملی تھی ۔۔۔۔۔ان کی دل میں خواہش جاگی تھی کہ یہ لڑکی ان کے احمر کی زندگی میں آجائے اور اس بگڑے شہزادے کو سدھار دے ۔۔۔۔۔

اس کو ایمان بہت پسند آئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

سجل نے بی جی کا تعارف اپنی تائ اور شہلا سے کروایا جن کے چہروں پر بارہ بجے ہوئے تھے ۔۔۔۔۔

فواد صاحب سے کافی مہمانوں نے پوچھا پر زوہیب اور سمیر نے ساری بات سنبھال لی تھی ۔۔۔جواد صاحب جہاں دکھی اور اداس تھے وہی۔ خوش بھی تھے ۔۔۔اس وقت ان کو اپنے بیٹے کی کوئی پرواہ نہیں تھی جس نے ان کی عزت خراب کرنے میں کوئ کثر نا چھوڑی تھی ۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں رخصتی کا ڈور اٹھا ۔۔۔۔

برھان میری بہن کا خیال رکھنا ۔۔۔۔زوہیب نے ایک آس سے کہا تھا کہ برھان کے دل کو کچھ ہوا ۔۔۔۔

اس نے بس زرا سا سر ہلایا-----

اور زوہیب نے قرآن پاک کے سائے تلے اپنی بہن کی رخصتی اپنے دوست جو دی اور اس سے التجا کی جو ہر بھائی کرتا ہے ----

زوہیب نے خود زرش کو گاڑی میں بیٹھایا اور اس کے سر پر لب رکھے تھے اور پھر برهان کی طرف مڑ کر اس کو خود میں بھینچ لیا وہ کیسے اپنے دوست کی فی قربانی بھوک سکتا تھا---پر زوہیب اپنے باپ سے ناراض تھا---

فواد صاحب وجاہت کے گلے ملے ان کی آنکھوں میں نمی تھی جب وجاہت نے تسلی دی اور بی جی سب سے مل کر زرش کے ساتھ بیک سیٹ پر بیٹھی ----زرش کا دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہو رہا تھا کہ اس نے خواب دیکھا تھا وہ رخصت ہوکر برهان کے گھر جائے اور خواب کی تعبیر دیکھ کر خوشی کی انتہا نا تھی -----

ان کے بیٹھتے ہی برهان نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہی فل سپیڈ سے دوڑائ-----

یہ برهان کی قسمت خراب تھی یا اچھی تھی کہ اس کی نظر ایمان پر نا پڑی----وہ کچھ دیر کے لیے ہی سٹیج پر گئی تھی پھر واپس نیچے آگئ اور سومی کے ساتھ باتیں کرتی رہی ایمان سوائے سجل زرش اور سمرینہ بیگم سے کسی سے زیادہ بات نہیں کرتی تھی ----اور اب سب کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر وہ جلدی سے سٹیج سے اتری جیا۔ سب کی ایکسرے کرتی نظریں اس کے نواب کر ٹکیں تھیں-----

سمیر نے سجل کو دیکھا جو اپنی ماں کے گلے لگے آنسوں بہا رہی تھی۔۔۔

اس کو روتا دیکھ زوہیب نے دونوں کو ساتھ لگایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ایک امتحان تھا جسے وہ پاس کر گئے اور سب اچھے سے ہو گیا۔۔۔۔

جبکہ جواد صاحب کی طبیعت خراب ہونے پر شہلا اور اس کی ماں زرش کی رخصتی کے فوراً بعد نکلے تھے ۔۔۔۔۔

کچھ تعاقف کے بعد سمیر سجل سومی اور ایمان کو لیے گھر چلا گیا۔۔۔۔۔

اس کی معنی خیز نظریں سجل کے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجا رہیں تھیں وہ نہیں جانا چاہتی تھی پر اب کی مار نا کرتی تو سمیر کی جنونی طبیعت سے واقف تھی جو سب کے بیچ اسے باہوں میں اٹھا کر لے جاتا پر اس کی ایک نا سنتا۔۔۔

---

وہ تینوں کوریڈور میں بیٹھے خالہ کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے تھے ۔۔۔

جب نرس تیزی سے باہر آئی۔۔۔۔

آپ میں سے حسان کون ہے ۔۔۔۔؟؟

میں ہوں ۔۔۔۔کیا ہوا۔۔۔۔

تینوں اٹھ کھڑے ہوئے جب حسان نے جلدی سے کہا۔۔۔

آپ کو پیشنٹ بلا رہی ہے ----

کیا خالہ کو ہوش آگیا ----ماہم کی آنکھیں چمکیں-----

جی ان کو ابھی ہوش آیا ہے اور وہ بار بار حسان کا نام لے رہی ہے ----نرس نے بتایا---

تینوں نے گھبرا کر ایک دوسرے کو دیکھا ----

اور پھر کمرے میں آئے جہاں صبا بیگم مشینوں میں جکڑی آکسیجن ماسک لگائے بیڈ پر پڑی کھینچ کھینچ کر سانس لے رہی تھی ---

خالہ ---دیکھیں میں آپ کے پاس ہوں اب کہیں نہیں جاؤں گی بس اب ٹھیک ہو جائیں وہ ماہم کو خود سے دور جانے سے منع کرتی تھی کہ میری آدھی خراب طبیعت کی وجہ تم ہو جو مجھ اکیلی کو چھوڑ کر دور چلی جاتی ہو اور پیچھے میں تمہاری فکر میں آدھی ہو جاتی یوں ------ماہم لپک کر گئی اور اس کے ماتھے پر لب رکھ کر بھیگی آواز میں بولی ---

احمر اس نے تھوڑی سی آنکھیں کھول کر لمبے چوڑے بادشاہ جیسی طبیعت کے مالک احمر کو پکارا----

اح احمر اپنی بہن کا خیال رکھنا --- اسے کوئی تکلیف نا ہو یہ تمہاری زمہ داری ہے ،جیسے بڑے بھائی اپنی بہن پر آنچ نہیں آنے دیتے----وہ دور سے ہی بولی----

آپ فکر نا کریں خالہ اس کے بھائی جان سے بڑھ کر اس کا خیال رکھیں گے ------احمر نے تسلی دی جس سے وہ پرسکون ہوئ پر اپنے ہوتے ہوئے وہ ماہم کو کسے مضبوط سہارے میں سونپنا چاہتی تھی اسے اب ماہم کی فکر نہیں تھی کہ اس کے دو بھائی موجود ہیں پر وہ اپنے جیتے جی اپنی دل کی خواہش پر ماہم کا نکاح دیکھنا چاہتی تھی ----

حس حسان ------ایک بار پھر پکارا جب حسان تیزی سے آگے بڑھا-----

جی خالہ میں ادھر آپ کے پاس ہوں -----وہ اس کے ہاتھ پر بوسہ دیتے بولا----

حسان میری ایک بات مانو گے ----

جی خالہ آپ حکم کریں -----حسان دل جان سے متوجہ ہوا ----

ماہم سے نکاح کر لو---وہ ہوسپیٹل کے بیڈ پر لیٹی مدھم ہوتی سانسوں کے درمیان کھینچ کھینچ کر بولتی وہاں کھڑے تین نفوسوں پر ہوسپیٹل کی چھت کیا پورے ہوسپیٹل کا ملبہ گرا گئی----

خالہ یہ کیا بول رہی ہیں آپ----ماہم ساکت کھڑی صدمے کی کیفیت میں بولی----

ماہم میرے پاس وقت بہت کم ہے میں تمہے محفوظ ہاتھوں میں سونپنا چاہتی ہوں----وہ اٹک اٹک کر بولی تھی
----

نہیں خالہ جانی میری پیاری خالہ آپ کو کچھ نہیں ہوگا آپ جلد ٹھیک ہو جائیں گی ----

ڈاکٹر -----

پلیز میری خالہ کو ٹھیک کر دو ان کے سوا میرا کوئی نہیں ہے ----وہ بہتے اشکوں سے لبریز آنکھیں جھپک کر انتہائی دکھ سے بولی تھی ----

ماہم خالہ ٹھیک ہو جائے گی صبر کرو----احمر نے تسلی دی ----

بیٹا تم ماہم سے نکاح کر کے اپنی مرتی ہوئی خالہ کی آخری خواہش پوری کر دو-----وہ روتی ہوئی گزارش کر گئی----

دیکھیں پیشنٹ کا بی پی کنٹرول نہیں ہو رہا مسلسل لو ہو رہا ہے انہیں زیادہ مت بولنے دیں ----ڈاکٹر پھرتی سے چیک اپ کرتا ان کو آگاہ کرتے بولا-----

وہ جو بے جان سا کھڑا تھا نظریں ٹوں ٹوں کرتی مشین پر گئیں جہاں آہستہ ہوتی لائن کو دیکھا لائف لائن رک رک کر چل رہی تھی اور ساتھ ہارٹ بیٹ نارمل سے پیچھے گھٹ رہی تھی ------

لمحے میں اس نے فیصلہ کیا تھا شاید یہی قسمت میں تھا ---ایک مرتے ہوئے انسان کی خواہش پوری کرنا تھی اسے نکاح کر کے خالہ کے آخری وقت میں آسانی پیدا کرنی تھی ----وہ کیسے اس لمحے کچھ اور سوچتا دماغ مفلوج ہو گیا تھا---

میں کروں گا نکاح ۔۔۔۔۔اس کے الفاظ پر ماہم نے خالہ سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا ۔۔۔جو سپاٹ چہرہ سے کسی غیر مرئی نقطہ پر نگاہیں جمائے کھڑا تھا۔۔۔۔

میں نکاح خواں کو بلواتا ہوں اور ڈیڈ اور بی جی کو فوراً ہوسپیٹل آنے کا کہتا ہوں۔۔۔۔

احمر نے کہہ کر فون پوکٹ نسے نکالا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

حسان کے موم ڈیڈ ملک سے باہر تھے اور اس وقت کسے بڑے کا ہونا ضروری تھا ۔۔۔ماہم کی طرف سے بھائی بن کر وہ گواہ بننا چاہتا تھا اور بی جی ڈیڈ کو وہ حسان کی طرف سے گواہ بنانا چاہتا تھا۔۔۔۔

--------------------

کچھ دیر میں وجاہت صاحب اور بی جی بھی ہوسپیٹل میں موجود تھے ۔۔۔بی جی کو تو کافی برا لگا نئی نویلی دلہن کو چھوڑ کر آنا پر مجبوری تھی ۔۔۔۔

مزید دو تین گواہوں کو احمر اپنے گروپ کے لڑکوں کو بلوا چکا تھا ۔۔۔

ان کے آتے ہوسپیٹل کے روم میں تمام گواہوں کی موجودگی میں دونوں کا نکاح کروایا گیا ۔۔۔ماہم کی رونے سے ہچکی بندھ گئی تھی جب احمر نے اس کے سر پر پیار دیا۔۔

بی جی نے اٹھ کر روتی ہوئی ماہم کو اپنی آغوش میں لیا تھا ۔۔۔وجاہت صاحب نے بھی ماہم کے سر پر تھپکی دی اور خوش رہنے کی دعا کی ۔۔۔۔

صبا بیگم جو ان کے نکاح کی منتظر تھی ماہم کے قبول کرنے اور پیپر سائن کرنے کے بعد ان کا دل بند ہوا تھا دھڑکن رکی تھی اور روم میں مشین کی آواز گونجنے لگی ---سب ساکت نظروں سے اس بے جان وجود کو دیکھ رہے تھے جو ان دونوں کا نکاح کروا کر دنیا فانی سے رخصت ہو چکی تھی -----

ڈاکٹر نے اپنی تئے کوشش کی اور نا میں سر ہلایا دیا ---

سوری شی از نو مور---ڈاکٹر کہہ کر باہر چلے گئے-----

نن نہیں --------خالہ ----انکھیں کھولیں---دیکھیں میں نے آپ کے کہنے پر نکاح بھی کرلیا --اب تو اٹھ جائیں دیکھیں مجھے دعائیں دیں نا-----اٹھیں -----وہ جھنجھوڑ رہی تھی ---جب حسان جلدی سے آگے بڑھا---

ماہم ہوش میں آؤ------خالہ چلی گئی ہے ہمیں چھوڑ کر -----حسان نے پکڑ کر ماہم کو کھینچا جو مسلسل زارو قطار روتی ان کو جھنجھوڑ رہی تھی -----

حسان ---خالہ اٹھ نہیں رہی ---- کسی معصوم بچے کی طرح بتایا تھا-----

وہاں کھڑے سب نفوس اس کی حالت پر اشک بار تھے----

وہ اب نہیں اٹھے گی ماہم۔۔۔۔۔حسان نے ماہم کے بکھرے بال سنوارے اور اس کو حقیقت سے آشنا کروایا ۔۔۔۔جبھی ماہم جو سمجھ رہی تھی کہ اس کی خالہ اٹھ جائے گی بس پھر سے بے ہوش ہئی ہے پر حسان کے چیخ کر کہنے پر وہ اس کے بازوں میں جھول گئی۔۔۔۔

ماہم ۔۔۔ماہم ۔۔۔۔۔۔حسان نے اس کا چہرہ تھپتھپایا۔۔۔۔

سب جانتے تھے کہ ماہم کا اس کے سوا اور کوئی نہیں بچپن سے اس کی خالہ نے ماہم کو سنبھالا پڑھایا لکھایا تھا اور اب اس کا یوں چھوڑ کر جانا موہن کو شدید صدمے سے دو چار کر گیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھر آتے ہی بی جی زرش کو برھان کے کمرے میں لے گئی۔۔۔۔اسے کچھ ہدایت دینے اور آرام کرنے کا کہہ کر وہ باہر آئ۔۔۔۔

جب وجاہت صاحب نے صبا بیگم کی ناساز طبیعت کا بتایا کہ احمر انہیں فون کر چکا تھا ۔۔۔۔

وجاہت صاحب نے احمر کو برھان کی اچانک شادی کا نہیں بتایا تھا ابھی یہ صحیح موقع نہیں تھا ۔۔۔۔۔

صبا بیگم ان کی زوجہ صباحت کی بہت اچھی دوست تھی ۔۔۔۔

صبا بیگم کی کوئی اولاد نہیں تھی جب سات سال کی ماہم نے خالہ کے پاس آکر یہ کمی پوری کردی ۔۔۔۔۔

وہ اکثر درانی مینشن آیا کرتی تھی ---اور ان کے ساتھ ماہم بھی ہوتی تھی تو وجاہت صاحب بی جی احمر اور برہان ماہم کو بہت پیار کرتے تھے وہ چھوٹی سی لڑکی ان سب کو بہت عزیز تھی -----

احمر نے ان کو جلدی ہوسپیٹل آنے کا کہا تھا--- برہان بھی یہ سن کر کافی پریشان ہوا اور ساتھ چلنے کا کہا پر بی جی نے جھڑک دیا تھا----

برہان کھول کر رہ گیا کہ اس میڈم کے آتے ہی اسے بی جی سے ڈانٹ پڑنے لگی -----

وہ برہان کو اپنا اور زرش کا خیال رکھنے کا کہہ کر چلے گئے---البتہ زرش کو اس سب سے انجان رکھا کہ ابھی اتنا کچھ جھیل کر آئی تھی اور یہ بتا کر وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے -----

ان کے جانے کے بعد برہان لاؤنج میں ہی بیٹھ گیا--

کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اچانک یوں اس کی لائف میں کوئی آجائے گی پر جس کا سوچا تھا وہ کہیں نہیں تھی -----

کافی دیر تک وہ بیٹھا رہا جب احساس ہوا کہ وہ اکیلی ہے تب وہ اٹھا اور تھکا سا کوٹ اٹھا کر کندھے پر ڈالے اپر آیا-----

اپنے کمرے کے باہر کھڑے ہوکر ایک گہرا سانس لیا اور دروازہ دھکیل کر روم میں آیا-----

بی جی کے جانے کے بعد زرش بیڈ پر بیٹھی کافی نروس ہو رہی تھی ---آنے والے لمحات کو سوچ کر کہ پتا نہیں برہان سر کیساری ایکشن دے گے ---دل کی دھڑکن معمول سے زیادہ تھی ---وہ بیٹھی اپنی سوچوں میں گم تھی کہ جازب کہاں گیا اور یہ شادی برہان سے کیسے ہوئی جبھی برہان کی موجودگی محسوس کر کے وہ سیدھی ہوئی اور خود میں سمٹی-----

برہان کو مقابل بیٹھے وجود سے چڑھ ہو رہی تھی وہ بنا کوئی نظر اس پر ڈالے ڈریسنگ روم میں آیا اور ڈریس لے کر واشروم کا دروازہ ٹھاہ کی آواز سے بند کیا کہ زرش اپنی جگہ سے اچھل پڑی -----

یہ سر کو کیا ہوا ہے ---افففف میری جان نکال دی ------

وہ دل پر ہاتھ رکھ کر بڑبڑائ------

وہ چینج کرنا چاہتی تھی پر بی جی کچھ باتیں سمجھا کر گئی تھی اس لیے وہ بیٹھی برہان کا انتظار کر رہی تھی --پر وہ دیکھے بغیر واشروم بند ہو گیا تھا-----

دس منٹ بعد برہان باہر نکلا---گیلے بال تولیے سے رگڑتا اس وجود کو یکسر نظر انداز کیے آئینے کے سامنے کھڑا ہوا----

زرش اس کے باہر آنے کا انتظار کرتی آنکھیں موندے بیٹھی تھی پر اعصاب پر تھکن سوار تھی کہ اس کی آنکھ لگ گئی ----وہ کب واشروم سے باہر آیا اسے کچھ پتا نہیں تھا----

برھان کی نظر اس آئنے میں اپنے پیچھے ریڈ لہنگے میں بیٹھی زرش پر جیسے ہی پڑی آنکھوں میں حیرانگی در آئی----وہ حیران کن نگاہوں سے زرش کو دیکھ رہا تھا---اور پھر جلدی سے پلٹ کر دیکھا یہ وہی تھی اس کی سٹوڈنٹ زرش ہمدانی ----زوہیب کی بہن اور فواد انکل کی بیٹی-----

تو کیا وہ بھی جانتی کہ اس کا نکاح مجھ سے ہوا ہے ----اس کو دیکھتے اس کے دماغ میں سوچ آئی------

اور پھر اس کو اپنے بیڈ پر دیکھ کر برھان کو غصہ آیا---

اٹھو----برھان غصے سے غرایا---

اس کی غراہٹ پر زرش ہڑبڑا گئی اور آنکھیں کھولیں جو کچی نیند کے جاگنے سے نیند کے خمار سے آنکھوں میں سرخ ڈورے لیے سجی سنوری سی زرش بہت حسین کے رہی تھی----

اس نے نا سمجھی سے دیکھا-----

اٹھو میرے بیڈ سے----

کیا!!!

وہ اسے ہق دق دیکھ رہی تھی--

یہ میرا بیڈ ہے تم یہاں نہیں سو سکتی----

وہ جو ابھی خوشی سے نہال ہونے لگی تھی برہان کا سرد رویہ اسے ٹھٹھکنے پر مجبور کر گیا---

برہان بیزاریت سجائے اس کے اٹھنے کا انتظار کرنے لگا---

اب زحمت کرو گی یا اٹھا کر پھینکوں باہر-----!!

دلہن بنی زرش کی آنکھیں اس تزلیل پر پانیوں سے بھر گئیں---

میں کہاں جاؤں-----؟

جہاں بھی پر فلحال میرا بیڈ چھوڑو نہیں تو کمرے سے بھی نکال دوں گا----

زرش کے آنسوں لڑھک کر لال ہوتی گالوں پر پھسل گئے ----

وہ اٹھی اور اس حسن سے مالا مال بے حس بنے کھڑے شہزادے کو دیکھا جو ٹراؤزر کی پوکٹ میں ہاتھ ڈالے غصے اور نفرت بھری نظروں سے گھور رہا تھا---

میں سوؤں گی کہاں --؟

اسے بیڈ پر پھیلتے دیکھ کر وہ دکھ سے بولی ----

وہ سامنے صوفہ دیکھ رہی ہو ----وہ ہے تمہارا بیڈ --- برہان غرا کر بولا اور کمرے میں پڑے درمیانے سائز کے صوفے کی طرف اشارہ کیا---

پر مجھے وہاں نیند نہیں آئے گی -----زرش اس کے لائیٹ آف کرنے پر ممنائی---

تو کھڑی رہو ساری رات -----وہ کہتا آنکھیں موند گیا ---دل میں ٹھیس اٹھ رہی تھی کچھ ادھورا چھوٹ جانے کی ---وہ یہاں سے دور جانا چاہتا تھا کہیں دور جہاں کوئی نا ہو اور وہ کھل کر روئے اپنے دل سے اس کی روداد سنے ۔اسے تسلی دے ---جو اندر بیٹھا ماتم کناں تھا----

میں لائیٹ جلا لوں۔؟ پورے کمرے میں پھیلے اندھیرے کو دیکھ کر ڈرتی بولی ---کہ چلو نائٹ بلب ہی جلا لیتا---

وہ مشکل سے اسے برداشت کر رہا تھا پر اس کے پھر سے سوال کرنے پر برہان کا میٹر گھوما وہ سرخ چہرہ لیے اندھیرے میں لائٹ جلانے کی زحمت کیے بغیر تن فن کرتا اٹھا اور اس کے سر پر جا کھڑا ہوا۔۔

دیکھو لڑکی بہت تھک گیا ہوں میں چپ چاپ وہاں جاکر سو جاؤ اب تمہاری آواز نا نکلے-----

برہان سرگوشی میں سرد آواز میں بولا-----

پر مجھے اندھیرے میں نیند نہیں آتی ----

میں کیا کروں۔۔۔۔۔اب عادت ڈال لو۔۔۔۔وہ مڑا اور بیڈ سے تکیا اٹھا کر اسے دیا۔۔۔۔

جاؤ چینج کرو اور سوتی بنو۔۔۔۔۔

کیسے جاؤ۔۔؟ زرش اس کے قریب آنے اور اس کی خوشبو میں دھڑکتے دل سے بولی۔۔۔۔

کیا چاہ رہی ہو اٹھا کر لے جاؤ۔۔برہان اس کے بونگے سوال پر بھنبھنا اٹھا۔۔۔۔

مم مطلب آپ نے اندھیرا کر رکھا ہے۔۔۔۔وہ ڈر کر بولی۔۔۔

اندھیرے میں ہی جاؤ۔۔۔۔۔وہ کہتا بیڈ پر آیا۔۔۔۔اور اے سی کی کولنگ بڑھا کر کمفرٹر تان لیا۔۔۔۔

زرا شرم نہیں سر کو کوئی اس طرح کرتا ہے اب میں کیسے چینج کروں۔۔۔ہٹلر نا ہو تو۔۔۔۔

زرش اسی جگہ پر کھڑی آنسوں بہانے کے ساتھ بڑبڑا رہی تھی۔۔۔۔

لڑکی میں سن رہا ہوں تمہاری بڑبڑاہٹ اپنی بھلائی چاہتی ہو تو جو کہا ہے وہ کرو۔۔۔برہان کی تھکن اور نیند سے بھاری آواز گونجی۔۔۔

زرش اندھیرے میں نا محسوس نظر آتے واشروم کے دروازے کی سمت بڑھی اور جلدی سے اندر جا کر لائٹ جلائی۔۔۔۔

جس طرح کی اس کی حرکتیں لگ رہی ہے لگتا ہے رات واشروم میں گزارے گی ----اس کی لائٹ جلانے والی تیز رفتاری پر چوٹ کرتے بولا اور کروٹ بدل گیا------

----------------------

گھر آنے کے بعد ایمان اپنے کمرے میں چلی گئی سومی جو راستے میں ہی سو گیا تھا سمیر اپنے چیمپ کو اٹھائے اس کے کمرے میں آکر اسے لٹایا اور پھر اپنے کمرے میں آیا-----

جہاں سجل آئینے کے سامنے کھڑی اپنی جیولری اتار رہی تھی -----

سمیر چلتا اس کے پیچھے کھڑا ہوا----

سزا کے لیے تیار ہو -----؟؟اس نے سنجیدگی سے اس کے اور اپنے عکس کو دیکھتے استفسار کیا-----

سزا!

ہم سزا ڈارلنگ ----سمیر نے اس کے بال کھول کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی قید میں لیا اسی کے انداز میں بولا------

کیس لیے---؟

مجھ سے دور جانے کے لیے میری بات نا ماننے کے لیے اور ساری رات مجھے انگاروں پر گھسیٹنے کے لیے ---وہ اسے خود میں بھینچ کر اس کی گردن پر جا بجا لبوں کا لمس چھوڑتا شدت سے بولا-----

سمیر----

ششش-----ایک لفظ نہیں جان سمیر-----

تمہاری سزا ہے یہ-----

وہ اسے لمحے میں باہوں میں اٹھا چکا تھا---

سمیر مجھے نہیں جانا وہاں----

اسے بیڈ کی جانب دیکھتا پاکر وہ روتی صورت بنائے گھبرا کر بولی----

سومی کہ پیدائش کے بعد سمیر کی محبت میں اضافہ ہوتا گیا تھا وہ پہلے سے بھی زیادہ اس کے لیے شدت پسند ہو چکا تھا اور سجل بیچاری اس کی شدت سے گھبرا اٹھتی تھی---

وہ بیڈ کی بجائے صوفے کی جانب بڑھا----

اور اسے یوں ہی گود میں اٹھائے صوفے پر بیٹھ کر اسے اپنی گود میں بیٹھایا----

شرم سے سجل کی نظریں جھکیں ہوئیں تھیں----

جب سمیر نے پیچھے ٹیک لگائی اور سجل کر کھینچا کہ وہ اس کے سینے کے ساتھ چپک گئی-----

وجہ بتاؤ؟؟؟

وہ اس کو تنگ کرنے کے لیے اس کی ٹھوڑی کو پکڑ کر چہرہ اونچا کرتے بولا-----

گھبرا رہی ہو ----؟؟؟

سجل نے سر ہلایا---آنکھیں ہنوز جھکی ہوئی تھیں -----

گھبرانا بھی چاہیے ----

کہتے ساتھ ہی وہ اس کے لبوں پر جھکا اور دونوں ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر رہا سہا فاصلہ بھی مٹا دیا -----ابھی کچھ ہی لمحے ہوئے تھے جب اس کے فون کی مخصوص رنگ بجی----

سمیر نے اس کے لبوں کو آزادی بخشی اور اس کے گال پر بوسہ دے کر اٹھا ساتھ اسے بھی کھڑا کیا----

وہ اپنی سانسیں بحال کرتی اس کے سہارے کھڑی تھی ----

جان سمیر واپس آکر یہیں سے شروع کریں گے ------وہ پھر سے اس کے گال پر جھکا اور دانتوں کا ہلکا سا دباؤ بڑھایا---کہ سجل کی سسکی نکلی----- سمیر دلکشی سے مسکرایا اور اس کی گردن پر لب رکھ کر وہاں بھی اپنی محبت کا ہلکا سا نشان دیتا اس کو اپنی لمس کے حسار میں قید چھوڑ کر جلدی سے گن اٹھائ اور اسے پیچھے کمر میں بیلٹ میں لگائے نکلا کہ ان اس کے فون پر پھر سے وہی بیل بجی تھی----

سجل نے کوئی سوال نہیں کیا تھا وہ ابھی تک اس کے لمس کو محسوس کرتی صوفے پر اس کی جگہ بیٹھی--کیونکہ وہ سمیر کی ڈیوٹی سے اچھی طرح واقف تھی----

وجاہت صاحب بی جی احمر ،برھان زرش اور حسان لاؤنج میں بیٹھے تھے ----صبا بیگم کو گزرے چار دن ہو چکے تھے ---- وجاہت صاحب اور احمر ماہم کو اپنے گھر لے آئے تھے --- ماہم کی طبیعت سنبھلتے نہیں

سنبھل رہی تھی ---جب سے اسے ہوش آیا تھا وہ جیسے مٹی کی مورت بن گئی تھی نا کچھ کھاتی نا پیتی ----زرش نے اس کا بہت خیال رکھا تھا وہ ماہم کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی جب وجاہت صاحب نے بتایا تھا جہاں وہ ماہم کو دیکھ کر حیران ہوئی وہیں احمر اور حسان بھی حیران تھے اسے یہاں دیکھ کر اور پھر ان کی حیرت کی انتہا نا رہی جب بی جی کو زرش کو بہو پکارتے سنا----جبکہ برھان اس سب سے لاتعلق رہا ان چار دنوں میں اس نے زرش سے کوئی بات تک نا کی تھی ----گھر میں اداسی چھائی ہوئی تھی کہ سب ماہم کے حوالے سے پریشان تھے ----

ان دونوں کو یوں حیران کن دیکھ کر بی جی نے ساری بات بتا دی تھی کہ کس طرح برھان کا نکاح ہوا----احمر نے تو سن کر اچھا کھاسا واویلا مچایا تھا کہ اس کے بھائی کی شادی اس سے مخفی رکھی پر وجاہت صاحب کی ڈانٹ سے وہ خاموش ہوا کہ انہیں خود پتا نہیں تھا پھر بی جی کی ساری بات بتانے پر وہ سب سمجھ گیا وہیں حسان کے دل کو ایک دھچکا سا لگا تھا کہیں نا کہیں وہ زرش کو پسند کرنے لگا تھا خاص طور پر ان کی یونیورسٹی میں ہوئی آخری جنگ کے بعد پر پھر اب اپنے بڑے بھائی برھان کی بیوی اور اپنی بھابھی کے روپ میں دیکھ کر لب بھینچ گیا جو کچھ دل میں تھا وہ سب اس نے وہیں ختم کر دیا جو مشکل تو تھا پر ناممکن نہیں کیونکہ کہیں نا کہیں اس کی ذات سے ایک اور زندگی جڑ چکی تھی جس کا اس کے سوا کوئی نا تھا ---حسان کو ماہم سے محبت نہیں تھی وہ دونوں اچھے دوست تھے وہیں ماہم کو بھی حسان سے ایسی کوئی وابستگی نہیں تھی پر صبا بیگم جاتے ہوئے ان کو مضبوط بندھن میں باندھ گئی تھی کہ نا چاہتے ہوئے بھی حسان کی سوچوں کی ڈور ماہم کی طرف الجھ چکی تھی -----

احمر تو زرش کو بھابھی کے روپ میں دیکھ کر کافی خوش تھا کہ اب اس کی مولانی کو اس گھر میں آنے سے کوئی پریشانی نہیں ہوگی کیونکہ اس کی دوست اس کی بھابھی ہے -----وہ اپنے بھائی کے لیے بہت خوش تھا کہ اتنی پیاری چھوٹی سی لڑکی اس کے بھائی کی بیوی تھی ----اور بی جی وجاہت صاحب بھی زرش کو اس گھر میں دیکھ کر بہت خوش تھے بی جی تو دعائیں دیتی نہیں تھکتی تھی --- اپنے گھر میں بہو کو دیکھ کر جس نے آتے ہی سارا کام سنبھال لیا تھا کہ اب انہیں گھر گھر لگنے لگا تھا پر کہیں نا کہیں ماہم کے لیے پریشان تھے اور یہ پریشانی وقتی تھی جو وقت کے بیتنے سے ختم ہو جانی تھی-----

زرش کے گھر والے سب آئے تھے وجاہت صاحب نے فواد کو بتایا تھا تو سب کو بہت افسوس ہوا ماہم کے لیے----شادی جن حالات میں ہوئی تھی ایسے میں یہ واقع سب سمجھ سکتے تھے---پر زرش کے گھر والے مطمئن تھے -----

شادی کے لگلے دن ہی جواد صاحب کو کال آئی تھی کہ جازب ہوسپیٹل میں ہے ---وہ سب پریشانی کے عالم میں گئے ہوسپیٹل گئے تھے جازب کو کافی چوٹیں آئیں تھیں----

زوہیب کے پوچھنے پر بتایا کہ اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور پھر کچھ لڑکوں نے اسے ہوسپیٹل پہنچایا تھا ---اس کی حالت نقاہت زدہ آواز کو دیکھ کر سب نے اس بات پر یقین کر لیا ----پر یہ ایکسیڈنٹ جان بوجھ کر کروایا تھا کہ شادی بھی نا کرنی پڑے اور سب کی نظروں میں اچھا بھی بن جائے جازب کا یہ پلین اس کی ماں بہن کے علاوہ کسی کو نہیں پتا تھا ---ایسے میں جواد صاحب نے بغیر لگی لپٹی جازب کو زرش کی شادی کا بتا دیا تھا --- جیسے سن کر اندر ہی اندر وہ بہت خوش تھا پر چہرے پر دکھ کے تاثرات سجائے اور تھوڑا غصہ ہوا تھا

کہ وہ اس کا انتظار تو کرتے ---پر فواد صاحب نے بتایا کہ یہی صحیح لگا جب وہ اس کو تلاش کر چکے تو لوگ باتیں بنانے لگے تھے جسے سن کر جازب نے سر ہلایا اور ہاتھ جوڑ کر معزرت کی تھی ----

جس رات صبا بیگم خالق حقیقی سے جا ملیں اسی رات احمر اور حسان سب کچھ وجاہت صاحب کے سپرد کیے ایک اہم کام پر گئے تھے ---جانا ضروری تھا وجاہت صاحب کے پوچھنے پر بات گول مول کر گئے-----

وہ لوگ ان کی ڈیل تباہ کر کے واپس لوٹے تھے میچل اور انجلینا کہیں نا کہیں ماہم کے انتظار میں تھے پر وہ ان کو کہیں نا دیکھی وہیں احمر نے موقع سے فائدہ اٹھا کر پولیس کو کال کر دی تھی کہ سمیر شاہ نے آتے ہی پورے کلب کو گھیرے میں لے لیا تھا احمر اور حسان اپنا کام کر کے سب کی نظروں سے بچ کر نکل گئے تھے ----

پولیس کا سن کر انجلینا اور میچل سب کچھ وہیں چھوڑے خفیہ راستے سے فرار ہو گئے تھے ----

صبا بیگم کی تدفین کے بعد وجاہت صاحب نے احمر کے ماتھے پر بندھی پٹی کی وجہ پوچھی اور یہ بھی کہ وہ کب واپس آئے اور بہت سے سوال کیے----پر احمر نے بڑی خوبصورتی سے سارے سوالات کے غلط جواب دے ڈالے جن سے وجاہت صاحب یکسر انجان تھے ----

برہان اور زرش کی شادی جن حالات میں ہوئی تھی ان سے سب انجان تھے اب ماہم کی طبیعت سنبھلنے کا انتظار کر رہے تھے کہ پھر دھوم دھام سے ولیمہ کرنا چاہتے تھے ------

ماہم اور احمر حسان کو دیکھ کر زرش نے ایمان سے ذکر کیا تھا---ایمان بھی سن کر چونکی وہ جانتی تھی کہ برہان سر اور بھورا بلا آپس میں بھائی ہیں ہر یہ بات اس کے زہن سے ہی نکل گئی تھی ---ماہم کے لیے اسے بھی کافی دکھ ہوا تھا----وہ آنا چاہتی تھی پر اب احمر کی موجودگی کا سن کر پہلو بدل کر رہ گئی----

وہ سب بیٹھے چائے پی رہے تھے جب ماہم اپنے کمرے سے باہر آئی -- سوجی ہوئیں آنکھیں لال ناک اور گال جو اس کے رونے کی چغلی کر رہے تھے -----

آجاؤ گڑیا----برہان نے اسے وہیں کھڑے دیکھ کر کہا----

وہ مرجھائے ہوئے گلاب کی طرح لگ رہی تھی ---ماہم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ان کے پاس آئی----

مجھے گھر جانا ہے ----وہ نظریں جھکائے بولی----

بیٹا آپ اب وہاں اکیلے نہیں رہ سکتی نا ہم رہنے دیں گے ----اب آپ اسی گھر میں ہم سب کے ساتھ رہو گی ----

انکل مجھے خالہ جانی کی یاد آئی ہے اس گھر میں خالہ کی یادیں ہیں ----

ٹھیک ہے حسان آپ کو کچھ دیر کے لیے لے جائے گا----

انکل میں کچھ دیر اکیلا رہنا چاہتی ہوں پلیز مجھے ان کی قبر پر بھی جانا ہے ---وہ آنسوں پیتی بولی ----

ٹھیک ہے بیٹا ہر پھر آپ پرومس کریں اپنا خیال رکھیں گی اور جلدی واپس آئیں گی ----

ماہم نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا----اور کمرے میں چلی گئی----

کتنی پیاری بچی ہے پتا نہیں کب اس کی اداسی ختم ہو گی ---بی جی اس کی پشت دیکھتے بولی ----

برہان سب سے ایکسکیوز کرتا اپنے کمرے میں گیا-----

بہو -----

جی -----

جاؤ بیٹا اپنے شوہر کو دیکھو کسی چیز کی ضرورت نا ہو ---بی جی ان دونوں کو بات نا کرتے دیکھ نوٹ کر رہی تھی پر اب شادی ہو چکی تھی تو اس کو نبھانا بھی تھا اس لیے وہ دونوں کو قریب کرنا چاہ رہی تھی ---

زرش جی اچھا کہہ کر اپنے کمرے میں آئی -----

برہان کمرے میں کہیں نہیں تھا واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی---وہ اس کا بیڈ پر پڑا کوٹ اٹھا کر کبرڈ میں ہینگ کرنے لگی ----

دو دنوں سے وہ اس کے چھوٹے چھوٹے کام خود کر رہی تھی اور ابھی اس کا ڈریس نکال کر ڈریسنگ روم میں ہینگ کیا جب برہان اس کی موجودگی سے انجان شرٹ لیس ٹاول سے بال رگڑتا ڈریسنگ روم میں آیا۔۔۔۔زرش نے مڑ کر دیکھا اسی لمحے برہان نے بھی دیکھا تھا۔۔۔۔دونوں کی نظریں ملی جب زرش کی نظر اس کے وسیع سینے پر پڑی جہاں پانی کے قطرے چمک رہے تھے۔۔۔۔بے ساختہ زرش کا دل دھڑکا اور سٹپٹا کرجلدی سے نکلنے لگی۔۔۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔وہ اس اس کے سٹپٹانے کو نظر انداز کرتا بولا۔۔۔۔۔

وہ وہ میں۔۔۔۔۔

کیا تم۔۔۔۔اب وہ ٹاول کو گردن میں ڈال کو اسکے بلکل سامنے کھڑا ہوا۔۔۔

اس کے یوں کھڑے ہونے پر زرش کی ہتھیلیاں پسینے سے نم ہوں گئیں۔۔۔۔

چھ فٹ سے نکلتا قد چوڑے شانے لیے جن پر پانی کے قطرے تھے نم بال ماتھے پر بے ترتیب بکھرے تھے چہرے پر سنجیدہ تاثرات لیے کالی آنکھوں کو اس ہلکی براؤن آنکھوں میں گاڑھے سینے پر بازوں باندھے استفسار کر رہا تھا۔۔۔۔

افف سر کا ایسے آنا لازمی تھا اپر سے یوں رومن رنگ بنا کھڑا ہے اور میں کتنی چھوٹی لگ رہی ہوں نا۔ زرش بمشکل اس کے سینے تک آرہی تھی---

کچھ پوچھا ہے میں نے تم مراقبے میں چلی گئی ہو----

کیا سر؟؟؟سوچوں سے نکل کر زرش نے کہا تھا----

یہاں کیا کر رہی ہو---

وہ میں ----بی جی نے بھیجا تھا---زرش ہاتھ نظریں جھکائے بولی----

کیوں؟؟؟پھر سے سوال ہوا---

انہوں نے کہا جا کر دیکھو آپ کو کسی چیز------اس لے لفظ منہ میں ہی رہ گئے جب برھان اس کے قریب جھکا زرش نے دھک دھک کرتے دل سے اپنے اپر جھکے برھان کو دیکھا-----
وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہاتھ پیچھے لے جانے لگا کہ زرش کبرڈ سے جا لگی-----

برھان نے غور سے دیکھا چھوڑی سی لڑکی مونگیا کلر شرٹ کیپری زیب تن کیے ہم رنگ دوپٹہ دائیں شانے پر ڈالے بالوں کا میسی جوڑا بنائے کانوں میں وائیٹ چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہنے لبوں پر ہلکے رنگ کا گلابی لپ لوز لگائے سہمی سی انتہا کی خوبصورت لگ رہی تھی ---یہ چھوٹی سے لڑکی اس کی بیوی کے عھدے پر فائز ہوچکی

تھی۔۔۔اس میں اس کی کیا غلطی تھی برہان کو جاذب پر بہت غصہ آرہا تھا یکدم اس کا چہرہ سرخ دیکھ کر وہ جو سہمی کھڑی تھی مزید ہراساں ہوئی۔۔۔۔

اس کے چہرے پر ڈر دیکھ کر برہان نے سر جھٹکا اور ہاتھ پیچھے لے جاکر اپنا ڈریس نکالا جیسے زرش نے ہینگ کیا تھا۔۔۔ایسا کرتے ہوئے وہ بلکل زرش کے نزدیک ہوا تھا کہ اس کی دھڑکنوں کی آواز وہ باخوبی سن رہا تھا۔۔۔

زرش نے زور سے آنکھیں میچیں ۔۔۔۔اس کی قربت سے زرش کو جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ جیسے ہی پیچھے ہوا زرش جلدی سے وہاں سے بھاگی اور کمرے میں آکر گہرے سانس لینے لگی۔۔۔۔

اس کی معمولی سی قربت پر زرش کی جان نکل رہی تھی ۔۔۔۔یہ سر کو اچانک سے کیا ہوا چہرہ کیوں سرخ ہو گیا تھا ان کا۔۔۔وہ خود سے بڑبڑائی جب کھٹکے سے واپس مڑی تو برہان آئینے کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا۔۔۔۔

زرش جلدی سے واشروم بند ہو گئی مبادہ اب برہان کا اگلا سوال یہ نا ہوکہ اب یہاں کیوں کھڑی ہو ۔۔۔۔۔یہ ان دونوں میں ہونے والی دوسری ہم کلام تھی ۔۔۔۔۔جو کہ بی جی کی بدولت ممکن ہوئی تھی ۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شام کا وقت تھا موسم کافی پیارا بنا ہوا تھا اور ایمان تو ویسے بھی ڈھلتے سورج کی دیوانی تھی جب وہ اور سومی آج سمیر کے جلدی گھر آنے پر پرزور فرمائش سے سی سائیڈ آئے تھے ۔۔۔۔۔

سومی اور ایمان دور بیٹھے ریت سے گھر بنا رہے تھے ---جبکہ سمیر اور سجل گاڑی سے ٹیک لگائے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے -----

سمیر بلیک جینز پر وائیٹ شرٹ پہنے سومی اور ایمان کی طرف دیکھ رہا تھا-----

کیا سوچ رہے ہیں سمیر---- سجل اپنے بالوں کو کان کے پیچھے اڑیستی بولی جوکہ ہوا سے اڑ کر چہرے پر آرہے تھے ----

کچھ سوچ رہا ہوں ---

کیا-----!

یہی کہ ایمان اپنے گھر کی ہو جائے گی تو میں کیا کروں گا کیسے اس کے بغیر رہو گا جان بستی ہے میری ----- سمیر شدت سے بولا----

ویسے جیسے میرے مام ڈیڈ رہ رہے ہیں---

پر میں تمہارے ما ڈیڈ کی طرح نہیں ہوں ---

مطلب ؟؟؟

جان من مطلب یہ کہ دو دو بیٹوں کی شادی کرنے کے بعد وہ اب بہو لے کر آئیں گے اس عمر میں وہ پھر سے ماں باپ بننے سے تو رہے ---- سمیر نے شرارت سے بول کر لب دبایا---

تو----؟

تو یہ کہ ہم پھر سے بن سکتے ہیں------

سجل نے گھورا----

گھورو مت مجھے اب چار پانچ بیٹیاں چاہیں تاکہ جب میں ایمان کی شادی کروں تو وہ میرے گھر میں رونق لگائیں-----

وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے پاس کھینچتے بولا----

سجل کی چار پانچ کے نام سے آنکھیں پھیل گئیں----

یہ-جب تم یو آنکھیں پھیلاتی ہو تو دل کرتا ہے کھا جاؤں --- سمیر اس کو گاڑی سے لگائے گردن پر لب رکھتے بولا-----

چار پانچ سمیر؟؟؟؟

کیوں جان کم ہیں ----!

سجل نے گھورا ----جب سمیر دلکشی سے مسکرایا----

لوگ تو پچیس تیس کہتے میں نے تو چار اور پانچ کی فرمائش کی ہے بس -----وہ اس کے نچلے ہونٹ کو انگوٹھے سے رب کرتے بولا----

م مطلب نو؟؟؟

ہاہاہاہا------سمیر نے قہقہہ لگایا----

اب لگ رہی ہو ایس ایس پی سمیر شاہ کی وائف ------سمیر نے مسکرا کر اس کی گال پر لب رکھے -----

کیا کر رہے ہیں -----

پیار ----خمار آلود سرگوشی کی ----

پیچھے ہوں کوئی دیکھے گا تو کیا سوچے گا ---- سجل اس کی انگلیاں کمر پر رینگتی محسوس کر کے دور کرنے لگی -----

کوئی نہیں یہاں سوائے ہمارے اور اس سمندر کے ---

وہ لوگ جہاں تھے وہاں آگے بڑے بڑے پتھر تھے سومی اور ایمان کافی دور پتھر کی سوٹ میں بیٹھے مٹی سے کھیل رہے تھے جبکہ سمیر سجل کو گاڑی کے ساتھ لگائے کھڑا تھا-----

سمیر ہم باہر ہیں----

اس کو خود پر جھکتے دیکھ کر باور کروایا--

اور پھر سمیر کے سینے پھر ہاتھ رکھ کر یہاں وہاں دیکھا تو دور دور تک کوئی نظر نا آیا جب سمیر نے اسے گاڑی سے لگایا اور اس کے لبوں پر جھک گیا-------

سجل نے اس کی شرٹ جو مٹھی میں جکڑا ہوا تھا جب سمیر نے اپنا وزن اس پر ڈال دیا----

سجل کی آنکھیں پھیل گئیں---- اس کے بازوں وہ اپنی گردن میں ڈال چکا تھا اور انہماک سے اردگرد سے بیگانہ اس کے لبوں پر گرفت سخت تر کر چکا تھا---اس کی شدت پر سجل کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گئے پر جیسے وہ تو پیچھے ہٹنا بھول گیا تھا--- سجل نڈھال سے اس کے حسار میں کھڑی تھی وہ اس کی مزاحمت کی تمام راہیں مسدود کیے کھڑا تھا---

کچھ دیر بعد اپنی من مانی کر کے بعد منہ میں جب خون کا ذائقہ گھلا تو وہ پیچھے ہوا اور اس کی گردن پر لب رکھ کر اس کو چھوڑتا ایمان اور سومی کی جانب بڑھا- جبکہ سجل نڈھال سی گاڑی کے ساتھ لگی سانسیں ہموار کرتی اپنے لبوں کو جلتا ہوا محسوس کر رہی تھی----

-------------------

شہلا لان میں بیٹھی تھی جب زوہیب آفس سے گھر آیا---نظر اس پر پڑی تو چہرے پر ناگواریت آئی---

تم میں کوئی حیا نام کی چیز باقی ہے-----؟؟؟

تم سے زیادہ ہے----شہلا تڑخ کر بولی---

اچھا یہ بتاؤ حیا کہتے کسے ہیں---زوہیب ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا کف فولڈ کرتے پوچھنے لگا----

شرم کو----

ایگزیکٹلی-----شرم کو جو تم اپنے اس منحوس ملک میں چھوڑ آئی ہو----

تم کہنا کیا چاہتے ہو آخر ہر وقت میرے ابا بننے سر پر پہنچ جاتے ہو-----اگر تم اپنی حرکتیں درست کرو تو مجھے کوئی ضرورت نہیں تم جیسی بدروح کی شکل دیکھنے کی----

مطلب کیا ہے تمہارا---؟

خود کو دیکھا ہے آئینے میں--ہر وقت اپنی نمائش کرواتی رہتی ہو---اس کی تنگ جینز پر سلیولیس گہرے گلے کا ٹاپ پہنے دیکھ کر وہ غصے سے بولا-----

تمھیں کیوں ہمیشہ تکلیف ہوتی ہے میری ڈریسنگ سے ----!

کیونکہ تم جان بوجھ کر ایسی حرکتیں کرتی ہو کہ لوگ تمہے دیکھیں خود کو پلیٹ میں سجائے پھرتی ہو----

یہ کیا بکواس ہے ----شہلا غرا اٹھی ----

حقیقت ہے تمہاری-- اس گھر میں ملازم بھی ہیں جن کا تم ایمان خراب کر رہی ہو شہلا بی بی ----آج کے بعد اس گند میں تم نظر آئی تو خیر نہیں تمہاری -----زوہیب ملازموں کی نظریں بار بار اس پر اٹھتی دیکھ چکا تھا ----جو دعوت دیتی نظارہ پیش کر رہی تھی ---کہ اس کا دماغ سنسنا اٹھا تھا----

وہ بھڑک کر وارننگ دیتا جھپٹ کر اپنا بریف کیس لیے وہاں سے چلا گیا پیچھے شہلا کھولتی رہ گئی---

جاہل آدمی بڑے آئے تم فیشن ہے یہ دیکھتی ہوں کیسے روکتے ہو تم مجھے سارا موڈ خراب کر دیا کدو نے ----دفعتا فون بجا---

ہیلو-----پھاڑ کھانے والے انداز میں ہیلو کہا----

ہاں آجاؤ گی ----

اوکے -----

یہاں آکر شہلا نے اپنی جیسی ہی دوستیں بنائیں تھیں --- تعلیم اس کی مکمل ہو چکی تھی اور اب وہ اپنے باپ کا بزنس سنبھالنا چاہتی تھی ---جو کہ ابھی پاکستان شفٹ کیا جا رہا تھا---جس میں کچھ وقت درکار تھا تو شہلا رات کو سب سے چوری کلب چلی جاتی اور دیر رات واپس آتی-----اب بھی اس کا یہی پلین تھا----

-----------------------------------

کہاں تھے تم اتنے دن -----

اپن تیرا نوکر نہیں ہے -----شیر ناگواری سے بولا---

کل ایک ایک ڈیل ہونی تھی وہاں بھی پولیس پہنچ گئی----

تو -----

تم لوگ پتا لگاؤ کون ہیں وہ لوگ -----

مطلب -----؟

مطلب یہ کہ شیر شانی ہم نے بہت پتا لگایا ہے پر وہ گینگسٹر اتنے شاطر ہیں کہ جہاں ہمیں سراغ ملتا ہے وہیں سے غائب ہو جاتے ہیں----

بوس اپنا بزنس مسلسل ڈوبتے دیکھ وحشی بنا ہوا تھا جب اس کی بیٹی انجلینا اور میچل نے پولیس کا بتایا---

پہلے تو اس کو شیر شانی پر شک تھا---پر جب میچل نے بتایا کہ وہ سی جی ہیں تو اس کا شک دور ہوا مزید اس سے کہ شیر اس کی بیٹی کے بارے نہیں جانتا تھا----

ہم سے کیا چاہتے ہو----

تم دونوں میرے رائٹ ہینڈ بن جاؤ----؟

شیر شانی نے ایک دوسرے کو دیکھا---اگے پیچھے ان کا کوئی نہیں تھا شیر کو ایمان پسند تھی تو اس کے عیش و آرام کے لیے اب اسے کمانا تھا---

چوری ڈاکہ وہ کرتے نہیں تھے بس غنڈہ گردی تھی اپنا حکم چلانا مارپیٹ یہ ان کی طبیعت کا خاصہ تھی ---دونوں اپنے نام۔کے ایک تھے ----

شانی اوئے---شیر شانی کی طرف ہلکا سا جھکا

کیا----

ہرنی کے لیے اس بڈھے کا رائٹ ہینڈ بننے کے لیے تیار ہوں ----

تو میں بھی پھر اپنی ہرنی پلس غنڈی بھابھی کے لیے تیرے ساتھ ہوں۔ شانی بھی اسی طرح سرگوشی میں بولا ---

جبکہ سامنے بیٹھا بوس کان لگا کر ان کی باتیں سننے کو کوشش کر رہا تھا پر سننے سے قاصر رہا---

ٹھیک ہے ۔ہم تیار ہیں ----شیر اور شانی نے حامی بھر لی ---

گڈ تم دونوں کو میرا آدمی سارا کام سمجھا دے گا آدھا تو تم ویسے ہی جانتے ہو----

اب ہم چلتے ہیں جب ضرورت ہو بلا لینا---وہ۔دونوں ہی سگریٹ کا کش لیتے اٹھے تھے ---

ایمان کا نام لینے کی غلطی وہ شیر کے سامنے نہیں کر سکتا تھا اسے بس مناسب وقت کا انتظار تھا----

انجلینا اس کی بیٹی تھی جو اپنے باپ کے ساتھ تھی اور میچل بھی ان کا خاص آدمی تھا --انجلینا زیادہ باہر ہی رہتی تھی پر اپنے باپ کے بلانے پر وہ ادھر ہی آگئ تھی ---- میچل اور اس کا کام کلب میں آنے والے نوجوان نسل کو ڈرگز کا عادی بنانا تھا اور بہت حد تک وہ کامیاب ہو چکے تھے جب وہ لوگ ان کے بنائے کلبوں میں نشے سے دھت پڑے ہوتے --اس سے ان کا ڈرگز کا دھندہ کافی ترقی کر رہا تھا---جبکہ بوس اسلحہ کی خریدوفروخت کرتا تھا----

احمر پر ہوئے حملے میں یہ ان تینوں کا ہاتھ تھا اب یہ پتا لگانا تھا ان کے ساتھ اور کون شامل تھا -----

---------------------

وائٹ شرٹ اور وائیٹ ہی کیپری پہنے گلے میں پنک دوپٹہ لیے بالوں کی پونی ٹیل بنائے روئ روئی سی آنکھیں اداس سی ماہم قبرستان سے واپس آرہی تھی کہ اچانک گاڑی کو بریک لگائی----

مغرب کا وقت تھا سڑک پر کافی رش تھا جب ایکدم سے کوئی بچہ اس کی گاڑی کے سامنے آگیا ---وہ بچہ کب سے روڈ پار کرنا چاہ رہا تھا کہ تھوڑی دور گاڑی کو دیکھ کر وہ بھاگا جبکہ دائیں طرف آتی تیز رفتار گاڑی نا دیکھ سکا اگر بروقت ماہم بریک نا لگاتی تو تقینا کچھ برا ہو جاتا---

ماہم برقی رفتار سے نکلی-----اس کو دیکھتے دوسری گاڑیاں بھی بریک لگا کر رک گئیں تھی ----

ماہم برقی رفتار سے باہر نکلی---اوربھاگ کر اس بچے تک آئ جو رو رہا تھا----

تم ٹھیک ہو ---- ماہم اس کے پاس آتی اس کا چہرہ تمام کربولی---

اس بچے نے اثبات میں سر ہلایا---

چوٹ تو نہیں آئی--- نہیں وہ روتا ہوا بولا----

ماہم کو بہت کیوٹ لگا جب اس نے اس کے گال پر لب رکھے ----

ایسے سڑک پر نہیں بھاگتے بچے آئندہ خیال رکھنا ---کہاں جانا ہے ---

وہاں اس طرف ----وہ ہاتھ میں چوکلیٹ پکڑ کر اشارہ کرتا بولا--- چلو میں تمہاری مدد کروں ----وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر گاڑیوں کے بیچ سے گرش کر دوسری طرف چھوڑ کر واپس آئی ----دائیں بائیں گاڑیاں شاں شاں کی آواز سے گرز رہی تھیں ---وہ یہاں وہاں دیکھتی اپنی گاڑی کی جانب جانا چاہتی تھی وہ احتیاط سے سڑک پار کرتی یہاں وہاں دیکھ رہی تھی جس سے اس کے بال لہرا رہے تھے اور یہی وقت تھا جب ایک تیز رفتار آتی گاڑی نے اس حسن کے مجسمے کے کو دیکھ کر اس بلکل پاس بریک لگائی --وہ جو اپنی گاڑی سے چند قدم دور تھی ماہم ڈر کر اچھلی----

تمہے تمیز نہیں ہے کیا نظر نہیں آ رہا۔۔۔۔

میچل اس کو دیکھتے گاڑی سے نکل آیا۔۔۔۔

جب اتنی خوبصورت آفت ہو تو کسے تمیز ہو گی میڈم ۔۔۔۔۔

وہ لوفرانہ انداز میں بولا۔۔۔

ڈونکی ۔۔۔۔وہ بڑبڑائ اس وقت اس کا دل بہت اداس تھا وہ بس گھر جانا چاہتی تھی جیسے ہی پلٹی اس کے ساتھ اس کے بال بھی جھولتے ہوئے دائیں کندھے کے سامنے آئے جس سے شفاف گردن پر بنا تل صاف نظر آیا۔۔ میچل کی نظر اس کی گردن کے بلیک تل پر ٹھہر سی گئ۔۔۔

جبکہ ماہم اب گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ چکی تھی ۔۔۔

میچل کیسے بھول سکتا تھا اس لڑکی کو ۔۔۔۔۔۔

وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ۔ماہم گاڑی ریورس کرتی اس کے پاس سے گزری۔۔۔۔

میچل بھی بھاگ کر گاڑی میں بیٹھا اور کچھ فاصلے سے اس کا پیچھا نے لگا۔۔۔۔

------------

قبرستان سے ماہم درانی مینشن جانے کی بجائے اپنے گھر آگئ تھی ---اس گھر میں اس کی خالہ کی یادیں تھیں جن کو پھر سے جینا چاہتی تھی ---سات سال کی تھی ماہم جب صبا بیگم کے پاس آئی اور صبا بیگم نے ماں کی طرح پیار دیا تھا کسی چیز کی کمی نا ہونے دی ماں سے بڑھ کر پیار دیا اتنا کہ جلد ہی وہ اپنے ماں باپ کی موت کا صدمہ بھلا چکی تھی پر ایک کسک دل میں باقی تھی -----

وہ صبا بیگم کے کمرے میں گئی آنسوں تواتر گالوں کو بھگو رہے تھے ---اس نے وارڈروب کھولی اور صبا بیگم کا سلیقے سے ہینگ کیا ایک ڈریس نکالا اور خود میں بھینچے ہچکیوں سے رونے لگی --اس وقت وہ بھول چکی تھی کہ وہ کسی کے نکاح میں ہے ----کوئ اس کے ساتھ ہے وہ اکیلی نہیں ہے اس کا سائبان اس کا محرم اس کا ہمسفر جو اس کو دنیا میں اکیلا نہیں چھوڑے گا ---

احمر برھان بے شک بھائی تھے پر محرم اس کا شوہر حسان تھا صبا بیگم کے غم میں اس کے زہن میں ایک بار بھی نہیں آیا کہ اس کا نکاح ہو چکا ہے یا شاید تب وہ صدمے تھی یا پھر ان پر دونوں صورتوں میں وہ یہ بات بھلائے بیٹھی تھی -----

وہ اس ڈریس کو واپس رکھ کر بیڈ پر آئی اور سائیڈ ٹیبل سے صبا بیگم کی تصویر اٹھا کر چومتی سینے سے لگا گئی---

خالہ جانی آپ نے اچھا نہیں کیا----

آپ سب مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔میرا کسی کو خیال نہیں ۔۔۔۔سب چلے جاتے ہیں۔۔۔میں نہیں ہوں بہادر ۔۔۔کیسے برداشت کر لوں ۔۔۔

ماما بابا گئے پھر خالو ہمیں اکیلا کر گئے اور اب آپ ۔۔۔۔۔

وہ سسکیاں لیتے وجود کے ساتھ سمٹ کر لیٹ گئی۔۔۔۔۔

ماہم اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھی ۔۔۔۔اس کا باپ صمد صاحب وکیل تھے اور ماہم کی والدہ ہاؤس وائف تھی ۔۔۔چھوٹی سی فیملی تھی سب کچھ ان کا ماہم تھی ان کی دنیا ان کا سکون ماہم میں تھا سب ہیپی خوشی زندگی بسر کر رہے تھے کہ پھر ان کی زندگیوں میں اچانک سے طوفان آیا جو سب بہا لے گیا۔۔۔ماہم سکول تھی گھر اس کی والدہ تھی جب ظالم آئے اور پہلے بے دردی سے ان کو مارا پھر صمد صاحب کو وہ آفس سے گھر آئے تھے کچھ ضروری کاغذات لینے پر جیسے ہی وہ گھر آئے قیامت آئی ہوئی تھی ۔۔۔ ظالموں نے ان کے سینے میں بھی گولیاں اتاری دیں اور نتیجہ جو فائل صمد صاحب لینے آئے تھے جو کیس وہ خود اوپن کروا رہے تھے اور خود لڑنے والے تھے اس کیس میں کہ ان کے ایکشن لینے سے پہلے ہی بوس اور اس کے آدمی پہنچ گئے اور ان کو بے دردی سے مار کر ان کے وہ کاغذات جو ثبوت تھے وہیں جلا ڈالے تھے اور قہقہہ لگاتے ہوئے وہاں سے نکل گئے۔۔۔۔۔

اس واقع کے بعد صبا بیگم ماہم کو اپنے ساتھ لے آئی تھی اس کی خالہ خالو کی کوئی اولاد نہیں تھی تو ماہم کو اپنی بیٹی بنا لیا تھا ماہم سارا سارا دن اداس رہتی اپنے ماما بابا جو یاد کر کے روتی تھی وہ بہت چھوٹی تھی صبا بیگم کے شوہر نے صبا بیگم کو بتانے سے منع کیا تھا کہ ان کی موت کیسے ہوئی۔۔۔وقت کا کام ہے گزر جانا اور

وہ بیت گیا ماہم اٹھارہ سال کی ہوئی جب اس کے خالو جو کہ آرمی میں تھے انہوں نے ساری سچائی ماہم کو بتا ڈالی جسے سن کر ماہم ایک بار پھر ٹوٹی تھی پر پھر بدلے کی آگ اس کے دل میں بھڑک اٹھی تھی اس نے اپنے خالو سے کہا کہ وہ آرمی میں جانا چاہتی ہے جس پر وہ مان گئے پر صبا بیگم کافی دن خفا رہی تھی کہ ان کی ایک ہی بچی ہے وہ بس اس کو آنکھوں کے سامنے دیکھنا چاہتی تھی پر پھر ماہم کی پر زور زد پر وہ مان گئی---اس کے خالو نے بوس کے متعلق کافی انفارمیشن دیں تھیں اور یہ بھی کہ وہ اب کافی طاقتور بن چکا ہے اس سے پکڑنا آسان نہیں پر ماہم ڈرنے والی نہیں تھی وہ اس بوس کی آنکھیں نوچ دینا چاہتی تھی وہ ہاتھ کاٹ دینا چاہتی تھی کہ ایسا سوچتے ہوئے وہ انتہا کی سفاک لگتی تھی---اس کے خالو نے ماہم کو آرمی جوائن کروا دی وہاں اس کی ملاقات احمر اور حسان سے ہوئی تھی تب ان کی کافی اچھی دوستی ہو گئی ---ماہم چھٹی پر گھر آئی تھی جب اس کے خالو کسی آپریشن کے دوران شہید ہو گئے---وہ اور اس کی خالہ تنہا رہ گئیں ---- ماہم سیکریٹ ایجنٹ تو بن گئی تھی پر ساتھ اس نے ایڈمیشن بھی لے لیا احمر حسان بھی پیش پیش تھے ---وہ دونوں صبا بیگم سے ملنے آتے تھے ----ماہم سیکریٹ ایجنٹ تھی پر وہ دونوں ایس ایس جی کمانڈوز تھے -- صبا بیگم احمر کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی وہ تو ان کی دوست کا بیٹا تھا احمر نے ان کو وجاہت صاحب یا برھان کو بتانے سے منع کیا تھا---اس لیے یہ راز صرف چند گنے چنے لوگ ہی جانتے تھے -----

اور اب صبا بیگم بھی چھوڑ کر چلی گئیں وہ شروع سے ہی حسان کو ماہم نے لیے پسند کرتی تھی اس کی شوخ طبیعت ہنسی مزاق کی وہ دیوانی تھی احمر تو بہت کم آتا تھا پر حسان اکثر آتا جاتا رہتا اور جب حسان آتا تو صبا بیگم کی ساری توجہ اس پر ہو جاتی جس کی بنا پر حسان اور ماہم کی زبردست قسم کی لڑائی ہوتی تھی کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ ایس ایس جی ہیں ان کی لڑائی اتنی ہوتی کہ وہ ایک دوسرے کے بال نوچنے کے در پر آجاتے پھر صبا بیگم کی ڈانٹ ڈپٹ پر وہ اپنی دشمنی کو خیر آباد کہہ کر پھر واپس سے دوست بن جاتے کہ

لڑائی پھر بھی جاری رہتی خالہ مجھ سے زیادہ پیار کرتی خالہ مجھ سے زیادہ پیار کرتی ----وہ ماہم کو اتنا زچ کرتا کہ وہ کبھی کبھی تو اس کو گھر سے دھکے دے کر نکال دیتی اور پھر ایک لمبا لیکچر تیار ہوتا----

حسان کو صبا بیگم اپنی ماں کی طرح عزیز تھی اس لیے توان کے کہنے پر وہ ماہم سے نکاح کر چکا تھا----

ماہم روتی آنکھوں اور مسکراتے لبوں سے سوچ رہی تھی کہ وہ دن کتنے اچھے تھے رات ہو چکی تھی اور ماہم تنہا بیڈ پر لیٹی گزرے دن یاد کر رہی تھی ---جب ایک کھٹکا سا محسوس ہوا پر وہ سر جھٹک کر چہرہ تکیے میں چھپا گئی----

نقاب پوش آدمی ہاتھ میں پسٹل لیے چکنا ہو کر چاروں طرف نظر دوڑا رہا تھا ہر گھر بلکل خالی تھا----وہ بنا آہٹ پیدا کیے ایک ایک کمرا دیکھ رہا تھا گھر اتنا بڑا نا تھا----چھوٹا سا سٹائلش گھر تھا تین کمرے نیچے تھے اور دو اپر تھے ---ایک کیچن لاؤنج ڈرائیونگ روم تھا----

وہ پورا گھر دیکھنے کے بعد کیسی کو موجود نا پاکر اس کمرے کے سامنے کھڑا ہوا اس کمرے کی لائٹ جل رہی تھی اور اندر سے سسکیوں کی آواز آرہی تھی -----اسے پتا اندر موجود وجود کون ہے وہ باہر گاڑی دیکھ چکا تھا اور جتنی دیر گھر سے دور نظریں اس گھر ہر ٹکائے رات ہونے کا انتظار کر رہا تھا---

میچل نے ٹھاہ کی آواز سے دروازہ دھکیلا----

کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا بے بی کو ------

نقاب پوش آدمی مکروہ قہقہہ لگاتے بولا-------

آہہ -----

ماہم کی بے ساختہ چیخ نکلی--وہ تکیے میں چہرہ چھپائے رو رہی تھی کہ اچانک بھاری بوٹوں کی آواز اور دھاڑ پر وہ اچھل پڑی---

کون ہو تم اور اندر کیسے آئے -----؟

اس آدمی کی غراہٹ اور قہقہہ پر ماہم ڈر کر اٹھ بیٹھی---

میں کون ہوں وہ تم پتا لگاؤ اور اندر کیسے آیا یہ تمہاری اس خوبصورتی کا کمال ہے --- میچل آنکھوں میں شیطانیت لیے ماہم کے سراپے پر گہری نظر ٹکائے بولا----

اس نے لپک کر بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے اپنی گن اٹھانا چاہی ہی تھی کہ میچل اس کی کوشش ناکام بناتے ایک ہی جست میں اس تک پہنچا اور گن کھینچ کر دور پھینک کر ایک زور دار تھپڑ ماہم کے چہرے پر مارا تھا--

یو بچ--تمہیں تو آج میں ایسا نوچوں گا کہ خود سے نفرت کرنے لگو گی ---اس نے ماہم کو بیڈ پر دھکا دیا تھا----

اسے اپنے اردگرد خطرے کی گھنٹیاں محسوس ہوئیں وہ کوئی وار کرتی کہ میچل اپنی پسٹل کو اس کے ماتھے کی درمیان میں رکھ کر اس پر جھکا-----

وہ جیسے ہی جھکا ماہم نے ایک زور دار مکہ اس کے پیٹ میں مارا کہ وہ کراہ اٹھا اس کے کراہنے پر ماہم نے اب کی بار اپنی ٹانگ اٹھا کر اس کی ٹانگوں پر ماری کہ وہ زمین گر پڑا جب ماہم نے اس پر مکوں ٹھوڈو کی برسات کر دی ----

گالی رک---اس کو رکتے نا دیکھ کر میچل نے پاؤں پکڑ کر اپنے سے کچھ فاصلے پر گرایا اور پھرتی سے اٹھ کر پسٹل اس پر تان دی ----ماہم کمر کے بل فرش پر گری کی زور دار چیخ اس کے منہ سے نکلی نکلی---

ماہم۔ اسے اتنا مار چکی تھی کہ اس کی ناک منہ سے خون نکل رہا تھا اور نقاب بھی ہٹ چکا تھا -----وہ دیکھ کر ششدر رہ گئی کہ یہ وہی آدمی تھا جو روڈ پر اس کے سامنے آیا تھا---

بکواس کر کتے کون ہے تو ---ماہم بنا ڈرے دھاڑی تھی---

چیونٹی کی طرح ہو تم مسل کر رکھ دوں گا تجھے بے بی---

میں تیرا دشمن ہوں اور اب سے تیرا چاہنے والا---

رکھیل بنے گی میری ---وہ اپنا بھاری بوٹ میں مقید پاؤں اس کے نازک ہاتھ پر رکھ کر دباؤ بڑھاتے بولا کہ ماہم کی چیخ نکلی----

میچل نے اس کا ہاتھ کچل کر اس کو بالوں نسے کھڑا کیا ---درد سے ماہم کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں---کھینچا تانی میں اس کے بال بھی بکھر چکے تھے ---اور دوپٹہ بھی بس گرنے والا تھا ہاتھ اس قدر کچلا گیا تھا کہ وہ کوئی حرکت بھی نہیں دے پا رہی تھی ---

سالی ہاتھ اٹھائے گی مجھ پے اتنی ہمت تجھ میں اب مزہ چکھ---کہتے ساتھ ہی میچل نے اس کے چہرے پر دائیں بائیں تھپڑ مارنا شروع کر دیے-----

ماہم کی دماغ کی رگیں ہل گیئں اور ہونٹ کا کنارہ پھٹ کر خون ٹھوڈی تک لمبی لکیر کی طرح نکل آیا---

تو پہلی نظر میں ہی مجھے خطرناک اور دل پسند لگی تھی اب تو دل بہلائے گی میرا -----پہلے تو میں تجھے ایسا سیدھا کروں گا کہ اگلی بار میچل نام سے بھی کانپ جائے گی ----- میچل اس کے لڑکھڑاتے وجود سے دوپٹہ کھینچ کر زمین پر پھینکتا اس کی طرف بڑھا ---

ماہم جو سن دماغ سے کھڑی تھی اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں ----

اس نے یہاں وہاں نظر دوڑائیں تو اسے واز نظر آیا ----لمحے میں وہ واز اٹھا کر اس پر دے مارا کہ میچل نے بچنے کے لیے سر سائیڈ پر کیا لیکن وہ شیشے کا واز زور سے اس کی کندھے پر لگا --

ماہم اس کو چیختا دیکھ کر ڈوپٹہ زمین سے اٹھا کرہاتھ میں لپٹ کر بھاگی ----

ہڑبڑی میں وہ چابیاں اٹھانا تو بھول ہی گئی تھی ----

اس وقت وہ اس کا مقابلہ نہیں کر پارہی تھی مقابل کے ارادے بہت خطرناک لگ رہے تھے ----

ہاتھ میں کمر میں اور سر میں شدید درد باٹھ رہا تھا ایسے لگ رہا تھا کہ بال جڑ سے اُکھڑ گئے ہوں چہرہ سوج چکا تھا ---وہ تیزی سے باہر نکلی پر مین دروازے سے نکلنے سے پہلے ہی میچل نے اس کو پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا -----

اہہہہ چھوڑو مجھے ورنہ میرے دوست تیری بوٹی بوٹی کر دیں گے کمینے انسان ------وہ حسان اور احمر جا حوالہ دیتی بولی----

ماہم بھپھر کر پھر سے اس پر وار کرتی کہ کہ میچل نے وہ ہاتھ پکڑ کر مروڑا کہ تکلیف سے ماہم سنسنا اٹھی ----جب میچل نے اسی دوپٹے سے اس کی ہاتھ باندھے ----ماہم نے پاؤں سے مارنا چاہا پر شدید درد میں اور مسلسل چکراتے سر سے وہ اپنا بچاؤ نہیں کر پا رہی تھی پچھلے چار دنوں سے وہ بس ایک وقت کا کھانا زہر مار کر کھا رہی تھی اور اب اسے کمزوری محسوس ہو رہی تھی ----

میچل اس کو گھسیٹ کر واپس اسی کمرے میں لایا-----وہ-آیا تو ماہم سے پوچھنے تھا کہ وہ کون ہے وہ اس سے ساری تفصیل لینا چاہتا تھا پر اس گھر میں ماہم-کو اکیلا پاکر اور کچھ اس کے حسن کو دیکھ کر وہ پاگل سا ہو گیا تھا وحشی درندہ بن کر اسے نوچ لینا چاہتا تھا ماہم کو اس پورے گھر میں تنہا دیکھ کر اس کا ایمان بے ایمان ہوا تھا اس کا ارادہ ماہم کو ساتھ لے جانے کا بنا تھا-- اس کے رونے سے اسے خیال آیا تھا کہ وہ اس گھر میں اکیلی رہتی ہے ایک شاطر مسکراہٹ اس کے لبوں پر چھائی تھی وہ انگریزی لب و لہجے والا میچل ماہم کو قید کرکے اپنے ساتھ لے جانے والا تھا پر پہلے نوہ اپنی حوس پوری کرنے کے ارادے سے اسے گھسیٹ کر اسی کمرے میں لے آیا اور بیڈ پر پھینک کر کمرے کا دروازہ بند کیا-----

ماہم کی آنکھیں پھیلیں اس کے ارادے جان کر اس کا دل خوف سے تیزی سے دھڑکنے لگا اس نے ایک بے بس نظر کمرے کے بند دروازے پر ڈالی---

چھوڑو مجھے ----کمینے انسان ۔ خبردار اگر میرے قریب آئے تو---وہ چکراتے سر کے ساتھ بمشکل خود کو گرنے سے بچاکر اٹھ کھڑی ہوئی جب میچل کا ایک بار پھر سے اٹھا ہاتھ اس کی بچی کچھی ہمت بھی کھینچ لی ----وہ لہرا کر بیڈ پر گری اور ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی-----

میچل آنکھوں میں شیطانیت اور مکروہ مسکراہٹ لیے اس کو دیکھتا جھکا----

افففف بے بی بہت ڈسٹرب کیا تم نے اب میری باری ---کہتے ساتھ ہی وہ اس اس کے وجود کو جھٹکے سے سیدھا کرتا اپنی گندی نظروں سے دیکھ رہا تھا جب ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے گال کو چھوا تھا------

اور مزید پھیلتا انچ بھر کے فاصلے پر اپنا چہرہ اس کے چہرہ کے قریب کیا--------

----------

اس سے پہلے کہ وہ جھکتا کوئی دھاڑ سے دروازہ کھولے اندر آیا----

نقاب پوش آدمی کو ماہم پر جھکا دیکھ کر حسان کی رگیں تن گیئں اور آنکھوں میں خون اتر آیا----

حسان کو دیکھ کر میچل جلدی سے دور ہوا----

کون ہو تم ---حسان نے پسٹل نکالی جو ہر وقت اس کے اور احمر کے پاس ہوتی تھی ----او تو تم ہو گینگسٹر------

میچل اس کی جانب دیکھ کر فاتح مندی سے بولا -----پر حسان کا چہرہ دیکھنے سے محروم رہا تھا----

اس کی بات پر حسان کو گڑبڑ کا احساس ہوا --- تو کیا وہ ان تک پہنچ گئے تھے پر سد شکر کہ جب آیا تھا تو اس نے اندر سے آوازیں سنی تھیں اس نے فوراً اپنا چہرہ چھپایا وہ جیسے ہی دروازے کے قریب پہنچا اندر سے چیخنے چلانے کی آوازیں ختم ہو گیئں تھیں -----

اس نے استہزائیہ مسکراتا ہوا پیچھے کی جانب قدم اٹھائے حسان کی نظریں بیڈ پر پڑی ماہم پر تھیں جس کی حالت کافی ناسازلگ رہی تھی اسی بات کا فائدہ اٹھا کر اس نے کھڑی سے چھلانگ لگائی کہ اسی لمحہ حسان نے فائر کیا تھا کہ آگ کا گولہ اس کے کندھے میں پیوست ہوا اور اور وہ نیچے جا گرا ----

حسان بھاگ کر کھڑی کی جانب آیا جب میچل کو کندھے پر ہاتھ رکھا دیکھ بھاگتے پایا۔۔۔اس نے کھڑکی سے ہی دوسری بار گولی چلائی جو اس کی ٹانگ میں پیوست ہوئی پر وہ ڈھیٹ بنا درد برداشت کر کے بھاگتا رہا۔۔۔۔

حسان نے ایک نظر ماہم پر ڈالی اور خود بھی نیچے کود گیا۔۔۔

اس کے بھاگنے تک میچل گیٹ سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

حسان بھی اس کے پیچھے لپکا۔۔۔ میچل روڈ پر ٹانگ گھسیٹ کر بھاگنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا جبکہ اس سے کچھ فاصلے پر حسان تھا وہ اسے زندہ پکڑنا چاہتا تھا جب ہی اس کو رکنے کا بول رہا تھا۔۔۔۔اس سے پہلے حسان اس کو گردن سے دبوچتا ایک تیز رفتار گاڑی میچل کے پاس آکر رکی اور لمحے میں اس کو اندر کھینچ کر اسی سپیڈ سے آگے بڑھی گئی۔۔۔۔۔

شٹ۔۔۔۔ حسان اس کو فرار ہوتا دیکھ لب بھینچ کر رہ گیا اور قدم واپسی کی جانب اٹھائے۔۔۔۔۔۔

ماہم ماہم۔۔۔۔اٹھو یار۔۔۔ ماہ۔۔۔کیوں تنگ کر رہی ہو دیکھو ٹھیک ہو تم میرے ہوتے ہوئے کوئی تمہیں چھو بھی نہیں سکتا اور جس نے یہ حرکت کی ہے اسے میں عبرت کا نشان بنا دوں گا۔۔۔۔حسان پھنکارا تھا اس کا خون کھول اٹھا تھا کہ اگر احمر اسے نا بتاتا کہ ماہم ابھی تک گھر نہیں آئ تو وہ یہاں آتا ہی نا اور پھر آگے جو ہوتا یہ سوچ کر ہی حسان کا دل انہونی کے خوف سے دھڑکا تھا۔۔۔۔۔

حسان نے نیچے زمین سے پڑا دوپٹہ اٹھایا اور اس کے گرد لپیٹا۔۔۔وہ ماہم کو اس حالت میں ہوسپیٹل لے کر نہیں جانا چاہتا تھا۔۔ اس کا چہرہ سوج چکا تھا اور چہرے پر انگلیوں کے نشان تھے جو کہ اب نیلے پڑ چکے تھے۔۔۔۔۔

ہونٹ پھٹا ہوا تھا لباس بکھرا اور آستین بھی پھٹی ہوئیں تھیں کھینچا تانی میں اس کے بازو پھٹ چکے تھے ۔۔۔اور ایک ہاتھ بھی شدید زخمی تھا۔۔۔۔۔

اس کی حالت دیکھ کر حسان تڑپ اٹھا۔۔۔۔۔وہ اس کی دوست تھی اور اب تو اس کی شریکِ حیات تھی اور اس کی یہ حالت حسان کو تڑپا گئی تھی ۔۔۔۔

ماہ اٹھو یار ۔۔۔وہ بیڈ پر بیٹھ کر اسے کمر سے پکڑ کر خود میں بھینچ کر بولا۔۔۔۔۔یہ سچ ہے کہ اسے ماہم سے کوئی محبت نہیں تھی وہ اس کو دوست مانتا تھا پر اس وقت وہ کوئی جنونی لگ رہا تھا کہ اگر وہ میچل اس کو لے جاتا یا کچھ ہو جاتا تو وہ کیا منہ دیکھاتا۔۔۔صبا بیگم تو اپنی بیٹی اس کو سونپ کر گئی تھی بیوی تھی وہ اس کی اس کا خیال رکھنا اس پر فرض ہو چکا تھا۔۔۔۔بیوی لفظ پر ہی حسان کا دل دھڑکا تھا بے ساختہ اس نے لب اس کے بالوں پر رکھے ۔۔۔۔۔۔

وہ احتیاط سے اسے اپنی باہوں میں اٹھا کر اس کے کمرے میں لے آیا۔۔۔۔

حسان نے اس کو بیڈ پر لیٹایا جب اس کی شرٹ ماہم نے مٹھی میں پکڑ کر جھٹکا دیا۔۔وہ اسے خود سے دور رہنے سے بعض رکھ رہی تھی ماہم شاید اسے میچل سمجھ رہی تھی ----ریلیکس ماہ میں ہوں ۔وہ اس کو پرسکون کرنے لگا ---ماہم نیم وا آنکھیں کھلتی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی ----پر زیادہ دیر وہ دیکھ نا سکی بس حسان کی دھندلی سی شکل نظر آئی کہ وہ پر سکون ہوتی پھر سے بے ہوش ہو چکی تھی -----

حسان اس کو ایک نظر دیکھ کر اس کے کمرے سے فرسٹ ایڈکٹ ڈھونڈی اور پھر جلدی سے اس کے پاس بیٹھ کر اس کے زخم صاف کر کے دوا لگائی---اب مسئلہ اس کے کپڑوں کا تھا کہ ماہم کو جب ہوش آئے گا تو پتا نہیں کیا سوچے گی ابھی تو وہ بے ہوشی میں تھی پھر اپنی حالت دیکھ کر پتا نہیں کیسا ری ایکٹ کرے۔حسان نے لب دانتوں میں دبایا---اور پھر کچھ سوچ کر اس کی وارڈروب کی جانب بڑھا اور اس کا ڈریس نکال کر واپس آیا ----

ماہم ----چندہ----

حسان نے پچکارتے ہوئے اسے ہوش دلانا چاہا---

ہےےے مہینہ جواب دو یار -----

ماہ -----

اپنے کانوں میں مانوس سی آواز سے اس نے آنکھیں کھولیں تو حسان کو خود پر جھکے پایا-- بار بار کمزوری اور نقاہت سے وہ ہوش کھو رہی تھی پر مضبوط عصاب کی مالک تھی کافی ٹرینگ کی ہوئی تھی کہ بیہوشی میں بھی اپنے ہواس بہال رکھنا اسے آتے تھے ---

اٹھو ماہم۔مہینہ کیوں پریشان کر رہی ہو یار--- حسان مصنوعی غصے سے آنکھیں دیکھاتا بولا----

ماہم کے لبوں پر بھولی بھٹکی مسکراہٹ بکھر گئ---

مسکرا لو مسکرا لو گن گن کر بدلے کوں گا تم سے ---- بھوتنی کہیں کی ---

حسان عورتوں کی طرح ہاتھ نچا نچا کر بولا---

ماہم نے ناک چڑھائی----

اٹھو----

ماہم نے دیکھا حسان کو پاس دیکھ کر کچھ اسے ڈھارس ملی تھی کہ وہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی ---

یہ لو چینج کرو----

ماہم نے اٹھنے کی کوشش کی پر بیکار---ناچار حسان نے اسے گود میں اٹھایا--ماہم سٹپٹائی-----وہ اترنے کی کوشش میں ہاتھ پاؤں چلانے لگی---کیا کر رہی ہو---اگر اب ہاتھ پاؤں چلائے نا تو ادھر ہی پھینک دوں گا---

ماہم سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیر کر اسے گھورتی رہی گئی---

حسان نے اسے ڈریسنگ کے سامنے اتارا اور ڈریس دے کر چینج کرنے کا کہا----

وہ چینج کر کے آئی تو ویسے ہی گود میں اٹھا کر بیڈ پر لایا اور اسے لٹا کر کیچن میں گیا پر وہاں کھانے کو ایسا کچھ نہیں تھا کہ ماہم کو دے سکے چار دنوں سے گھر بند پڑا تھا ملازمہ کو چھٹی دے دی تھی اس لیے حسان نے کال کر کے کچھ آڈر کیا اور واپس اس کے پاس آیا جو آنکھیں موندے لیٹی تھی----حسان بیڈ پر کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا اور اس کی حالت دیکھ کر ایک فیصلہ کیا تھا جس سے اب احمر کو آگاہ کرنا تھا----

---

ایمان چھت پر کھڑی ٹھنڈی ہوا کو اپنے اندر اتار رہی تھی سوچوں کا رخ احمر کی جانب تھا جس نے سختی سے منع کیا تھا باہر جانے سے---ایمان کو اس پر سخت غصہ آرہا تھا اتنے دن ہوگئے وہ یونی نہیں گئی زرش کی تو شادی ہو گئی تھی اور اسے چھوٹی کیے دو ہفتے گزر چکے تھے----

پتا نہیں کیا سمجھتا ہے خود کو---نام کا انگریز نہیں حرکتیں بھی ویسی ہی ہیں---شکل بھی انگریزوں والی ہے افففف ایسے دیکھتا ہے جیسے ابھی کھا جائے گا---بھورا بلا---مجھے پر رعب جھاڑتا ہے میں کیوں ڈر رہی ہوں اس سے صبح جاؤں گی یونی اس کی وجہ سے اپنا مستقبل نہیں خراب کر سکتی----پاگل آدمی----

وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے سیاہ آسمان میں چمکتے چاند کو دیکھ کر بول رہی تھی جیسے چاند سے احمر کی شکایت لگا رہی ہو----

ریڈ کلر میں وہ ریڈ ہی شفون کا دوپٹہ لیے بالوں کا میسی جوڑا بنائے دمکتی رنگت کے ساتھ چاند کو تک رہی تھی ---

جب پیچھے سے کسی نے اسے اپنے حسار میں لیا اور اپنے دونوں بازو اس کے گرد لپیٹ کر پشت سینے سے لگائے اس کے شانے پر لب رکھے ---

ایمان ہڑبڑا کر پلٹنے لگی پر احمر نے کوشش ناکام بنا دی---وہ-جو کسی کے حسار میں خود کو پاکر کر مچل اٹھی تھی کہ مخصوص خوشبو ناک کے نتھنوں سے ٹکرائی تو پرسکون ہوئی----

کافی شکایت جمع کر رکھی ہیں میری کالی بلی نے ----احمر سرگوشی میں گھمبیر آواز میں بولا اور ساتھ ہی اس کی کان کی لو کو لبوں سے چھوا----

ایمان دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے حسار میں کھڑی اپنی دھڑکنوں کو تیز ہوتا محسوس کر رہی تھی ----

نن نہیں تو ----

اچھا تو ابھی کیا کہہ رہی تھی کہ شکل سے انگریز ہوں ---دیکھتا ایسے ہوں کہ کھا جاؤں گا---رعب جھاڑتا ہوں ---اور پاگل آدمی بھی ہوں۔اور اب میری مولانی سائیں کیوں ڈر رہی ہے اپنے مجازی خدا ----ایسا کیا---؟؟؟

احمر اس کو مزید خود میں بھینچے لب اس کے کان پر رکھے سر گوشی میں پاز پرس کرتا اس کی جان لینے پے تلا تھا جبکہ اس کی قربت پر ایمان سرخ ہوتی اپنے گرد لپٹے اس کے ہاتھ ہٹانے کی کوشش میں لگی تھی ----

جواب دو مولانی ----اور یہ گستاخی کرکے اپنے سر مصیبت لو گی وہ اس کی مزاحمت پر وارن کرتے بولا----

ایمان سانس روک گئی ----

جب احمر نے اس کے ہاتھوں میں میں اپنے ہاتھ کی انگلیاں پھنسائیں----

میں نے کک کب کہا----

ابھی کوئی بڑے انہماک سے مجھ میں برائیاں نکال رہی تھی ---

کون----؟

احمر نے خاموشی سے اس کے سر کو دیکھا اور بال جوڑے سے آزاد کروا کر ان میں چہرہ چھپایا----

ایمان کی اس کی قربت پر جان نکلی جا رہی تھی اور وہ بے حس بنا اسے مزید خود میں بھینچے جا رہا تھا ----جیسے وہ ایمان کو خود میں جذب کر لینا چاہتا ہو----اسے خبر بھی نا ہوئی جب ایمان اس کے دل و دماغ پر سوار ہو

چکی تھی---وہ جو کل تک محض بدلہ لینے کے در پے تھا آج سب بھول گیا تھا اس کے مطابق اس پر مولانی نے کوئی دم کیا تھا یا وہ جادوگرنی تھی جو اس کو اپنے سحر میں جکڑ چکی تھی اگر وہ اس کے سحر میں جکڑا گیا تھا تو وہ اس کو خود میں جکڑ لینا چاہتا تھا---آخر بدلہ تو لینا تھا وہ بھی احمر درانی تھا--اگر اس کی مولانی جادو کرے گی تو وہ اس کو بھی اسی جادو میں ڈال دے گا کہ اس کے بنا سانسیں لینا بھی تصور نہیں کرے گی جیسے وہ نہیں کر پا رہا تھا-----

سائیں شرافت سے بولو زرا کیا کیا برائی دیکھتی ہے مجھ میں----

احمر بھاری بوجھل آواز میں رعب اور تحکم سے کہہ رہا تھا--کہ جیسے ایمان کچھ کہے گی وہ ویسی ہی سزا دے گا پر اس بار طریقہ مختلف ہوگا-----

آپ میں کیابرائ ہے !!ایمان انجان بنتی حلق تر کرتے بولی---

ہمم بولو-----وہ اس کے بالوں کی خوشبو کو خود میں سماتا فقط اتنا ہی بول پایا---

وہی جو آپ نے سنی -----ایمان مسکراہٹ دباتی منمنائ-----

اچھا تو مجھ سے چلاکی---اس کے لہجے میں چھپی شرارت پر احمر نے اس کے بالوں کو مٹھی میں لیے سر پیچھے کیا---

افففف کیا رہے ہو جنگلی بلے چھوڑو میرے بال ----ایمان تکلیف سے بولی----

اور کیا کیا میری شان میں بولتی ہو؟

وہ اس کے بالوں پر گرفت ہٹا کر اس کا رخ اپنی جانب کرنے کے لیے اس کو اپنی طرف گھمایا اور دونوں ہاتھ اس کی کمر پر باندھ کر اپنے قریب تر کیا۔۔۔

ایمان کھلے بالوں میں آنکھوں میں غصہ لیے خونخوار شیرنی بنی احمر کے دل کی دنیا اتھل پتھل کر گئی۔۔۔

دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں بنا پلک جھپکائے دیکھ رہے تھے ۔۔۔ایک میں غصہ تھا تو دوسرے کی آنکھوں میں محبت کا خمار تھا۔۔۔۔ایمان زیادہ دیر دیکھ نا پائی اور نظریں جھکا گئی۔۔۔۔

احمر نے اس کی ٹھوڑی کو دو انگلیوں سے اپر کیا ایمان کی نظریں ہنوز جکھیں ہوئیں تھیں ۔۔۔

احمر اس کی شکایتوں پر مسکراہٹ دبائے بولا۔۔

سائیں ۔۔۔۔۔تم پر میرا حق ہے جو رعب جماتا ہوں اور یہ اختیار میں تمہیں بھی نہیں دیتا کہ میرے حق پر حق جماؤ ۔۔۔اور انگریز ہوں جیسا بھی ہوں اپنی مولانی کا ہوں ۔۔۔وہ جذب کے عالم میں پیشانی اس کی پیشانی سے ٹکرائے سرگوشی میں بول رہا تھا۔۔۔ مولانی میں نے کبھی کسی کو نظر بھر کر نہیں دیکھا جس پر میرا حق ہے جو میری ہے ان کو دیکھنے چھونے سے مجھے کوئی روک نہیں سکتا تم بھی نہیں تمہیں دیکھتا ہوں تو تمہیں لگتا کھا جاؤں گا تو میں واقعی تمہیں کھانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔۔۔

اس نے زومعنی بھاری گھمبیر آواز میں بول کر اسے مزید قریب کیا اور اس کی ٹھوڈی پر لب رکھ دیے۔۔۔۔ایمان اس کی حرکت پر آنکھیں پھیلائے ایک جگہ سٹل ہو گئی۔۔۔۔۔احمر کی سرگوشی اس کا لمس اس کی سرگوشیوں میں چھپی جنونیت ایمان کو مزاحمت کہاں کرنے دے رہی تھی اس پر تو انکشاف ہو رہے تھے اور یہ انکشاف اس کے لیے حیرت کا باعث تھے ۔۔۔۔

تمہیں مجھ سے ڈرنا چاہیے حجابن ۔۔۔۔کیونکہ میں واقعی ہی پاگل ہوں صرف تمہارے لیے ۔۔۔۔وہ اس کی ہر شکایت ہر سوال پر جواب دے رہا تھا اور ایمان سن سی اس کے حصار میں کھڑی تھی جب احمر اس کی گردن پر جھکا اور اپنے دہکتے لب رکھے ۔۔۔۔اس کی بچی کھچی ہمت بھی ہوا ہو گئی جب ایمان لڑکھڑائی اور سٹک تھامنا چاہی۔۔۔

احمر نے اس کے ہاتھ سے سٹک چھین کر دور پھینکی کہ وہ دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی۔۔۔ایمان نے حیرانگی سے اسے دیکھا ۔۔۔۔

میرے ساتھ ہوتے ہوئے تمہیں کسی سہارے کی ضرورت نہیں مولانی ۔۔۔۔میں ہرگز برداشت نہیں کروں گا کہ میری موجودگی میں تمہیں کیسی کا سہارا لینا پڑے چاہے وہ کوئی بے جان چیز ہی کیوں نا ہو ۔ میرے بازوؤں میں اتنی طاقت ہے کہ میں تمہیں ساری زندگی سہارا دے سکتا ہوں اور یقین مانو اس میں مجھے کوئی عار نہیں ۔۔۔یہ توانا بازو کس لیے ہیں صرف اور صرف میری مولانی کے لیے کہ ان میں تم سما جاؤ اور میں تمہیں اپنے ساتھ خود کا سہارا دیے ساتھ لیے آگے بڑھوں۔۔۔۔

احمر اس کو بازوں سے تھام کر غصے اور شدت سے بول رہا تھا کہ کیسے اس کی مولانی نے اس سٹک کو ہاتھ لگایا۔۔۔جبکہ ایمان پر تو حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے وہ جو کل تک اسے نخوت سے دیکھتا تھا اس پر تانے کستا تھا آج کس قدر شدت سے اپنی موجودگی کا احساس دلایا تھا کہ وہ کبھی سٹک کو نا تھامے جب تک وہ اس کے پاس رہے ----

اس کی حیرت بھری نگاہوں میں دیکھ کر احمر اس کا سوال سمجھ چکا تھا جبھی اسے اپنے بازوؤں میں اٹھایا----

کیا کر رہے ہو نیچے اتارو---اس کے اٹھانے پر وہ ہوش میں آئی ----

وہ اس کی سنے بغیر جھولے کی جانب بڑھا-----جہاں صرف ایک کے بیٹھنے کی جگہ تھی ----

سمیر نے ایمان کے لیے سپیشل ایگ شیپ میں جھولا بنوایا تھا -- ایمان اکثر یہاں بیٹھ کر اپنی پڑھائی کرتی تھی -----

اس کے احتجاج کو بلائے طاق رکھ کر وہ اسے گود میں لیے اسی جھولے پر بیٹھا۔اور ایمان کو اپنی گود میں بیٹھا کر رخ اپنی طرف کر کے بازو اس کی کمر پر باندھے مکمل اپنی قید میں لے لیا---

ایمان شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی اور احمر مسکراتی نظروں سے اس کا یہ روپ دیکھ رہا تھا---

تمہے تمیز نہیں ہے ---؟وہ آنکھیں دیکھاتی بولی---

بہت ہے پر تمہارے معاملے میں تمیز کا کیا کام ----احمر نےاس کے ناک پر دانتوں سے دباؤ بڑھایا----

آہہہ----

ایمان کی درد سے سسکی نکلی----

لال ناک لرزتے پنکھڑیوں سے لب ---کپکپکاتا سراپا---کھلے بال --وہ تمام حشر سامانیوں کے ساتھ احمر کی گود میں بیٹھی اس کے جزبات بھڑکا رہی تھی ---

ششششش کیا کر رہی ہو کسی نے سن لیا تو پتا نہیں کیا سوچیں گے وہ لب اس کی ناک پر رکھتے بولا کہ اب کی بار مرہم رکھ رہا تھا ---

ایمان دھڑکنوں کو شمار کرتی دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر بمشکل فاصلہ قائم رکھ رہی تھی---

اس کی بات پر ایمان جھٹپٹائ----چھوڑو مجھے---

ناممکن----احمر ازلی بے نیازی سے بولا--

میں چیخ پڑوں گی----

مجھے خاموش کروانا آتا ہے ---وہ اس کے لبوں کو فوکس لیے بولا---

چاہتے کیا ہو آخر ----!وہ جھنجلاہٹ میں بولی----

تمہیں تمہاری سانسوں کو ----تمہاری روح کو --- تم سے تم کو چاہتا ہوں ----احمر نے اس کے ہاتھ اپنے سینے سے ہٹا کر اپنی گردن میں ڈالے اور ایمان کی کمر پر دباؤ بڑھا کر اپنے ساتھ لگایا---

وہ اس کے دل کی دھک دھک سن رہا تھا---دونوں کا دل ایک ہی لے کر پردھڑک رہا تھا----

دو گی ----!!"اس کے شانے پر چہرہ ٹکائے پوچھا----

نہیں----ایمان تیز ہوتی سانسوں کے درمیان بولی----

کیوں نہیں مولانی اب تو میرا حق ہے ----وہ اس کی بات پربرا منائے بغیر جزبوں سے چور آواز میں بولا----

کون سا حق---؟ایمان بے دھیانی میں بولی---

اس کی بات پر احمر نے سر اٹھا کر مخمور نگاہوں سے اسے دیکھا---اس کی بولتی نظروں کا مطلب سمجھ کر ایمان سٹپٹائ اور سنہری آنکھیں پر پلکوں کی جھل مل کرتی یہاں وہاں دیکھتی بال کان کے پیچھے اڑیسے----ایسا کرتے ہوئے وہ اتنی پیاری لگی کہ احمر وارفتگی سے اپنی گود میں بیٹھی اپنی بیوی اپنی سانسوں کی روانی کے ثبوت کو دیکھا--اس کی نظروں اور لمس کی حدت سے ایمان پزل سی ہو رہی تھی جب وہ ضبط کی ساری حدیں پار کرتا ایک-ہاتھ اس کی کمر میں مضبوطی سے ڈالے اور دوسرا اس کے بالوں میں الجھائے اس کی گلابی پنکھڑیوں جیسے لبوں پر جھکا تھا---ایمان آنکھیں پھیلائے اس کے دہکتے لبوں کا لمس محسوس کر رہی تھی ---احمر کی پکڑ میں اتنی شدت تھی کہ ایمان کی آنکھیں نم ہو گئیں---اس کی دھڑکن حد درجہ بڑھ چکی تھی

وہ اس کو خود سے دور کرنے کی جدو جہد میں لگی تھی احمر اس کی ساری مزا حمتیں بیکار کر کے اس پر جھکا اپنی پیاس بجھا رہا تھا --وہ جیسے مزاحمت کرتی اس کی پکڑ میں اور شدت آتی تھک ہار کر ایمان خود کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ کر مزاحمت ترک کر گئی---اس کو نڈھال دیکھ کر احمر نے آزادی بخشی ایمان کی سانسیں پھولیں ہوئیں تھیں جب احمر نے اس کا سر اپنے شانے پر ٹکایا اور اس کی پشت سہلانے لگا---

ریلیکس مولانی---اس سے بھی زیادہ کا حق رکھتا ہوں--

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے بولا---اور پاؤں سے جھولے کو ہلایا جس سے جھولا ہلا اور وہ دونوں جھولا جھولنے لگے--ایمان اس کی گردن میں چہرہ چھپائے بیٹھی تھی ----

کالی بلی اب کیوں بھیگی بلی بن گئی ---اپنی گردن پر اس کی نرم گرم سانسوں کو محسوس کرتا نچلا لب دبائے بولا----

ایمان نے غصے میں مکہ اس کے سینے پر مارا اور خود ہی سی کرتی اپنا ہاتھ دیکھنے لگی --- احمر گہرا مسکرایا تھا---

کچھ دیر یوں ہی خاموشی میں سر کے ایمان خاموشی سے اس کی دھڑکنوں کو سن رہی تھی اور وہ اس کی موجودگی کو محسوس کر رہا تھا ----

مرشد سائیں ----کافی دیر کے بعد احمر کی بھاری سرگوشی گونجی----

ایمان نے سر اٹھاکر اسے دیکھا پر نظریں لبوں پر تل کا پیغام سمجھ کر واپس پلٹ آئیں --

جب احمر نے اس کی آنکھوں میں جھانکا---

میری اجازت کے بغیر گھر سے کیوں نکلی -----

ایمان ہراساں ہو کر اس کی آنکھوں میں دیکھے گئی جہاں بات کے خلاف جانے کی سرخی چھانے لگی تھی

---ایمان زارا نے حلق تر کیا----

وہ وہ میں زرش لے کر گئی تھی ----ایمان ممنمائی اور نظریں جھکا لیں جیسے اپنے جرم کا اعتراف کیا ہو----

اور جو میں نے کہا تھا کہ کہیں نہیں جانا وہ بات تم بھول گئی----اب کی بار کمر پر انگلیوں کی گرفت اتنی سخت کی کہ ایمان کراہ اٹھی ----

سب جا رہے تھے میں گھر اکیلی رہتی تو سجل بھابھی ساتھ لے گئے---احمر کے ماتھے پر تیوری دیکھ کر وہ اس انجان شخص کا نا بتا پائی کہ احمر کے غصے سے وہ اچھی طرح واقف ہو گئی تھی ----؟؟؟وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے بولی کمر پر اس کی پکڑ سخت تر ہو رہی تھی -----

ہمم تو مجھ سے اجازت لی----وہ ہنکار بھرتے بولا----

ایمان سر جھکا گئی-----

مولانی اس بار تمہیں معاف کر رہا ہوں کہ تم اپنی دوست یعنی کہ میری بھابھی کے ساتھ گئی تھی پر اگلی بار جانے سے پہلے میری اجازت درکار ہو گی وہ اس کے چہرے کو نظروں میں لیے حکم دے رہا تھا----

ایمان نے بس ایک نظر اسے دیکھا اور پر اٹھنے لگی ----

ہلو مت میں نے ابھی جانے کی اجازت نہیں دی -----وہ اس کے بال مٹھی میں جکڑ کر سرد آواز میں بولا کہ ایمان کی اٹھنے والی حرکت اسے سخت ناگوار گزری تھی -----

اسی بات پر ایمان لب بھینچ کر رہ گئی----وہ اس بھپرے شیر کو مزید کوئی موقع نہیں دینا چاہتی تھی کہ ابھی کوئی ایسی بات اس کی جان پر بن آتی ----

کل یونیورسٹی چلی جانا---پر جیسے ہی لیکچر فری ہو گا مجھے میسج کرنا میں ایک پل بھی تمہیں اکیلے یا کسی کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا----

پر سب کیا سوچیں گے ----ایمان کی سانسیں تھمنے لگیں کہ پوری یونیورسٹی کے سامنے تھپڑ مارا تھا اور پھر اس کے پاس جانا سب ناجانے اس کے بارے کیا سوچیں گے ----یہ سوچ آتے ہی ایمان کے آنسوں بہے نکلے----

احمر بغور اس کو دیکھتا اس کی سوچ پڑھ چکا تھا ----

سب کو گولی مارو ---تمہیں اپنے شوہر کا حکم ماننا چاہیے نا کہ لوگوں کی پرواہ----وہ نچلی آواز میں غرایا---

ایمان ڈر کر آنکھیں میچ گئی----

احمر کو اپنی غلطی کا احساس ہوا وہ لب آپس میں پیوست کر گیا کہ اب تو وہ ایک پل نہیں رہ سکتا تھا اس لیے اسے بول رہا تھا پر وہ اس کی بات اس کے جزبات سمجھ نہیں رہی تھی ----

ایک سرد سانس فضا کے سپرد کی--

سونا ہے ---؟ کچھ دیر بعد خود کو ریلیکس کرتے اس کا گال سہلاتے پوچھا----

ایمان جو کب سے اس کے جانے کا انتظار کر رہی تھی جو اس کو دیو کی طرح اپنی قید میں لیے ہوئے تھا اس کے پوچھنے پر جھٹ سے سر ہلایا---

احمر اس کی حالت سمجھ کر مسکراہٹ دبا گیا----اور خود پیچھے سرک کر ایمان کو ہنوز گود میں بیٹھائے اس کا سر اپنے سینے سے لگایا---

چلو سو جاؤ اب ----

وہ جو اسی خیال میں تھی کہ اسے اتارے گا اور سونے کا کہہ کر چلا جائے گا پر اس کے الٹا ہوا تھا---

مجھے یہاں نہیں سونا---

کیوں نہیں سونا سائیں ---ادھر ہی خاموشی سے سوتی بنوں نہیں تو ----اس کی بات اُدھوری چھوڑنے کے مطلب کو سمجھتی سرخ ہوتی سر اس کے سینے سے ٹکا کر آنکھیں موند گئی----

بھورا بلا----

وہ بڑبڑائی اور اس کے سینے پر چٹکی کاٹی ---

احمر اس کی حرکت پر مسکرایا اور لب اس کے بالوں پر رکھ کر چہرا اس کے سر پر ٹکایا----

تھوڑی دیر گزری ایمان کی بھاری سانسوں کی مدھم آواز احمر کو سنائی دی ----وہ نجانے کتنے دن بعد بغیر گولیوں کے سکون کی نیند سوئی تھی ----احمر نے اس رات نیند کی گولیاں دیکھ لیں تھیں ---

اس کے بعد اسے پتا چلا کہ وہ جو چھوڑ گئی تھی اب ہر رات نیند کی گولی کھا کر سوتی تھی ----اور آج اس کے آنے کا مقصد اس کی طبیعت درست کرنا تھا پر اس کے معصوم چہرے کو دیکھ کر فلحال یہ اس بابت پوچھنا ٹھیک نہیں لگا اس کے لیے وہ مولانی کا کافی وقت لینا چاہتا تھا کہ آخر وجہ کیا ہے نیند کی گولی کھانے کی---اسے معلوم تھا کہ جب وہ اپنی مولانی کے پاس ہوگا تو اسے نیند کے لیے گولیوں کی ضرورت نہیں پڑے گی ----اور یہی سوچ کر اس نے بڑے پیار سے ایمان کو سلایا تھااور ایمان سکون سے اس کے سینے سے لگی نیند کی وادیوں میں جا چکی تھی ---

احمر نے اس کے چہرے کو دیکھا بال اس کے چہرے پر آئے آدھا چہرہ چھپا رہے تھے ----اس نے احتیاط سے بال سائڈ پر ہٹائے اور اس کے بے داغ چہرے کو دیکھا ----ہمیشہ کی طرح نظر نوز پن پر ٹھہری-----اس نے ہاتھ سے چھوا اور اس کے ماتھے پر لب رکھے ----

پھر وقت کا احساس ہوا تو اس کو گود میں اٹھا کر کمرے میں آیا اور بیڈ پر لٹا کر کمفرٹ ڈالے اس کی لبوں کو چھوا ---دل جانے پر آمادہ نہیں تھا اندر بیٹھا دل تڑپ اٹھا تھا پر وہ اپنے منہ زور جزبات پر کنٹرول کرتا اٹھا اور لائٹ آف کیے بالکنی سے باہر نکلا کہ اگر مزید وہ رکتا تو پھر واپس جانا اس کے لیے نہایت مشکل ہو جاتا----

پوری طرح میری دسترس میں آجاؤ مولانی پھر بدلے لوں گا جس طرح تم مجھے تڑپا رہی ہو----وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر سیگریٹ سلگا کر لبوں سے لگائے ریلنگ تھامے اضطرابی کیفیت میں بولا اور سگریٹ کو یوں ہی لبوں میں دبائے جس راستے سے آیا تھا اسے سے چلا گیا----

کیسا ہے تو---؟ سپیکر سے یاسر کی آواز گونجی۔

کیسا ہو سکتا ہوں----

تو بھول کیوں نہیں جاتا---؟

بھول نہیں پا رہا----

مت بھول اب تیری شادی ہو چکی ہے اب تو اکیلا نہیں ہے ---

پتا ہے یار---- برھان بے زاری سے بولا---

زوہیب تیرے اور زرش بھابھی کے لیے بہت پریشان ہے اسے لگتا ہے تیرے ساتھ نا انصافی ہوئی ہے ----یاسر نے وثوق سے کہا---

ہاں تو تو بتا نہیں ہوئی کیا نا انصافی ایک لڑکی جسے میں پسند ہی نہیں کرتا اسے لاکر میرے سر تھوپ دیا ہے کیا کروں میں بتاؤ تم لوگ میری کسی کو پرواہ نہیں میں بھی انسان یوں یار پسند نا پسند میری بھی ہو سکتی ہے ---اب جب میں نے کر لی ہے شادی تو کیوں سب کو مجھ سے امیدیں وابستہ ہونے لگیں ہیں کوئی میرا

حال سمجھنے کی کوشش تو کرے یہاں بھی بی جی چاہتی رشتہ آگے بڑھاؤں --میرے لیے اتنا آسان نہیں ہے یار ۔فلحال ایسا نہیں سوچا میں نے ---میں تو اس لڑکی کے لیے پریشان ہو رہا ہوں یار بہت معصوم ہے وہ جب اسے پتا چلے گا اس کا شوہر کسی اور سے محبت کرتا تو کیا گزرے گی اس پے---برہان اتنے دنوں کی بھڑاس جو دل میں لیے بیٹھا تھا یکدم پھٹ پڑا اتنے دونوں کا غبار نکال ۔کر گہرے سانس لیتا بالوں میں ہاتھ پھیر کر خود کو ریلیکس کرنے لگا ---

اس بات سے انجان کہ کچھ فاصلے پر کھڑی زرش کی سماعتیں اس کا لفظ با لفظ سن چکیں تھیں ---وہ جو چائے دینے کے لیے آئی تھی کہ کھانے کے بعد برہان نے بی جی سے فرمائش کی اور لان میں آگیا-- وہ زرش سے بہت کم بات کرتا تھا وہ بھی بی جی کے سامنے دونوں ایک دوسرے کے لیے اجنبی تھے ایک مضبوط رشتہ ہونے کے باوجود دونوں انجان تھے ایک کو ڈر لگتا تھا رومن رنگ سے تو دوسرے کا دل ویران ہو چکا تھا---

برہان کی زرش کی طرف پشت تھی وہ دیکھ نا پایا جبکہ زرش کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہو گئیں تھیں ---

اسے برا لگ رہا تھا اس کے دل کی کیفیت بھی برہان کے دل سے الگ نہیں تھی وہ ایک ایسے شخص کی بیوی بن بیٹھی تھی۔ جس کے دل میں دور دور تک نا تھی اور اس کا شوہر کسی اور کی محبت میں ڈوبا ہوا تھا---اسے گھٹن سی محسوس ہونے لگی ---فضا میں جیسے آکسیجن کی کمی ہو گئ ہو وہ اس کی پشت کو ایک نظر دیکھ کر واپس پلٹ گئ---

چل اب ریلیکس ہو جا--- اور اسے بھول نہیں سکتا تو دل کے کسی کونے میں بند کردے اپنی محبت کو اور بھابھی کو وقت دے ---یاسر اسے سمجھانے لگا---

کوشش کروں گا--- برھان نے کہتے ہی کال بند کر دی اور نظریں غیر مرئی نقطہ پر مرکوز کرلیں----جبکہ سوچوں کا رخ اب زرش کی جانب تھا---

زرش کیچن میں آئی اور مگ وہیں رکھتی اپنے کمرے میں جانے کی بجائے گیسٹ روم میں چلی آئی----

وہ کسی اور سے محبت کرتے ہیں میں زبردستی ان پر مسلط ہوئ---ان کا غصہ کرنا تو بنتا ہے جب میری جازب سے شادی طے ہوئی تھی تو میرا دل کتنا تڑپا تھا ان کے لیے تو کیا وہ بھی اب اسی کیفیت سے گزر رہے ہیں یا شاید اس سے بھی بری ---مجھے نہیں آنا چاہیے تھا ان کی زندگی میں --میں نے ہم دونوں کی زندگی برباد کر دی -- یہ کیا کر دیا میں نے جس کی محبت کے لیے تڑپتی رہی وہ کسی اور کی محبت کے لیے تڑپ رہا ہے----

زرش بے تحاشہ روتی خود سے ہی سوال جواب کر رہی تھی---

وہ تو سمجھتی تھی کہ برھان اسے کچھ وقت دے رہا کہ اچانک شادی ہوئی پر ادھر تو معاملہ ہی دوسرا تھا---اس کو برھان کو یوں بے بس دیکھ کر اپنا آپ مجرم لگ رہا تھا--

اس نے سوچ لیا تھا کہ اب بہت کم برھان کے سامنے جائے گی اور سب کے سونے کے بعد اسی کمرے میں آجایا کرے گی --وہ برھان کے سامنے رہ کر اسے تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی یہی تو محبت ہے---وہ خود اس سے دور رہ کر تکلیف برداشت کر سکتی تھی پر اپنی وجہ سے برھان کو نہیں دینا چاہتی تھیں---

وہ جتنا اس کے سامنے کم جائے گی اس کو تکلیف اتنی ہی کم ہو گی وہ سب کچھ سوچ کر لیٹنے کے انداز میں بیڈ پر بیٹھی آنکھیں موند گئی---پلکوں پر آنسوں شبنم کے قطروں کی طرح ٹھہرے ہوئے تھے ---

کچھ دیر بعد برھان کمرے میں آیا تو زرش کہیں نظر نا آئ---جبکہ چائے کی طلب کب سے ہو رہی تھی ---کہاں گئی یہ لڑکی بی جی نے کہا بھی تھا اسے ---وہ انہیں قدموں پر نیچے آیا اور لاؤنج میں نظریں دوڑائیں زرش وہاں بھی نا دکھی ----

تین دن سے وہ اس کے ہاتھ کی چائے پی رہا تھا ایک عادت سی ہو گئی تھی جبکہ وہ آج پہلی بار کیچن میں آیا پر وہاں بھی کوئی نہیں تھا ملازمہ اپنے کواٹر میں چلیں گئیں تھی--اس کی نظر چائے کے مگ پر پڑی ---وہی برھان کا فیورٹ مگ تھا اس کو حیرانگی ہوئی کہ وہ یہاں رکھ کر خود کہاں گئی جبکہ چائے بھی اب ٹھنڈی ہو چکی تھی ----

وہ سر جھٹک کر خود بنانے لگا اور کچھ ہی دیر میں بنا کر مگ لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھا کہ نظر گیسٹ روم پر پڑی جس کی لائٹ آن تھی۔ گھر میں کوئی مہمان نہیں آیا تو پھر ادھر کون ہے اس وقت---

برہان مگ لبوں سے لگائے اسی طرف بڑھا اور آہستہ سے دروازہ کھولا تو سامنے وہ بکھرے حلیے میں سو رہی تھی ---

برہان کی تیوری چڑھی زرش کو یہاں دیکھ کر ---- صبح اس کو پھر سے بی جی سے ڈانٹ کھانا پڑتی--یا وہ یہی سوچتی کہ میں نے کمرے سے نکال دیا ہے ---- برہان کو اس پر شدید غصہ آیا جس کی وجہ سے بی جی موقع ڈھونڈتی تھی اس کو ڈانٹنے کا ----

سنو لڑکی ----

ہےےےے سلیپنگ گرل----

یہاں کیوں سو رہی ہو ---

وہ اس کے سر پر کھڑے ہوتا بولا--- پر زرش ٹس سے مس نا ہوئی----

زرش اٹھو یہاں سے اور اپنے کمرے میں چلو----

وہ اس سے نگاہیں چرا رہا تھا جو بے ترتیب حلیے میں اس کے سامنے پڑی تھی ----

وائیٹ شرٹ اور وائیٹ کیپری پر بلیک دوپٹہ جو کہ تکیے کے نیچے پڑا تھا کیپری پنڈلیوں سے کچھ اپر تھی مٹامٹا سا میک اپ ریڈ ہونٹ جو آپس میں پیوست تھے سنہری بال کچھ شانے پر پڑے تھے تو کچھ لٹیں چہرے کو چوم رہیں تھیں-- سیاہ پلکیں عارضوں پر پڑیں ایک حسین منظر پیش کر رہیں تھیں ---برھان کی نظر اس کی گردن پر بلیک تل پر گئی جو دائیں طرف پوری آبو تاب سے چمک کر اس کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا---

اپنی ملکیت کا احساس پہلی بار جاگا تھا جو کہ آڑی ترچھی لیٹی برھان کے جذبات جگا رہی تھی ----

اس کا دل کیا کہ چھو کر دیکھے وہ آہستہ سے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا ---اور ہلکا سا جھکا --- زرش کی نرم گرم سانسیں اس کے چہرے پر پڑ رہیں تھیں جس سے اس کا دل دھڑک اٹھا --اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے تل کو چھوا--

شفاف بے داغ گردن پر تل انتہا کا خوبصورت لگ رہا تھا ---اس کا دل دھڑکا اور ایک خواہش جاگی --- جس پر وہ لبیک کہتا جھکا اور اپنے ہاتھ زرش کے دائیں بائیں رکھ کر اس کی گردن پر تل کے مقام پر لب رکھ دیے--ایسا کرتے ہوئے اسے بلکل برا نہیں لگا وہ اس کی بیوی تھی اس کے نکاح میں تھی وہ اس پر حق رکھتا تھا وہ یوں ہی جکھا لب تل سے نیچے لے آیا اور بہکتا اپنے لبوں کا لمس چھوڑتا گیا---

زرش کو اپنی گردن پر چھبن سی محسوس ہوئی اس نے آنکھیں کھولیں تو اپنے اپر کسی کو جھکے پایا۔اس کی نیند بھک سے اڑی ---اس کا سارا خون خشک ہو گیا وہ آنکھیں پھیلائے چیخ کے لیے منہ کھولنے ہی لگی تھی جب اسی طرح جھکے اس کی گردن میں چہرہ چھپائے ہاتھ اس کے لبوں پر رکھ کر اس کی چیخ کا گلہ گھونٹا-----

زرش تیز تیز سانسیں لینی لگی اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کا بھاری ہاتھ لبوں سے ہٹانے لگی-----

برھان جان چکا تھا کہ وہ جاگ گئ ہے پر وہ انجان بنا اس کہ گردن پر جھکا رہا ----

اپنے ہاتھ پر نمی محسوس کر کے اس نے سر اٹھایا اور زرش کو دیکھا جس کی آنکھوں میں حیرانگی در آئی ----

برھان خمار آلود آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا----

تمہیں کیا لگا کہ کون ہو سکتا ہے ---وہ اس کی حیرت سے پھٹی آنکھوں میں دیکھ کر بولا----

زرش نے اس کے ہاتھ کے طرف اشارہ کیا ---جسے سمجھ کر وہ ہاتھ لبوں سے ہٹا گیا پر ہنوز جکھا رہا---

زرش پھولی سانسیں ہموار کرنے لگی---

یہ آپ کیا کر رہے تھے ---؟

تم یہاں کیا کر رہی ہو ---برھان نے بھی سوال کیا---

آپ سے مطلب ----

تو تم مجھے بی جی کے سامنے ظالم ظاہر چاہتی ہو ----

زرش اس کی بات کا مطلب سمجھ کر غصے سے سرخ ہوئ----

اٹھو اور کمرے میں چلو---

میں نہیں آؤں گی ----اج سے میں ادھر ہی رہوں گی ---

زرش حلق تر کرتے بولی----

کیوں نہیں آؤ گی ---

میں نہیں چاہتی کہ آپ کو مجھے دیکھ کر تکلیف ہو---

برھان ٹھٹھکا---

کیسی تکلیف---؟

کوئی نہیں میں ادھر ہی سوؤں گی---

تو تم نہیں آؤ گی ----وہ مزید اس پر جھکا پوچھنے لگا ----دونوں میں بس انچ بھر کا فاصلہ باقی تھا---

آتی ہوں ----وہ ڈرتے بولی----

برہان یوں جھکے اس کے چہرے کے نقوش دیکھتا رہا اور پھر اس کی گردن پر جھک کر لبوں سے چھوا---زرش سانس روک گئی جب وہ اسے آنے کا کہہ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا---

یہ رومن رنگ کو اچانک کیا ہو گیا ہے ---وہ دل پر ہاتھ رکھتی بڑائی ---جواس کی دھڑکن معمول سے زیادہ بڑھا گیا تھا----

اب اسے کمرے میں جانے سے ڈر لگ رہا تھا وہ اٹھی اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اپنے کمرے کی جانب آئی۔اور بنا آواز کے دروازہ کھول کر اندر آئی کمرے کی لائٹ آن تھی اور وہ بیڈ پر آنکھوں پر بازو رکھے لیٹا ہوا تھا

----

زرش دبے پاؤں وارڈروب گئی اور اپنا کمفرٹ اٹھا کر بنا تکیے کے صوفے پر لیٹ گئی-----

برہان اپنی بے اختیاری پر سوچ رہا تھا کہ کیا ضرورت تھی یوں بہکنے کی وہ کیا سوچ رہی ہوگی یا شاید یہ یاسر اور بی جی کی باتوں کا اثر تھا جو اس پر ہونے لگ گیا تھا---وہ تو زرش کو وہاں سے اٹھانے کی خاطر گیا تھا پر اس کا لاپروا ہو کر سونا اس کے سوئے جزبات بھڑکا گیا۔۔نکاح کا پاکیزہ رشتہ کا احساس انگڑائی لے کر بیدار

ہوا۔۔۔اور وہ اپنا حق سمجھ کر اس پر جھک آیا تھا۔۔۔اور پھر بہکتا چلا گیا ابھی وہ مزید گستاخی کرتا جب زرش نیند سے بیدار ہو کر چیخنے لگی تھی ۔۔۔کہ بروقت وہ اس کی کوشش ناکام بنا گیا۔۔۔

وہ یہی سوچ رہا تھا کہ زرش کی موجودگی کمرے میں محسوس ہوئی جو اس کے ڈر سے بیڈ سے تکیہ اُٹھائے بغیر سو گئی تھی۔۔۔۔

کتنی دیر وہ اس کی حسین صورت دیکھتا رہا اور دیکھتے ہی دیکھتے آنکھیں موند گیا۔۔۔

سب کے سونے کا خیال کر کے شہلانک سک سی تیار ٹائٹ بلیک جینز پر ہالف سلیو ٹاپ پہنے بال سٹریٹ کیے لبوں پر ڈارک ریڈ لپ اسٹک لگائے وہ آئینے میں اپنا جائزہ لے رہی تھی ۔۔۔۔

گھنی پلکوں پر مسکارا لگا کر ان کو اور پیارا بنایا گیا تھا شہد رنگ بال دائیں بائیں کندھوں پر ڈالے بلا شبہ وہ حسین لگ رہی تھی ۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ ہیل کی ٹک ٹک کرتی فون ہاتھ میں پکڑے کمرے سے نکلی اور ایک طائرانہ نظر بند کمروں پر ڈال کر ہاتھ میں پہنی واچ ٹھیک کرتی پورچ میں آئی ۔۔۔

زوہیب بلیک ٹراؤزر شرٹ پہنے بالکنی میں بیٹھا آفس کا کام کر رہا تھااور ساتھ ہر تیس سیکنڈ بعد کافی بھی پیتا وہ اپنے کام میں محو تھا کہ جب اس نے گاڑی سٹارٹ ہونے کی آواز سنی۔۔۔

اس وقت ---کون کہاں جا رہا ہے ----وہ بڑبڑایا اور نیچے جھانک کر دیکھا جہاں شہلا اب گاڑی میں بیٹھی دیکھی----

یہ لڑکی اسوقت کہاں جا رہی ہے--وہ بڑبڑایا اس نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی جہاں رات کے بارہ ہو رہے تھے---اسے تشویش ہوئی---

ناچاہتے ہوئے بھی وہ سوچنے پر مجبور ہو گیا اور جلدی سے لیپ ٹاپ بند کر کے پھر سے دیکھا تو گاڑی گیٹ سے باہر نکل رہی تھی ----

اس جازب کو زرا بھی احساس نہیں کم سے کم اپنی بہن پر تو نظر رکھے کہاں جاتی ہے کیا کرتی پھرتی ہے نکما کہیں کا اور اس چوہیا کا حال دیکھو -- وہ جلدی سے گاڑی کی کی اٹھا کر بڑبڑاتا ہوا نیچے آیا اور تیزی سے اپنی گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کرتا اس کے پیچھے نکلا --- وہ جس سپیڈ سے گاڑی لے گیا تھا اسے یقین تھا کہ وہ شہلا کی گاڑی کو ضرور دیکھ لے گا اور ہوا بھی یہی وہ جہاز کی سپیڈ سے اس کی گاڑی تک پہنچ چکا تھا ---پر اس وقت اس کو روکنا نہیں چاہتا تھا وہ دیکھ رہا تھا کہ آخر وہ رات کے اس وقت جا کہاں رہی ہے اور یہی سوچتے ہوئے زوہیب اس سے کچھ فاصلے پر رہا جب آدھے گھنٹے بعد گاڑی ایک کلب کے سامنے رکی ---

زوہیب نے گاڑی کو روڈ پر ہی بریک لگائی اور اس کو دیکھا جو گاڑی سے نکل کر بالوں کو ایک ادا سے جھٹک کر اندر کی جانب بڑھی----اس کی ڈریسنگ دیکھ کر ہمیشہ کی طرح زوہیب کی تیوری چڑھی----ان کی زیادہ بحث صرف اور صرف شہلا کی ڈریسنگ پر ہوتی تھی زوہیب کو وہ سخت زہر لگتی تھی اس کی بہنوں نے کبھی اس طرح کا لباس زیب تن نہیں کیا تھا اور یہ اس طرح کا لباس پہن کر جگہ جگہ گھومتی ہمدانی کی عزت کا

تماشہ لگا رہی تھی بس یہی بات زوہیب کا دماغ گھما دیتی اس کے باپ نے منع کیا تھا پر اب وہ کہاں مانتی تھی۔۔۔ پرزوہیب کو اس کا دماغ درست کرنا آتا تھا اور سب سے زیادہ پارہ ہائی تو اس کا شہلا کے کلب آنے کی وجہ سے ہوا تھا۔۔اس کی گرفت سٹیرنگ پر مضبوط ہوئی۔۔۔۔

وہ کافی لڑکے لڑکیوں کو آتا جاتا دیکھ رہا تھا کچھ تو نشے میں جھوم رہے تھے اور کچھ ایک دوسرے کی باہوں میں باہیں ڈالے آ جا رہے تھے۔۔۔۔

یہ سب دیکھ کر زوہیب غصے سے باہر نکلا۔۔۔اس وقت اسی ٹراؤزر شرٹ میں تھا۔۔۔گاڑی کو لاک کر کے وہ کڑے تیوروں سے اندر بڑھا آج وہ شہلا کا دماغ درست کرنے کا اٹل ارادہ لیے جس نے ان کی عزت کا مزاق بنایا ہوا تھا۔۔۔

پاگل سائیکو گھمنڈی لڑکی تمہیں۔ تو آج میں چھوڑوں گا نہیں یہ تمہارا لندن نہیں ہے جہاں کوئی پوچھ تاچھ کرنے والا نہیں گھر جاکر سب سے بات کرتا ہوں۔۔۔۔

وہ سوچتا یہاں وہاں رش میں اس کو تلاش کر رہا تھا جو جلدی ہی اسے ایک سائیڈ پر صوفے پر بیٹھی ملی شہلا کسی لڑکی سے ہنس ہنس کر بات کر رہی تھی اور وہاں موجود سب کی بے باک نظریں اس کے چہرے اور وجود کے گرد گھوم رہیں تھیں۔۔۔ہر کوئی مڑ مڑ کر اسے دیکھ رہا تھا جو سب سے انجان بنی میوزک انجوائے کرتی ساتھ اپنی دوست کے کان میں کچھ باتیں کر رہی تھی۔۔۔

زوہیب نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اس کلب کو یہاں ہر کوئی اس کی طرف لپکنے کے لیے تیار کھڑا تھا بس ایک اشارے کے منتظر تھے ---

یہ منظر دیکھ کر اس کا غصہ مزید بڑھ گیا ----

اس سے پہلے وہ اس کو بازو سے گھسیٹ کر یہاں سے لے جاتا وہ مسکراتی ہوئی سٹیج پر جا کھڑی ہوئی ---تیز میوزک میں مدھم رقص کرتی لائٹیں ساتھ کلب کا خوابناک ماحول ایسے میں سیگریٹ اور آئے نوجوانوں کی مہنگی پرفیوم کی خوشبو نے ایک اثر مرتب کیا ہوا تھا ایسا اثر جس میں ڈوب کر جوان جھوم رہے تھے جیسے ان کا دل اس سب سے نکلنے کو آمادہ نہیں تھا وہ ایک اور ہی جہاں میں آباد تھے ----

ایک سائیڈ پر کاؤنٹر پر کئی لڑکیاں اور لڑکے ڈرنک کر رہے تھے کچھ شیشا پی رہے تھے کچھ سیگریٹ کے کشش لیتے لڑکیوں کو بے باکی سے چھو رہے تھے تو کچھ ایک طرف بنے کمروں سے آجا رہے تھے وہاں ہر طرح کا نشہ موجود تھا ---زوہیب کو یہ سب دیکھ کر کوفت محسوس ہوئی---ایسا نہیں تھا کہ وہ پہلی بار آیا تھا یاسر کے کہنے پر وہ ایک دو بار آیا تھا وہ تب جب کالج میں زیر تعلیم تھا پر فواد صاحب کو جب علم ہوا تو وہ سخت برہم ہوئے اور اسے سختی سے منع کیا تھا کہ شریفوں کا شیوا نہیں ہے --- وہ باہر رہا تھا وہاں ایسا ماحول عام تھا پر وہ کبھی اس طرح کلب میں نہیں گیا تھا ---زوہیب اچھے سے جانتا تھا امیر ماں باپ کی بگڑی اولادیں آتی ہیں اور ابھی ان کو نشے میں دھت دیکھ کر اس کا دل کیا سب کو شوٹ کر دے ---

وہ ضبط کرتا مڑا جب اس نے شہلا کو تھرکتے دیکھا تو ہاتھ کی مٹھی بنائی جیسے شہلا کو مسل رہا ہو اسے دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ پہلے بھی کلبوں میں جاتی رہی ہے --

اس کی آنکھیں ضبط سے لال آنگارہ ہو گئیں تھیں ---اپنے گھر کی عزت کو یوں بے ہودہ لباس میں ناچتے دیکھ کر آج وہ اسے اس کی اوقات سے واقف کروانے والا تھا جبھی جو اس کے سامنے آیا اسے دھکا دیتا سٹیج کی جانب بڑھا جب کسی نے اسے پکڑ کر کھینچا وہ اپنی جگہ سے نا ہلا البتہ لہو رنگ آنکھوں سے گھور کر دیکھا جس نے یہ جسارت کی تھی ایک لڑکی نہایت ہی بیہودہ ڈریس میں ی بے باکی سے اسے دیکھ رہی تھی ---زوہیب جب یہاں وہاں دیکھ کر جائزہ لے رہا تھا تب ہی اس لڑکی کی نظر پڑی جو نائٹ ڈریس میں انتہا کا ہینڈسم لگ رہا تھا ---

کیا تکلیف ہے بی بی یہ فضول حرکت کرنے کہ وجہ---؟

زوہیب تپ کر بولا---

اس کے بی بی کہنے پر تو اس لڑکی کی مسکراہٹ پل میں غائب ہوئی -----

بی بی مائی فٹ ----تمہیں میں بی بی لگتی ہوں ---وہ اس کو شرٹ سے کھینچ کر چلائی ----لاؤڈ میوزک میں اس کا چلانا کہیں دب گیا جو زوہیب بمشکل سن پایا---اس لڑکی کو بی بی لفظ اتنا برا لگا تھا کہ وہ زوہیب کے قریب ہوکر اس کی شرٹ پکڑ چکی تھی---

اس کے ہاتھ اپنی شرٹ پر دیکھ کر زوہیب نے زور سے جھٹکے کہ وہ گرتے گرتے بچی-----

اپنی حد میں رہو نہیں تو ادھر ہی گاڑھ دوں گا سمجھی مکھیوں کی طرح چمٹنے کے بہانے ڈھونڈ رہی،، ہو تم جیسیوں سے اچھی طرح واقف ہوں نکلو یہاں سے ابھی ورنہ حشر بگاڑ دوں -----زوہیب انگلی سے وارن کرتا سرد آواز میں دھاڑا وہ پہلے ہی تپا کھڑا تھا کہ مزید یہ لڑکی سلگا گئی ----

زوہیب کو پتا چل گیا تھا کہ یہ اس کا بہانہ ہے پاس آنے کا اور لڑکی بھی تو بہانہ ہی بنا رہی تھی جب زوہیب کی دھاڑ پر فوراً وہاں سے رفو چکر ہوئی----

وہ سر جھٹک کر شہلا کی طرف متوجہ ہوا جو ہاتھ میں پکڑی ڈرنک سے گھونٹ گھونٹ لے رہی تھی اور ساتھ کسی لڑکے سے ڈانس بھی کر رہی تھی جس میں وہ لڑکا اسے ٹچ کر رہا تھا زوہیب کی برداشت یہیں تک تھی جب وہ لمحے میں اس تک پہنچا اور شہلا کو بازو سے کھینچ کر اس لڑکے سے دور کیاکہ وہ بری طرح دور ہو کر گری زوہیب کو اس کے گرنے کی کوئی پرواہ نہیں تھی جو اتنا گر چکی تھی اب گر گئی تو وہ اسے ہرگز اٹھانے والا نہیں تھا جب وہ شعلہ بار نظروں سے اس کو گھور کر لڑکے کی طرف متوجہ ہوا اور اس لڑکے کو بری طرح پیٹنا شروع کر دیا-----

----------

شہلا زمین پر بیٹھ کر آنکھیں پھاڑے سامنے کے منظر کو دیکھ رہی تھی گویا کسی فلم کی شوٹنگ چل رہی ہو ----زوہیب مسلسل اس لڑکے کو پیٹ رہا تھا جس نے شہلا کو ٹچ کیا تھا کہ اس کا ہاتھ مسلسل اس کی کمر کو چھو رہا تھا----زوہیب غذب ناک تیور لیے اس کے اسی ہاتھ کو جھٹکے سے مروڑا کہ وہ چیخ اٹھا----

اس کی مار پر سے کلب میں میوزک اور رنگ برنگی لائیٹوں کو بریک لگی اور ایک ہی لائٹ روشن ہو گئی---سب ہراساں نظروں سے زوہیب کو مارتا دیکھ رہے تھے جو بلکل جنونی ہو گیا تھا---

خون خون ------

اے ک کدو دد دیکھو چھوڑو اس کو نہیں تو میں تمہیں سچ میں کدو بنا دوں گی ---

شہلا لڑکھڑاتی زبان سے زوہیب کو روک رہی تھی ----اس پر ڈرنک کا اثر ہو گیا تھا جو اس لڑکے نے ڈانس کی آفر کرنے سے پہلے دی تھی شہلا نے انکار کیا تو اس نے کولڈرنک کہہ کر زبردستی تھما دی کیونکہ اس نے کولڈرنک میں وہسکی کی کچھ مقدار شامل کی تھی ----

زوہیب نے خونخوار نظروں سے اس کو دیکھا جو آنکھیں پھاڑے اسے ڈرانے کی کوشش کر رہی تھی ----

پیچھے ہٹو اگر اتنے ہی شریف ہو تو کیوں آنے دیتے ہوں اپنے گھر کی عورتوں کو کلبوں میں ۔۔۔۔اور کیوں ایسے لباس پہننے دیتے ہو اب اگلا بندا دیکھ کر فدا نہیں ہو گا تو اور کیا کرے گا۔۔۔۔وہ لڑکا زمین پر پڑا منہ سے نکلتے خون کو ایک طرف تھوک کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

اس کی بات ہر زوہیب نے ایک زور کا مکہ مارا۔۔۔۔۔کہ وہ تیورا کے نیچے گرا ۔۔۔

صحیح تو کہہ رہا تھا اس لڑکے نے بات بلکل ٹھیک کی تھی ابھی وہ بھی تو یہی سوچ رہا تھا ۔۔۔اور اب اس پر اس کے خاندان پر اس لڑکی کی وجہ سے کوئی پہلی بار انگلی اٹھانے میں کامیاب ہوا تھا ۔۔۔۔

زوہیب اس لڑکے کو مار کر شہلا کی جانب بڑھا ۔۔۔اس کو دو قدم کی دوری پر دیکھ کر شہلا جلدی سے اٹھ کر بھاگی ۔۔۔

شہلا رکو ۔۔۔۔

میں کیوں رکو میں ٹرین چلا رہی ہوں ہٹ جاؤ نہیں تو تمہیں اس کے نیچے کچل دوں گی کدو۔۔۔۔۔

سیلی گرل۔۔۔۔آئی سے سٹوپ۔۔۔۔!!

وہ اب وہاں پڑے صوفوں کی دوسری جانب کھڑی ہوئی---

اور زوہیب کی حالت یوں تھی کہ ابھی اس کی گردن دھڑ سے جدا کر دے---

مجھے ڈانس کرنا ہے...نشے سے چڑھ گئی اووو کڑی نشے---

اے ے ے ے ساؤنڈ کرو آنکھیں نیچی کرو----وہ جھومتی ہوئی کہہ رہی تھی کہ آنکھیں کھولنے پر زوہیب کی لہو رنگ آنکھیں دیکھ کر حکم دینے لگی-----

جبکہ وہاں کھڑی عوام اب مزے سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی----اس لڑکے کو ویٹر جلدی سے لے گئے تھے کہ وہ نیم بے ہوش پڑا کراہ رہا تھا----

تم نے سنا نہیں لڑکی----ادھر آؤ----

جاو تم جاؤ کیونکہ ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے----

چلو سونگ چلاؤ پارٹی والا----

وہاں سب کے چہروں پر مسکراہٹ دیکھ کر وہ چلائی----

شہلا کی آنکھیں لال ہو چکیں تھیں اور چہرا بھی سرخ ہو کر وہ مزید آتش فشاں لگ رہی تھی-----

زوہیب ضبط سے اس کی بکواس کو سن رہا تھا ورنہ ارادہ اس لڑکے سے بھی اس کی بری حالت کرنے کا تھا---

اس کے چلانے پر ڈی جے نے یہی گانا پلے کیا تو سب ان کو چھوڑ کر آپس میں گم ہوتے ڈانس کرنے لگے ---

جبکہ شہلا بند ہوتی آنکھیں سر جھٹک کر کھولنے کی کوشش کرتی عجیب نظروں سے زوہیب کو گھورا-----

زوہیب نہیں چاہتا تھا کہ مزید سب کے بیچ کوئی تماشہ بنے پر یہ لڑکی اس کے ضبط کا آخری حد تک امتحان لے چکی تھی ----

وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچا---اور اس کو بازو سے گھسیٹ کر باہر لے کر نکلا---

اس کی دوست جس سے شہلا بات کر رہی تھی وہ اس واقع سے بے خبر تھی--کونکہ تھوڑی دیر پہلے وہ کہیں چلی گئی تھی ---

چھوڑو مجھے تم برے لگتے ہو نفرت ہے مجھے تم سے---وہ اس کے ساتھ گھسیٹتی جا رہی تھی اور ساتھ ساتھ اپنی نفرت کا بھی اظہار کر رہی تھی---

چٹاخ۔۔۔۔زوہیب نے ایک زور دار تھپڑ مارا تھا۔۔۔تمہارا دماغ درست ہے احمق لڑکی چپ چاپ بیٹھو گاڑی میں ۔۔۔

چھوڑ نہیں تو ادھر ہی اڑا دوں گی تجھے ۔۔۔۔وہ اس کے بازو کے سخت حسار میں کھڑی اپنی دو انگلیوں کو اس کی کنپٹی پر رکھ کر دھمکانے لگی ۔۔۔جبکہ دوسرا ہاتھ اپنی گال پر رکھا ہواتھا۔۔۔اگر ہوش میں ہوتی ضرور دونوں میں جنگ عظیم چھیڑ چکی ہوتی ۔۔۔۔اور اب تک دونوں طرف سے گولہ باری ہو رہی تھی ۔۔۔۔

اس کی حرکت پر زوہیب کے لبوں پر نا چاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ در آئی۔۔ شہلا پر وہسکی کا نشہ سر چڑھ کر بول رہا تھا۔۔۔

ایسے کیا گھور رہے ہو گولی چلا دوں گی۔۔۔۔

چلاؤ۔۔۔وہ اس کی آنکھوں میں گھور رہا تھا۔۔۔

مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔۔آج کدو کے میں ٹکڑے کر دوں گی اس پسٹل سے ۔۔۔۔

وہ اس کے سر کو دیکھتی بولی۔۔۔

کرو ۔۔۔ ہمت ہے تو،،، تمہیں بھی میں یہی دفن کر دوں گا ۔۔۔۔۔مقابل زوہیب تھا جو برداشت کرتا رہا تھاکہ کب سے اس ہینڈسم چارمنگ گڈ لوکنگ لڑکے کو کدو کہہ رہی تھی ۔۔۔۔

یہ چل کیوں نہیں رہی -----

وہ اپنی انگلیوں سے دباؤ بڑھاتے بولی----

کیونکہ تمہاری ساری گولیاں میں نکال چکا ہوں اب بیٹھو اندر ورنہ مجھے پٹخنا آتا ہے ---زوہیب سرد آواز میں بولا---

شہلا اس کا بازو چھڑا کر گاڑی کے بونٹ پر جا بیٹھی ----

جبکہ زوہیب کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا جب ہی تن فن کرتا گاڑی میں بیٹھا اور سٹارٹ کردی -----

گاڑی جوں ہی آگے بڑھی شہلا کی چیخیں عروج پر تھیں---

زوہیب لب بھینچ کر سست روی سے آگے بڑھا رہا تھا اور شہلا گرنے کے خوف سے مسلسل چیخ رہی تھی ----

زوہیب تو جیسے کان آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا نا کچھ سنائی دے رہا تھا اور نا دیکھائی----

کدووو بچاؤ مجھے دیکھو میں اڑ رہی ہوں ----جہاز روکو میں گر جاؤ گی --- بریک لگاؤ جہاز کو ---

اس کے اوٹ پٹانگ باتوں کو وہ سنتا اسے تنگ کرنے کے لیے سپیڈ تھوڑی سی اور بڑھا گیا کہ شہلا بیلینس برقرار کرنے کے لیے دونوں ہاتھ کھولے جھول رہی تھی ----ساتھ دہائیاں بھی دے رہی تھی---

تمہیں میں چھوڑوں گی ---بدتمیز انسان اس جہاز کے نیچے دے دوں گی ---شہلا کے بال بکھر گئے تھے اور آنکھیں گرنے کے خوف سے بڑی بڑی ہو گئیں تھیں ---لب مسلسل کچھ نا کچھ بڑبڑا رہے تھے ----

اس سے پہلے کے شہلا رونا شروع کرتی زوہیب نے بریک لگائی ساتھ ہی شہلا سرک کر سڑک پر جا گری ----

رات کا وقت تھا اس پہر سنسان سڑک پر سوائے ان کے اور کوئی موجود نا تھا جو کہ شہلا کی چیخیں سنتا---

آہہہہ------

میں نیچے آگئ ----مجھے مچاؤ کدو دیکھو میں جہاز کے نیچے ہوں ----

شہلا اٹھ کر بیٹھی اور اپنے سر پر کھڑی گاڑی دیکھ کر پھر سے چلانا شروع ہو گئی----

زوہیب جلدی سے باہر نکلا اور اس کی جانب بڑھا----

اب آئے تمہارے ہوش ٹھکانے----اس نے بے دردی سے شہلا کے بال مٹھی میں پکڑے-----

زوہیب کو شہلا کی حرکتیں ناگوار گزر رہی تھیں پر اس پر وہسکی کا نشہ طاری دیکھ کر اتنا تو جان گیا کہ اس نے پہلے کبھی نہیں پی ---

اس کے بال پکڑنے پر شہلا کراہ اٹھی اور اس نے زور دار تھپڑ زوہیب کو مار دیا ----

اس کی حرکت پر زوہیب کے ماتھے پر بلوں میں اضافہ ہوا----

گھٹیا لڑکی تمہاری اتنی ہمت ----

زوہیب نے سختی سے اس کا وہی ہاتھ پکڑ کر مروڑا ----

شہلا کے رونے میں تیزی آئی----مزید ڈر اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر لگ رہا تھا جو اس کو واقعی دفن کر دے گا---

مجھے ڈر لگ رہا ہے میں ڈیڈ کو بتاؤں گی ---- شہلا خوف سے ممنائی----

بند کرو بکواس دماغ گھما دیا ہے تم نے سوچا ہے اگر میں نا آتا تو وہ کیا کرتا تمہارے ساتھ --- زوہیب دھاڑ اٹھا----

بولو جواب دو--- جبکہ اپنے تھپڑ کا بدلہ وہ اس کے ہوش میں آنے کے بعد لینے کا ارادہ کر چکا تھا---

شہلا اس کو جواب دیے بغیر گھورنے میں لگی تھی ----

زوہیب نے گہرا سانس بھرا اور اس کو پکڑ کر اٹھاتے فرنٹ سیٹ پر دھکیلا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر جارحانہ تیور لیے گاڑی کی سپیڈ فل کر دی ----

شہلا نے سر اس کے کندھے سے ٹکایا جسے زوہیب نے جھٹک دیا--- پر وہ پھر ڈھیٹ بنی سر اس کے شانے سے ٹکائے آنکھیں موند گئی----

گھر پہنچ کر زوہیب نے اسے اٹھایا پر وہ سر سیٹ سے لگائے نیند میں دھت پڑی تھی ----

----------------

فواد صاحب کو زوہیب سے کچھ ضروری بات کرنی تھی وہ اس کا انتظار کر رہے تھے کچھ دنوں سے وہ بہت مصروف تھا گھر بھی ڈنر کے بعد آتا تھا رات دیر سے گھر آیا اور اپنے لیے کافی بنا کر لیپ ٹاپ لیے کام کرنے لگا تھا کہ پھر شہلا کے پیچھے ہو لیا---- فواد صاحب اس کے کمرے میں گئے پر اس کو وہاں نا دیکھ کر

پریشان ہوئے ---پھر کال کی تو زوہیب کال نہیں اٹھا رہا تھا---وہ پریشانی میں لاونج میں بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے ---ان کو بیٹھا دیکھ کر مسز فواد بھی باہر آگئی---

کیا ہوا آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں طبیعت تو ٹھیک ہے ----

ہاں ٹھیک ہے طبیعت زوہیب کا انتظار کر رہا ہوں----

کہاں ہے زوہیب رات کا ایک بج رہا ہے وہ گھڑی پر وقت دیکھتی بولی----

تمہارے سامنے ہی آیا تھا گھر جب میں نے کہا کہ ضروری بات کرنی ہے تو تھوڑی دیر بعد آنے کا کہہ کر کمرے میں چلا گیا وہ نہیں آیا تو میں خود گیا پر اب اپنے کمرے میں نہیں ----

فواد مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے نجانے کہاں گیا ہے --- مسز فواد پریشانی کے عالم میں بولی کہ اسی وقت زوہیب شہلا کو گود میں اٹھائے اندر آیا پر سامنے اپنے ڈیڈ مام کو دیکھ کر شرمندہ سا ہو گیا----

یہ-کیا ہے زوہیب-----کہاں سے آرہے ہو -----وہ ان کو یوں دیکھ کر گرجے تھے ----

وہ ڈیڈ میں شہلا----

اس سے پہلے وہ بولتا کہ شہلا نے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا ---وہ مجبوری میں اسے اٹھائے کھڑا تھا اس پر اس کی بے باک حرکت زوہیب کو کرنٹ سا لگا دل کیا یہیں پھینک دے اس کو -----

زوہیب یہ سب کیا ہے اور تم نے کیوں اٹھایا ہوا ہے اسے ----

مام ڈیڈ میں آپ کو سب بتاتا ہوں پہلے اس کو کمرے میں چھوڑ آؤں ---

ان کی آواز پر جواد صاحب اور ان کی بیوی بھی باہر آگئے---

کیا ہوا فواد سب خیریت ہے ---وہ بے دھیانی میں کمرے سے نکلتے بولے پر شہلا کو زوہیب کی گود میں دیکھ کر ان کی حالت بھی فواد صاحب جیسی ہو گئی---

بڑوں کے کمرے نیچے تھے اور بچوں کے اپر جازب تک شاید آواز میں گئی تھی اس لیے وہ بے خبر سو رہا تھا----

جاؤ اور فوراً نیچے آؤ----فواد صاحب غصہ ضبط کرتے بولے پر انہیں اپنی تربیت پر یقین تھا اس لیے پہلے وہ زوہیب کی بات سننا چاہتے تھے ----

کیا ہوا شہلا کو زوہیب----

تایا جان شہلا نے ڈرنک کی ہے ----وہ اتنا ہی بول کر آگے بڑھا جبکہ اس کی اس بات پر سب حیرت میں آگئے----

جیسے ہی زوہیب شہلا کو اس کے کمرے میں بیڈ پر پٹخ کر واپس آیا اسے اپنے آپ سے بھی شہلا کے چھونے سے کراہیت محسوس ہو رہی تھی وہ سنجیدگی سے نیچے آیا اور سب کو تفصیل سے بتایا-----

جیسے سن کر جواد صاحب شرمندہ سے نظریں جھکا گئے ----ان کی اولاد نے اور کون کون سے رنگ باقی دیکھانا تھے وہ بغیر کچھ بولے واپس چلے گئے ان کے الفاظ کہیں گم ہو گئے تھے ----فواد صاحب نے زوہیب اپنے سینے میں بھینچ لیا ان کو اپنے بیٹے پر فخر محسوس ہو رہا تھا---

ڈیڈ آپ کو کچھ ضروری بات کرنا تھی ---

ہاں کرنی تو ہے پر اب رات کافی ہو گئ جا کر سو جاؤ---

نہیں آپ بتائیں پھر سا جاتا ہوں ---زوہیب زدی ہوا ---

اچھا ایمان کیسی لگتی ہے تمہیں----؟؟

بہت اچھی ہے ڈیڈ----

تو کیا ہم کل اس کے گھر جائیں ---؟

کس سلسلے میں ---

بھئی اپنی بہو بنانے کے سلسلے میں ----

بہو---زوہیب بڑبڑایا ----پھر سمجھ آئی تو اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا---

مام ڈیڈ یہ آپ دونوں کیا سوچ رہے ہیں ---ایمان میری بہن ہے زرش اور سجل آپی کی طرح ----پلیز یہ سب سوچ کر ہمارا بہن بھائی والا رشتہ خراب مت کریں ----زوہیب دو ٹوک انداز میں بول کر وہاں سے چلا گیا---جبکہ فواد صاحب کو ان کا جواب مل گیا ----

دیکھا فواد سجل نے صحیح کہا تھا کہ وہ نہیں کرے گا----

اب چھوڑیں جہاں اس کی مرضی ہو گی ہمیں بتا دے گا -----

وہ بہت خوش قسمت گھر ہوگا جہاں ایمان جائے گی --فواد صاحب سرد سانس بھرتے بولے وہ اپنی اولاد پر اپنی مرضی مسلط کرنے کے عائد نہیں تھے --انہیں خوشی تھی کہ وقت رہتے زوہیب کی رائے لے لی اگر وہ پوچھے بغیر چلے جاتے زوہیب نے سب کچھ تہس نہس کر دینا تھا-----

جی یہ بات تو اپنے ٹھیک کہی -----اب چلیں آپ بھی سو جائیں صبح پھر طبیعت خراب ہوگی----

جو گنگ سے آکر احمر فریش ہوکر باہر آیااور ایک ہاتھ میں ٹاول پکڑے بال خشک کرتا دوسرے سے ایمان کو میسج کیا--

سائیں---!!!!

دوسری طرف فوراً سین ہوا----

ہیلو---

مولانی---

ریپلائی نہیں کیا تو ابھی گھر پہنچ آؤ گا تمہارے----کیونکہ ایمان اس کے میسج سین کر رہی تھی---

کیا ہے--؟

پھاڑ کھانے والے انداز میں ایمان نے ریپلائی کیا---

اپنی دھمکی کا اثر ہوتے دیکھ احمر کھل کر مسکرایا---

خمار ہے----

کس چیز کا----؟

وہ تو مل کر بتاؤں گا--مولانی----یہ بتاؤ یونی آ رہی ہو نا---

نہیں----

نا تو آؤ پھر----

کیا کر لوگے---؟؟

مل کر بتاؤں گا---

جنگلی بلا۔۔۔۔ایمان ساتھ غصے والا ایموجی بھیجا۔۔

جنگلی بلی۔۔۔جوابا احمر نے بھی یہی عمل دوہرایا۔۔۔

تم یونی آؤ پھر بتاتا ہوں ۔۔۔۔۔احمر نے گھورنے والا ایموجی بھیجا۔۔۔

میں نہیں آؤ گی یونی سنا تم نے ۔۔۔۔

مجازی خدا کا حکم ہے سنا تم نے۔۔۔۔

ساتھ ہی آڈر دے کر احمر نے کس والا ایموجی بھیجا اور کمرے سے باہر نکلا۔۔۔

صبح معمول کے مطابق سب ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے احمر کا انتظار کر رہے تھے زرش برہان کو مکمل اگنور کر رہی تھی ۔۔۔یہ بات وہ بھی نوٹ کر رہا تھا کہ زرش نے ایک بار بھی برہان کو دیکھا تک نہیں تھا وہ چاہ کر بھی اپنے دل سے یہ خلش نہیں نکال پا رہی تھی ۔۔۔وہ اپنے ہاتھوں پر نظریں جمائے سوچوں کی پینگھوں میں سوار تھی ۔۔۔۔

جبھی احمر بلیو جینز پر لائٹ ییلو شرٹ پہنے اپر بلیو کلر کی جیکٹ پہنے جس کے بٹن کھلے تھے جس سے اس کے چوڑے مضبوط سینے سے چپکی برانڈڈ شرٹ صاف نظر آرہی تھی بھورے سلکی بال پف سٹائل میں بنائے جو اس کے تیز تیز اترنے سے ہل کر ماتھے کو ٹچ کر رہے تھے ۔۔۔بھوری بیئرڈ بھوری مونچھیں دمکتا شفاف رنگ وہ کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا کہ یکدم اس کے گلابی لب مسکراہٹ میں ڈھلے اور وہ نچلا لب دانتوں میں دبائے مسکراہٹ روک گیا ایسے میں اس کا تل بہت خوبصورت لگ رہا تھاوہ اپنی کالی گہری آنکھیں موبائل کی

سکرین پر ٹکائے وائیٹ سنیکر شوز میں مقید پاؤں سیڑھیوں سے اتر کر فرش پر رکھتا اپنی مغرور چال سے ڈائینگ ٹیبل کی طرف آرہا تھا نگاہیں ہنوز موبائل کی سکرین پر جمی تھیں ----

وجاہت صاحب نے احمر کو دیکھ کر دل ہی دل میں ماشاء اللہ کہا جبکہ بی جی نے بھی یہی عمل دوہرایا تھا----

گڈ مارننگ ایوری ون ----وہ برھان کے ساتھ والی چئر کھسکا کر بیٹھا ----

اور سب ناشتہ کرنے لگے ----

بھابھی ماں چائے ڈال کر دیں------احمر نے زرش کو پکارا

زرش جوس پی رہی تھی احمر کے طرزِ تخاطب پر جوس فوارے کی شکل میں فرش پر گرا-----

احمر کی شرارتوں اور رعب و جلال سے وہ اچھی طرح واقف تھی اور ابھی اس کے یوں بلانے وہ حیران رہ گئی کیونکہ وہ ان دونوں بھائیوں سے کافی چھوٹی تھی -----

کیا ہوا بیٹا-----

کک کچھ نہیں بی جی ----

کہیں آپ بھابھی ماں پر تو حیران نہیں ہو رہیں ----احمر نے آنکھیں سکیڑیں-----وہ پہلے تم کہہ کر مخاطب کرتا تھا اور اب بھی کرتا پر اب وہ اس کی بھابھی تھی اس کی ماں کے مقام تھی ----

زرش نے سر ہلایا----

بلکل اب سے آپ میری بھابھی ہیں اور ماں بھی ---مطلب بھابھی ماں ----زرش آنکھیں پھاڑے اس کو دیکھ رہی تھی وہ تواس کو انتہا کا بدتمیز اور لا پرواہ سمجھتی تھی پر اس کے سادہ انداز میں بتانے پر وہ حیران ہوئی تھی ----جو اس کو پل میں ماں کے مقام کے برابر درجہ دے گیا تھا-----

مطلب زرش نے اس کے بارے جو سوچا تھا وہ اس کے برعکس تھا---زرش کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے اور سر کو جنبش دی ----جبکہ برھان نے دونوں کو دیکھا جو مسکرا رہے تھے اس کے لبوں پر بھی مسکراہٹ کھل گئی-----

وجاہت صاحب اور بی جی اپنے بچوں کو خوش دیکھ کر اطمینان میں تھے ---

بھابھی ماں آپ نہیں جا رہیں---؟؟

کہاں !!!

یونیورسٹی-----

اوو ہاں ،،پتا نہیں ،،،،

زرش سر جھکا گئی----

برھان نے چونک کر زرش کو دیکھا۔۔۔۔کل سے تم یونی جوائن کر رہی ہو ۔۔۔۔وہ حکم دیتے بولا۔۔۔

ہاں بیٹا اب تم بے فجر ہو کر جایا کرو ۔۔۔۔پہلے ہی پڑھائی میں کافی ہرج ہو گیا ہے بچی کا ۔۔۔بی جی نے برھان کی بات کی تعید کی ۔۔۔۔

دل تو اس کا بھی چاہ رہا تھا پر وہ کہہ نہیں سکتی تھی زرش کا خیال تھا کہ برھان خود اجازت دے گا تب وہ جائے گی اور سب اس نے کہہ دیا تھا تو اس نے بھی کل جانے کا ارادہ کر لیا تھا ۔۔۔جبکہ برھان اب یونیورسٹی چھوڑ چکا تھا ۔۔۔ایک تو ایمان کو نہیں دیکھنا چاہتا تھا کہ پھر دل دوہائیاں دیتا اور دوسرا وہ اپنا پورا فوکس اپنے برنس پر لگانا چاہتا تھا خود کو مکمل مصروف کر کے وہ ایمان سے اپنی توجہ ہٹانا چاہتا تھا اور کچھ حد تک کامیاب ہو رہا تھا ۔۔۔۔

اوکے ڈیڈ چلتا ہوں دعا کیجیے گا آج کافی اہم میٹینگ ہے ۔۔۔۔

برھان نے اٹھ وجاہت صاحب سے پیار لیا اور ایک گھری نظر زرش پر ڈالی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی پر برھان کے دیکھنے پر نظریں جھکا گئی۔۔۔

بڈی میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں ۔۔۔احمر جلدی سے جوس کے سوپ لیتا اٹھا اور دونوں بھائی خداحافظ کرتے باہر کی جانب بڑھے ۔۔۔

دونوں بھائی بلا کے ہینڈسم لگ رہے تھے ---برھان نے سلور رنگ کا تھری پیس پہنا ہوا تھا پر اس کا کوٹ وہ ہمیشہ کی طرح کندھے پر ڈالے ازلی بے نیازی سے احمر سے باتیں کرتا جا رہا تھا ---

ایک کا تل دیکھنے والے کو مبہوت کرتا تھا اور دوسرے کا آئیبرو پر لگا کٹ اسے سب سے منفرد اور پیارا بناتا تھا-----

---

حسان رات ہوئے واقعے سے احمر کو آگاہ کر چکا تھا احمر بہت پریشان ہوا اور دونوں کو درانی مینشن آنے کا کہا پر حسان نے انکار کر دیا جب تک ماہم کی طبیعت ٹھیک نہیں ہو جاتی اور اس کا پتا نہیں چل جاتا ماہم میرے ساتھ اپارٹمنٹ میں رہے گی ---کیا پتا جنہوں نے اب ماہم کو نقصان پہچانے کی کوشش کی ہے بعد میں بھی ماہم کو ڈھونڈتے درانی مینشن تک پہنچ جائیں یہ ہمارے مشن کے لیے بلکل ٹھیک نہیں ہے ---

احمر نے اوکے کہا کہ وہ ماہم کا خیال رکھیں باقی باتیں وہ وہاں آکر کرے گا ----

احمر نے منع نہیں کیا کیونکہ اب ان دونوں کے بیچ ایک مضبوط رشتہ تھا اور حسان ماہم کے لیے جو سوچ رہا تھا وہ بلکل ٹھیک تھا ----

صبح جوگنگ سے آتے ہی احمر بی بی کو حسان اور ماہم کا بتا چکا تھا کہ ماہم اپنی خالہ کے گھر ہے اور اس کے ساتھ حسان ہے بی جی جو ماہم کے لیے فکر مند ہو رہی تھی احمر کے بتانے پر تسلی ہوئی اور پھر وہ لاؤنج میں بیٹھ کر تسبیح کرنے لگی---

حسان ساری رات ماہم کے پاس تھا وہ وقفے وقفے سے اس کا بخار چیک کرتا رہا تھا اور جب تسلی ہوئی تو خود بھی اس کے ساتھ سونے کے لیے لیٹ گیا۔۔۔۔ صبح حسان کی آنکھ فون رنگ سے کھلی بی جی کی کال تھی وہ جلدی سے اٹھا اور لاؤنج میں آکر کال سننے لگا۔۔۔اس کے جانے بعد ماہم نے بھی کسلمندی سے آنکھیں کھولیں۔۔

رات کا واقع زہن کے پردے ہر لہرایا وہ ایک دم سے اٹھ بیٹھی اور حسان کی تلاش میں نظریں گھمائیں۔۔۔

حسان دروازہ کھول کر اندر آیا۔۔۔اٹھ گئی تم چلو جلدی سے فریش ہوکر آجاؤ پھر ناشتہ کرتے ہیں ۔۔۔۔وہ دوسرے روم میں فرش ہو کر ماہم کی طرف آیا۔۔۔اور اسے کہہ کر پلٹ گیا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد ماہم نکھری نکھری سی نم بالوں کو کھلا چھوڑے نیچھے آئ۔۔۔۔حسان اسی کا انتظار کر رہا تھا جب نظر اس پر گئی۔۔۔آنکھوں پر سوجن تھیں ہاتھ پر ویسے ہی زخم تھا چہرے پر انگلیوں کے نشان واضح تھے۔۔۔۔۔

حسان نے لب بھینچے۔۔۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس کے پاس آئی اور حسان سے کچھ فاصلے پر ٹک گئی۔۔۔

حسان احمر اور سب پریشان ہو رہے ہونگے ۔۔۔۔

فکر مت کر میں نے بتا دیا ہے کہ تم خالہ کے گھر ہو اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔

دونوں خاموشی سے ناشتہ کرنے لگے ماہم نے تھوڑا سا کھا کر بس کر دی کہ کھانا چباتے وقت اس کے گال درد کرتے تھے ----وہ میچل کو دل ہی دل میں برا بھلا کہہ رہی تھی ---

حسان نے بھی تھوڑا سا کھایا---اور ماہم کی طرف متوجہ ہوا----

مجھے بتاؤ ماہم وہ شخص کون تھا اور تمہیں کیسے جانتا ہے---

مجھے نہیں پتا حسان بس یہ کہہ رہا تھا تمہیں بہت ڈھونڈا ہے میں نے اور اس سے میری ملاقات کل ہی ہوئی اور رات کو وہ یہاں پہنچ گیا ---

حسان چونکا---کیا مطلب ---

پھر ماہم نے کل کا سارا واقع اس کے گوشوار کیا-----

تمہیں اس کی شکل تو یاد ہے نا ---ہاں مجھے یاد ہے اگر دیکھو گی تو پہچان لوں گی-----اوراس کا نام میچل ہے شاید وہ یہی کہہ رہا تھا---

حسان نے جلدی سے فون نکالا اور اس میں سے کوئی تصویر تلاش کرنے لگا جو کل ہی ان کے بھائی نے احمر اور حسان کو سینڈ کی تھی کہ یہ انجلینا کا خاص آدمی ہے ----

یہ دیکھو ماہم اور بتاؤ کیا یہی ہے وہ شخص----

یہ -----ماہم غور سے تصویر دیکھنے لگی ----ہاں حسان یہ یہی ہے وہ -----

اس کی بات پر حسان لب بھینچ گیا---

یہ انجلینا کا خاص آدمی ہے ----

کیا؟؟؟

ہمم پر سوال یہ ہے کہ انہیں کیسے پتا تمہارا---اگر وہ تمہارے بارے میں جانتے ہیں تو ضرور ہمارے بارے بھی جانتے ہوں گے ----

مجھے نہیں لگتا حسان ---ہو سکتا ہے وہ میرے ذریعے جاننا چاہتے ہوں----

تم نے کہیں ماسک اتارا تھا---حسان کے زہن میں جھماکا سا ہوا اور ماہم سے پوچھا---

نہیں مجھے نہیں یاد پر جب ہم اس مشن میں گئے تھے تب میں نے ہڈی نہیں پہنی ہوئی تھی ---

اس کا مطلب ماہم وہ -----حسان نے گھورا---

اور ماہم سر جھکا گئی----وہ کمانڈوز تھے اڑتی چڑیا کے پر گن لیتے تھے تو یہاں کیسے نا پتا چلتا-----

میں نے کہا تھا ماہم تم اپنا تل چھپا کر رکھو جب بھی مشن کے دوران ہو---ہڈی پہنا کرو---

کل اس نے تمہارا تل دیکھا تھا-----اور پھر چہرہ بھی دیکھ لی----

ماہم نے بھی سر ہلایا کے غلطی تسلیم کی ----

اچھا جو ضروری سامان اٹھانا ہے جلدی سے پیک کرو ہم جا رہے ----

پر کہاں ----؟؟

اپارٹمنٹ، تمہارا یہاں رکنا خطرے سے کھالی نہیں وہ پھر آئے گا یہاں ----

ماہم نے سر ہلایا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھی ---

اور حسان احمر کو کال پر سب بتانے لگا----

---

ایمان بیٹا---

جی بھیا----

بیٹا کیا خیال آپ کو دوبارہ سے پھوپھو کے عہدے پر فائز کیا جائے----

یس بھیا----مجھے ایک چھوٹی سے گڑیا چاہیے ---

سمیر نے سومی کی طرف دیکھا---

تو سومی نے بھی زورو شور سے سر ہلایا ----یس پاپا مجھے بھی گڑیا چاہئے---- سومی نے آنکھیں پٹپٹاتے کہا----

جبکہ سجل سرخ چہرہ لیے مسلسل مسکرا رہی تھی ---

سن لیا بیگم ----

اب نو کی کوئی گنجائش نہیں--- سمیر سجل کی طرف جھک کر سرگوشی میں بولا----

شرم کریں سمیر جب بیٹی ہونی ہوگی ہوجائے گی----

ایسے کیسے ہوگی اس کے لیے میری محنت درکار ہوگی ----

سمیر آنکھوں میں شرارت اور چہرے پر سنجیدگی طاری کیے بولا----کہ سجل کو کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا----

اصل میں سمیر اپنی بھڑاس نکال رہا تھا کہ کل رات سومی نے دونوں کی جان نا چھوڑی اور جب سمیر نے اسے اٹھانا چاہا سجل نے آنکھیں دیکھائیں کہ آج وہ اپنے بیٹے کے ساتھ سوئے گی ---اس لیے سمیر بے چارہ ٹھنڈی آہ بھرتا سومی کو ہٹا کر درمیان میں لیٹا اور ایک بازوں پر سومی کا سر رکھا اور دوسرے پر سجل نے اور وہ دونوں کو پیار کرتا آنکھیں موند گیا --- اب صبح سے سجل کو تنگ کر رکھا تھا کہ اسے بیٹی چاہیے وہ اس دور نا

جائے ----اس کی اتنی بے باکی پر سجل سرخ چہرے سے آنکھیں بڑی کر کے ڈرانے کی کوشش کرتی پر سمیر کی اگلی بات اس شرمانے پر مجبور کر دیتی----

سمیر---- سجل بیچاری گھور کر رہ گئی----

جبکہ سمیر کی بولتی نظریں اسے بہت کچھ باور کروا رہی تھیں---

سجل کو اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں اس سے پہلے کہ وہ اپنا بچاؤ کرتی ----سمیر چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا----

بیٹا آپ ناشتہ فینش کرو دونوں جلدی سے میں تیار ہو کر آتا ہوں ----

سمیر ان کو کہتا اپنے تیار ہونے کی غرض سے کمرے میں چلا گیا کہ اس نے سومی کو سکول اور ایمان زارا کو یونیورسٹی ڈراپ کرنا تھا---

سجل روم میں آؤ، ساتھ ہی سجل کو کم دیتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا---

سمیر نے جان بوجھ کر یونیفارم نہیں پہنا تھا کہ رات کا بدلہ بھی تو لینا تھا---

بھابھی جائیں نا بھائی کی ہیلپ کریں ہمیں لیٹ ہو رہی ہے ---ہے نا سومی----ایمان نے مسکراہٹ دبائی،

سومی تیزی سے منہ چلاتا سر ہلا گیا---وہ ایمان کو اتنا کیوٹ لگا کہ چٹا چٹ اس کا چہرہ چوم لیا----

جبکہ سجل اچھے سے جانتی تھی سمیر اب اس کے ہوش ٹھکانے لگائے گا پھر بھی رات کے لیے وارن کر کے جائے گا----

وہ دھک دھک کرتے دل کو سنبھالتی اٹھی----

وہ انگلیاں چٹخاتی کمرے میں داخل ہوئی سامنے ہی سجل کی جان کا مالک سمیر شاہ اپنے توانا بازوں اور چوڑے وسیع سینے کی نمائش کرتا براؤن پینٹ پہنے شرٹ لیس سا ڈریسنگ ٹیبل سے پشت ٹکائے سیگریٹ کے کش لیتا کالی سحرانہ آنکھوں میں گہری سنجیدگی لیے سجل کو دیکھ رہا تھا جو لال ٹماٹر چہرہ جھکائے دروازے کے پاس ٹکی کھڑی تھی کہ ابھی اس کے ایک اشارے پر بھاگ جائے گی ---پر وہ پولیس والا تھا جس نے آج تک کوئی کیس نا جانے دیا تھا اپنی بیوی کو کیسے جانے دیتا جو شاید اب بھاگنے کے پر تول رہی تھی اپنی سوچ پر عمل کرتی وہ باہر نکلنے کو تھی کہ سمیر نے ایک ہی جست میں اس کی کلائی پکڑی ----

اب سین کچھ یوں تھا کہ سجل بیچاری آدھی کمرے سے باہر تھی جبکہ اس کی کلائی سمیر کے مضبوط ہاتھوں کے شکنجے میں مقید تھی ----

سمیر سومی بلا رہا ہے --- سجل نے اپنے تئیں بہانا گھڑا-----

پر سمیر نے اس کے بات پر کان دھرے بغیر اس کی وہی کلائی پکڑی کر اپنی طرف کھینچا تھا کہ وہ لہراتی ہوئی اس کے چٹان جیسے سینے سے ٹکرائی ابھی وہ سنبھل بھی نا پائ تھی جب سمیر نے ایک بازو اس کی کمر میں ڈال کر اپنے سینے میں بھینچا اور دوسرے ہاتھ سے دروازہ بند کرکے اس کو بازوؤں میں اٹھا لیا----

سجل آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی جو اب منہ میں دبا سیگریٹ فرش پر پھینک کر پیروں سے مسل رہا تھا --

اس کے اگلے عمل کا سوچ کر سجل اپنے خشک لبوں پر زبان پھیر کر آپس میں پیوست کر گئی----

سمیر نے بنا کچھ بولے اس کے سختی سے پیوست لبوں کو دیکھا پھر سوالیہ ائیبرو اچکائ --- جیسے تائید چاہی ہو کہ اسے تم بچ جاؤ گی ---

جبکہ اس کی سوال کرتی آنکھیں میں دیکھ کر سجل نے اس کی گردن میں جلدی سے چہرہ چھپایا تھا-----

اس سے چھپنے کے لیے اس میں پناہ ڈھونڈ رہی تھی ---

سمیر نے اسے لے جا کر ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھایا اور دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر اس کے سرخ چہرے کو دیکھا---

جان سمیر----

گھمبیر آواز میں پکارا کہ سجل کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا--- سمیر نے اس کی ٹھوڑی کو دو پکڑ کر چہرہ اپر کیا اور دیوانہ وار اس کے چہرے پر جھک کر محبت کی مہر ثبت کرنے لگا ساتھ ہی سرگوشیاں کرتے اسے معتبر کر دیا--

تم میری جینے کی تمنا ہو ---- تم مجھے دکھ بھری زندگی سے خوشیوں بھری زندگی میں لائی میں جو مسکرانہ بھول گیا تھا خوشی کیا ہوتی ہے رشتے کیا ہوتے ہیں ان سے تم نے مجھے متعارف کروایا شکریہ جان میری زندگی میں آکر یوں رنگ بھرنے کے لیے اور اب تم میرے جنون کی انتہا دیکھوں گی سمیر اس کے گال کو دانتوں میں دبا کر اس کے لبوں پر جھکا تھا--- سجل اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اس کے لمس کو محسوس کر رہی تھی ---وہ ہمیشہ اپنی سرگوشیوں سے سجل کو خود پر ناز کرنے پر مجبور کر دیتا تھا---اور سجل اس کے لمس سے پگھل کر اسے کی باہوں میں بکھر جاتی جسے سمیر خود میں سمیٹ کر اپنی متاعِ جاں کو خود میں بھینچ لیتا----

دونوں ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے تھے سمیر کی گستاخیاں بڑھتی جا رہیں تھیں جب سجل ہوش کی دنیا میں لوٹی اور اس کے سینے پر دباؤ ڈالا----اسے اب سانسیں نہیں آرہی تھیں سمیر کو اس کی مداخلت پسند نا آئی کہ اس کے عمل میں شدت آ گئی----

جب سجل کی آنکھیں بند ہونے لگیں تو سمیر نے اسے آزادی بخشی اور اسے اپنے سینے سے لگائے پشت سہلانے لگا دونوں کی سانسیں پھولیں ہوئیں۔۔۔

سمیر آپ کو دیر ہو رہی ہے ۔۔۔ سجل گہرے سانس بھرتی اسے وقت کا احساس دلانے لگی ۔۔۔۔

جانتا ہوں جان اس لیے تو چھوڑ دیا ہے ورنہ میرا ارادہ کچھ اور تھا ۔۔۔۔وہ اس کے سر پر ٹھوڑی ٹکائے بولا ۔۔۔۔۔

جبکہ سجل نے اس کی بات پر اٹھنا چاہا۔۔۔جب سمیر نے کوشش ناکام بنا دی اور اسے کی آنکھوں میں دیکھا ۔۔۔

کہاں ۔۔۔؟؟؟میری تیاری کون کروائے گا۔۔۔۔

آپ خود ہوں تیار بچے نہیں ہیں ۔۔۔۔ سجل اس کے دیوانے پن پر اکثر جھنجھلا جاتی تھی ۔۔۔۔

بچہ ہی ہوں میں جب تک مجھے شرٹ نہیں پہناؤ گی میں جانے نہیں دوں گا ۔۔۔۔

سجل نے گھورا ۔۔۔۔ سمیر نے مسکرا کر اس کے لبوں کو پھر سے چھوا ۔۔۔۔

میں شرٹ لے کر آرہا ہوں خبردار یہاں سے ہلنا نہیں -----وہ وارن کرتا وارڈروب سے شرٹ نکال کر لایا اور اسے دی -----

سجل نے کانپتے ہاتھوں سے شرٹ لی اور اسے پہنائی جیسے تیسے کر کے وہ شرٹ پہنانے میں کامیاب ہوئی جبکہ اس میں سمیر نے سوائے سجل کو دیکھنے کے کوئی مدد نا کی اور اس کی بے باک نظریں سجل کے کام میں خلل پیدا کر رہیں تھیں----

بٹن کون بند کرے گا---- سجل جو اب اس کو دیکھ رہی تھی کہ دیکھو پہنا دی شرٹ،،، اس پر نیا حکم جاری ہوا----

سمیر---- سجل بے بسی سے بولی---

جان سمیر---اسی کے انداز میں سمیر نے سرگوشی میں پکار کر لب دانتوں میں دبایا وہ جانتا تھا کہ سجل اب اس کی بے باک نظروں اور گھبرا رہی ہے کہ کہیں ارادہ نا بدل دے ----

خود کریں نا ----

تم کرو جان دیکھو مجھے دیر ہو رہی ہے ---- سمیر نے جلدی سے کہا۔

سجل نے آنکھیں دیکھا کر اس کی شرٹ کو دائیں بائیں پکڑ کر کھینچا کہ سمیر نے خود کو ڈھیلا چھوڑا اور اسکے اپر گرا ساتھ ہی لب اس کی گردن پر مس کیے---

اس افادیت پر بوکھلا کر سجل کی چیخ نکلی اور سمیر کا قہقہہ گونجا تھا----

وہ جان بوجھ کر اسکی گردن کو نشانے میں لیے اس کے معمولی سی شرٹ کو کھینچنے پر اپنا سارا وزن اس پر ڈالے اس کی گردن کو لبوں سے چھو گیا۔۔۔

میری جان تم بھی نا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی مانتا ہوں کہ میں بہت پیارا ہوں تمہارا میرے بغیر ایک پل بھی دل نہیں لگتا پر اب ایسے ہی ہگ کیے رکھو گی تو ڈیوٹی پر کون جائے گا جان ،، سمیر شرارت سے بولا۔۔۔

سجل نے گرنے سے بچنے کے لیے اس کی پشت پر ہاتھ باندھے تھے کہ اس کی شرارت پر منہ کھولے حیرانگی سے دیکھنے لگی۔۔۔

جب سمیر نے آنکھ ونک کی اور اس کو کمر سے پکڑ کر نیچے کھڑا کیا۔۔۔

اور شرٹ کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

سجل نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بٹن بند کیے اور اس کا رخ شیشے کی طرف موڑا۔۔۔۔

اور خود موقع پاتے ہی کمرے سے باہر بھاگی ۔۔۔

جبکہ اس کی سپیڈ پر سمیر کھل کر مسکرایا تھا۔۔۔

---

تمہاری طبیعت کیسی ہے اب۔۔۔انجلینا میچل کے پاس بیٹھی بولی۔۔

ٹھیک۔۔۔ہوں ۔۔۔۔

گولی کیسے لگی میچل تفصیل سے بتاؤ مجھے۔۔۔۔

بلیک پینٹ شرٹ میں سر پر کیپ پہنے گرے بالوں والی وہ انگریزی لبو لہجے کی حامل انجلینا ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے پوری طرح سے میچل کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔

میچل نے نقاہت زدہ آواز میں سارا واقع انجلینا کے گوشوار کیا۔۔۔

تو تم نے اس لڑکے کو نہیں دیکھا۔۔۔۔؟

نہیں اس نے ماسک لگایا ہوا تھا۔۔۔

اور وہ لڑکی۔۔۔؟

اسے تو میں دیکھ چکا ہوں اب وہ گینگسٹر اسے ہم سے جتنا ممکن ہو سکے گا چھپائیں گے ۔۔۔۔۔پر میں چھوڑوں گا نہیں اسے۔۔۔

بوس کو پتا چلا تو نجانے وہ کیا کرے گا اتنی مشکل سے کوئی مہرہ ہاتھ آیا تھا۔۔۔

میں خود بوس سے بات کروں گا اور اس لڑکی کو ان کے قدموں میں پھینکوں گا ----- میچل شیطانی دماغ میں کچھ سوچ کر بولا----

---

مانو بیٹا اپنا خیال رکھنا ہے اور جب گھر جانے لگو اپنے بھیا کو میسج کرنا اکیلے نہیں جانا جب تک ڈرائیور نا آئے اندر ہی رہنا----اوکے بیٹا----

سمیر نے ایمان کو یونیورسٹی ڈراپ کیا اور اس کے سر پر لب رکھے اور چہرہ تھپتھپا کر زور والی ہدایت دیتا سن گلاسز لگائے گاڑی کو تیز سپیڈ سے اڑا لے گیا----

ایمان سٹک کی مدد سے چھوٹے چھوٹے قدم لیے اندر بڑھی سامنے ہی mb گروپ کا لیڈر احمر درانی لڑکوں کے جھرمٹ میں چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجائے کھڑا کتنوں کے دلوں کی دھڑکن بڑھا رہا تھا---

ایمان نے سر جھٹکا اور زرش کو مس کرتی اپنے ڈیپارٹمنٹ کی جانب بڑھی -----

ایمان----------!!!

تبھی کیسی نے زور دار آواز سے پکارا-----

ایمان نے اپنے نام کی پکار پر مڑ کر دیکھا تو اس کی کلاس فیلو رمشا تیز تیز قدم اٹھاتی اسی کی جانب آرہی تھی ----

کیا ہوا رمشا اتنی بوکھلائی ہوئی کیوں لگ رہی ہو ---؟

یار وہ سر اصغر کا ٹیسٹ ہے آج اور انہوں مجھے وارننگ دی ہے---

کیسی وارننگ----

کہ اگر اس بار بھی میرے بیس میں سے پانچ نمبر آئے تو وہ مجھے پرنسپل کے سامنے پیش کریں گے ----میں نے کہا کہ سر اس بار میں ریکارڈ توڑنے کی پوری کوشش کروں گی اور دو نمبر لوں گی تو سر نے میری انسلٹ کی اور آفس سے نکال دیا----

رمشا اپنا دکھڑا رونے لگی----

او یہ تو واقعی برا ہوا ایمان ہنسی روکتے بولی----

ہاں نا اب تم میری مدد کر دو پلیز----

کیسی مدد---؟

یار تم نا بس مجھے آج چیٹنگ کروا دینا پلیز اپنا ٹیسٹ مجھے دیکھانا اب پریشانی میں مجھ سے تیار نہیں ہونا

-----رمشا ایمان کے ہاتھ پکڑ کر منت بھرے لہجے میں بولی---

دیکھو یہ ہے تو غلط پر تم اتنا اسرار کر رہی ہو تو دیکھا دوں گی ---ایمان کو اس نمونی پر ترس آ گیا اور ہامی بھر لی----

سچی-----اوووو تھنکیو سو مچ سٹرابیری -----رمشا فرط جذبات میں ایمان کے گلے لگی -----

رمشا کلاس میں جولی ہنسنے ہنسانے والی لڑکی تھی پر پڑھائی میں پوری کلاس میں سے نکمی تھی ---پڑھنے کا سے زیادہ شوق نا تھا ہر ٹیسٹ میں پانچ نمبر لے کر انتہا کی خوش ہوتی ----

احمر کی نظرایمان پر پڑی جو کسی لڑکی سے بات کر رہی تھی ---جب وہ لڑکی اس کے گلے لگی ---

احمر کو عجیب سی جیلسی فیل ہوئ تھی وہ بھی ایک لڑکی سے ----

یہ مولانی نے اسے کیوں خود کے اتنا قریب آنے دیا----وہ ایمان کے لیے پوزیسو ہو رہا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی بھی اس کی ایمان کو ٹچ کرے خواہ وہ کوئی لڑکی ہی کیوں نا ہو---

وہ لڑکوں کے جھرمٹ سے نکلتا اس کی جانب بڑھا جہاں اب وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے کوئی بات کر رہیں تھیں ----احمر نے جھٹکے سے ایمان کا ہاتھ چھڑایا اس کے گروپ اور آس پاس کے سٹوڈنٹ دیکھ رہے تھے جب وہ ایمان کا ہاتھ پکڑ کر اور دوسرے ہاتھ سے سٹک لے کر اس کے ڈیپارٹمنٹ کی جانب بڑھا-----

ان کو دیکھ کر سب چ مگوئیاں کرنے لگے ----

احمر ---کیا کر رہے ہو چھوڑو میرا ہاتھ ----ایمان نیچی آواز میں چبا کر بولی ---

چھوڑو سب باتیں کر رہی ہیں -----!!!

پر وہ ڈھیٹ بنا سب کو نظر انداز کرتا اس کا ہاتھ پکڑے آگے بڑھتا رہا ----

اب بولو کیا کہہ رہی تھی ----؟؟

وہ اسے ایک خالی کلاس روم میں لے آیا اور اس کا ہاتھ چھوڑ کر پوچھنے لگا جیسے اسے کچھ پتا ہی نا ہو----

تمہارا دماغ خراب ہے----پتا ہے سب کتنی باتیں کر رہے تھے -----ایمان چلائی---

اچھا کب----وہ انجان بنا----

ابھی ----

میں نے تو نہیں سنی----

تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے -----وہ غصے سے بول کر وہاں سے نکلنے لگی ---اگر کسی نے ان دونوں کو اکیلے کمرے میں دیکھ لیا تو ---ایمان کو فکر ستائے جا رہی تھی ----

رکو-----اس کی سرد آواز پر ایمان کے قدموں کو بریک لگی---

پہلی بات میں کسی کا پابند نہیں اور نا ہی میں لوگوں کی پرواہ کرتا ہوں---آج نہیں تو کل سب کو پتا چل ہی جانا کہ تم میری کیا ہو -----

دوسری بات میری کان کھول کر سن لو آج کے بعد تم کسی بھی لڑکی کو اپنے قریب نہیں آنے دو گی---- تمہاری فیملی اور بھابھی ماں کے علاوہ میں کسی کو تمہارے قریب نا دیکھو----اور نا ہی تم اپنی کلاس کی کسی بھی لڑکی سے گلے ملو گی -----

احمر ٹھرٹھراتی آواز میں وارننگ دیتے لہجے میں بولا تھا جبکہ ایمان اس کی بات پر حیران کھڑی تھی یہ لڑکا اسے حیران کرنے کا کوئی موقع نہیں جانے دیتا تھا ----

وہ آگے بڑھا اور اسکے ماتھے پر لب رکھ دیے---

ایمان کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی ----

جاؤ لیکچر کے بعد ادھر ادھر بھٹکنے کی بجائے کینٹین آجانا -----اب تم ہر لمحہ میرے ساتھ رہو گی مولانی----وہ اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھ کر بولا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر پھر سے اپنے قریب کیا اورنقاب کے اپر سے ہی اسکے لبوں کے اپر اپنے تشنہ لب رکھ دیے----

ایمان کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئیں اس کی بے باک حرکت پر وہ پوری پسینے میں نہا گئی--اور دھڑکتے دل کے ساتھ اس کو دھکا دیتی وہ تیزی سے وہاں سے نکلی----

اسے کے جانے کے بعد وہ اپنی کلاس کی جانب بڑھا---

مسلسل ایک ایک گھنٹے کے تین لیکچر لینے کے بعد وہ اپنی کلاس سے باہر نکلی----

اور گراؤنڈ میں کھڑی سوچ رہی تھی کہ جائے یا نا جائے جبھی احمر کا میسج آیا---

کہاں ہو مولانی ؟؟

تم سے مطلب---ایمان کا جواب سن کر احمر کھول اٹھا---

مطلب سارے مجھ سے ہی جڑے ہیں ---جہاں بھی ہو فوراً میرے پاس آجاؤ میرا دماغ مت گھماؤ ورنہ نقصان تمہارے حصے میں آئے گا---

احمر کینٹین سے باہر نکل کر میسج کرنے لگا---وہ ایک پل کے لیے بھی ایمان کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اور ایمان کو اپنے ساتھ رکھ کر سب کو بتانا چاہتا تھا کہ اب کوئی بھی اس کی طرف انگلی مت اٹھائے،ورنہ اپنے سامنے احمر درانی کو پائے گا--

تمہارا دماغ پہلے کون سا درست ہے ہر وقت گھومتا ہی رہتا ہے ---ایمان نے چڑانے والا میسج کیا---

تم سے تو میں نبٹ لیتا ہوں محترمہ ----احمر نے میسج کرکے فون کی سکرین سے نظریں اٹھائیں تو اس سے کچھ دور ہی وہ کسی لڑکی کو ہگ کرتی نظر آئی---

یہ دیکھ کر احمر کا پارہ ہائی ہوا---اسنے لب بھینچے میسج کی جگہ کال کی ---

ایمان اپنی کلاس فیلو سے بات کر رہی تھی جب فون رنگ ہوا ---

اس نے آنکھیں گھمائیں اور گھور کر سکرین کو دیکھا جبکہ اس کی حرکات و سکنات اور منہ کے بگڑے زاویے کو امیجن کرتا دور کھڑا لمبا چوڑا ورزشی جسامت والا احمر شعلہ جوالہ بنا دیکھ کم اورگھور زیادہ رہا تھا---

کون۔۔۔۔۔؟ایمان نے انجان بنتے استفسار کیا انداز شاہانہ تھا کہ زبان کو زیادہ حرکت دینے سے گریز کیا گیا۔۔۔

تمہیں میں نے صبح وارن کیا تھا نا کہ اب سے تم مجھے کسی لڑکی سے بھی گلے ملتی نظر نا آؤ۔۔۔۔وہ نیچی آواز میں غرایا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

تم پاگل ہو گئے ہو کیا۔۔۔ایمان اس کی عجیب منطق پر تپ گئی۔۔۔۔ہاں ہوں گیا ہوں بتاؤ کیوں ہگ کی اس نے تمہیں ۔۔۔اور کیوں کھڑی ہے وہ۔۔۔سپکیر سے احمر کی دھاڑ گونجی۔۔۔

تمہیں کیوں بتاؤں میں ۔۔۔ایمان رمشا کو اشارہ کرتی لائیبریری کی جانب بڑھی۔۔۔

مجھے ہی بتاؤ گی اور میں ہی تم سے سوال جواب کا حق رکھتا ہوں ۔۔۔۔

احمر اس کو باور کراتا اس کی جانب بڑھا۔۔۔

جنگلی بلے تم مجھ پر پابندی نہیں لگا سکتے ۔۔۔,

میں لگا سکتا ہوں اور لگا رہا ہوں ۔۔۔۔

میں نہیں مانتی تمھاری کسی پابندی کو ۔۔۔۔ایمان نے کھٹاک سے فون بند کیا ۔۔۔۔

احمر نے گھور کر اس کا ایٹیٹیوڈ دیکھا اور پھر فون کی سکرین کو ۔۔۔

مجھے منوانا آتا ہے مولانی۔۔۔۔وہ بڑبڑایا اور اور حسان کو کال کرنے لگا۔۔۔

ہیلو۔۔۔

ہاں حسی میری بات سن کان کھول کر۔۔۔۔کسی بھی صورت میں مولانی کا ڈرائیور یونیورسٹی نہیں آنا چاہیے۔۔۔۔۔

کیوں؟؟

آج مولانی میرے ساتھ جائے گی۔۔۔

اوو بھائی کیوں بھابھی کی جان نکالنا چاہتا ہے۔۔۔

تجھ سے جو کہا ہے وہ کر تیری بھابھی سائیں کی جان اتنی آسانی سے نہیں نکالوں گا۔۔۔۔

اچھا کچھ کرتا ہوں۔۔۔۔

اوکے۔۔۔

ایمان لائبریری میں بیٹھی تھی جب حسان بھی وہاں آگیا۔۔۔۔

تم یہاں کیوں بیٹھی ہو۔۔۔۔وہ جان بوجھ کر اونچی آواز میں بولا۔۔۔

لائبریری انچارج اور وہاں بیٹھے سٹوڈنٹ نے کتابوں سے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو سب کے یوں دیکھنے پر کندھے اچکا گیا۔۔۔

جبکہ ایمان کا غصے سے برا حال تھا جو سنہری آنکھوں سے شعلے برسا رہی تھی۔۔۔۔

ایمان نے کتاب اس کے سامنے کی ۔۔۔۔ نظر نہیں آ رہا۔۔۔۔وہ مدھم آواز میں بولی۔۔۔۔

نہیں ۔۔۔۔وہ پھر چلایا۔۔۔۔

اب تو احمر بھی غصے کی آگ میں بھڑک رہا تھا جو بغیر سب کا لحاظ کیے چلا اٹھا تھا۔۔۔۔

تمہیں تمیز نہیں ہے آہستہ بولو۔۔۔۔

نہیں ہے نکلو باہر ۔۔۔احمر اب کے ٹیبل پر زور سے ہاتھ مارکر سرگوشی میں دھاڑا۔۔۔

اس کی سرگوشی تو نہیں البتہ ٹیبل کی آواز پوری لائبریری میں گونجی۔۔۔کہ ایمان ہڑبڑا کر کھڑی ہوگئی ۔۔۔

ٹھاہ،،،، کی آواز پر ایک بار پھر سے سب کی نظریں ان دونوں پر آ ٹھہریں۔۔۔

آپ دونوں باہر جائیں سٹوڈنٹ ڈسٹرب ہو رہے ہیں آپ کی وجہ سے ---- لائبریرین عینک ناک تک سرکا کر غصے سے بولا ----

تمہاری وجہ سے سر نے مجھے بھی جانے کو کہا---

اگر نہیں چاہتی کہ اٹھا کر لے جاؤں اور پھر تمہارا سب باتیں بنائیں گے نامہ شروع ہو تو چلو ابھی میرے ساتھ ----وہ بھپھرا شیر بنا اس کے سر پر کھڑا تھا---

ایمان نے بیگ اٹھایا اور اسے کے پیچھے باہر نکل گئی---

وہاں سے نکل کر وہ سیدھا پارکنگ میں آئے ----ایمان ناچاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ آئی احمر نے اس کی سٹک کو لے کر اپنے مضبوط ہاتھ میں اس کا ہاتھ پکڑے ہوا تھا ایمان کے رکنے پر اس نے لال انگارہ آنکھوں سے اس کو گھورا تھا---

بیٹھو----گاڑی کا دروازہ کھول کر حکم صادر کیا تھا--

میں نہیں بیٹھوں گی ---- ایمان پچھلی بار کا واقع بھولی نہیں تھی اس کی وجہ سے تو آج وہ اس پر دھڑلے سے حق جتا رہا تھا---

تم بیٹھو گی یا پھر؟؟؟

اس کی دھمکی پر وہ ڈرتی بیٹھ گئی----

مجھے کہیں نہیں جانا---ایمان انگلیاں مروڑتی بولی---

تم سے رائے نہیں لی---وہ گاڑی کو بیک ویو مرر سے ریسورس کرتا مصروف سا بولا---

اس کی ہتھیلیاں پسینے سے نم ہو چکیں تھیں---

سیٹ بیلٹ لگاؤ-----

وہ اس کو دروازے سے چپک کر بیٹھا دیکھ کر بولا-----

ایمان نے کانپتے ہاتھوں سے بیلٹ باندھا---

کچھ ہی دیر بعد وہ اسے سنسان سڑک پر لے آیا----

یہ تم مجھے کہ کہاں لے کر آئے ہو---وہ آس پاس گھنا جنگل دیکھ کر بولی---جس کی وجہ سے یہاں شام کا سماں تھا جو بلکل خوف ناک لگ رہا تھا خاموش جس کے پتے بلکل ساکت تھے یا شاید ہوا نہیں چل رہی تھی پر ایمان اچھا خاصا گھبرا گئی تھی---

تمہیں میں نے کیا کیا تھا کہ آج کے بعد تم کسی کو اپنے قریب نہیں آنے دو گی--- احمر اپنی کالی آنکھوں میں سرخی لیے اس کی جانب مڑا---

اس کی بات کو وہ سرے سے ہی اگنور کر چکا تھا---

وہ میں ----

احمر-----!!

ایمان نے ڈر کر اسے کسی معصوم بچے کی طرح پکارا ----اسے احمر سے اور اس جگہ سے خوف آرہا تھا---

جی سائیں -----

یکدم احمر کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھا اور ایمان کو اپنی طرف کھینچا کہ وہ اس کے اپر گری ---

مم مجھے ڈر لگ رہا اس جگہ سے ----وہ فاصلہ بناتے بولی جبکہ احمر نے کوشش ناکام بنا دی ---- اسے اور قریب کیا----

میرے ہوتے ہوئے ڈرنے کی ضرورت نہیں مولانی جو پوچھا ہے وہ بتاؤ ----احمر اس کی خوشبو کو محسوس کرتا بولا----

وہ خود ملی ----ایمان منمنائی---

تم نے قریب آنے کیوں دیا---اب کی بار اس کی کمر پر گرفت سخت کی -----

وہ شکریہ کرنے آئی تھی ----ایمان کسمکائی----

شکریہ بول کر بھی ہو سکتا تھا۔۔۔احمر نے ائیبرو اچکائ جبکہ اتنے قریب سے وہ احمر سے نظریں بھی نہیں ملا رہی تھی ۔۔۔۔

تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو۔۔۔؟

کیونکہ میری مولانی صرف میری ہے ۔۔۔کوئی اسے دیکھے چھوئے مجھ سے برداشت نہیں ہوتا سائیں ۔۔۔۔احمر جذباتِ جنون کے عالم میں اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔۔۔

پر یہ غلط ہے ۔۔۔

غلط درست کی فکر تم چھوڑ دو ۔۔۔۔۔احمر نے اس کا بازوں ہلکا سا مروڑا

آہہ۔۔۔ایمان کی چیخ نکلی۔۔۔۔

تم کتنے بے رحم ہو ۔۔۔۔ایمان کی آنکھیں چھلک پڑیں۔۔۔۔

جب تم میری بات کے خلاف جاؤ گی تو مجھے ایسا ہی پاؤ گی ۔۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں پر بوسہ دیتا بولا۔۔۔

یہ سائیکو پن ہے تمہارا---اس کی آتی جاتی گرم سانسیں ایمان کے چہرے پڑ رہیں تھیں-- وہ خود کو چھڑواتی بولی----

ہاں یہی سمجھ لو پر صرف تمہارے لیے---

کوئی لڑکی سے ملنے سے کیسے منع کر سکتا ہے--؟؟ایمان کی جانب سے نیا سوال آیا---

احمر درانی اپنی مولانی کو---وہ ایمان کو زچ کرنے کا پورا ارادہ باندھے بیٹھا تھا----

اس نے احتیاط سے پن نکالی اور نقاب کھول کر اپنی مخمور نگاہوں سے ایمان کے چہرے کا دیدار کرنے لگا----

میں تمہاری بات اب نہیں مانوں گی ----چھوڑو مجھے گھر جانا ہے ---

بات تو تم ہی مانو گی سائیں ---اور گھر جب تک میں نہیں چاہتا تب تک نہیں ----احمر نے اس کا رخسار سہلایا جو سرخ ہو گئے تھے ---احمر کے لیے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ یہ شرم کی وجہ سے ہیں یا پھر غصہ کی وجہ سے پر اسے وہ بہت پیاری لگی تھی----

تم مجھ پر پابندی لگا رہے ہو میں نے یہ حق تمہیں نہیں دیا---!!

میں سب حق رکھتا ہوں خواہ کوئی بھی ہو----

تم بہت برے ہو تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا--آج شاید ایمان کے سوال کرنے کا دن تھا اور احمر پر جواب دینا فرض ہو گیا تھا وہ اپنی مولانی کے لیے حد سے زیادہ پوزیسو ہو چکا تھا اور جنونی پن کی تو ابھی شروعات تھی ابھی تو جنون نے حد سے تجاوز کرنا تھا پھر شاید اس نازک سی جان کو برداشت کرنا مشکل ہوجانا تھا---

مجھے تمہارا سب الزام قبول ہے سائیں ---احمر نے خمار میں ڈوبی آواز میں اس کی پیشانی پر لب رکھے دل میں بھڑکتی آگ پر ٹھنڈی پھوار پڑی تھی جبکہ ایمان نے اس کے لمس پر آنکھیں میچیں----

تم اسے الزام کہہ رہے ہو جبکہ یہ سچ ہے ---ایمان اس کے سینے پر دو انگلیوں سے شرٹ کو پکڑ کر رات والا عمل پھر سے دوہراتی چٹکی کاٹتے بولی----

آہ ----ظالم بلی ----اس بار اسے واقعی درد ہوئی تھی ---ایمان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے پر چھپا گئی---

تم نے کون سا میرے ساتھ اچھا کیا--- میری فائل گرا دی مجھے دو بار تھپڑ مارا میرا اتنا سا ری ایکشن تو بنتا تھا ----وہ اس کو مزید قریب کرتے بولا----

یہ اتنا ساری ایکشن تھا ----

ہمم صرف اتنا سا ---احمر خمار زدہ آواز میں بولا ----جبکہ نظریں مسلسل چہرے پر ٹکیں تھیں ----

اور تم نے کیا کیا مجھے کڈنیپ کیا اور پھر نکاح بھی کر لیا اور اب مجھ پر رعب جھاڑتے ہو حکم دیتے ہو اور مجھے تنگ -----

ایمان تیزی سے بولتی لب دانتوں میں دبا گئی---

جبکہ احمر کی خمار آلود نظریں اس کے بولتے ہونٹوں پر ٹکیں تھیں جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی ----

سائیں اب تم پھر سے الزام لگا رہی ہو تنگ کب کیا ---احمر دلکشی سے مسکرایا ---ایمان کی نظریں اس کے نچلے لب کے تل پر پڑیں ----

اس نے سرسری سا دیکھا تھا کبھی غور نہیں کیا تھا احمر کا ڈر اور قربت اس کے حواس بحال کب رکھنے دیتی تھی کہ وہ یہاں وہاں دیکھ کر اپنے حواس قابو پانے کی کوشش کرتی ---

تم یہ سب کب ختم کر رہے ہو ---

ایمان جھنجھلا کر بولی---

کبھی نہیں مولانی---

تم نے بدلہ لے تو لیا ہے ---اسے ڈر تھا کہ احمر اس کے دل پر قبضہ جما لے گا پر وہ تو قبضہ کر چکا تھا بس احساس ہونا باقی تھا----

مولانی وہ سب میں نے بدلے کے لیے کیا پر اب یہ ناممکن ہے میرے لیے----

احمر نے اس کے دوسرے گال پر لب رکھے ----

تم نے میری عزت خراب کر دی ہے ---

خراب نہیں اپنی عزت بنایا ہے ----

ساری یونیورسٹی میں میرے کردار پر باتیں بنا رہے ہیں ---

میں تمہارے کردار کا گواہ ہوں تمہارا شوہر ----

احمر اس کو خود میں سختی سے بھینچ گیا----

مولانی اگر اپنی خیریت چاہتی ہو تو کسی کو اپنے قریب مت آنے دینا ----اور یہ میں آخری بار کہہ رہا ہوں ----وہ اس کھینچ کر اپنی گود میں بیٹھا چکا تھا---

میں تمہاری کوئی بات نہیں مانو گی ---بھورے بلے--ایمان نے اس کے سینے سے سر اٹھا کر غصے سے کہا---

اسی دن تم مکمل میری دسترس میں ہوگی میرے کمرے میں ---اس کی سوئی وہیں اٹکی دیکھ کر احمر نے سختی سے کہہ کر اس کا سر پھر سے اپنے سینے سے ٹکایا---

تم مجھے پاگل کر دو گے ----

ہاں کردوں گا میں چاہتا ہوں تم میرے لیے پاگل ہو جاؤ----

پر ایسا ہوگا نہیں --ایمان نے اس کی امیدوں پر پانی پھیرا---دونوں ایک دوسرے کے لمس کو محسوس کرتے ساتھ شکوے شکایت کی بھرمار کر رہے تھے ---ایک شکوہ کر رہا تھا تو دوسرا جواب شکوہ دے رہا تھا ----

بہت جلد ہوگا---احمر اس کے سر پر لب رکھتے بولا---

تمہارا وہم ہے -----

میرا دعویٰ ہے مولانی----

چھوڑو مجھے۔۔۔۔ایمان اس کے سکون سے جواب دینے پر غرائ وہ اسے تکلیف دینا چاہتی تھی اسے احساس کروانا چاہتی تھی کہ وہ کتنا غلط کر رہا اس کے ساتھ پر وہ تو آنکھیں موندے اسے حسار میں لیے سکون محسوس کر رہا تھا۔۔۔

کبھی نہیں ۔۔۔۔

گھر جانا ہے دیر ہو رہی ۔۔۔۔

ہونے دو پر میری مرضی کے بغیر تم ہل نہیں سکتی ۔۔۔

تم مجھے حکم دے رہے ہو ۔۔۔

ہاں دے رہا ہوں ۔۔۔

تم جنگلی ہو ۔۔۔

ہاں اور تم اس جنگلی کی بیوی۔۔۔

میں نہیں ہوں تمہاری بیوی۔۔۔۔اچھا۔۔۔

تم جھٹلا نہیں سکتی۔۔۔

مجھے طلاق چاہیے---وہ غصے سے پھٹ پڑی --- مجال ہے جو اس بندے نے سوری کا ایک لفظ بول کر اس کے چھوٹے سے دل کو سکون پہنچایا ہو الٹا مزید اسے سلگا رہا تھا---

بکواس نہیں ----یکدم احمر کا پارہ پھر سے ہائی ہوا تھا---

ہاں تو تم نے بدلے کے لیے نکاح کیا تھا وہ ہو گیا پورا اب آزاد کرو مجھے زندگی عذاب کر دی ہے میری ----وہ کہتی اٹھنے لگی ----

میں کہہ رہا ہوں یہ بکواس مت کرو تمہیں سمجھ نہیں۔ آتی میری بات ---احمر اسے پھر سے گود میں گراتے بلند آواز میں دھاڑا---

آہہ----

ایمان کی چیخ نکلی اور خوف سے زرد چہرہ لیے اس پھٹی آنکھوں سے اس کے سرخ چہرے اور لال آنکھوں کو دیکھنے لگی ----

گاڑی کے شیشے بند ہونے سے اس کی دھاڑ اندر تک محدود رہ گئی تھی ----

میں نے تمہیں کیا کہا تھا ----بولو---وہ سرد آواز میں اس سے پوچھنے لگا---

کک کہ میں یہ لفظ منہ سے نا نکالوں۔۔۔۔وہ مدھم آواز میں دھک دھک کرتے دل سے بولی کی سامنے سچ میں شیر دیکھ لیا ہو اور بچنے کے لیے ورد کر رہی ہو۔۔۔۔

پھر تم نے کیوں دوہرایا یہ جملہ۔۔۔تم چاہ کر بھی مجھ سے الگ نہیں ہو سکتی ڈیم اٹ۔۔۔۔۔

احمر تیز تیز سانسیں لیتا اس کے چہرے پر پھنکارا۔۔۔۔۔اور اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیا۔۔۔۔

وہ بے رحم بنا اس کی سانسوں کو قید میں لیے ہوئے تھا جبکہ ایمان اس کے سینے پر ہاتھ مارتی پیچھے ہٹنے کا کہہ رہی تھی ۔۔۔۔اس کی دھڑکن مدھم پڑتی جا رہی تھی جب احمر دور ہوا اور اسے اٹھا کر اس کی سیٹ پر بیٹھایا۔۔۔۔

آج کے بعد میری کسی بات سے اختلاف نہیں کرو گی تم اور نا یہ لفظ بولو گی وہ دن تمہارا اس دنیا میں آخری دن ہوگا۔۔۔۔

احمر اس کا نقاب لگا کر اس کی پیشانی کو لبوں سے چھوا اور سیٹ بیلٹ لگائی۔۔۔۔

وہ کچھ دیر اپنی مولانی سے باتیں کرنا چاہتا تھا اس کی سننا چاہتا تھا جانتا تھا اس کی مولانی کیا کچھ دل میں چھپائے بیٹھی ہے ۔۔۔پر طلاق والی بات اسے غصہ دلا گئی۔۔۔

اس کے بغیر جینا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اور یہ راہیں جدا کرنے کا سوچ رہی تھی کیا اب اسے معلوم نا تھا کہ وہ اس کے لیے آکسیجن بن چکی ہے اور اگر اسے آکسیجن نا ملی تو اس کا وجود بے جان ہو جائے گا۔۔وہ

ڈرائیونگ کے دوران یہی سوچ رہا تھا جبکہ ایمان اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ کر بار بار حلق تر کر رہی تھی جب گاڑی سگنل پر رکی---

ایمان نے نظریں گھمائیں اور ساتھ کھڑی گاڑی کو دیکھا---پر اس میں بیٹھے وجود کو دیکھ کر ایمان کی آنکھیں پھیلیں اور جسم کپکپانے لگا----

وہ اس چہرے کو ہزاروں میں پہچان سکتی تھی اتنے سالوں بعد اس آدمی کو دیکھ کر ایمان کا سانس سینے میں الجھنے لگا---اس کا خوف پورے جسم میں سرایت کر گیا---آنسوں تیزی سے بہنے لگے تھے---

وہ اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو کسی سے فون پر محو گفتگو تھا---

نن نہیں---

اس نے اپنے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر چیخ کا گلا گھونٹا---

گھٹی گھٹی آواز پر احمر نے اس کی جانب دیکھا پر اس کی کے کپکپاتے ہاتھ جو اس نے چہرے پر رکھے تھے دیکھ کر وہ پریشان ہو اٹھا---

کیا ہوا---مولانی---

نہیں----چھوڑو

مجھے بچاؤ بھائی ---

وہ بڑبڑا رہی تھی شاید اپنی حواسوں میں نہیں تھی۔ --

ایمان ----

احمر نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا ----

اح احمر مجھے بچا لو وہ گندا ہے --بب بہت گندا ہے --- مم میں مر جاؤں گی ---

ایمان اس کی شرٹ پکڑ کر گہرے سانس بھر کر بولی۔۔ جیسے آس پاس آکسیجن کی کمی ہو گئی ہو---

ششششش --- مولانی میں ہوں نا کچھ نہیں ہوگا کوئی بھی میری مولانی کو ہاتھ نہیں لگا سکتا ---

اس کی حالت پر احمر نے اسے سینے سے لگاتا لہو رنگ آنکھوں سے بولا---

وہ وہ ادھر گاڑی میں وہ ----

ایمان نے اشارہ کیا کہ تب تک سگنل کی بتی جلنے پر وہ گاڑی آگے نکل گئی پر احمر نے گاڑی کا نمبر دیکھ لیا تھا ---

ریلیکس ----دیکھو کوئی بھی نہیں ہے وہاں --- اس نے ایمان کا چہرہ باہر کی جانب موڑا--- جبکہ پیچھے سے گاڑیوں کے ہارن پر وہ دوسری ہاتھ سے گاڑی کنٹرول کرتا آگے بڑھا چکا تھا ---

وہ وہیں تھا میں نے دیکھا تھا---

پر احمر بنا کچھ بولے اس کا سر اپنے شانے پر ٹکا چکا تھا ---اسے اب پتا لگانا تھا کہ یہ گاڑی کس کی ہے آخر ،جس کی وجہ سے اس کی مولانی خوف زدہ ہو چکی تھی ----

--------

ہمدانی ہاؤس کے لاؤنج میں سب بڑوں کی نظریں زوہیب پر ٹکیں تھیں ---

بیٹا تمہارا جو فیصلہ ہوگا ہم بلکل اعتراض نہیں کریں گے---فواد صاحب اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولے---

تایا جان مجھے کوئی اعتراض نہیں پر شہلا کو ضرور ہوگا ----

زوہیب نے کندھے اچکائے---

اس کے اعتراض کو اہمیت کون دے گا وہی ہو گا جو اب فیصلہ کر چکے ہیں --جازب دو انگلیوں سے کنپٹی سہلاتے بولا----

اسے صبح ہی فواد صاحب نے بتایا تھا تو اس کے غصے کا برا حال ہو گیا تھا وہ تو شہلا کو دو چار مارنے کے ارادے سے اس کے کمرے میں جا رہا تھا پر اس کے باپ چچا نے روک لیا۔۔۔

ڈرنک کی وجہ سے شہلا ابھی تک سوئی پڑی تھی ۔۔۔اسے ڈوز ہی اتنی ہیوی دی گئی تھی کہ صبح سے شام ہونے کو آئی تھی پر اس کی نیند ابھی تک برقرار تھی ۔۔۔۔

فواد تم کیا کہتے ہو۔۔۔۔؟

بھائی جان زوہیب پر مجھے یقین ہے اس نے کچھ سوچ سمجھ کر ہی یہ فیصلہ لیا ہوگا۔ زوہیب شہلا کو راہِ راست پر لے آئے گا اس عمر میں بچے بھٹک جاتے ہیں والدین کو ان پر کڑی نگرانی رکھنی چاہیے پر اب میرے خیال میں آپ کا فیصلہ بلکل درست ہے کہ فوراً سے نکاح کر دینا چاہیے۔۔۔

جبکہ زوہیب اس کے مکاری دماغ کو اچھے سے جانتا تھا اس لیے وہ اس کو اپنے نکاح میں لینے کا سوچ چکا تھا کہ آزاد رہ کر یہ لڑکی سب کی جان کا وبال بن جائے گی ۔۔۔وہ جانتا تھا کہ اس کی نیت سمیر شاہ پر ٹکی ہے۔۔۔

ٹھیک ہے تو آج ہی اس کا نکاح ہوگا اور آج ہی رخصتی دیں گے ہم ۔۔۔کیوں بیگم ۔۔۔۔

وہ مسز جواد سے بولے جو خاموش سی بیٹھی تھی ان کی اپنی بیٹی کے سامنے کون سا چلتی تھی اس کو بیگاڑنے میں زیادہ ہاتھ انہیں کا تھا اور رات جواد صاحب نے ان کی خوب عزت افزائی کی تھی -----

جی--- پر آج رخصتی-؟؟وہ زوہیب کو دیکھ کر بولی---ایک طرح سے وہ بھی خوش تھی ---سمیر شاہ والی بات تو ان کے دماغ سے رات کے وقت جواد صاحب کی جھاڑ پر ہی نکل گئی تھی ---دوسرا اس کی بیٹی اس گھر میں رہے گی راج کرے گی اور زوہیب میں کون سے کمی تھی انتہا کا ہینڈسم تھا فلموں کے ہیرو جیسی پرسنیلٹی تھی کمانے ہوالا ہونہار بزنس مین تھا----

مام ڈیڈ ٹھیک کہہ رہے ہیں ---اب وہ زوہیب کی زمہ داری ہوگی اور چاہ کر بھی اپنی من مانی نہیں کر پائے گی آپ جانتی ہیں وہ کتنی زدی ہے میری اور ڈیڈ کی کوئی بات نہیں مانتی الٹا ایموشنلی بلیک میل کرتی ہے ---جازب نے کہا---

ٹھیک ہے بیٹا پر نکاح کی تیاری بھی تو کرنی ہے ---

بھابھی جان آپ فکر مت کریں ہم مل کر ساری تیاریاں کر لیں گے --سمرینہ بیگم نے ان کو تسلی دی ---- تبھی شہلا وہاں آئی---

کس کا نکاح ہے ----

تمہارا---- جازب چبا کر بولا----

وٹ!!! بھائ دماغ ٹھیک ہے آپکا----

میرا نکاح اور میری مرضی کے بغیر----؟؟؟

ہاں صحیح سنا تم نے کیونکہ تمہاری رائے جاننا ہم ضروری نہیں سمجھتے---جازب نے اس کا بازو پکڑ کر جھٹکا دیا ----کہ سب اس کے رد عمل پر اٹھ کھڑے ہوئے---

بھائی ہو کیا گیا ہے آپ کو---شہلا صدمے سے دو چار بولی کیونکہ وہ گزری رات کا منظر بھول چکی تھیں--

ڈیڈ دیکھیں بھائی کیا کہہ رہا ہے----وہ جواد صاحب کے پاس آئی جو مشکل سے کنٹرول کیے کھڑے تھے---ایک باپ کے لیے کتنی شرم کی بات ہے کہ ان کی بیٹی عزت خراب کرنے کی ہر حد پار کر دے --ان کا دل بیٹھا جا رہا تھا کہ اگر زوہیب نا جاتا تو وہ لڑکا کیا کرتا اس کے ساتھ----

ڈیڈ-----جواد صاحب جو چہرہ موڑے کھڑے تھے شہلا کے بازو پکڑ کر ہلانے پر نم آنکھوں سے پلٹے---اور زندگی میں پہلی بار ان کا اپنی بیٹی پر ہاتھ اٹھا تھا----

چٹاخ-----

بد ذات لڑکی---فواد صاحب کی تھپڑ کے ساتھ دھاڑ گونجی -----

وٹ از دس ڈیڈ---!!!

شہلا یکدم غرائی ---

مت کہو ہمیں ڈیڈ ---مر گیا تمہارا باپ---

آخر ہوا کیا ہے ---؟؟

لے جاؤ اسے اور تیار کرو نکاح ہے آج اس کا ---فواد صاحب اپنی بیگم پر چلائے ----

آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں---میں نہیں کروں گی نکاح---!

ٹھیک ہے پھر آج میرا مرا ہوا منہ دیکھو گی ----اور احسان مانو اس کا وہ زوہیب کی طرف اشارہ کرتے بولے جو تمہیں وہاں سے بچا کر لے آیا اور اب اپنی عزت بنا رہا ہے ورنہ تم نے ماں باپ کی عزت روندنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی---

مجھے کچھ یاد نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں پر میں اس چلغوزے سے شادی نہیں کروں گی نو نیور----وہ نکاح کا سن کر بھڑک اٹھی اوردو بدو بولی ----

زوہیب نے طیش کے عالم میں مٹھیاں بھینچیں۔۔۔اس کا دماغ کھولنے لگا تھا اس کی بکواس پر جیسے وہ تو اس کے عشق میں غوطہ زن تھا۔۔۔جاہل عورت۔۔۔۔۔وہ بڑبڑایا۔ جیسے پاس کھڑی شہلا نے باخوبی سنی۔۔۔

بیٹا میری بات سنو۔۔۔سمرینہ بیگم جلدی سے آگے بڑھیں کہ مزید معاملہ بگڑنے سے روکا۔۔۔۔

کوئی نہیں سن رہی میں آپ کی بات اور اپنے بیٹے کو بھی سمجھاؤ بڑا آیا مجھ سے نکاح کرنے۔۔۔۔

شہلا سب تعمیز لحاظ بلائے طاق رکھ کر چیخی۔۔۔۔

تمیز کرو بڑی ہیں وہ تم سے ۔۔۔۔جازب اس سے ڈبل چلایا۔۔

زوہیب مٹھیاں بھینچ کر غصہ ضبط کر رہا تھا۔۔۔

جازب ابھی بلاؤ مولوی صاحب کو۔۔۔کوئی ضرورت نہیں تیاریاں کرنے کی۔۔۔۔

ڈیڈ میں اس سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔میں اپنی پسند سے کروں گی۔۔۔

شہلا مولوی کا سن کر پھر سے چلائی تھی۔۔۔

میں ضرور تمہاری پسند کو اہمیت دیتا اور رائے لیتا پر اس سب کے بعد تو بلکل نہیں۔۔۔پہلے ہی تم بہت من مانی کر چکی ہو۔۔۔اب وہی کرو جو ہم کہہ رہے ہیں۔۔۔اس میں تمہارا ہی بھلا ہے۔۔۔

پر ڈیڈ -----

شہلا یا تو تم نکاح کرو گی یا اپنے باپ کی موت کی زمہ دار بنو گی ---فیصلہ تمہارا ہے ----

شہلا کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی ---جواد صاحب کے منہ سے ایسی باتیں سن کر وہ ہول اٹھی۔اس کے باپ اور بھائی نے کتنے نازوں سے رکھا ہوا تھا اور یکدم ایسا رویہ اسے تو بس اپنا کلب جانا یاد تھا اس کے بعد تو سب بھول چکی تھی ----

بھائی----اس نے روتے ہوئے جازب کو دیکھا جو نظریں پھیر گیا----

اور ماں کو دیکھا جو سنجیدہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی ---

مام آپ بھی ----

شہلا روتے ہوئے بولی ---جب فواد صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا---

چچا جان----

بس بیٹا جیسا بھائی صاحب کہہ رہے ہیں مان لو، ان کی طبیعت رات سے کافی خراب ہے آپ اچھے سے جانتی ہو کوئی بھی پریشانی ان کی زندگی کے لیے خطرناک ہے اور وہ رات سے کافی پریشان ہیں ---

شہلا نے جواد صاحب کو دیکھا جو بیمار لگ رہے تھے ---

ٹھیک ہے ----

میں تیار ہوں نکاح کے لیے ---

شہلا زوہیب کی طرف دیکھ کر دانت کچکچا کر بولی جیسے اس کے دانتوں میں زوہیب ہو----

اور فوراً سے اپر کو بھاگی---

----------

جازب سارا انتظام کر چکا تھا مولوی صاحب بھی آگئے تھے---جب مسز جواد شہلا کو لینے اس کے کمرے میں گئی---

چلو شہلا----

مجھے نکاح نہیں کرنا مام ۔

یہ کیا بکواس کر رہی ہو--وہ اس کی ہٹ دھرمی پر برہم ہوئی----

ہاں کیونکہ مجھے سمیر اچھا لگتا ہے----اس سے شادی کروں گی میں ----شہلا روتی ہوئی بولی ---

شہلا---صوفیہ بیگم نے اسے جھڑکا ---

آہستہ بولو باہر سے کسی نے سن لیا تو----

ہاں تو سن لیں --مجھے کوئی پرواہ نہیں ----

جبکہ اس کے کمرے کے باہر سے گزرتا زوہیب اس کی ساری بات سن چکا تھا پر ضبط کر کے گزر گیا ----

یہ لڑکی اس کا ضبط آزمانے کی حدیں پار کرتی جا رہی تھی ---

بس کرو پہنو یہ دوپٹہ اور چلو نیچے----

اس کو سفید لباس میں بیڈ پر پڑا روتے دیکھ کر بولی---

مجھے نہیں جانا ---

تمہارا دماغ ٹھکانے پے ہے لڑکی کیوں اپنے باپ کی جان کی دشمن بنی ہوئی ہو----

تو وہ کیوں ایسے میرا نکاح کروا رہے ہیں ----

تمہاری رات کی حرکت کی وجہ سے ----

کیا مطلب وہ چونک کر سیدھی ہوئی ---سفید شلوار اور سیلو لیس شارٹ قمیض پہنے براؤن تراشیدہ بال بے ترتیب کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے آنکھیں سے آنسوں ٹوٹ کر گر رہے تھے---

اس حالت میں بھی وہ کسی کا بھی ایمان ڈگمگا سکتی تھی---

اس کے پوچھنے پر صوفیہ بیگم نے زوہیب سے سنی ساری بات بتا دی ----

شہلا کی آنکھوں کے پردے پر رات کے دھندلے منظر لہرائے پر کچھ یاد نہیں آرہا تھا----

کتنی دیر ہے ----

جاذب اندر آیا اور اس کو ویسی حالت میں دیکھا---

یہ-کیا ---تیار نہیں ہوئی یہ ---بیڈ پر پڑے سرخ لباس کو دیکھ کر وہ غصے سے بولا----

نہیں ہونا مجھے تیار---ٹھیک ہے ایسے ہی لے آئیں اسے ڈیڈ پوچھ رہے ہیں ---

جاذب اسے اگنور کرتا واپس چلا گیا ----

اٹھو اور یہ دوپٹہ لو---

مسز جواد نے اسے پکڑ کر اٹھایا اور اس کے بت بنے وجود کو دیکھ کر سرخ دوپٹہ اس کے سر پر ڈال کر گھونگھٹ نکالا اور ساتھ لیے نیچے بڑھی ----

تھوڑی دیر بعد گھر کے ہی لوگوں کی موجودگی میں شہلا کا نکاح زوہیب سے کروا دیا گیا اور وہ شہلاجواد سے شہلا زوہیب بن چکی تھی---

نکاح کے فوراً بعد ہی اسے سمرینہ بیگم اور مسز جواد زوہیب کے کمرے میں لے آئیں----

شہلا خاموش تھی جب اس کی ماں اور چچی نے اسے بیڈ پر بیٹھایا اور اس سے بات کرنا چاہی پر وہ منہ سے ایک لفظ نا بولی جیسے کچھ سنا نا ہو اس کے اندر لاوا پک رہا تھا جو زوہیب پر پھٹنا تھا وہ سنی ان سنی کر کے بیٹھی رہی ---اور وہ دونوں مایوس ہو کر اٹھ گئیں----

------------------------

ڈیڈ مجھے آپ سے ضروری بات----انجلینا بے دھیانی میں بولتی اندر بڑھی پر سامنے دو انجان شخص کو دیکھ کر بات منہ میں ہی رہ گئی---

اس سے ملو شیر دل ---

یہ-ہے میری بیٹی انجلینا---

انجلینا یہ ہے شیر دل اور وہ شانی ----

بوس نے تعارف کروایا----

جبکہ انجلینا کی نظریں اس نیلی آنکھوں والے شیر دل پر جم سی گئیں تھیں ---

ہائے----اس نے ہاتھ ملانا چاہا---

ہیلو میڈم ---شیر دل نے ہاتھ تھامنے کی بجائے دو انگلیاں کن پٹی سے ہٹا کر کہا----

جبکہ انجلینا تو اس کے انداز پر فدا ہو گئی----

یہ لوگ کون ہیں ڈیڈ---وہ کہتی اپنے باپ کے ساتھ جا بیٹھی---

میں نے تمہیں بتایا تھا ہمارے پارٹنر کے بارے میں یہی ہیں وہ دونوں---

اوووو---- انجلینا نے ستائشی نظروں سے دونوں کا سر تا پیر جائزہ لیا----

تم دونوں بہت اچھا کام کرتے ہو آج ہی میں شپ چیک کر کے آ رہی ہوں -- اور تمہارا دماغ بہت چلتا ہے کس طرح تم لوگ پولیس کے ہوتے ہوئے اسلحہ لے گئے----

ہمارے آدمی تم لوگوں کو فوکس میں لیے ہوئے تھے----

انجلینا نے دونوں کو دیکھ کر تعریف کی----

شکریہ میڈم----

یہ لو شیر دل تمہارے کام کے پیسے----

بوس نے ایک بریف کیس آگے کیا----

شیر دل نے گردن ہلائی اور شانی کو اشارہ دیا---شانی نے بریف کیس اُٹھایا تو دونوں وہاں سے نکل گئے----

شانی اوئے----

بول شیرا ----

اس کبوتری کو لگا تھا کہ ہم اس کی موجودگی سے انجان ہے -- پر اسے کیا پتا ہم تو اس کے باپ کے بھی باپ ہیں ----

ہاہاہاہاہا،،،

دونوں کے قہقہے گونجے -----کیونکہ ان کے پیچھے اس کی آدمی تو تھے ہی وہ خود بھی تھی ----

شیرا ---وہ تیرے پے عاشق ہو گئی ہے ---

ناکر یار---

سچ کہہ رہا ہوں ----

ہونے دے پر شیردل تو اپنی غنڈی کا عاشق بن چکا ہے ---

کل کا پلین ریڈی ہے نا ---

ہاں ریڈی ہے---

شیر نے سگریٹ لبوں میں دبایا---

غنڈی بہت جلد تو اپن کے پاس ہوگی--وہ خیال میں ہی ایمان سے بڑبڑایا تھا----

------------------------

احمر نے جیسے ہی گاڑی اس کے گھر کے سامنے روکی وہ جلدی سے باہر نکلی اس کی حالت کافی خراب تھی گھر آکر وہ سیدھا اپنے کمرے میں گئی اور اونچا اونچا رونے لگی ---احمر کے سامنے جو ضبط کیے بیٹھی تھی کمرے میں آکر وہ ضبط کھوتی رو پڑی ---نظروں کے سامنے باربار اس شخص کا چہرہ گھوم رہا تھا کہ وہ ہڑبڑاتی اٹھی اور سلیپنگ پلز لے کر بیڈ پر ڈھ سی گئی ----

جبکہ احمر خالی نظروں سے اس کے گھر کو دیکھتا رہ گیا جہاں اس کی مولانی بھاگتی روتی ہوئی گئی تھی ----

اس نے سٹیرنگ پر گرفت سخت کی اور لب بھینچے وہاں سے چلا گیا ----

-----------------

بھابھی ماں ---وہ کیچن میں آتا زرش سے بولا--

ہوں ---

آج آپکی دوست کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی --

تم نے تنگ تو نہیں کیا نا اسے ----

زرش جو سبزی کاٹ رہی تھی اس کی بات پر چھری کا رخ اس کی جانب کرتی کڑے تیوروں سے پوچھنے لگی ----

نہیں میں کیوں کروں گا تنگ ---

کرنا بھی نہیں دور رہو اس سے ----وہ سبزیوں پر تیز تیز ہاتھ چلاتے بولی---

لو میں کب تنگ کرتا -----

پتا مجھے،،، میری az کو جو تم نے ڈرایا تھا کتنے دن طبیعت خراب رہی تھی ---رکو زرا تم میں پوچھ کر آتی ہوں اس سے ---اگر اس بار تم نے کچھ کہا تو خیر نہیں تمہاری دو نمبر انگریز--- زرش اس کے شانے پر دھپ رسید کرتی کیچن سے نکل گئی----

احمر کھل کر مسکرایا وہ جانتا تھا اس کی مولانی ٹینس ہوگی اور زرش اس کو پریشانی میں بھی ہنسنے پر مجبور کر دیتی تھی اس لیے احمر نے زرش سے کہا تھا کہ ایمان کی طبیعت خراب ہے کہ وہ اس سے بات کرے-----

ہیلو----

کیسی ہو مانو----

میں ٹھیک تم سناؤ آگئی میری یاد ---ایمان نے شکوہ کیا ---

ہاں یہ بتاؤ تمہاری طبیعت کو کیا ہوا----؟؟؟

ٹھیک ہوں ----مجھے کیا ہونا ہے ----نیند سے اٹھنے کے بعد وہ کافی سنبھل گئی تھی ---

دو نمبر انگریز نے بتایا---

ہاں تھوڑی سی تھی اب ٹھیک ہوں---

افففف جان من خیال رکھا کر اپنا---زرش ونڈو سے باہر دیکھتی بولی---اس کی دروازے کی سمت پشت تھی جبھی برہان کمرے میں آیااور نظر اس پر پڑی جو سکن کلر کی شلوار قمیض پر ریڈ دوپٹہ شانے پر ڈالے ،لمبے بال کھلے چھوڑے تھے جو آبشار کی طرح کمر پر بکھرے تھے وہ اس کی موجودگی سے یکسر انجان تھی ---کہ اس کی بات پر برہان ٹھٹکا----

تمہیں بڑی میری فکر ہے---نا یونی آرہی ہو اور نا کوئی بات کی ---

یار میں خود پریشان تھی ----

برہان اپنا کوٹ کندھے پر ڈالے دونوں ہاتھ پوکٹ میں ڈالے کھڑا اسی کو دیکھ رہا تھا ---

کیا پریشانی ---ایمان نے پوچھا ---

کل یونی آؤں گی تو بتاؤ گی ----

کیا سر نے اجازت دے دی ----ایمان نے اگلا سوال داغا---

ہاں دے دی اجازت رومن رنگ نے ---

رومن رنگ---؟؟ایمان بڑبڑائی---

ارے تمہارے جیجو برہان درانی-----

زرش شیشے پر انگلی بجاتی بولی ---

برہان نے انگوٹھے سے داڑھی کو سہلایا اورمسکراہٹ دبائی---

واہ کیا نام دیا ہے ---

نام تو میں نے جسامت دیکھ کر دیا ہے پر خوبصورتی میں وہ رومن رنگ سر سے بہت پیچھے ہے اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا---اچھا جان اب میں بعد میں بات کرتی ہوں رومن میرا مطلب برہان جی آنے والے ہیں ---زرش نے شرمانے کی ناکام ایکٹنگ کی----

اوکے اپنا خیال رکھنا----

زرش فون بند کرکے مڑی ہی تھی کہ سامنے برہان کو دیکھ کر حیران ہوئی---

آپ----وہ میں جان من ---نن نہیں ---مم میرا مطلب میں اپنی دوست سے بات کر رہی تھی ----

اچھا!!!!!!!!

برھان نے اچھا کو لمبا کھینچا اور کوٹ اتار کر صوفے پر پھینکا---

جج جی میں جج جان اسے ہی بولتی ہوں ---زرش سر جھکا کر بولی---

ھمم ---

اور رومن رنگ ----وہ قدم با قدم اس کی جانب بڑھا----

وہ میں سر کو ----

زرش اس کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ پیچھے کی طرف قدم لینے لگی ---

سر کون ---؟

وہ ہیں ایک سر ---زرش بوکھلائی ہوئی سی ونڈو کے ساتھ جالگی---

نام ----؟برھان اس سے دو قدم کی دوری پر آن ٹھہرا

نن نا مممم----زرش نے پلکیں جھپکیں----

ھمم نام بتاؤ----برھان کہاں بخشنے والا تھا---

پپ پالک---

وٹ!!!!!.

مم میرا مطلب سر پالک---

یہ کون سا تمہارا سر ہے--برہان نے کٹ والے ائبرو اچکائ

وہ سر پالک کاٹنی ہے میں نے ----زرش نے جان چھڑا کے بھاگنا چاہا کہ آگے برہان آگیا وہ دائیں جانب سے نکلنے لگی برہان اسی جانب آگیا----

پالک بھاگی نہیں جا رہی میرے سوال کا جواب دو ---وہ ابھی تک پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے اس کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا---

میں نہیں بتاؤں گی --

برہان دو قدموں کا فاصلہ مٹاتا اس کے قریب ہوا-----

بتا رہی ہو نا---

برہان نے ہاتھ اس کے دائیں جانب رکھا ---کہ زرش کی دھڑکنیں بڑھنے لگیں---

سرررررر ---وہ آپ ہیں رومن رنگ------

جانتا ہوں -----برہان نے بے نیازی سے کندھے اچکائے ---جیسے خود پر ناز کیا ہو ---

زرش نے سر اٹھا کر اپنے اپر چھائے کھڑے برہان کو دیکھا----

تو تم ریسلنگ دیکھتی ہو۔۔۔۔۔ برہان نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔۔۔

زرش دوپٹے کو مٹھی میں جکڑے پسینے سے نم ہتھیلیوں میں بھینچ رہی تھی اس کی بات پر دھڑکا لگا۔۔۔۔

جی سر۔۔۔۔۔؟؟؟؟

میں نے کوئی انوکھا سوال تو نہیں پوچھا۔۔۔۔

میں نہیں دیکھتی ریسلنگ شیسلنگ۔۔۔۔

چھوٹی سی زرش سر اٹھا کر بولی۔۔۔

برہان کو شاید اس چھوٹی لڑکی سے بات کرنے میں مزہ آرہا تھا۔۔۔اسے تو ہنسی آرہی تھی کہ یہ۔ہے احمر صاحب کی بھابھی ماں جو اس کے بمشکل سینے تک آتی تھی۔۔۔۔

اچھا تو تم شیسلنگ دیکھتی ہو۔۔۔۔ برہان مزید قریب ہوا اور دوسرا ہاتھ بائیں جانب کرکے اس کی راہیں مسدود کر دیں۔۔

نہیں سر یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں زرش اپنی پوزیشن کا خیال کیے بغیر اس کی بات پر ہول اٹھی تھی کہ سر کیا سوچ رہے۔۔۔

تو تم بتاؤ کیسے جانتی ہو اسے۔۔۔ برہان کو ضرور جیلسی ہوتی پر دل تب ٹھنڈا ہوا تھا جب اس کی بیوی نے تعریف کی تھی کہ رومن رنگ تو اس والے رومن رنگ کے آگے کچھ بھی نہیں۔۔۔۔

وہ میں نے ایک بار دیکھا تھا ٹی وی پر۔۔۔۔

برہان نے گھورا ----

وہ غلطی سے نظر پڑ گئی تھی ---زرش منمنائی---اس وقت زرش بھولے ہوئے تھی کہ رات کو اس کے شوہر نے کسی اور سے محبت کی اعتراف کیا تھا---

برہان کی نظریں مسلسل اس کے چہرے پر جمی تھیں جو اب اپنا لب کچل رہی تھی---

اس کا نازک سراپا ہولے ہولے لرز رہا تھا جیسے اس کی قربت میں وہ بمشکل سانسیں بھر رہی تھی ----

(بیٹا زرش کے ساتھ رشتہ آگے بڑھاؤ اللہ تعالیٰ نے کتنی اچھی لڑکی تیری قسمت میں لکھی ہے اس کے فیصلوں پر راضی ہوجا وہ تیرے دل کو سکون دے گا بے شک سکون صرف محرم سے محبت کر کے حاصل ہوتا ہے اور وہ تیرے لیے نا محرم ہے اسے بھول جا اگر بھول نہیں سکتا تو یاد بھی مت کر اور محرم کی جانب رجوع کر جس کو اللہ نے تجھ پر ہلال کیا ہے )

اس کے کانوں میں بی جی کی بات گونجی----

سچ ہی تو کہہ رہی تھی بی جی کل رات وہ اس کی قربت میں سب بھول چکا تھا جس سکون کا متلاشی تھا وہ اسے اس کی محرم سے ملا تھا---

زرش اس کو سٹل دیکھ کر جانے لگی کہ سوچوں کے بھنور سے نکل کر برہان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر واپس سابقہ پوزیشن پر کھڑا کیا ----

میں نے جانے کو کہا---ہاتھ ابھی تک کمر پر موجود تھا---

نن نہیں ----

تو یہ حماقت کیوں ---؟

زرش خاموش رہی---

جب برہان اچانک سے جھکا تھا اور اس کی گردن کے تل پر لب رکھ دیے ---زرش کو لگا جیسے کسی نے دہکتا کوئلہ اس کی گردن پر رکھ دیا ہو وہ آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی جو اب اس کی خوشبو میں گہری سانسیں بھرتا دور ہوا ---

کپڑے نکالو میرے -----کہتے ہی وہ باتھ روم میں بند ہو گیا ---

جبکہ زرش سرخ چہرے سے تیز ہوتی دھڑکن کے ساتھ بند دروازے کو دیکھ رہی تھی ---

--------------

رات کے دس بج رہے تھے جب وہ ہمدانی ہاؤس آیا تھا شہلا سے نکاح کے بعد وہ گاڑی لے کر چلا گیا تھا اسے اس لڑکی سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی اس کی وجہ سے آج وہ اپنی بہنوں کو بلا نہیں سکا ۔اگر تایا جان نا کہتا یا اس کی سمیر شاہ پر نظر نا ہوتی تو وہ مر کر بھی شہلا سے شادی نہیں کرتا ----

یہ سوچ آتے ہی اس نے سر جھٹکا اور اپنے کمرے کے باہر کھڑا ہوا --

اسے یقین تھا کہ اس لڑکی نے اس کا کمرا ضرور تہس نہس کر دیا ہوگا---وہ جیسے دروازہ کھول کر اندر آیا ہی تھا کہ اڑتی ہوئی کوئی چیز اس کی کنپٹی پر سلامی دے گئی ---وہ ہیئر برش تھا جو زندہ بچا تھا ---باقی تو ساری چیزیں شہلا کے ہاتھوں شہید ہو چکیں تھیں---

وٹ دا ہل ----

زوہیب دھاڑا تھا---

اس کا کمرا اس کی سوچ کے مطابق مکمل بربادی کا ثبوت دے رہا تھا پرفیوم کی بوتلیں ٹوٹی پڑیں تھیں بیڈ شیٹ کش پلو سب زمین پر پڑے ماتم کناں تھے---جن میں سے روئ نکل کر اب کمرے میں اڑ رہی تھی

--

اس کے کپڑے زمین پر پڑے تھے جن میں کچھ کو تو وہ کینچی سے کاٹ چکی تھی ---

شیشے پر ٹوتھ پیسٹ ملی ہوئی تھی اور جگہ جگہ فرش پر کانچ کے ٹکڑے پڑے تھے ----

زوہیب نے خون آشام نظروں سے دیکھا جو بیڈ پر بیٹھی اسے ہی گھور رہی تھی ---

یہ کیا بد تمیزی ہے جاہل عورت----زوہیب ایک ہی جست میں اس کے سر پر کھڑا چیخا ---

وہ اپنے کپڑوں اور مہنگی پرفیوم کی حالت پر چیخا تھا---

تم جاہل مرد ----

جوابا وہ بھی غرائ تھی ----

بکواس بند کرو نہیں تو منہ توڑ دوں گا تمہارا---کیا جاہلیت دیکھی ہے مجھ میں ----

اورمیں تمہارا آج سر پھوڑ دوں گی تم ہو جاہل ،جاہل مرد ،جو مجھ سے شادی کرنے کے لیے پلین بنایا---وہ شیشے کا واز اپنے دوپٹے سے نکال کر بولی جو اس نے زوہیب کو مارنے لیے چھپا رکھا تھا----

اس سے پہلے کہ وہ حملہ کرتی زوہیب نے اس کی ہاتھ کو ہوا میں ہی تھام لیا تھا ----

بہت کر لی من مانی تم نے ---کہتے ہی زوہیب نے واز کھینچا تھا اور دور اچھال دیا---

تم نے کیوں کیا نکاح میں تمہارا خون کر دوں گی نفرت کرتی ہوں میں تم سے ---وہ اس کا گریبان پکڑ کر حلق کے بل چلائی تھی --

چٹاخ---

زوہیب نے اس کے ہاتھ جھٹک کر الٹے ہاتھ کا تھپڑ مارا تھا کہ وہ اوندھے منہ بیڈ پر گری----

اب اگر تمہارے منہ سے آواز نکلی تو زبان کاٹ دوں گا تمہاری ----

شہلا نے ہراساں نظروں سے سر اٹھا کر اسے دیکھ رہی تھا جس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل کر سامنے والے کو بھسم کر دینا چاہتی تھیں ----

آج کے بعد وہی کرو گی جو میں کہوں گا ---تمہیں کیا لگا تھا کہ تم میری بہن کا گھر خراب کرنے کی کوشش کرو گی اور میں تمہیں بخش دوں گا ---نکاح میں نے تمہیں سبق سیکھانے کے لیے کیا ہے ورنہ تم میرے معیار کی ہرگز نہیں ہو---زوہیب نخوت سے بولا تھا کہ شہلا کو اپنے وجود میں چیونٹیا رینگتی محسوس ہوئیں---

میری اجازت کے بغیر تمہیں اب سے کھانے پینے کی بھی اجازت نہیں ہے آئی سمجھ ----

اٹھو اور سمیٹو یہ سب ----

جبکہ شہلا کا دماغ سن ہو چکا تھا ---

جبھی زوہیب جھکا تھا اور اس کے بالوں سے پکڑا تھا --- سنا نہیں ----

وہ اس کے منہ پر دھاڑا کہ شہلا کا چہرا سفید پڑ گیا آج تک کسی نے اس طرح کہاں بات کی تھی اس سے وہ کہاں عادی تھی غصے ناراضگی کہ بلکہ وہ تو دوسروں پر کرنا جانتی تھی ---

وہ اس کو دھکا دیتی باہر کی جانب بھاگی --- کہ دروازے تک پہنچنے سے پہلے ہی زوہیب نے اسے بازو سے پکڑ لیا اور اسی کو پشت پر لے جا کر مروڑا ----

چھوڑو مجھے ----

مجھے بھی کوئی شوق نہیں تمہیں پکڑنے کا اٹھاؤ یہ سب پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس سب کچھ پہلے جیسا کرو

----

اس نے جھٹکا دیا تھا کہ شہلا فرش پر گری ----

اس قدر انسلٹ پر شہلا کی آنکھیں بھیگ گئیں --- وہ تو اس کو مارنے کا ارادہ کیے بیٹھی تھی پر یہاں تو زوہیب کے ارادے خطرناک لگ رہے تھے ---

زوہیب دروازہ لوک کر کے صوفے پر بیٹھا اور سگریٹ سلگا کر لبوں میں دبائے اسے اشارہ کیا ---

شہلا کو آج اس کے تیور دیکھ کر خوف محسوس ہو رہا تھا وہ اس کو گھورتی اٹھی اور سب سمیٹنا شروع کر دیا ---

زوہیب کے لبوں پر تنزیہ مسکراہٹ در آئی ---مطلب اس تیز گام کو لگام ڈالی جا سکتی ہے ---

ٹھیک پانچ منٹ بعد وہ سب درست کیے کھڑی تھی ---جبھی اس کی نظر اس کے حلیے گئی----

وہ اس کی دلہن تھی اسے احساس ہوا جو بغیر دوپٹے کے تمام تر رعنائیوں کے ساتھ کھڑی اسے دیکھ رہی تھی---

اسے زوہیب کی بے باک نظروں کا احساس ہوا تو جلدی سے بیڈ پر پڑا دوپٹہ اوڑھا--

وہ اس کی حرکت نوٹ کرچکا تھا کہ باہر تو دوپٹہ نام کی چیز تک نہیں ہوتی اور شوہر سے پردہ --خیر یہ سب وہ اسے بعد میں بتانے کا ارادہ رکھتا تھا---

چلو اب سو جاؤ خبردار جو کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش بھی کی تو ---وہ اسے دھمکتا بولا---

شہلا اسے خونخوار نظروں سے گھورتی بیڈ پر لیٹ کر کمبل سر تک تان گئی--زوہیب کو حیرانگی ہو رہی تھی کہ یہ لڑکی خاموش رہنے والی یا بات ماننے والی ہرگز نہیں پھر اس کی کیسے مان لی---

جبکہ کمبل میں پڑی شہلا کا غصے سے برا حال تھا اسے بس زوہیب کے سونے کا انتظار تھا---

جب وہ اپنے کمرے میں جائے گی اور پھر اپنا سامان پیک کرکے وہاں سے نکل جائے گی ----

شہلا کب سے آنکھیں بند کیے سونے کا ناٹک کر رہی تھی وہ اپنا سارا پلین ترتیب دے چکی تھی اب بس اس کے چنگل سے نکلنا تھا پھر وہ آزاد تھی اپنی کرنی والی اپنی سننے والی اپنی مرضی سے جینے والی --اور اسے سبق کس طرح سیکھانا ہے یہ بھی سوچ چکی تھی ---

زوہیب کے سونے کے بعد وہ سرعت سے اٹھی اور ایک خونخوار نظر اپنے برابر پر کچھ فاصلے پر لیٹے وجود پر ڈالی جو سینے میں تکیہ بھینچے سو رہا تھا شنگرفی لب آپس میں پیوست تھے اور نیند میں بھی چہرہ سپاٹ تھا یہ شہلا کی کرم نوازی کا نتیجہ تھا کہ سوتے ہوئے بھی اس کے ماتھے پر بلوں کا جال نمایاں تھا ---

ہوں ں ں بڑا آیا جونسینا کا باپ ، کدو نا ہو تو -- شہلا نے اس کو دیکھ کر منہ بنایا --

ہمت کیسے ہوئی مجھ پر رعب ڈالنے کی اور اپنا نام میرے ساتھ جوڑنے کی دل تو کر رہا ہے ادھر سوتے ہوئے تمہیں اگلے جہان میں پہنچا دوں ،

کمینا نا ہو تو اپر سے کمرا بھی مجھ سے صاف کروایا ---

شہلا نے دل کے جلے پھپھولے پھوڑنے کے لیے پلو اٹھا کر اس کو مارنا چاہا پر پھر شیر کی کچھار میں گھسنے سے خود کو باز رکھا --

وہ بڑبڑاتی اس کو سلواتیں سنا کر آہستہ سے سرک کر بیڈ سے اترنا چاہا ابھی اس کا ایک پاؤں بیڈ کے نیچے اور دوسرا اپر تھا تبھی زوہیب جو آنکھیں موندے اس کی ساری کاروائ ملاحظہ کر رہا تھا بجلی کی رفتار سے اس کے بالوں کو پکڑ کر کوشش ناکام بنا چکا تھا ---

آہہہہ ----

شہلا اپنے بالوں کو اس کی چوڑی ہتھیلی کی گرفت میں جکڑے دیکھ کر سسک اٹھی ---

اس سے پہلے شہلا خود کو اس جنگ کے لیے تیار کرتی زوہیب نے دوسرا ہاتھ اس کی نازک پتلی کمر میں ڈال کر اسے کھینچا کہ وہ لہراتی اس کے اپر گری جبھی وہ تیزی سے پلٹا دوسرے لمحے شہلا بیڈ پر اور زوہیب اس کے اپر تھا ہاتھ ہنوز بالوں میں اور دوسرا کمر پر تھا ----

کہاں بیگم---وہ ماتھے پر بے شمار بل ڈالے گویا ہوا ---

شہلا کے براؤن تراشیدہ بال لہرا کر اس کے چہرے پر گرے تھے ---وہ تو اس کو اپنے اپر دیکھ کر تلملا اٹھی اس پر نواب صاحب کا بیگم کہنا جلتی پر تیل کا کام کر گیا ---

ہٹو پرے سانڈ -----شہلا تیزی سے بال اپنے چہرے سے ہٹا کر اسے دھکیلنے لگی --

پر وہ مزید اس کے اپر جھکا----

تمہاری فضول بکواس سننے کے موڈ میں نہیں -کہاں جا رہی تھی ---؟ زوہیب اس کے بالوں کو جھٹکا دیتا بولا--

تمہیں کیوں بتاؤں میری مرضی آیا بڑا حکم چلانے والے ---،

وہ بھڑکتی اسے ہٹانے کی تگو دو کرنے لگی ---

اگر تمہارا پلین یہاں سے بھاگنے کا ہے تو وہ تم اپنے دماغ سے نکال دو --ہاں البتہ پہلے بھاگ جاتی تو میری لائف بھی سکون میں ہوتی پر اب تم میرے نکاح میں آچکی ہو تو ایسی سوچ بھول کر بھی مت سوچنا نہیں تو ٹانگیں توڑ کر ویل چیئر پر بیٹھا دوں گا ---زوہیب کی گرفت بیک وقت اس کے بالوں اور کمر پر سخت ہوئی ،وہ تلملا اٹھی ---

کیوں درندگی پر اتر رہے ہو جاہل آدمی چھوڑو میرے بال تمہیں کوئی حق نہیں سمجھے تم ----

شہلا اس کے سینے پر ہاتھوں سے زور دیتی غرائی-----

میں اس سے بھی زیادہ درندگی دیکھا سکتا ہوں ---وہ اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر بیڈ سے لگاتا دھاڑا---

اورمیں تمہارا یہ منحوس چہرہ نوچ لوں گی ----

نوچو----

نوچو---وہ اسے اکسا رہا تھا کیونکہ ہاتھ تو اپنی گرفت میں لیے ہوئے تھے----

جبکہ شہلا غصے سے سرخ ہوتی اسے آنکھوں سے ہی بھسم کر دینا چاہتی تھی ---

تبھی اپنی ٹانگ نکال کر زور سے زوہیب کی ٹانگ پر ماری---اگلے لمحے اس کی دونوں ٹانگیں بھی زوہیب کی قید میں تھیں وہ خاموش سرد نگاہوں سے اسے دیکھتا اپنی ٹانگیں اس پر رکھ چکا تھا--اب وہ مکمل شہلا پر کسی دیو کی طرح حاوی ہو چکا تھا---

اب تم نوچو گی یا میں نوچو وہ معنی خیزی سے بولا ----

شہلا کا سانس پھولنے لگا وہ جھٹپٹائی ----

چھوڑو مجھے کمینے انسان ---- میں ڈیڈ کو بتا دوں گی --- وہ اپنا تنفس بحال کرنے کی کوشش میں بولی ---

میں بتانے لائق چھوڑوں گا ہی نہیں ---- سیلی گرل -- زوہیب اس کے تیور دیکھتا گرجا ----

دونوں مقابلے بازی میں لڑ رہے تھے -- دو ناسپندیدہ شخص ایک رشتے میں منسلک ہو کر اپنا اپنا غصہ نکال رہے تھے --

جو کہ دونوں کا جائز حق تھا ان کے دل اور دماغ اپنا لڑنے والا حق جاری رکھنے پر اکسا رہے تھے ---

جس پر دونوں عمل کر کے دوسرے کے مقدر میں مات ٹھہرانا چاہتے تھے ---

زوہیب پیچھے ہٹو ----

اور نا ہٹوں تو ---

تو آج تم قتل ہو جاؤ گے میرے ہاتھوں ---

پہلے خود کو مجھ سے بچاؤ تو سہی ---

تم زلیل گدھے میں تمہارا خون پی جاؤ گی ---

اور تم آوارہ لڑکی، تمہیں کیا لگتا ہے آوارہ گردی کرنے کے لیے چھوڑ دوں گا میں تمہارا خون سود سمیت واپس چوس لوں گا --- بہت شوق ہے نا دل بہلانے کا چلو آج اپنے شوہر کا دل بہلاؤ---وہ کلب کا منظر یاد کر کے تڑخ اٹھا---

یہ کیا بکواس کر رہے ہو شہلا اس کی بات پر حیران ہوتی بولی ---

جبھی زوہیب اس کی نرم و نازک پنکھڑیوں جیسے لبوں پر جھکا---

وہ شہلا کو اس طرح قید کر چکا تھا کہ وہ حرکت کرنے سے قاصر رہی ---

زوہیب اپنا سارا غصہ اس پر انڈیل رہا تھا اور شہلا کی حالت مرنے کے مترادف پہنچ چکی تھی ---

تبھی وہ ایک گہرا کٹ لگا کر پیچھے ہوا ----

شہلا نے آنکھیں زور سے میچیں ہوئی تھیں اور اس کا سراپا واضح کپکپا رہا تھا اسے کہاں امید تھی کہ یہ شخص ایسی بھی کوئی حرکت کرے گا وہ دونوں تو لڑ رہے تھے زوہیب کو عجیب سا احساس ہوا تھا اس کے نچلے لب پر خون کی بوندیں نکل رہی تھی وہ ایک بار پھر سے جھکا اور ان بوندوں کو بھی اپنے لبوں سے چن لیا---

اب اپنے منہ کو حرکت سوچ سمجھ کر دینا ---وہ اس کے ہاتھ چھوڑتا پیچھے ہو کر اٹھ بیٹھا اور اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر خود کو پرسکون کرنے لگا ---

اس کے ہٹنے پر شہلا بھی پھرتی سے اٹھ بیٹھی اور اپنی کالی آنکھوں میں نفرت لیے اسے گھور رہی تھی ---

زوہیب نے تمسخر بھری مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی اور ایک گہری نظر اس کے دوپٹے کے بوجھ سے آزاد سراپے پر ڈالی ----

جو بے ترتیب حلیے بکھرے بال لیے اس کے سامنے اپنی حالت سے بے خبر تھی ---

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی منحوس آدمی کمینے کدو --شہلا نے کہتے ہی تکیا اٹھایا اور اس کو مارنا شروع کر دیا جبکہ زوہیب اس اچانک ہوئی کاروائی پر بھونچکا کے رہ گیا----

تمہاری تو ----،،

زوہیب نے اس کے ہاتھ سے تکیا کھینچا کہ ساتھ ہی شہلا بھی اس کے ساتھ کھینچتی زوہیب کر اپر اگری---

لگتا ہے تمہیں شرافت کی زبان سمجھ نہیں آتی ---

تبھی اس کی گردن پر لب رکھ کر مس کیے کہ شہلا کانپ اٹھی اوراسی تیزی سے اس کا دوپٹہ اٹھا کر ہاتھ پشت پر لے جا کر باندھ دیے---

اب میری باری ---وہ سپاٹ انداز میں بولا---

کیا تم مجھے مارو گے ---شہلا کے رونگٹے کھڑے ہو گئے---

ہاں اپنے طریقے سے ---زوہیب کہتے ہی اس پر جھکا پر کچھ سوچ کر رک گیا---

ہلنا مت ---وہ اسے کہتا اٹھا اور وارڈروب کھول کر کچھ تلاش کرنے لگا---

شہلا اس کی پشت دیکھ کر جلدی سے اٹھی اور دروازے کی سمت بھاگی---

ہاتھ اس کی پشت پر بندھے تھے پر وہ کوشش تو کر سکتی تھی وہ یہاں سے بھاگ کر اپنی مام کے کمرے میں جانا چاہتی تھی اسے زوہیب سے ڈر لگ رہا تھا جس میں پتا نہیں کون سے جن آ گئے تھے کہ وہ یکدم اتنا بدل گیا تھا وہ تو شہلا کے سامنے بے بس ہو جایا کرتا تھا اور اب شہلا کو کر رہا تھا---

اس کا دماغ گھوم رہا تھا کہ پورا کمرا گول گول گھومتا نظر آیا وہ دروازے کی جانب پشت کر کے لاک کھولنے لگی تھی جب زوہیب پلٹا اور بیڈ پر نا دیکھ کر اس کی نظریں اس کی جانب اٹھیں---

کوشش اچھی تھی آئی لائک اٹ ---

وہ سست روی سے چلتا آیا اور اس بازو سے پکڑ کر بیڈ پر دھکا دیا ---

رکو کیا کر رہے ہو تم ---اس کے ہاتھ میں ٹائی دیکھ کر وہ حیران ہوئی--

عمل کر کے بتاؤں گا ---

زوہیب نے سرگوشی میں کہہ کر اس کے بیڈ سے نیچے لٹکتے پاؤں بھی باندھ دیے---

اور اٹھ کر ہاتھ جھاڑے جیسے بڑا مارکہ مارا ہو --- شہلا کو دیکھ کر "چھوو" کی آواز سے ماتھے پر نادیدہ پسینا صاف کر کے آنکھ ونک کی---

شہلا تو منہ کھولے اس کے تیور دیکھ رہی تھی ---

چلو اب میری تھکن دور کرو---رعب تحکم سے حکم دیا--

یو اسٹوپڈ ،بندر نکل جاؤ یہاں سے --- شہلا غرا اٹھی----

اور تم بندر کی مؤنث ---

وہ اس کو بے بس دیکھ کر دلکشی سے مسکرایا ---

چلو بندریا شوہر ہوں تمہارا کرم نوازی کرو کلب میں تو بڑا اس کی باہوں میں جھول رہی تھی ---

زوہیب اس کے برابر لیٹا اس کی آنکھوں میں اپنی سرد آنکھیں گاڑھے عجیب برفیلے لہجے میں بولا کہ شہلا کو اپنے اردگرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں---

دیکھو ---

دیکھاؤ---

میرا مطلب سنو تم ---مجھے کچھ یاد نہیں ---

میں یاد دلاؤں گا نا --- زوہیب اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اپنی طرف کھینچ کر مخمور لہجے میں بولا---وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہا تھا کہ شہلا جو اس کو خاطر میں نا لاتی تھی اب کبھی ایسی غلطی نہیں کرے گی --وہ اپنا ڈر اور رعب اس پر ڈال کر اسے سبق سیکھانا چاہتا تھا کہ ایک یہی طریقہ تھا اس لڑکی کو قابو کرنے کا---

تمہارے دماغ میں جو پک رہا ہے اگر اس پر عمل کیا تو تمہاری چمڑی ادھیڑ دوں گا میں ---وہ اسکو جبڑے سے پکڑ کر دھاڑا---

یکدم اس کی رگیں تن گئیں ---

وہ کیسے نا جانتا اس کے پلین کو زوہیب کافی اچھے سے اسکی سائیکی سمجھنے لگا تھا وہ لاابالی سی لڑکی تھی اس سے اسی حماقت کی توقع رکھی جا سکتی تھی ---

وہ جھٹکے سے اسے اٹھا کر سیدھا بیڈ پر پٹخ چکا تھا --اب کوئی واویلا یا شور مچا کر میری نیند ڈسٹرب کی تو جو کام ادھورا چھوڑا ہے پورا کرنے میں وقت نہیں لگاؤ گا ---

وہ اسے گھور کر وارن کرتا کروٹ بدل گیا اور شہلا اپنی قسمت پر ماتھا پھوڑنے سے بھی محروم تھی ہاتھ تو اس کمینے نے باندھ دیے ہیں وہ نا ہو منہ پر بھی تالا لگا دے جابر انسان ----

تاریخی رقم ہوگی تم پر، ظالمین میں تم صف اول ہوگے ---

وہ اس کو دیکھ کر بڑبڑائ کیونکہ وہ اے سی کی کولنگ بڑھاکر خود پر کمبل پھیلا کر سو رہا تھا اور اسے محروم رکھا تھا وہ یونہی پڑی تھی---

وہ رسانیت سے اس کے شگوفے سن کر محظوظ ہو رہا تھا --

سنو ----مجھے کمبل دو ٹھنڈ لگ رہی ہے ---

نہیں تم میرا نام اول نمبر پر دیکھنا چاہتی ہو تو میں تمہاری یہ وش ضرور پوری کروں گا ---

دونوں کی ایک دوسرے کی جانب پشت تھی ---

نہیں میں دوئم میں بھی دیکھ لوں گی کمفرٹ دو مجھے یا ہاتھ کھولو---

جبکہ دوسری طرف سے جواب ندار تھا---

ڈیڈ آپ نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ اس میسنے کے حوالے کر کے باہر کتنا شریف ہے اور کمرے میں کیسے گرگٹ کی طرح رنگ بدلا ہے ---

میرے اور بھی کئی رنگ ہیں جو تم کو وقت رہتے دیکھنے کو ملیں گے ---

تم جاگ رہے ہو ---

نہیں مجھے نیند میں بولنے کی عادت ہے ---

نیند میں ہاتھ پاؤں ہلانے کی عادت بھی ہوگی بلینکٹ دو مجھے --- شہلا نے طنز کیا---

پر پھر خاموشی ہو گئی--

بے بسی میں گھیری وہ رونے جیسی ہوگئی---

گھر والے خوش تھے بچوں کی شادی کروا کر پر دلہن دلہا سکول کے بچوں کی طرح لڑ رہے تھے----

کچھ تعاقف کے بعد زوہیب کو اس پر رحم آہی گیا جب وہ مسلسل کانپنے لگی تو بلینکٹ اس پر ڈالا اور کولنگ کم کرتا واپس سے آنکھیں موند گیا----

چار دن گزر چکے تھے سب اپنے اپنے کام میں مصروف تھے--زوہیب اور برہان دونوں مل کر کوئی ساتھ کام کرنے والے تھے اس لیے وہ ایک پراجیکٹ کے سلسلے میں آسلام آباد تھے --جاتے ہوئے زوہیب شہلا سے سب کو چکنا رہنے کا کہہ کر گیا تھا اور شہلا کو بھی کافی ڈرایا دھمکایا تھا ---

دوسری طرف برہان نے واپس آکر زرش کو سب سچ بتانے کا سوچ لیا تھا اب وہ اپنے رشتے کو آگے بڑھانے سے پہلے زرش کو اپنی محبت کے بارے بتانے کا فیصلہ کر چکا تھا ---وہ زرش کو چھوڑ نہیں سکتا تھا یہ تو طے تھا اب پہلے وہ زرش کو اپنے بارے بتائے گا اس کی سنے گا اسے وقت دے گا پھر کوئی اگلا قدم اٹھائے گا -- ان دنوں یہ ہوا تھا کہ وہ

دونوں ایک دوسرے سے بات کرنے لگے تھے --برہان نے جانے کے بعد وہی باتیں زرش پر اثر کرنے لگیں اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ برہان سے اس کی پسند کا پوچھ کر اس سے دوسری شادی کروا دے گی ---دونوں کی سوچ ایک دوسرے کے متضاد تھی ---

ماہم کی طبیعت کچھ بہتر تھی پر اداسی سوار تھی جو آہستہ آہستہ ہی ختم ہونی تھی ---حسان اپنے مام ڈیڈ کو ماہم کا بتا چکا تھا وہ بھی اس سے ملنے آئے تھے اور گھر چلنے کا بولا پر حسان نے انہیں ٹال مٹول کر کے منع کر دیا تھا کہ فلحال اس کے لیے خطرہ تھا --

حسان اپنے اور ماہم کے رشتے کو دوسرے رخ سے بھی دیکھ رہا تھا پر ماہم کے ذہن میں ایسی کوئی بات نا تھی اس کا احساس حسان بہت جلد کروانے والا تھا --حسان ایک بار درانی مینشن گیا تھا اس دوران اس کی زرش سے ملاقات ہوئی پر جو پنپتے جزبے تھے ان کو وہ وہیں توڑ مروڑ کر ختم کر چکا تھا کہ پھر سے اٹھنے کے قابل نا رہیں---

حسان اور احمر نے خوب زرش کو گھن چکر بنایا ہوا تھا دل کھول کر فرمائشی پکوان بنوائے اور اس دوران وہ تینوں اچھے دوستوں کے مثال بنے رہے اور پھر حسان جاتے ہوئے زرش کو موٹی عورت کہنا نہیں بھولا تھا اس سے پہلے کے زرش انتہائی قدم اٹھاتی حسان بائے کا سائن دیتا فوراً سے بھاگ گیا تھا --مینشن میں احمر اور زرش کے قہقہے گونجتے رہتے --کہ ایک تو وہ اس کی بھابھی ماں تھی دوسری وہ اس کی سالی صاحبہ تھی احمر نے پکی دوستی کر لی تھی اپنی سوچ پر وہ لب دبائے مسکراتا--بی جی اور وجاہت صاحب بھی ان کے ساتھ رونق لگانے میں پیش پیش ہوتے---

ایمان اور زرش یونیورسٹی جاتیں زرش نے ایمان کو بتا دیا تھا ایمان کو سن کر برا لگا پھر زرش کو سمجھایا کہ سر ضرور تمہاری طرف آئیں گے بس اپنے شوہر پر توجہ دو ---

ان کے ساتھ بھی اچھا نہیں ہوا اور تمہارے بھی ---وہ زرش کا بھی جانتی تھی کہ اس کی شادی کیسے ہوئی اور برھان کو بھی ---

نکاح میں طاقت ہوتی ہے زرش سر کو کشش کھینچ لائے گی بس صبر کرو۔

زرش بھی اچھے سے سمجھ گئی تھی پر اپنے دل کی بات ہرگز نہیں بتائی کہ اس کے دماغ میں کیا سوچ گردش کر رہی ہے --

احمر اور حسان ان کے ساتھ ہوتے ، احمر تو دھڑلے سے ایمان کے ساتھ ساتھ ہوتا اور زرش کو لگتا کہ وہ اپنی بھابھی ماں اور اس کی دوست کے خیال کے لیے ہوتا ہے ---

احمر زرش کا خیال کرکے اپنی مولانی کو میسج کرتا اور ایمان بنا پڑھے ڈیلیٹ کر دیتی وہ بس گھور کر رہ جاتا۔-

اس دن کے بعد ایمان کافی سہمی سی رہنے لگی تھی وہ جب ان کے ساتھ ہوتی تو اس کی نظریں اردگرد کسی کو تلاش کر رہی۔ ہوتیں وہ خود کو کسی کی نظروں کے حصار میں محسوس کرتی پر کوئی نظر نا آتا ---

اس کا سہما روپ زرش احمر اور حسان بھی نوٹ کر چکے تھے وہ اس سے پوچھنے کی کوشش کرتے تو بات بدل دیتی اور لیکچر لے کر فوراً بعد گھر چلی جاتی ---

احمر اس سے بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا پر ایمان کوئی رسپونس نہیں دے رہی تھی ----

ماہم نے ابھی تک یونی جوائن نہیں کی تھی حسان اس کے لیے جلدی ہی چلا جاتا اور اس کے ساتھ احمر بھی ہوتا کہ وہ لوگ اب اپنے پلین کو آگے ترتیب دے رہے تھے اس پر ان کی حکمت عملی کی ضرورت تھی۔۔۔۔

سمیر کسی کیس میں الجھا ہوا تھا وہ رات گئے گھر آتا جب ایمان اور سومی سو چکے ہوتے اور اس کی بیوی اس کے انتظار میں آدھی ہو چکی ہوتی ۔۔۔ جب سمیر آتا اور اسے باہوں میں بھر کر سکون محسوس کرتا ۔۔۔

آج سمیر جلدی گھر آگیا تھا اور سب نے مل کر ڈنر کیا اور خوب ساری باتیں کی ۔۔۔ سمیر کی چھوٹی سی فیملی تھی جس وہ اس کی بہن بیوی اور سومی ۔۔۔

سمیر نے ان کے ساتھ کافی دیر تک ٹائم سپینڈ کیا ۔۔۔

جب ایمان سومی کو ساتھ لیے اپنے کمرے میں آکر سو گئی ۔اسے اکیلے ڈر لگتا تھا اور سومی صاحب کے ہوتے ہوئے وہ ڈر جائے ایسا ہو نہیں سکتا تھا وہ پیاری پیاری باتیں کرتا اپنی پھوپھو کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا ۔۔اسے جلدی سونے کی عادت تھی اور صبح تہجّد کے وقت اُٹھتی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ دوسری جانب احمر اپنے کمرے میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کرتے ساتھ موبائل کی سکرین پر نظر آتے اس منظر کو دیکھ کر دل سے مسکرایا تھا۔۔۔۔

اسے بھی سومی بہت پیارا لگا جو اس کی مولانی کو سلا رہا تھا وہ آج مولانی کے پاس آنے کا ارادہ رکھتا تھا پر اچانک سے کچھ ضروری انفارمیشن ملی جن پر وہ کام کرتا ساتھ وقفے وقفے سے جی بھر کر ایک نظر ادھر بھی ڈال رہا تھا---

------------

سجل نے سومی کے سونے کے بعد اسکو اٹھا کر اسکے روم میں سلایا اور سمیر کے پاس آئی جو بلیک شلوار قمیض میں سگریٹ سلگا کر ٹیرس پر کھڑا تھا----

سمیر یہاں کیوں کھڑے ہیں ----

سجل اس کے پاس آتی اس کے سینے سے لگی بولی---

اپنی جان کا انتظار کر رہا تھا---

سمیر نے اس کے گرد حصار باندھا اور اس کے سر پر لب رکھے----

دونوں خاموش ایک دوسرے کی دھڑکنوں کو محسوس کررہے تھے ---

-----------

تم بہت پیاری ہو ،اپنی ماں سے بھی زیادہ،، تم میرے ساتھ چلو گی ،چلو گی نا ----ایمان کا چھوٹا سا دل لرز رہا تھا جب وہ بڑی عمر کا آدمی اسے کے گال کو سہلا رہا تھا ---

نہیں نہیں ----انکل آپ گندے ہو ----

ہاہاہاہاہاہا---

گندا ہوں ہاں ----نہیں میری چڑیا تمہارا انکل بہت اچھا ہے آؤ چلو میرے ساتھ -----

نہیں میں اپنے بابا کو بتاؤں گی آپ اچھے انکل نہیں ہو ---

چھوٹی سی ایمان دو پونیاں جھلاتی بولی--

نہیں تم تو اچھی بچی ہو نا اور میں تمہارا اچھا انکل بابا کو کچھ نہیں بتانا وہ غلیظ نگاہوں سے اسے دیکھتا بولا---

دیکھتے ہی دیکھتے سب منظر بدل چکا تھا وہ آدمی اس کو کھینچ کر بند کمرے میں لے گیا---

اور وہ چیختی چلاتی اپنی ماں اور باپ کی لاشوں کو دیکھ کر اس کے ساتھ گھسیٹتی چلی جا رہی تھی ---

چلو آج تمہارا پیارا دوست بتائے گا تم کتنی پیاری ہو ---

ہاہاہاہاہاہا ایمان ڈارلنگ --

تمہاری ماں کو بتانا چاہا پر وہ تو مر گئی دنیا سے اب تم کو بتاؤں گا ---

وہ آدمی ہوس ٹپکاتی نظروں سے ایمان کو دیکھ کر عجیب لہجے میں بولا۔۔۔۔

نہیں نہیں ۔۔۔

تم گندے ہو ۔۔ برے ہو ۔۔۔

میرے ماما بابا کو مارا۔۔۔

بھیاااااا۔۔۔۔ مجھے بچاؤ ۔۔۔۔

بب بھیا ۔۔۔۔۔

بب بابا ماما ۔۔۔۔

بچاؤ ۔۔۔۔

سمیر بھیاااا۔۔۔۔۔۔

ایمان نیند میں زور دار چیخیں مارنے لگیں وہ کسی خواب کے زیر اثر تھی جب اس کا سارا جسم پسینے میں بھیگ چکا تھا اور وہ مسلسل سر ہلا کر خود کو بچانے کے لیے بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جکڑ گئی۔۔۔۔

سمیر ، سجل جو ایک دوسرے کو محسوس کر رہے تھے ایمان کی چیخوں پر سمیر ہوش میں آتے دور ہوئے اور سرعت سے نیچے کی جانب بھاگا اس کے پیچھے سجل بھی تھی جہاں ایمان کی آہ و زاریاں بڑھتی جا رہیں تھیں

۔۔۔

جبکہ دوسری جانب بیٹھا احمر ایمان کو دیکھتا چونکا اور وائس ان میوٹ کی جہاں اس کی آتی چیخیں سن کر احمر کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا وہ اس کی حالت پر تڑپ اٹھا اچانک سے اس کو مولانی کی حالت پر احمر کی رگیں تن گئیں اور ماتھے کی رگیں کھول کر واضح ہو گئیں اس نے مٹھی بند کی ،اس کا بس نہیں چل رہا تھا اڑ کر اس کے پاس پہنچ جائے جو اب باقاعدہ رو رہی تھی ----

احمر کی آنکھیں گلابی ہو چکیں تھیں اس کی مولانی اتنی تکلیف میں تھی اس کا دل کیا ساری دنیا کو آگ لگا دے بھسم کردے سب کچھ برباد کردے ---

وہ بھپرا شیر بنا ضبط سے دائیں بائیں چکر کاٹتا لال انگارہ آنکھوں سے اپنی مولانی کو تڑپتا دیکھ رہا تھا کہ چند ہی لمحوں میں سمیر اور سجل دوڑے اس کے کمرے میں آئے ----

نہیں چھوڑو مجھے انکل --

بھیاا--

کہاں ہو آپ ---

دیکھیں گندے انکل نے ماما بابا کو مار دیا---

سمیر بھیاااا---

ایمان کی آہ و بکا سسکنا بڑھتا جا رہا تھا وہ خواب میں مسلسل سمیر کو بلا رہی تھی---

مانو ،گڑیا،،،

اٹھو ،،،میں ہوں تمہارا بھیا میری جان ،،

سمیر جلدی سے اس کے پاس گیا اور چہرہ تھپتھپایا،،،

نہیں چھوڑو مجھے ،،،

ماما ،،بابا ،،،

ایمان ،،گڑیامت کرو بچے اپنے بھائی کو مت تڑپاؤ،، سمیر کا لہجہ بھیگ چکا تھا اور آنکھیں میں پانی جمع ہونے لگا تھا جبکہ سجل ایمان کو اس حالت میں دیکھ کر رونے میں مصروف تھی،،،

دوسری جانب تلکتا احمر کے دل میں آگ جل اٹھی تھی وہ بے بسی سے اپنا سینا مسل رہا تھا،،اس کی چیخیں ،احمر کے دل پر کاری ضرب لگا رہیں تھیں اور جو اس کی وجہ تھا اس کا جو انجام ہونا تھا وہ اسے پل پل تڑپنے پر مجبور کر دے گا---

مانو بھیا پاس ہے نا آپ کے دیکھو آنکھیں کھولو،،

اس کو مسلسل اسی حالت میں دیکھ کر سمیر نے شانوں سے تھام کر جھنجھوڑا تو خواب کا تسلسل ٹوٹا اور وہ بہتی آنکھوں سے سمیر کو دیکھنے لگی ----

بھیا ،سمیر بھیا وہ ،وہ گندا انکل آگیا ہے واپس بھیا وہ اچھا نہیں ہے اس نے مارا بھیا اس نے مجھے مارا --

ایمان سمیر کے سینے سے لگ کر سسک پڑی ---جب سجل نے گلاس اس کے لبوں سے لگایا،،ایمان نے دو گھونٹ پیا اور پھر سے رونے لگی ،،

سمیر شاہ کا خون کھول اٹھا تھا اس کا دل کیا ابھی وہ اس کے سامنے ہو تو وہ اس بڈھے کے گلے میں پٹا ڈال کر پورے شہر میں کتے کی طرح گھسیٹے --اور یقیناً وہ ایسا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا ---

پر پہلے اسے اپنی بہن کو سنبھالنا تھا----

بس میرا بچہ ،کسی کی جرات نہیں میری گڑیا کو ہاتھ لگائے میں ان کو عبرتناک سزا دوں گا کہ ان کی آنے والی نسلیں بھی یاد رکھیں گیں---

سمیر ایمان کو ساتھ لگائے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا ایمان کو پر سکون کرنے لگا---

وہ خوف سے کپکپا رہی تھی اور سنہری آنکھوں میں لالی واضح ہونے لگی تھی---

احمر کا دل کیا وہ اسے کھینچ کر اپنے سینے میں بھینچ لے اور بہت دور چلا جائے جہاں وہ ہو اس کو مولانی ہو ،چھوٹی چھوٹی باتوں پے لڑائی ہو غصہ ہو ناراضگی ہو ان کی اپنی چھوٹی سی دنیا ہو جس میں وہ پرسکون اور خوشیاں ہوں ،

بھیاا

جی بھیا کی جان ،،،

سمیر نے اس کے بالوں پر بوسہ دیا ---

مجھے ڈر لگ رہا ہے ---

ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے میں ہوں سجل ہے سومی ہے،،،

سجل اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے بیٹھی تھی،،،

ہاں ایمان اور سومی کے ہوتے ہوئے تو بلکل نہیں --- سجل نے سنجیدہ ماحول میں تبدیلی لانی چاہی ---

واقعی،،

سمیر نے ابرو اچکائ---

بلکل میرا لال اپنی پھوپھو کا خیال رکھے گا---

سجل فخر سے گردن اکڑا کر بڑی عورتوں کی طرح بولی بولی ----

وہ اڑھائی فٹ کا جو ابھی زمین سے سہی اگا نہیں وہ خیال رکھے گا میری بہن کا ---

سمیر ایک نظر ایمان کو دیکھ کر ٹھہر ٹھہر کو بولا----

تو ایمان کے لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ در آئی----

دیکھا مانو اڑھائی فٹا خیال رکھے گا تمہارا---اس کے لبوں پر مسکراہٹ دیکھ کر سمیر کے دل کو کچھ سکون آیا جبکہ سجل نے بھی پیار سے ایمان کو دیکھا---

شرم کریں سمیر آپ کا بیٹا ہے وہ ---

ہاں ہے میں نے کیا کہا --- میں تو حیران ہوں جو ابھی واشروم جانا سیکھ رہا ہے وہ میری گڑیا کا خیال کیسے رکھ سکتا ہے اس کے لیے اس کا بھائی ہی کافی ہے----

سمیر لاڈ سے بولا ----

ایمان اور سجل کا قہقہہ بے ساختہ تھا----

سچ کی تو کہہ رہا تھا سمیر ----

دوسری جانب بیٹھے بھڑکتے وجود پر ایمان کا قہقہہ جیسے ٹھنڈی پھوار کہ طرح پڑا تھا اور اور اس کے جلتے وجود کو کچھ قرار آیا اب وہ آنکھوں میں والہانہ چاہت سموئے اپنی کالی آنکھیں اس کے حسین مکھڑے پر سجائے بیٹھا تھا----

ایمان یوں ہی سمیر کے سینے سے لگی ہلکی پھلکی باتوں کا جواب دیتی سو گئی اور سمیر شاہ نے اپنی لاڈلی بہنا کو پیار سے سلایا---

بچپن میں بھی وہ ایسے ہی سلایا کرتا تھا کچھ دیر بعد سمیر نے اس کا سر تکیے پر رکھا---

سجل سومی کو ایک نظر دیکھ آئ جو پرسکون چھوٹے سے بیڈ پر پھیلا سو رہا تھا سجل اس کے گال چٹا چٹ چومتی واپس آئی جہاں سمیر ایمان کے کمرے میں صوفے پر بیٹھا کیسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا---

آپ کیا سوچ رہے ہیں سمیر---

سجل اس کے پاس بیٹھتی سرگوشی میں بولی---

اس کی آواز پر سمیر چونکا اور سوچوں کے بھنور سے نکل اپنے ساتھ بیٹھی اپنی جان سے عزیز بیوی کو دیکھا---

کچھ نہیں ایمان کے لیے فکر مند ہوں اس کی یہ حالت مجھ سے نہیں دیکھی جاتی جلد سے جلد اس آدمی کو انجام تک پہنچانا چاہتا ہوں ---چھ سال سے اس کے خلاف ثبوت اکٹھے کرنے کے جتن کر رہا ہوں ---پر مانو کا ایسا شدید رد عمل اس کو پھر سے اسی دوراہے پر لا کھڑا کرے گا---

جتنا ہو سکے اس کی سوچ کو ڈائیورٹ کرو اس کے ساتھ زیادہ وقت بیتاؤ---کم سے کم سوچنے دو ---اگر وہ یہی سوچتی رہی یا ایسے ہی خواب دیکھ کر ڈرتی رہی تو ایک بار پھر سے اس کا نروس سسٹم بریک ڈاؤن ہونے کا خطرہ ہے ---

(سمیر کوڈاکٹر کی بات یاد ائی کہ اس بچی کو گہرا صدمہ لگا ہے کوشش کریں جس کی وجہ سے اسے تکلیف پہنچی وہ کم سے کم اس کے سامنے آئے یا کوئی ایسی بات جو اتنی سی عمر میں اس پر اتنا گہرا اثر کر گئی ہے وہ پھر سے نا دوہرائی جائے ،، اگر ایسا ہوا تو تو اس کا نروس سسٹم مکمل بریک ڈاؤن ہو جائے گا --)

سمیر نے سوچ کر جھرجھری سی لی---کہ اللہ نا کرے فوراً سے منہ سے الفاظ نکلے ----

جبکہ احمر پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے ---

کہ اس کی مولانی کا نروس سسٹم بریک ڈاؤن ہو چکا ہے پر کب ----

اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ وجہ یقیناً وہ شخص ہی تھا---

آہہ---اس نے ویڈیو کٹ کی اور پاس پڑا واز زور سے دیوار پر دے مارا ----

باسٹرڈ ---

تیری وجہ سے میری سائیں کو کتنی تکلیف برداشت کرنی پڑی----

اب تم الٹی گنتی شروع کردو کہ احمر درانی تمہاری جڑیں اکھاڑ کر رکھ دے گا اور لگلے پچھلے حساب لوں گا تجھ سے ----

وہ سفاکیت سے پھنکارا تھا اس وقت اگر کوئی اس کی آنکھوں میں اترا لہو رنگ اور چہرے پر چھائی چٹانوں کیسی سختی دیکھتا تو یقیناً غش کھا اٹھتا۔۔۔

ان دونوں کے سونے کے بعد سمیر اپنے کمرے میں آیا۔۔۔ سجل ایمان کے پاس ہو سو گئی تھی۔۔۔

سمیر کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی وہ تھکا تھکا سا بیڈ پر لیٹا اور چھت کو گھورے گیا ماضی کی گہری یادیں جو اپنے گہرے نقش ان کے دلوں دماغ پر نقش کر گئیں تھیں جن میں کچھ اچھی اور کچھ انتہائی بھیانک تھیں کسی فلم کی طرح آنکھوں کے پردے پر لہرانے لگیں اور وہ یاد کرتا ماضی میں کھو گیا۔۔۔۔

---------------

''''''''ماضی''''''''

سکندر شاہ ۔۔۔۔۔۔

بزنس ٹائیکون جانامانا نام ۔۔۔۔

ایک پہچان ۔۔۔۔

انتہائی معزز شخص ۔۔۔۔

جس نے خود کے بل بوتے پر اپنا نام بنایا اپنی پہچان بنائی اور اپنے والد صاحب کے بزنس کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا کہ تھوڑے ہی عرصے میں اس کا نام جانے مانے بڑے بزنس مین لوگوں میں شمار ہونے لگا۔۔

وہ ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا کوئی اور بہن بھائی نا تھے --

حج کے سفر سے واپسی پر سکندر شاہ کے والدین پلین کریش میں خالق حقیقی سے جا ملے----

سکندر شاہ نے اپنی پسند سے زارا سے شادی کی تھی--زارا ایک غریب گھر کی لڑکی تھی جو جاب کے سلسلے میں سکندر شاہ کی آفس آئی اور پھر تھوڑے ہی عرصے میں سکندر شاہ نے ان سے پسندیدگی کا اظہار کیا---زارا شاہ کو ان کے کردار میں کوئی جھول نا دیکھا تو اس نے بھی سکندر شاہ کا پرپوزل ایکسیپٹ کر لیا--

شادی کے ایک سال بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو نعمت سے نوازا---جس کا نام انہوں نے سمیر رکھا--

وقت پر لگا کر اڑ رہا تھا سمیر بڑا ہو رہا تھا سکندر اور زارا میں محبت پہلے سے زیادہ بڑھ چکی تھی---

جب سمیر چھ سال کا تھا تو ان کے گھر رحمت اتری----

جس کا نام سمیر نے رکھا ایمان زارا---

سمیر کو اپنی چھوٹی سی بہنا بہت پیاری لگتی تھی سوفٹ سوفٹ سی --سکول سے آکر وہ گھنٹوں ایمان کے ساتھ گزارتا اور اسے بھیا کہنا سیکھاتا رہتا---

ایمان بھی اپنے بھیا کی بات سمجھنے لگی تھی---

زندگی جنت بن چکی تھی --سکندر شاہ زارا شاہ سمیر شاہ اور ایمان زارا ،ان کا چھوٹا سا کنبہ تھا جس میں خوشیاں تھیں --- زندگی اچھی گزر رہی تھی---خاندان والے سکندر پر ناز کرتے ---اور زارا کی قسمت پر رشک -ان کے گھر میں اکثر ان کا آنا جانا لگا رہتا----

سمیر تیرہ سال کا اور ایمان چھ سال کی ہو چکی تھی -- دونوں بہن بھائی انتہا کے پیارے تھے سکول میں سب ان سے دوستی کرنے کے خواہش مند تھے پر ایمان اور سمیر نے کبھی کسی کو دوست نہیں بنایا تھا---

گھر آکر دونوں بہن بھائی جی بھر کر کھیلتے ادھم مچایا ہوتا سکندر اور زارا ان کو دیکھ کر زندگی کا احساس ہوتا---

اچانک سے ان کی خوشیاں کو نظر لگ چکی تھی ---کہ اچانک ہی ان کی زندگیوں میں بھیانک موڑ آیا جس نے سب کچھ برباد کر دیا---

یہ ایک رات کا واقع تھا جب سکندر اپنے دائیں بازو کے حلقے میں ایمان اور بائیں بازو کے حلقے میں سمیر کو لیے بیٹھے تھے اور آج کی ان کی سکول کی روداد سن رہے تھے --وہ ہمیشہ دونوں کے ساتھ فرینڈلی پیش آتے اور آفس سے آکر الگ وقت ان کے لیے نکالتے جس میں وہ اپنے بچوں کو پڑھاتے ان کے ساتھ کھیلتے اور سکول کا دن کیسا گزرا اس کی روداد سنتے اور پھر ان کو سلا کر باقی کا کا وقت زارا شاہ کے ساتھ گزارتے---

ابھی وہ بیٹھا ان کی باتیں سن رہا تھا جب ملازم نے آکر بتایا کہ کوئی شخص آیا ہے آپ سے ملنا چاہتا ہے----

سکندر شاہ ان کے پیشانی پر بوسہ دے کر اٹھے اور ڈرائنگ روم میں آئے جہاں کوئی اس کی طرف پشت کیے کھڑا تھا---

آہٹ پر وہ آدمی پلٹا تو سکندر شاہ دیکھ کر حیران رہ گئے---

عابد تم ،،،،،

ہاں میں ،،،

اتنے سال کہاں تھے تم ---

سکندر صاحب خوش کن لہجے میں بول کر ان کے گلے لگے---

بس یار آؤٹ آف کنٹری تھا اب واپس آگیا ہوں ----

سکندر صاحب نے اسے اپنے ساتھ بیٹھایا--اور حال احوال پوچھنے لگے---

عابد شیرازی اس کا کالج کا دوست تھا---

یہ صرف سکندر شاہ کو لگتا تھا اصل میں دشمن تھا وہ صرف حسد کرتا تھا--

کالج کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد سکندر نے اسے آفر کی کہ وہ اس کے ساتھ بزنس کر سکتا ہے پر یہ عابد کی انا کو گوارا نہیں تھا کہ جس سے جلتا ہے اسی کے ساتھ کام کرے --

وہ باہر چلا گیا اور وہاں سے نیوز میں سکندر شاہ کی دن با دن ترقی کی خبریں سنتا ----وہ باہر آکر بھی کچھ نا کر پایا بس ایک عیاش پرس انسان بن سکا پر جب سکندر کو دیکھتا تو حسد سے اس کا انگ انگ جل اٹھتا ---

وہ کسی بھی طرح سکندر کو پستی کی طرف لے کر آنا چاہتا تھا اس نے سکندر کو اپنا دشمن تصور کر لیا تھا اسے لگتا تھا کہ سکندر اس سے جیت کر نیچا دیکھا رہا ہے کالج کے دنوں میں بھی سکندر کافی پرفیکٹ بچہ تھا اس کے نمبر ہمیشہ عابد سے زیادہ آتے تھے اور عابد بجائے محنت کرنے کے بس جل بھن جاتا اور سکندر سے دور رہتا پر سکندر شاہ ان سب سے بے خبر ہمیشہ ایک اچھے دوست کی طرح اس کے ساتھ ہوتا اس نے کبھی محسوس نہیں کروایا تھا پر عابد کو یہی لگتا کہ وہ اس کا مزاق بنا رہا ہے ---

نیوز میں اس کے بزنس کے چرچے سن کر اسے مزید نفرت ہو گئ---عابد کے پاس جو کچھ تھا وہ باہر آکر گنوا بیٹھا---یہاں اس نے گوری سے شادی کی جس میں اس کی بچی تھی ---اس کی بیوی کا بھائی انڈر ورلڈ کا ڈان تھا اس نے عابد کو اپنے ساتھ ملا لیا---

پر اس کی حثیت ایک نوکر جیسی تھی ---اس سب کا زمہ دار بھی عابد نے سکندر کو ٹھہرایا---

عابد کا شیطانی دماغ تیزی سے چلنے لگا اور وہ اپنے سالے کے مقابلے میں آنا چاہتا تھا اس کے لیے اسے دولت چاہیے تھی ----اس نے اسے لالچ دیا کہ وہ پاکستان جا کر اس کا بزنس پھیلائے گا اس کے ڈرگز اور اسلحہ فروخت کرے گا ----

پھر واپس آیا تو اس کا ہدف سکندر شاہ تھا----

اس نے بس سکندر شاہ کی کمائی ہوئی عزت کو خراب کرنا تھا اور اس کی دولت حاصل کرنا تھا جس میں وہ کامیاب بھی ہوا ----

سکندر شاہ سے اس نے بزنس میں انوسٹ کرنے کو کہا تو وہ خوشی سے مان گیا اسے عابد اپنے چھوٹے بھائی کی طرح لگتا تھا اس کے دل میں عابد کے لیے بہت عزت احترام تھا۔۔۔

عابد کا ان کے گھر آنا جانا لگا رہا۔۔۔

اس دوران سکندر شاہ اس کا تعارف اپنے بیوی بچوں سے کرا چکے تھے۔۔۔

جبکہ عابد کا دل زارا شاہ پر بے ایمان ہونے لگا۔۔

اس کی گندی نیت کے برعکس اس کے منہ سے رال ٹپکنے لگتی پر اس بات سے سب انجان تھے۔۔۔

اس نے وہی کیا جس کے لیے وہ آیا تھا بزنس میں انوسٹ کیا اور پھر کچھ ماہ بعد بزنس میں سکندر شاہ کو نفع ہونے کی بجائے نقصان ہونے لگا دو فیکٹریوں میں آگ لگ گئی پر سکندر شاہ کو اس سب سے زیادہ فرق نہیں پڑا کہ فائدہ نقصان تو ہوتا رہتا ہے یہ آگ بھی عابد شیرازی نے لگوائی تھی پر سکندر کے چہرے پر اطمینان دیکھ کر وہ مزید کھول اٹھا۔۔۔

پھر اس نے ان کی کمپنی کے بنائے پروڈکٹ میں ملاوٹ شروع کردی۔۔۔

آہستہ آہستہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا گیا۔۔۔

نتیجہ یہ نکلا کہ سکندر شاہ کی کمپنی پر چھاپہ پڑا جس میں ملاوٹ کا سامان برآمد ہوا۔۔۔اس کی کمپنی سیل ہو گئی۔۔۔

اس کے ہوٹیل میں بھاری مقدار میں ڈرگز برآمد ہوئی۔۔۔وہ بھی بند ہو گیا اور اس کی تفتیش شروع ہوگئی۔۔۔ایمان اور سمیر اس سب سے انجان تھے۔۔۔

اس دوران سکندر شاہ پر انہونی خبر اٹیک کرتی رہی پر وہ پھر بھی پر امید رہے۔۔۔

عابد آہستہ آہستہ سکندر پر اٹیک کرتا رہا دوست کے روپ میں چھپا دشمن ---منہ پر افسوس کرتا اور پیٹھ پیچھے قہقہے لگاتا ---

اس کی نظر سکندر کی بیوی اور بچی پر ٹک گئی---

ایمان کی خوبصورتی نے اسے بہت متاثر کیا ---اس نے سوچ لیا تھا کہ اس لڑکی کو وہ لے جائے گا اور اس کے بڑے ہونے کے بعد وہ لاکھوں کروڑوں کمائے گا --وہی گندی نیت---اگر سکندر کو پتا ہوتا تو اسے زندہ زمین کی آخری تہہ میں دفنا دیتا---

عابد نے سمیر اور ایمان سے دوستی کرلی اور سکندر کی طرح ان سے پیار کرتا ---

اکثر سکندر کے آفس جانے کے بعد وہ زارا بیگم کے پاس کسی نا کسی فائل کے بہانے آتا---

زارا کو اس کی آنکھوں سے عجیب سی الجھن ہوتی ---وہ اس پر اپنی آنکھیں گاڑھے رکھتا ---

پھر کچھ دنوں بعد زارا نے سکندر کو اس سب کا بتایا ---یہ سن کر سکندر کو عجیب لگا کہ یہ زارا کی غلط فہمی بھی تو ہو سکتی ہے ----

زارا کے کہنے کر اس نے بھی نظر رکھنا شروع کر دی تو ان کا شک یقین میں بدل گیا کہ وہ زارا کو پسند کرتا ہے جب اس نے زارا کے ہاتھ پکڑ کر بے چینی سے اظہار کیا اسی وقت سکندر شاہ بھی آئے اور اس کے ہاتھوں میں زارا کے ہاتھ جوکہ اس نے زبردستی پکڑ رکھے تھے یہ دیکھ کر سکندر شاہ کی آنکھیں لال ہو گئیں---

وہ۔کیسے برداشت کر سکتے تھے انہوں نے غصے میں۔ آکر عابد کو گریبان سے پکڑ کر مارنا شروع کر دیا ۔۔۔

اس دوران عابد نے بھی سکندر پر ہاتھ اٹھایا اور اسے وارن کیا کہ وہ اس کو برباد کردے گا ۔۔اور اس کی بیوی اور بیٹی کو نہیں چھوڑے گا ۔۔۔

غصے کی شدت سے سکندر شاہ کپکپانے لگے اور عابد شیطانی مسکراہٹ سے اپنا کیا اسے بتاتا چلا گیا ۔۔۔

سکندر شاہ پریشان سے صوفے پر ڈھ گئے ۔۔۔

زارا کا رو رو کر برا حال تھا۔۔۔

عابد سب کچھ اعتراف کرچکا تھا کہ وہ اس کے بزنس میں نقصانات کا زمہ دار ہے اور آگے بھی وہ اس کے ساتھ ایسا ہی کرے گا ۔۔۔

سکندر کا دماغ مفلوج ہو چکا تھا ۔۔۔وہ اس سب کا کوئی مناسب حل سوچ رہے تھے ۔۔۔اس کے لیے وہ اپنے وکیل صمد صاحب کو بلوا کر ساری بات بتا چکے تھے ۔۔۔

وہ عابد پر کروائی کروانا چاہتا تھا ۔۔۔

صمد صاحب نے بھی یہی حل بتایا کہ وہ کورٹ کی طرف رجوع کریں۔۔۔

اسی وقت سمیر اور ایمان بھی سکول سے آئے۔۔جب سکندر نے ایمان کو روم میں بھیج کر سمیر کو اپنے پاس بلایا۔۔۔۔

سکندر نے اسے پاس بیٹھا کر سب کچھ بتا دیا سمیر تیرہ سال کا تھا وہ زیادہ سمجھ دار نہیں تو نا سمجھ بھی نہیں تھا۔۔۔سکندر جان گیا تھا کہ عابد بہت خطرناک ہے کچھ بھی کر سکتا ہے وہ اپنے بچوں کو اس سب سے آگاہ کرنا چاہتے تھے سمیر بڑا تھا تو وہ اس آدمی کی ساری حقیقت اس کے گوشوار کر چکا تھا۔۔۔

یہ سن کر سمیر بھی حیران ہوا کہ وہ تو اتنا اچھا انکل ہے اور وہ یہ سب کیسے کر سکتا ہے۔سکندر نے اسے اپنا اور بہن کا ہمیشہ خیال رکھنے کی تاکید کی تھی۔۔۔

کچھ دنوں بعد سکندر پریشان سا آفس میں بیٹھا تھا جب عابد مکرہ مسکراہٹ لیے آیا اور اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ کر پیر ٹیبل پر اس کے سامنے رکھے۔۔۔۔

سکندر شاہ دھاڑ اٹھے اور اسے نکل جانے کا کہا۔۔۔

پر عابد مضحکہ خیز نظریں سے اسے دیکھے گیا۔۔۔

اور موبائل نکال کر ایک ویڈیو اس کے سامنے کی۔۔۔

جہاں چھوٹی سی ایمان کرسی پر بندھی ہوئی تھی۔۔۔۔

((عابد شیرازی ایمان کو سکول کی چھٹی ہونے پر اپنے ساتھ لے گئے یہ کہہ کر اس کے بابا نے ان کو بھیجا ہے۔۔۔

ایمان بھی خوشی سے اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی ---

عابد اس کو کسی پرانی بلڈنگ میں لے گیا جس کی حالت خستہ حال تھی ---

ایمان کا ننھا سا دل سکڑا تھا ---جب عابد اسے بازو سے پکڑ کر اندر لے گیا--

انکل یہ آپ کہاں لے کر آئیں ہیں ---

میرا بازو تو چھوڑیں ---مجھے درد ہو رہا ہے ---

بابا کدھر ہیں ---عابد انکل ----

پر عابد خاموش سا اسے لیے اندر بڑھا---

انکل ہم ادھر کیوں آئے ہیں بتائیں تو سہی ---ایمان یہاں وہاں دیکھتی بولی--

جب وہ آدمی رکا اور اس کے پھولے گال کو چھوا---

ایمان کا دل سکڑا ---وہ ہراساں نظروں سے اسے دیکھے گئی----

سکندر شاہ اور زارا شاہ نے دونوں کو بتایا ہوا تھا کہ جب کوئی آپ کو ساتھ چلنے کا کہے یا غلط ارادے سے ہاتھ لگائے تو ایسا نہیں کرنے دینا نا ساتھ جانا ہے فوراً سے ہمیں بتانا ہے ---

پر ایمان کیسے بتاتی ---وہ تو اسے بابا کا کہہ کر لایا تھا --وہ چھ سالہ بچی ڈری سہمی کھڑی تھی ----کیسے بتائے اپنے بابا کو اپنی ماما کو ---

وہ تو ان کا اچھا انکل پلس دوست تھا اور اب ایمان کو ڈر لگ رہا تھا---

اس آدمی سے اس سنسان جگہ سے ---

تم بہت پیاری ہو ،اپنی ماں سے بھی زیادہ،، تم میرے ساتھ چلو گی چلو گی نا ----ایمان کا چھوٹا سا دل لرز رہا تھا جب کوئی بڑی عمر کا آدمی اسے کے گال کو سہلا رہا تھا ---اسے وہ عابد انکل بلکل نہیں لگا کوئی بہت خراب انسان لگا ----

نہیں نہیں ----انکل آپ گندے ہو ----اس نے فوراً سے نا میں سر ہلایا ---اور فوراً منہ پر بول دیا--

ہاہاہاہاہاہا---

گندا ہوں ہاں ---- نہیں میری چڑیا تمہارا انکل بہت اچھا ہے آؤ چلو میرے ساتھ -----

نہیں میں اپنے بابا کو بتاؤں گی آپ اچھے انکل نہیں ہو ---

چھوٹی سی ایمان دو پونیاں جھلاتی بولی--

نہیں تم تو اچھی بچی ہو نا اور میں تمہارا اچھا انکل بابا کو کچھ نہیں بتانا وہ غلیظ نگاہوں سے اسے دیکھتا بولا---

اس نے سوچ لیا تھا کہ اس لڑکی کو وہ ہر حال میں اپنے ساتھ لے کر جائے گا پر پہلے وہ سکندر شاہ کو مکمل طور پر برباد کرے گا پھر اسے حاصل کرے گا ---

ارادہ تو اس کا کچھ اور شیطانی تھا پر اللہ نے اس شیطان سے ننھی کلی کی حفاظت کرنا تھی تو اس کا دل پھیر دیا ----

ہم ایک گیم کھیلنے آئے ہیں ---عابد اسے کرسی پر بیٹھاتے بولا--

کون سی گیم انکل ----ایمان کرسی سے اترنے لگی جب عابد نے اسے رسیوں سے باندھ دیا---

میں تمہاری ایک ویڈیو بناؤں گا جس میں تم رو گی اور اپنے بابا کو پکارو گی ---اگر تم نے ایسا کر لیا تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا---

بتاؤ کرو گی ---

نہیں مجھے گھر جانا ہے ---

آپ برے انکل ہو---

چھوڑو مجھے----

اگر تم نے میری بات نا مانی تو میں کبھی نہیں چھوڑوں گا اور تمہیں بہت دور لے جاؤں گا----

عابد آنکھیں دیکھاتا بولا---

پھر چھوڑ دو گے نا---ایمان نے تائید چاہی---

ہاں اور میں توآپ کا دوست ہوں نا کیسے نہیں چھوڑوں گا بلکہ ڈھیر ساری چوکلیٹ دوں گا---

ایمان کی آنکھیں چمکیں چوکلیٹ کے نام پر ---

ڈن انکل ----

پر میں روں گی کیوں ----ایمان پرسوچ انداز میں بولی---

یہی تو گیم ہے کہ تمہیں رونا ہے اور اگر تم اس میں پاس ہو گئ تو گیم جیت لو گی اور وہ ساری چوکلیٹ اور ٹوائے تمہارے ہونگے ---

کچھ دیر بعد عابد نے جیسے سمجھایا ایمان نے ویسے ہی کیا اور اس نے ویڈیو بنا لی ----جس میں ایمان رو رو سکندر شاہ کو پکار رہی تھی ))

کہاں ہے میری بیٹی میں تمہارے ٹکڑے کر دوں گا---

سکندر شاہ کرسی سے اٹھ کراس کو کالر سے پکڑ کر دھاڑا ---

تمہاری بیٹی میرے قبضے میں ہے --عابد اطمینان سے بولا ---

کیا چاہتے ہو ---سکندر کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی---

فقط تمہاری-----وہ رکا

سکندر شاہ کا دل دھڑکا---کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے ---کہیں اس کی بیوی تو------

پراپرٹی------

سکندر شاہ نے گہرا سانس چھوڑا----

تو یہ تھی تمہاری نیت۔۔۔۔اس لیے تم نے میرے گھر تک رسائی کی۔۔۔اس کے لیے تم نے مجھے رسوا کیا۔۔۔ تم دوست کے نام پر دھبہ ہو اتنا تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ دنیا میں کوئی آپ کا اپنا نہیں ہوتا خاص طور پر دوست ہی دشمن بن جاتے ہیں ،،،کیونکہ کب سے سکندر پر مصیبتوں نے ڈیرہ جمایا تھا سب ساتھ چھوڑ گئے تھے۔۔۔۔وہ لوگ جو کل اس کی شہرت کی وجہ سے اس کے گن گاتے تھے آگے پیچھے پھرتے تھے مصیبت میں پوچھنا گوارا تک نا کیا تھا۔۔۔

صحیح کہا میں نے تو تمہیں دوست سمجھا ہی نہیں شروع سے تمہیں دشمن مانا ہے اب تمہارا دل اتنا اچھا تھا اور ہے کہ تم مجھے دوست مانتے آئے ساری باتیں سارے راز شیئر کرتے آئے۔۔۔۔

عابد قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

ایک مشورہ ہے رکھ لو میری طرف سے ،،کبھی کسی پر بھروسہ مت کرنا۔۔

بھروسہ توڑ کر وہ آدمی اسے مشورہ دے رہا تھا اور سکندر شاہ زلزلوں کی زد میں تھا۔۔۔

کسی پر اندھا دھند یقین کر لینا بھی بڑی حماقت ہوتی ہے ۔انسان کو پرکھنے کا ہنر آنا چاہیے نہیں تو برباد ہونے میں وقت نہیں لگے گا۔۔۔سکندر کے دل سے آواز آئی ۔۔۔کہ کیسے وہ اس آدمی کی نیت پہچان نا سکا۔۔۔۔

پہلے میری بیٹی کو چھوڑو۔۔۔۔

تم یہاں سائن کرو تمہاری بیٹی گھر پہنچ جائے گی ۔۔۔۔

سکندر نے جھپٹ کر فائل پر سائن کیے ---اور بھاگنے کے انداز میں آفس سے نکلا ----

پیچھے عابد اس کی جگہ بیٹھ کر پھولے نا سمایا----

وہ جیسے ہی گھر آیا ایمان تو گھر پر موجود تھی پر ایک اور بری خبر اس کے انتظار میں تھی----

اس کے گھر کی نیلامی ہو رہی تھی شاہ ولا کی نیلامی---کیونکہ ساری کمپنیوں نے ان کا مال لینے سے منع کر دیا تھا جس سے اس پر کافی بوجھ پڑا تھا جو ڈیلز اس نے لی ہوئی تھیں وہ سب کینسل ہو گئیں تھیں --

سکندر شاہ اسی دن اپنے بچوں کو لے کر آسلام آباد میں آ گئے---

وراثت میں ملی جائیداد وہ عابد کے نام کر چکا تھا اور جو اس کا بزنس تھا وہ سب تباہ ہو چھا تھا اس کو ضبط کر لیا گیا تھا ---کہ سکندر پر الزام لگ چکے تھے وہ غیر قانونی کام کرتا ہے جس کی بنا پر حکومت نے وہ ساری پراپرٹی ضبط کر لی ---اس کی کمپنی بند ہو گئی سب کچھ تباہ ہو گیا تھا----

اور اس پر کیس دائر ہو چکا تھا---

اسلام آباد کے ووڈ ہاؤس میں جہاں وہ اکثر ہولیڈیز میں آتے تھے اس وقت سکندر اور زارا پریشان سے بیٹھے تھے

---

ایمان پاس بیٹھی گیم کھیل رہی تھی اور سمیر کھڑکی میں کھڑا اپنے ماں باپ کی حالت دیکھ کر طیش سے بھرا کھڑا تھا ----

سکندر شاہ کو وہ سب جانے کا دکھ نہیں تھا اسے بس اپنی بچوں کی فکر تھی --کہ ان کا کیا بنے گا----

وہ آدمی کہیں یہاں نا پہنچ جائے---

سکندر کی کچھ خفیہ جائیداد تھی جو اس نے ایمان اور سمیر کے نام کر رکھی تھی اس کا عابد کو پتا نہیں تھا نہیں تو یہ بھی ہاتھ سے چلا جاتا---عابد نے ایسا کھیل کھیلا تھا کہ وہ بزنس ٹائیکون کچھ بھی نا کر سکا اور سب کچھ اس کے ہاتھ سے ریت کی مانند نکلتا چلا گیا---

اور جب اس کی وجہ پتا چلی تب عابد سب کچھ اپنے نام کروا چکا تھا---

انہیں یہاں آئے محض چند دن ہی ہوئے تھے سکندر اپنے وکیل صمد صاحب کو بلوا چکے تھے---اور انہیں کچھ ثبوت پیش کیے جس میں عابد کی ریکارڈنگ تھی جو اس نے آفس روم سے کی تھی جب عابد نے اس سے سائین لیے تھے---اور بھی کچھ ثبوت اس کے ہاتھ لگ چکے تھے---

صمد صاحب نے انہیں یقین دلایا کہ وہ اس کے ساتھ ہے اور یہ ثبوت عدالت میں پیش کرے گا---

سکندر کو کچھ حوصلہ ملا----

عابد کی صمد صاحب پر نظر تھی---وہ اکثر آفس میں سکندر سے ملاقات کے لیے آتا تھا---

اور اس سب واقع کے بعد اسے یقین تھا کہ سکندر اس سے رابطہ ضرور کرگا---

اور یہی ہوا صمد کے زریعے اسے پتا چل گیا کہ سکندر اپنے بچوں کے ساتھ آسلام آباد ہے اور اس پر کیس کروا رہا ہے----

کچھ دن عابد نے ان پر نظر رکھی اور پھر اپنے پلین کو تکمیل دینے کا سوچا ---

رات کا وقت تھا جب وہ سب کھانا کھا کر بیٹھے ہوئے تھے---

جب صمد صاحب کی کال آئی کہ صبح ان کی پہلی سنوائی ہے ---

سکندر اور زارا اسی بابت بات کر رہے تھے ---جب انہوں نے سمیر اور ایمان کو سونے کا کہا ---

دونوں خاموشی سے اٹھ کر چلے گئے---

ایمان اپنے کمرے میں آکر سو گئی اور سمیر کو نیند نہیں آ رہی تھی وہ رات کو گھر کے پچھلے دروازے سے نکل کر اپنی پسندیدہ جگہ جو کہ گھر سے تھوڑی دور تھی وہاں جا بیٹھا سوچوں کا رخ اسی جانب تھا---

کچھ ہی دیر گزری تھی جب گھر کے باہر قدموں کی آوازیں آنا لگیں---

اس سے پہلے سکندر اور زارا کوئی ایکشن لیتے دھاڑ سے کوئی دروازہ توڑ کر اندر آیا---

یہ عابد اور اس کے آدمی تھے---

سرپرائز-----

عابد نے مکرہ قہقہ لگایا----

اُفف یار تم یہاں ہو جانتے بھی ہو کہ میرا زارا جی پے دل آگیا ہے پھر بھی اسے چھپا کر لے آئے کافی غلط بات ہے ،ہے نا بھابھی جی -----

سکندر شاہ کا پارہ ہائی ہوا---

عابد نکل جاؤ میرے گھر سے نہیں تو میں تمہیں قتل کر دوں گا ---سکندر کی دھاڑ گونجی---

وہ تو میں کرنے آیا ہوں ---عابد نے کہا---

زارا کا چہرہ سفید پڑ گیا ---

سکندر ------

زارا کی چیخ گونجی جب عابد نے کہتے ہی پسٹل کا رخ اس کی جانب کیا ----اور ٹھاہ کے ساتھ گولی چلا دی ----

نہیں --- سکندر -----

یہ تم نے کیا کیا کمینے انسان -----

زارا کی چیخیں گونجیں ---جب ایمان ہڑبڑا کر دوڑی باہر آئ---

ماما بابا ---

بابا کو کیا ہوا----

سکندر کے دل کے مقام پر گولی لگی تھی اور وہ خون سے لتھ فرش پر گرا ----

اسے سمجھنے کا موقع بھی نا ملا تھا ---

زارا کپکپاتے ہاتھوں سے سکندر کا چہرہ تھام کر چومتے روتی ہوئی بولی ---

جبکہ ایمان خاموش بت بنے کھڑی تھی ---اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ کیا ہوا ہے اور کیا ہو رہا ہے

----

عابد زارا کی طرف بڑھا اور اسے اپنے پاس کھینچا---

چھوڑو مجھے درندے---زارا نے اس کے چہرے پر تھپڑوں کی برسات کر دی --

عابد ہڑبڑایا اور غصے سے اس کو دور دھکیل کر دوسری گولی بھی چلائی کہ زارا شاہ تڑپتی سکندر کے برابر گری

---

ماما -----ایمان کی چیخیں گونجیں---

بھیااا --

ما---م ماما---ایمان بمشکل بولی----

کیونکہ سکندر کو نہیں پر زارا کو لگنے والی گولی وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھی ---

جب اسے سمجھ آئی کہ اس کے باپ کو بھی گولی لگی --- زارا نے سسکتے ایمان کو پاس بلایا---سس سمیر ---وہ سمیر کا پوچھنا چاہا رہی تھی ---

زارا نے ایمان کے گلابی گال پر اپنا خون آلود ہاتھ پھیرااور آنکھیں موند گئی---

جبکہ ایمان بنا پلک جھپکائے ماں باپ کو خون میں لتھ دیکھ رہی تھی ---اس کا چھوٹا سا زہن یہ قبول نہیں کر پا رہا تھا ---

جب وہ آدمی آگے بڑھا اور ایمان کو گھسیٹنے لگا----

انکل میری ماما بابا کو کیوں مارا---ایمان روتی ہوئی چیخی---

آپ گندے انکل ہو ---

چھوڑو مجھے ---

بھیاا

کہاں ہو آپ دیکھو گندے انکل نے ماما بابا کو مار دیا---

وہ آدمی اس کو کھینچ کر بند کمرے میں لے گیا ---اور وہ چیختی چلاتی اپنی ماں اور باپ کی لاشوں کو دیکھ کر اس کے ساتھ گھسیٹتی چلی جا رہی تھی ---

چلو آج تمہارا پیارا دوست بتائے گا تم کتنی پیاری ہو ---

ہاہاہاہاہا مانو ڈارلنگ --

تمہاری ماں کو بتانا چاہا پر وہ تو مر گئی دنیا سے اب تم کو بتاؤں گا ---

وہ آدمی ہوس ٹپکاتی نظروں سے ایمان کو دیکھ کر عجیب لہجے میں بولا----

نہیں نہیں ---

تم گندے ہو -- برے ہو ---

میرے ماما بابا کو مارا---

بھیا!!!!!!---- مجھے بچاؤ ----

بب بھیا -----

بب بابا ماما ----

بچاؤ ----

سمیر بھیا!!!!-----

سمیر کو لگا ایمان اسے بلا رہی ہے ---

یکدم سے اس کا دل گھبرانے لگا جیسے کچھ برا ہو گیا ہے بہت برا --- جیسے کچھ چھن گیا ہے ---

وہ گہرے گہرے سانس لینے لگا اس کا چہرہ پسینے سے بھیگ گیا ---

جب ایک خیال کے تحت وہ اٹھا اور گھر کی جانب دوڑ لگائی---

گھر دور نہیں تھا پر اس کے لیے وہ کافی لمبا سفر لگا دو بار وہ گرا اسے گھٹنوں پر گہری چوٹ آئی پر پھر وہ گھبراتے دل کے ساتھ اٹھا اور گھر کی طرف بھاگا---

عابد اس کو بیڈ پر دھکا دے کر مڑا اور دروازہ بند کرنا چاہا۔۔۔

انکل دروازہ کھولو ۔۔۔

مجھے ماما بابا کے پاس جانا ہے ۔۔۔

ایمان اس کو بازو سے کھینچنے لگی ۔۔۔۔۔۔

اور عابد قہقہہ لگا رہا تھا۔۔

سمیر جب گھر آیا تو آس پاس آدمی کچھ چھڑکتے نظر آئے پر اس کا دل اندر جانے کو ہمک رہا تھا وہ جیسے ہی لاؤنج میں آیا ساکت رہ گیا قدم وہیں جم گئے دل جیسے پھٹ جائے گا جان نکل جائے گی وہ وہیں دروازے پر گر پڑا ۔۔

سامنے سکندر شاہ اور زارا کا ساکت خون میں لپٹا وجود پڑا تھا اس کا دماغ سن ہو گیا وہ گہرے صدمے میں چلا گیا اس کا دل گھبرا رہا تھا تو کیا اسی لیے کہ ماں باپ بچھڑ گئے تھے ۔۔۔وجود ٹھنڈا پڑ گیا اس پر قیامت ٹوٹ پڑی ۔۔۔دل بند ہونے لگا سانس اٹک گئی اور پیٹ میں شدید درد اٹھا ناقابل برداشت درد تھا کہ جسم کپکپانے لگا ممکن تھا کہ حواس کام کرنا چھوڑ جاتے جب آدھ کھلے دروازے سے ایمان کی چیخیں آئیں جو اسے بلا رہی تھی ۔۔۔

بھیاا بھیاا کہہ رہی تھی ۔۔۔۔

سمیر کے حواس بحال ہونے لگے اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا وہ فوراً سے سمجھ گیا کہ اندر کون ہے اور کس نیت سے ہے ۔۔۔۔

سمیر نے لہو رنگ آنکھوں سے دروازے کی سمت دیکھا اور پھرتی سے اٹھا۔ماں باپ تو جا چکے تھے اب بہن تھی جسے وہ کسی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا تھا، بھائی بھلا کب اپنی بہنوں کو تکلیف میں دیکھ سکتے ہیں وہ تو سایہ ہوتے ہیں اپنی بہنوں کا وہ کہاں برداشت کر سکتے ہیں اور اگر بھائی سمیر جیسا ہو تو لگلے کی ہستی مٹانے میں دیر نہیں لگائے گا۔۔

وہ چھوٹا ضرور تھا پر اپنی بہن کی حفاظت کرنا خوب جانتا تھا۔۔اس کا انگ انگ جلتی بھٹی میں لوہے کی طرح جل اٹھا تھا یکدم سے اس میں ہمت مجتمع ہوئی تھی اور وہ ایک سخت فولاد بن چکا تھا۔۔

سمیر کا دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا وہ قسمت کی اس ستم ظریفی پر ہلا ضرور تھا ڈگمگایا ضرور تھا پر اس کی ہمت اس کی گڑیا نے بندھائی تھی۔۔

وہ بھاگ کر کیچن میں گیا اور سبزی کاٹنے والی بڑی چھری اٹھاکر اس کمرے میں گیا۔۔۔

آگے کا منظر دیکھ کر سمیر کے سامنے ہفت و اقلیم چھا گئے۔۔

جہاں عابد کمینگی کی حدیں پار کرتا ایمان کو بیڈ کے ساتھ باندھے جھکنے لگا تھا۔۔اسے لگا کہ ایمان ہی اکیلی بچی ہے سمیر کو شاید اس کے آدمی مار چکے ہیں پر سمیر کو اللہ نے بچانا تھااور اس نے اپنی بہن کو۔۔۔

سرعت سے سمیر نے چھری جو کافی بڑی اور نوکدار تھی اس کی کمر میں ماری۔۔۔۔

کہ عابد اچانک ہوئی کاروائی پر بلبلا اٹھا خون تیزی سے اس کی کمر سے نکل رہا تھا۔۔۔

وہ تکلیف سے پیچھے ہٹا جب سمیر نے وہی چھری اس کی ٹانگ میں ماری۔۔

عابد نے گندی گالی نکالی اور چیختا فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔۔۔

جب سمیر چھری پھینک کر ایمان کی طرف بھاگا جو چیخ چیخ کر بے ہوش ہو چکی تھی اس نے تیزی سے اس کے ہاتھ کھولے اور اسے گود میں اٹھایا---

سمیر باہر نکلنے لگا تھا کہ واپس مڑا اور عابد کے منہ پر تھوکا---

اسے جلدی سے یہاں سے نکلنا تھا کہ اگر اس کے آدمی جو باہر پیٹرول چھڑک رہے تھے ان کے قدموں کی آوازیں آرہیں تھیں جیسے وہ اندر آرہے ہوں اور عابد دھاڑ کر انہیں بلا رہا تھا---

جیسے ہی سمیر دروازے تک گیا عابد نے کراہتے سمیر پر فائر کیا پر وہ گولی سرسراتی بے ہوش ایمان کی ٹانگ میں لگی---

عابد کے ہاتھ لڑکھڑانے کی وجہ سے ایمان کو گولی لگی تھی----

مانو-----

سمیر چیخا تھا---

جب ایمان تڑپی تھی اور پھر بے ہوش ہو گئ خون تیزی سے اس کی ٹانگ سے بہہ کر فرش پر گر رہا تھا۔

اور سمیر ایمان کو سینے میں بھینچے باہر کی جانب بھاگا---

اسے لگا جیسے اس کی ماں باپ کہہ رہے ہوں سمیر ایمان کو کچھ مت ہونے دینا اسے بچا لو---بھاگو یہاں سے ہماری فکر مت کرو جاؤ جلدی تمہیں ہمارا بدلہ لینا ہے----

بہتی آنکھوں سے سمیر نے سکندر زارا کے بے سدھ بے جان پڑے وجود کو دیکھا اور دوسرے دروازے سے بھاگا اسے کچھ بھی کر کے ایمان کو بچانا تھا-----

کہاں تھے کمینوں پکڑو اس گالی کو---

عابد نے اپنے آدمیوں سے کہا اور وہ بھی اس کے پیچھے بھاگے---

سمیر ایمان کو اٹھائے بھاگ رہا تھا وہ تو شکر تھا کہ رات تھی اور ان لوگوں کو کافی مشکل ہوئی ---

سمیر بھاگ کر کافی آگے نکل آیا تھا---

وہ آدمی بھی اسکے پیچھے ہی تھے جب اس کو سامنے سے گاڑی آتے دیکھائی دی ---

سمیر گاڑی کے سامنے آگیا---چلانے والے نے زور دار باریک لگائی---

وہ کوئی ڈرائیور تھا اور پیچھے ایک مرد اور عورت بیٹھے تھے جب گاڑی کے اچانک بریک لگانے پر وہ بھی حیران ہوئے---

صاحب کوئی بچا ہے --- ڈرائیور نے بتایا تو کمال صاحب باہر نکلے گاڑی کی ہیڈ لائیٹس جلنے سے سمیر کو نظر نہیں۔ آرہا تھا پر ڈرائیور اور اس کا صاحب گاڑی سے اتر کر بھاگے تیزی سے اس طرف بڑھے کہ وہ سمیر کی گود میں بچی کی ٹانگ سے خون نکلتا دیکھ چکے تھے ---

بیٹا کون ہو آپ---

انکل میری ہیلپ کریں -- میری بہن کو گولی لگی ہے --

سمیر نم آواز میں بولا---

آؤ چلو ہوسپیٹل لے چلیں ---

وہ آگے بڑھے اور ایمان کو لینا چاہا پر اس نے انکار کر دیا---

چلو بیٹا جلدی سے گاڑی میں بیٹھو----

ان کے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے گاڑی کا رخ ہوسپیٹل کی جانب موڑا---

سمیر اور ایمان کو اس حالت میں دیکھ کر انکو تشویش ہوئی تھی ساتھ بیٹھی عورت ایمان کے لمبے بال سلجھا رہی تھی اور سمیر کے سر پر پیار دیا اور تسلی دی ---

کچھ ہی دیر میں وہ ہوسپیٹل تھے اور سمیر روتا ہوا آئ سی یو کے دروازے کی جانب دیکھ رہا تھا---

بیٹا ہمیں بتاؤ کیا ہوا یہ سب آپ کے پیرینٹس کدھر ہیں ---؟؟

سمیر نے روتے ہوئے ان کو سب بتا دیا ----جسے سن کر کمال صاحب اور ان کی بیوی حیران رہ گئے---

انکل میرے بابا ماما ---

سمیر یکدم ہڑبڑایا---اسے یاد آیا کہ وہ لوگ اس کے گھر کو آگ لگانے والے تھے---

بیگم تم بچی کا خیال رکھو---

کمال صاحب کہہ کر سمیر کو لیے باہر کی جانب بڑھے----

اس نے پولیس کی فورس منگوا لی اور سمیر کو بھی بتایا کہ تم بلکل مت گھبراؤ میں پولیس میں ہوں ---

یہ سن کر سمیر کو حوصلہ ملا تھا--

کچھ ہی دیر بعد وہ لوگ وہاں پہنچ گئے تھے پولیس کی بھی کافی گاڑیاں تھیں اور فائر برگیڈ کی گاڑی آگ بجھانے کی کوشش کر رہی تھی- -

یہ دیکھ کر سمیر چلاتا ہوا گاڑی سے نکل کر بھاگا---

پر آگ کافی تھی ووڈ ہاؤس تباہ ہو گیا تھا سب جل گیا تھا--جب ہی پولیس کے ایک آدمی نے اسے پکڑا اور سائیڈ پر پڑے دو وجود کی طرف کے آیا---

عابد اور اس کے آدمی آگ لگا کر وہاں سے فرار ہو گئے تھے---کمال صاحب جب ہسپتال تھے تبھی پولیس کو اس جگہ پہنچنے کا کہا تھا---اور بروقت انہوں نے جلتے گھر سے ان کو نکال لیا تھا---

سمیر ہول اٹھا تھا--افففف اتنا برا ہوا تھا ان کے ساتھ---اتنا حسد اتنی جلن تھی عابد کو کہ وہ دوست کو ہی تباہ کر گیا---ان کی زندگی پلٹ کر رکھ دی---اس پر ستم کہ ان کی جان لینے کے بعد جلانے کی گھناؤنی حرکت---وہ چھوڑا سا بچہ پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا اتنا کہ وہاں کھڑے سب آفراد کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں----

اس کے بعد سمیر نے چپ سادھ لی تھی---کمال صاحب نے ان کی تدفین کرائی تھی اور ان کی بیوی ایمان کے ساتھ رہی---

ایمان کی ٹانگ سے گولی نکال کی گئیں تھی پر جب اسے ہوش آیا تو وہ اتنا چیخی تھی اس کی نظروں کے سامنے وہ بھیانک منظر گھوم رہے تھے جبھی وہ بے ہوش ہوئی تھی ڈاکٹر نے نروس بریک ڈاؤن کا بتایا تھا جوکہ اتنا شدید رد عمل دیکھا گیا تھا کہ دو دن بعد اسے ہوش آیا تھا--ڈاکٹر نے سختی سے ہدایت کی کہ اس کو ٹینشن اور گزرے واقعات سے دور رکھا جائے نہیں تو اگلی بار یہ اپنا دماغی توازن کھو دے گی یا پھر جان کو خطرہ ہوگا---

کمال صاحب نے سمیر کو یہ بات بتا دی ---سمیر عمر میں چھوٹا تھا پر اس واقع نے اسے کافی بڑا بنا ڈالا تھا اس کا بچپن چھن گیا تھا اور وہ ایک زمہ دار بھائی کی طرح اپنی بہن کا خیال رکھ رہا تھا ---

سمیر کے چہرے پے ہمہ وقت چھائی سنجیدگی اور بھینچے لب خاموش آنکھیں جن میں ایک لپک تھی دشمن کے چیتھڑے اڑا دینے کی ---کمال صاحب اور اس کی بیوی ان دونوں بہن بھائیوں کو اس حالت میں دیکھ کر تڑپ اٹھتے تھے ---

سمیر جو خاموش رہتا ایمان کے پاس آکر باتیں کرتا اس سے لاڈ کرتا کرواتا پیار کرتا اس کے بال بناتا اسے اپنے بازوؤں میں سلاتا اسے آہستہ آہستہ چلانے کی کوشش کرتا پر ایمان بنا سہارے کے قدم بھی نہیں اٹھا پاتی تھی اگر کبھی اٹھاتی تو لڑکھڑا کر گر جاتی ---

سمیر نے ماں اور باپ کی طرح ایمان کا خیال رکھا وہ جب بھی ماں باپ کا پوچھتی سمیر یہی کہتا کہ وہ اللہ کے گھر گئے ہیں آجائیں گے---اور ایمان روٹھ جاتی ---پتہ تو اسے بھی تھا اس کے سامنے ان کو گولیاں لگیں تھیں پر دل ماننے کو تیار نہیں تھا اور نا دماغ قبول کرپا رہا تھا ---

سمیر اپنی ہستی کو بھلا بیٹھا تھا----

سب کچھ ایمان تھی اور کچھ نہیں ---

ان دنوں کمال اور اس کی بیوی نے کافی خیال رکھا سمیر کو بہت سمجھایا----

ان کا اپنا بنگلہ تھا اسلام آباد جہاں وہ لوگ گھومنے آتے تھے اس دن بھی دونوں میاں بیوی آرہے تھے ---

کمال صاحب کے بچے آؤٹ کنٹری میں رہائش پزیر تھے ---

ان کے اس بنگلے کا خیال بوا رکھتی تھی اور جب سے ان کو سمیر ایمان کی سٹوری کا پتا چلا تو وہ ان پر جان وارتی تھی بہت خیال رکھا ان کا کمال صاحب کو واپس جانا تھا اس لیے وہ سمیر ایمان اور ساتھ بوا کو بھی کراچی لے آئے کیونکہ ایمان ان کے ساتھ کافی اٹیچ ہو چکی تھی ---

سمیر اور ایمان ان کے ساتھ کراچی آگئے تھے---یہاں آکر سمیر نے کمال صاحب کو صمد انکل کے بارے میں بتایا---

کمال اور سمیر صمد کے آفس گئے ----اور ساری صورتحال بتائی---

تب ان پر نیا راز آشکار ہوا صمد صاحب کو دھمکیاں مل رہی ہیں پر سمیر اور ایمان کی حالت نے اسے بوکھلا دیا اور اسنے فیصلہ کر لیا کہ وہ اس عابد کو بے نقاب کرے گے ---

صمد صاحب نے یہ کیس خود سے کروانے کا فیصلہ کیا کہ ابھی سمیر اور ایمان کا منظر سے غائب رہنا ہی ٹھیک تھا-----

اسی سلسلے میں ایک دن صمد صاحب گھر سے فائل لینے آئے تو عابد پے کہ ان کے گھر موجود تھا اور اس کی بیوی کو اور ان کو بھی مار ڈالا -----ماہم سکول تھی اس لیے بچ گئی---

سمیر ماہم اور ایمان بچپن سے ایک دوسرے کو جانتے تھے اکثر گھر آنا جانا لگا رہتا تھا---

جب سمیر کو پتا چلا کہ عابد نے اس کو بھی مار دیا ہے تو اس نے ماہم کا بتایا اور اسے کافی ڈھونڈا پر وہ نہیں ملی----

سمیر اور کمال صاحب نے سمجھا کہ عابد ماہم کو بھی اپنے ساتھ لے گیا ہے یوں اس کے بدلے کی آگ مزید بھڑکتی گئی-----

وقت کا کام ہے گزر جانا اور وہ گزرتا گیا---ایمان کی حالت بھی ٹھیک ہو چکی تھی اس نے تسلیم کر لیا تھا کہ اس کے ماں باپ نہیں رہے ----

سمیر نے کالج کی پڑھائی مکمل کی اور یونیورسٹی میں داخلہ لیا---ایمان سکول سے کالج آگئی----بوا ان کے ساتھ ہوتی تھی ----کمال صاحب کی بیوی اپنے بچوں کے پاس چلی گئی تھی سال میں وہ چکر لگا لیتی تھی ---سمیر کمال صاحب پر مزید بوجھ نہیں بن سکتا تھا اس نے پارٹ ٹائم جوب شروع کر دی ----وہ جوب بھی کرتا اور اس تنخواہ سے اپنے اور ایمان کے اخراجات پورے کرتا ----

کمال صاحب نے باپ کی طرح دونوں کا خیال رکھا ان کی اولاد بھی سمیر اور ایمان سے ملنے آتی تھی---

سمیر نے کتنی بار جانے کی بات کی ہر کمال صاحب کی جھاڑ پر خاموش ہو جاتا ----

انہوں نے سختی سے تنبیہہ کی ہوئی تھی اور سمیر آنکھیں گھما کہ رہ جاتا---

یونیورسٹی میں اس کی ملاقات سجل سے ہوئی جو شاید پہلے دن آئی تھی اس کی آنکھوں میں آنسوں تھے کسی نے غلط راستہ بتا دیا تھا اور گھوم کر پھر اسی جگہ پر ان ٹھہری۔۔۔۔وہ ڈرتی سمیر کر پاس آئی جو سر جھکا کر کھڑا کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔۔اس نے سمیر کے پاس آکر اپنے ڈیپارٹمنٹ کا پوچھا۔۔۔

سمیر کو وہ چھوٹی سی بڑی بڑی آنکھوں والی سجل بہت پیاری لگی تھی۔۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنسوں دیکھ کر اسے اندازا ہو گیا تھا۔اس نے سجل کو اس کی کلاس میں چھوڑا ۔۔۔تو وہ شکر کا سانس بھر کر رہ گئی۔۔

اس کے بعد ایک دو بار ان کا سامنا ہوا تھا اور سجل نے اس کا شکریہ ادا کیا ۔۔۔۔سمیر کافی سنجیدہ مزاج کا تھا اور اپنے کام سے کام رکھنے والا اس کی پرسنیلیٹی کی پوری یونی دیوانی تھی اور اب ایک اور کا اضافہ ہو گیا تھا۔۔۔

سجل کو وہ موڈی بندہ بھا گیا تھا جو کسی لڑکی کو آنکھ اٹھا کر نا دیکھتا۔۔۔۔

وہ جب بھی اسے نظر آتا سجل اس کے پاس چلی آتی اور اس سے باتیں کرتی پر سمیر ہوں ہاں میں جواب دیتا ۔۔۔۔

پر آہستہ آہستہ وہ سجل سے بات کرنے لگا۔۔۔ سجل سمیر کو پسند کرنے لگی تھی اور یہ بات سمیر بھی جانتا تھا پر سمیر نے کبھی پسندیدگی نہیں دیکھائی تھی ۔۔۔۔

سجل نے ڈرتے ڈرتے سمیر سے اظہار کر دیا پر سمیر نے جھڑک دیا تھا ۔۔۔اس کے بعد سجل سمیر سے دور رہنے لگی ۔۔۔ سمیر کو کہاں گوارا تھا کہ سجل دور جائے محبت تو اسے بھی تھی بس ابھی وہ کوئی ایسے جذبات

نہیں پالنا چاہتا تھا ۔۔۔۔ایک دو بار سجل اسے اپنے کلاس فیلو سے باتیں کرتی نظر آئی تو سمیر کا دماغ گھوم گیا تھا اس نے سجل کو بلا کر برے طریقے سے ڈانٹا اور وہ آنسوں پی کر رہ گئی کہ آخر یہ شخص چاہتا کیا ہے

۔۔۔۔

وقت گزرتا گیا ۔۔ اس نے کمال صاحب سے اپنی خواہش ظاہر کی کہ وہ پولیس جوائن کرنا چاہتا ہے اس کی قابلیت کی بنیاد پر وہ سلیکٹ ہو چکا تھا۔۔۔ سمیر کی پڑھائی مکمل ہوچکی تھی وہ سجل کو بنا بتائے ٹریننگ پر چلا گیا ۔۔۔۔

جب واپس آیا تو اسے پتا چلا کہ سجل کی شادی ہے ۔۔۔ سمیر کا دل رک رک کر چلنے لگا ۔۔۔اس نے کمال صاحب سے کہا کہ وہ اسے ہر قیمت پر اپنا بنانا چاہتا ہے اس کی شادی نہیں ہونے دے گا ۔۔۔۔

جب کمال صاحب کے لاکھ سمجھانے پر بھی سمیر نہیں مانا وہ سجل کو چاہتا تھا بے پناہ شدید محبت تھی پر وہ کچھ بن جانا چاہتا تھا پھر سجل کو اپنانا چاہتا تھا اور اب وہ پولیس آفیسر بن کر لوٹا تھا ۔۔۔

وہ کمال صاحب کو ساتھ لیے ان کے گھر پہنچا ۔۔۔۔

جہاں سجل کا نکاح جازب سے ہو رہا تھا۔ ۔۔ یہ نکاح جازب کی پسند کا تھا سجل نے سمیر کو بہت یاد کیا تھا پر اس کے بنا بتا کے جانے پر وہ سخت خفا تھی اسے شدید غصہ تھا سمیر پر اور اس نے بھی سمیر کی یادوں سے پیچھا چھڑوانے کے لیے جازب سے شادی کرنے پر رضامندی دے دی تھی ۔۔۔۔

وہ سٹیج پر جازب کے ساتھ بیٹھی تھی جب سمیر اور کمال صاحب اندر آئے ---

کمال صاحب اور فواد دوست تھے یہاں آکر انہیں حیرت ہوئی تھی ---کمال صاحب نے فواد کو بتایا کہ دونوں بچے پسند کرتے ہیں---یہ سن کر وہاں کھڑے سب افراد کو جھٹکا سا لگا---

سجل حیرت اور غصے سے سمیر کو گھور رہی تھی --

جو ڈھیٹ بنے سب سے کہہ رہا تھا کہ وہ سجل کو پسند کرتا ہے اور سجل بھی ---جس نے آج تک اس کے سامنے تو اعتراف نا کیا تھا اور اب شادی کا سن کر دماغ ٹھکانے پر لگائے بھاگا چلا آیا تھا جب اس کی شادی ہو رہی تھی ---یہی پہلے کہہ دیتا تو آج یہ سب نا ہوتا--اور اب فلموں میں ہیرو کی طرح اینٹری مار کر سب کا دماغ گھما کر رکھ دیا تھا----

اس کی بات سن کر سب بھونچکا کے رہ گئے----

فواد نے جب سجل سے پوچھا تو سجل نے نظریں جھکا لیں----

اور کہا کہ وہ شادی نہیں کرے گی جیسا آپ چاہیں گے ویسا ہوگا---تب سمیر کا میٹر شارٹ ہوا تھا اور وہ کسی کا لحاظ کیے بغیر اس کی طرف آیا اور اسے شعلہ برساتی نظروں سے گھورا----

کمال صاحب معاملہ بگڑتے دیکھ کر فواد اور زوہیب کو ایک طرف لے گئے اور ساری صورتحال بتا دی ----

انہیں سخت برا لگا پر کمال صاحب کی منت کرنے پر کہ وہ سجل کو بہت خوش رکھے گا اس کی شادی کر دو ویسے بھی وہ پسند ہے اس کی ---ان کی بات پر وہ سوچ میں پڑ گئے---

جب سمیر آگے بڑھا اور جازب کے ہاتھ سے سجل کا ہاتھ چھڑوا کر اسے کھڑا کیا---

انکل اس وقت میں آپ لوگوں کو سخت برا اور بدتمیز لگ رہا ہوں پر میں سجل سے محبت کرتا ہوں اور اس سے بات کرنا چاہتا ہوں ---اس سب سے پہلے ہم بہت اچھے دوست ہیں اسی دوست کی حثیت سے میں سجل سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں میری زندگی کا سوال ہے اور میرا یہ قدم آپ کر نہایت برا لگ رہا ہوگا پر میں مجبور ہوں ----

وہ سجل کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے سب کو حیران پریشان چھوڑ کر نکلا---

سب کے سامنے سمیر نے تماشہ بنا دیا تھا اسے قبول تھا یہ پر سجل کا دور جانا نہیں ---

اسے پتا تھا کہ وہ کتنی بڑی حماقت کر چکا ہے سب کے سامنے ان کی عزت کو داؤ پر لگا چکا ہے پر اس کے مطابق وہ سب سنبھال لے گا --- سجل ہی تھی جو اسے وحشتوں سے نکال کر لائی تھی اور اگر وہ چلی جاتی تو پرانا سمیر پھر سے لوٹ آتا اور پھر شاید جینا بھی مشکل ہو جاتا----

اب کیوں آئے ہیں آپ نکل جائیں یہاں سے شادی ہے آج میری --- وہ چیخی تھی سمیر پر -----جو دھڑلے سے بھرے مجمع میں سے ہاتھ پکڑ کر اسے ساتھ کھینچ کر ڈریسنگ روم میں لے آیا تھا---

تمہیں لے کر ہی نکلوں گا---- سمیر سرخ آنکھوں سے اسکے سجے سنورے روپ کو دیکھ کر دانت کچکچا کر بولا---

آپ میں زرا شرم نہیں ---کیوں تماشہ بنانے آئے ہیں ---؟؟؟

اور تمہیں شرم ہے جو شادی کر رہی تھی ----سمیر گن اس کے ماتھے پر رکھتے دھاڑا تھا----

میری مرضی میں جس سے کروں ؟؟؟؟دفع ہو جائیں اب ---

وہ اس کو دھکا دیتی جانے لگی جب سمیر نے اس کی کوشش ناکام بناتے اس کی کلائی پکڑ کر پشت پر مروڑی کہ اس کی آنکھیں میں نمی اتر آئی----

مرضی میری ہی ہو گی پانچ منٹ میں یہ سب اتارو اور دوبارہ سے صرف میرے لیے سجو سنورو --- نہیں تو یہ ساری گولیاں تمہارے سر میں اتار دوں گا ----

اتار دو پر میں آپکی بات نہیں مانوں گی شاہ-----؟؟؟

اس کا تو سر ہی گھوم گیا تھا جو اچانک سے پولیس یونیفارم میں نازل ہوا تھا---اور اب حکم صادر کر رہا تھا---

ہٹ دھرمی دکھا رہی ہو مجھے ----جو بھی گلہ شکوہ ہے گھر جا کر کرنا فلحال کوئی بدمزگی مت کرو اور نکاح کی تیاری پکڑو----سمیر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر انگوٹھے سے داڑھی سہلاتا بولا---

ہٹیں سامنے سے ---؟؟وہ اگنور کرتی اونچی آواز میں بولی---

سمیر اپنی بات کہاں رد ہونے دے سکتا تھا اس نے غصے سے سرخ چہرہ لیے ایک ہی جست میں اس کی نازک گردن سے دبوچ کر دیوار سے لگایا تھا---

سجل کی آنکھوں میں آنسوں تیرنے لگے----

میں ہرگز کسی کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا---!!!!

محبت کرتا ہوں تم سے!!!! ڈیم اٹ-----!!!

آج سے نہیں پہلے دن سے ہی جب تم روتی میرے پاس آئ تھی --سانسوں میں بستی ہو تم ---جنون ہو میرا ----,,,,

اگر کسی اور کا سوچا بھی تو آئ ول کل یو---سمیر پھولے تنفس سے دھاڑا تھا---

جبکہ سجل تو ہونق بنی اس کا جنونی پن دیکھ رہی تھی ----جو پہلے صحیح سے بات کرنا گوارا نہیں کرتا تھا اور اب مارنے کی باتیں کر رہا تھا---

پر اب کچھ نہیں ہو سکتا باہر سب انتظار کر رہے ہیں مجھے جانا ہے ---'''''

سجل دونوں ہاتھوں سے بھاری لہنگا پکڑ کر مدھم آواز میں بولی---

سجل ----!!!!سمیر نے وارن کیا---

شادی تمہاری مجھ سے ہوگی میں باہر جاکر سب ٹھیک کرتا ہوں تم اتارو یہ سب اور کوئی اور ڈریس پہنو---

سمیر اس کا گال سہلاتے بولا۔۔۔

جبکہ سجل گھور کر رہ گئی جب وہ گہری نظروں سے اسے دیکھ کر واپس پلٹا۔۔۔

جازب نے الگ ہی رولا ڈال رکھا تھا سب مہمان چہ مگوئیاں کر رہے تھے ۔۔۔

جبکہ زوہیب کو سخت غصہ آرہا تھا ۔۔۔جس کی وجہ سے رشتہ دار طرح طرح کی باتیں کرتے ان کو شرمندہ کرنے پر تلے تھے ۔۔۔

سمیر نے آکر دونوں سے معذرت کی ۔۔۔اور وہاں کھڑی عوام کی زبانیں بند کروائیں۔۔۔کافی اصرار اور تکرار کے بعد فواد صاحب مانے کیونکہ انہیں اپنی بیٹی کی خوشی عزیز تھی لوگوں کا کام ہے باتیں بنانا وہ بناتے جائیں۔۔۔

دوسری جانب جازب کا بس نہیں چل رہا تھا سمیر کو دنیا سے رخصت کر دے ۔۔۔جبکہ سمیر کے دل میں بھی اسے دیکھ کر یہی خواہش پنپ رہی تھی جو اس کی جان سمیر سے شادی کرنے والا تھا اگر زرا بھی دیر ہوتی تو سمیر یقیناً کچھ برا کر چکا ہوتا ۔۔۔

کافی بحث مباحثے اور کمال صاحب کے ضامن بننے کے بعد یوں سجل اور سمیر کی ایک حیران کن شادی ہو گئی۔۔۔

وہ خود بھی حیران تھے کہ یہ کیا ہوا ہے ----

جازب غصے کی شدت سے لال چہرہ لیے سمیر کو گھور رہا تھا ---

رخصتی سے پہلے جازب نے سمیر کو وارن کیا تھا کہ وہ اپنی سجل کو حاصل کر کے رہے گا اور جو اس نے کیا اس کی قیمت چکانا پڑے گی ----

سمیر محض مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا پر یہ بات اس کے دل و دماغ میں بیٹھ گئی تھی -----

وہاں آئے مہمان پہلے چونکے ،پھر حیران ہوئے تھے پھر باتیں بنائیں تھیں اور پھر کچھ رشک اور حسد کرنے لگے اور پھر مسکرا کر مبارکباد پیش کی کھانا کھایا دعائیں دیں اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسا ہی لکھا تھا جو بھی ہو شادی سجل کی سمیر سے ہی ہونا تھی ہو گئی---

جبکہ فواد صاحب ان کی باتوں پر فقط مسکرائے تھے ---

جو لوگوں کا کام تھا وہی کیا --- پر ان کا جو فرض تھا وہ ادا کیا -----

سجل سمیر کو لے کر گھر آیا تھا ایمان اور بوا کو سب بتا دیا تھا ---ایمان ناراض ہونے کی بجائے خوش ہوئی تھی کہ ان کا بھائی جو ہر وقت تیوری چڑھائے رکھتا تھا بنا مطلب کے بات نہیں کرتا تھا ہر وقت لال رہنے والی آنکھیں ،وہ تو پریشان تھی کہ اس کے ایٹیٹیوڈ والے بھائی کی لائف میں کون بیچاری آئے گی وہ بے چاری سجل تھی جس کو اب سمیر کا جنون برداشت کرنا تھا ----

وقت گزرتا گیا اور سمیر کا جنون بڑھتا گیا سجل ہول اٹھتی تھی اس کی شدتوں سر گوشیوں اس کی محبت اس کے عشق سے ---اور سمیر تو جیسے بارش بن کر سجل پر برستا کہ کہ پھر کوئی راہ فرار نا ہوتی سوائے اس برسات میں بھیگنے کے ----

جازب اور اس کی فیملی واپس چلے گئے تھے ---فواد صاحب بیٹی کے لیے داماد کو جنونی دیکھ کر خوش تھے کہ جلدی میں لیا فیصلہ درست ثابت ہوا تھا---زوہیب جو ناراض تھا سجل سے اور سمیر سے ،دنوں کے منانے کے بعد وہ راضی ہو گیا تھا اور زرش کو تو پہلے ہی دن جیجو صاحب کافی اچھے لگے تھے وہ بس اس کا سجل کے لیے پاگل پن اور ہیرو جیسی انٹری دیکھ کر اس کے حق میں ووٹ دے چکی تھی---

ان کی بدولت ایمان اور زرش کی ابھی خاصی دوستی ہو چکی تھی ---اور اتفاقاً دونوں ہی ہم جماعت نکلیں تھی ----ایمان اور زرش ایک دوسرے کو دیکھتی پر کبھی بات تک نا کی تھی پر سجل اور سمیر کے بعد دونوں کی دوستی تو ہوئی ہی تھی پر اچھی گہری اور بہنوں جیسی دوستی ہو چکی تھی -----

سمیر نے اپنا الگ گھر لیا تھا اور سب کو وہیں لے آیا---کمال صاحب غصہ تو بہت ہوئے پر سمیر ڈھیٹ بنا رہا اور سب کچھ سیٹ کر کے پھر کمال صاحب کو منانے گیا تھا کہ۔وہ۔واپسی کا نا کہیں ---

آخر کار ان کو ہتھیار ڈالنے پڑے کہ سمیر صاحب ان کے ساتھ لپٹ گئے----

اس کی بچگانہ حرکت پر وہ مسکرائے اور معاف کر دیا تھا ---پر روز ملنے کا کہا تھا ----

سمیر فوراً مان گیا اور عابد کے بارے بات کی ----

کمال صاحب نے سمیر کو دیکھا جو دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا تھا ---کچھ ہی دنوں میں پولیس ڈیپارٹمنٹ میں اپنا نام اپنی پہچان بنا چکا تھا ----

کمال صاحب نے اس کو ایک فائل دی وہ فائل عابد کی تھی جس میں کچھ نا تھا سوائے خالی پنوں کے ----

سمیر کافی حیران ہوا تھا جب کمال صاحب نے تین اور لوگوں کو بلایا----

وہ تینوں اس کے لیے نئے چہرے تھے -----

یہ مشن تم چاروں کرو گے اس خالی پنوں کا مطلب کہ تم اس کو بھرو گے ---اور اس کی مظالم اس کی وارداتوں اس کے تمام جرم اور خاص کر اس کو تلاش کر کے اس کا نام و نشان مٹاؤ گے -----

آئ جی کمال نے ان کو بتایا اور پھر سمیر کا احمر،حسان اور ماہم سے تعارف کروایا----

احمر اور حسان نے آرمی کمال صاحب کی مدد سے جوائن کی تھی ---ایک دن کمال صاحب درانی مینشن آئے تو احمر کو صوفے پر لیٹے سیب کھاتے دیکھا وہ شروع نسے لاپرواہ طبیعت کا تھا ---کمال صاحب نے اس کی

حرکات و سکنات کو ازبر کیا پھر انہوں نے بغیر لگی لپٹی اسے آرمی جوائن کرنے کا کہا ---وہ جانتا تھا احمر کے شوق کافی نرالے اور شاہانہ تھے گھڑ سواری،باکسنگ ، باسکٹ بال کا چیمپئن ، اور ریسنگ اس کی پسندیدہ مشغلے تھے ۔اس کا قد کھاٹ جسامت اس کی آنکھوں میں جنون اس کی پرسنیلٹی ،آرمی کو ایسے جوانوں کی ضرورت ہوتی ہے ---

احمر بھی ایک شرط کی بنا پر فوراً سے مان گیا تھا کہ وہ اپنے باپ کے سامنے وہی نکما ،لاپرواہ ،اپنی کرنے والا موجی بندہ ہی رہنا چاہتا ہے وہ برہان اور وجاہت صاحب کو نہیں بتائے گا ---

کمال صاحب نے گھورا اور پھر مان گئے ---اس کے بعد احمر نے حسان سے کہا تو وہ کیسے انکاری ہو سکتا تھا ---حسان بھی احمر کے ساتھ ساتھ تھا ---ایف ایس سی کے بعد انہوں نے ٹیسٹ دیا تھا اور پھر آئی ایس ایس بی دے کر سیلیکٹ ہو گئے تھے ---احمر حسان نے گھر والوں سے پڑھائی کا کہہ کر اپنی منزل ایبٹ آباد پی ایم اے کاکول پہنچ گئے ----

وہاں ان کی ملاقات ماہم سے ہوئی تھی اور یوں ان تینوں نے ٹریننگ لی اور اس کے بعد احمر حسان سپیشل ٹیسٹ دے کر کمانڈوز ٹریننگ کے لیے چلے گئے اور ماہم واپس آگئی----

تین سال وہ دونوں گھر سے دور رہے اور جب چھٹی ملتی تو وہ کراچی آ جاتے اس کے علاوہ فون پر بھی بات چیت اکثر ہو جاتی تھی ----

برھان اور وجاہت صاحب جب بھی آتے ان کے ملازم جھوٹ بول دیتے کہ صاحب اپنے دوستوں کے ساتھ گھومنے گئے ہیں ---یہاں تک کہ ان کی ملاقات کبھی بھی احمر سے نہیں ہوئی تھی ---احمر دو بار گھر گیا تھا اور تین سالوں میں وہی اس کی ملاقات تھی ---باقی کمال صاحب وجاہت صاحب کو ٹھنڈا کرتے رہتے اور ان کا دھیان احمر حسان سے بھٹکاتے رہتے جو کہ فرضی ہوتا ---

وقت گزرتا گیا اور وہ لوگ کافی میچور ہونے کے ساتھ پاک آرمی کی سپیشل فورس میں شامل ہو چکے تھے ----اس دوران احمر حسان کی دوستی مثالی رہی ----

وہاں سے آنے کے بعد انھوں نے اپنے اپنے والد کے سامنے حاضری دی---پہلے تو ان کو سخت زلیل کیا گیا اور پھر وہ اپنی اولادوں کو سینے سے لگا گئے---

اس کے بعد دونوں کمال صاحب کے پاس گئے اور وہاں سمیر سے ملے ----

انھوں نے اپنی ٹیم میں ماہم کو بھی شامل کر لیا ٹرینگ کے دوران ماہم نے ان کو بتایا تھا اپنی فیملی کے بارے میں تب احمر اور حسان نے اس کہا تھا کہ وہ ضرور اس کے ماں باپ کا بدلہ لیں گے ---

وہیں سمیر کو پتا چلا کہ یہ صمد صاحب کی بیٹی ماہم ہے جو ایمان کے ساتھ اسے بھی بھیا کہتی تھی ---تب ماہم کو بھی کافی حیرانگی اور خوشی بھی ہوئی تھی --- اور پھر سمیر نے تینوں کو بتایا کہ عابد نے ان کے ساتھ

کیا کیا ہے یہ ان کا دوسرا مشن تھا پہلا مشن احمر حسان اور ماہم نے کیا تھا اور دوسرا مشن ان کا سمیر کے ساتھ تھا---

اور ان کا پہلا قدم عابد کو پاکستان آنے پر مجبور کرنا تھا وہ جانتے تھے کہ انجلینا بوس کی بیٹی ہے اور بوس عابد کمینا ہے ----مشن اسٹارٹ کرنے سے پہلے ہی احمر اور حسان کافی انفورمیشن اکٹھی کر چکے تھے ---

کہ انہیں زیادہ مشکل نہیں ہوئی تھی اس سلسلے میں احمر خود وہاں جانا چاہتا تھا وجاہت صاحب کی کئی بار منتیں کیں کہ وہ باہر جا کر پڑھائی کرنا چاہتا ہے پر آگے سے وجاہت صاحب خوب ڈانٹ پلاتے اور احمر منہ بسور کر رہ جاتا----

اس لیے چاروں نے اندر ہی اندر پلین بنا کر عابد کے چھوٹے چھوٹے شراب کے اڈوں اور کلبوں پر چھاپا پڑوانا شروع کر دیا اور ساتھ ہی اس کامال بھی پکڑنے لگے جو وہ ایکسپورٹ کا کام کرتا تھا---

نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے جانے کی ضرورت پیش نہیں آئی اور بوس خود ہی چلا آیا---

ٹریننگ کے بعد احمر اور حسان یونیورسٹی جوائن کر چکے تھے یہ بھی ان کے مشن کا حصہ تھا----

اور ویسے بھی اس نے وجاہت صاحب کی نظروں میں نالائق پن کی پہلی ڈگری جو لینی تھی ----

یونیورسٹی میں اس کی ملاقات ایمان سے ہوئی ---وہ نہیں جانتا تھا کہ ایمان سمیر کی بہن ہے ---

پر اس کے لگلے دن ہی سمیر نے تینوں کو بتایا کہ ایمان بھی ان کی یونیورسٹی میں اس کا خیال رکھے کہ بوس واپس آکر مسلسل ان پر نظر رکھے ہوئے تھا---

شروع میں سمیر کو ایمان کا سٹک کے سہارے چلنا ایک آنکھ نا بھایا تھا---پھر بعد میں اس کے اردگرد کچھ نظروں کو محسوس کرکے وہ اس کے قریب ہوتا گیا اور پل پل اس پر نظر رکھتا---وہ جان بوجھ کر ایمان کو تنگ کرتا تھا اور اس بات سے سمیر بے خبر تھا پر احمر وہاں بوس کے چمچوں کی موجودگی میں جان کر ایسا شو کرواتا کہ وہ نفرت کرتا ہے ----اور پھر احمر نے اس کے چمچوں کا پکا انتظام کر دیا تھا---

بوس کے آدمیوں نے ان کے گھر پر بھی نظر ٹکائ ہوئی تھی---اس لیے سمیر نے ہی احمر کو ایمان سے نکاح کرنے کا کہا تھا--- احمر کی حرکتوں کی وجہ سے دو بار مولانی سائیں سے تھپڑ کھاچکا تھا اور یہاں سائیں کے سائیں کا دماغ گھوما تھا اور اس نے ایمان کو کافی ڈرایا اس کے بعد مجال ہے احمر ٹھیک کام کو ٹھیک طریقے سے کرے اس نے ایمان کو ڈرایا دھمکایا اور نکاح کر لیا----

وہاں اس نے پہلی بار ایمان کو دیکھا تھا اور دل میں جو خلش تھی سب چلتی بنی اور ایمان پوری طرح اس کے دل کو مٹھی میں قید کر چکی تھی---

اس نکاح میں سمیر بھی موجود تھا وہ ویڈیو کال پر سب دیکھ اور سن رہا تھا -- اس لمحے سمیر کی آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے ---وہ اس طرح سے نکاح نہیں کروانا چاہتا تھا پر سمیر کو ملتی دھمکیاں ایمان کی طرف سے فکر مند کر گئیں----

ایمان کی حالت سے وہ اچھی طرح واقف تھا اسے اپنی بہن پر فخر تھا وہ ایمان کو بتا کر واپس سے پہلی والی حالت میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا اس لیے یہ طریقہ اپنایا---

اور جب ایمان گھر آئ تو اس نے کوئی سوال جواب نہیں کیا تھا اور اس رات ایمان کے بے تحاشا رونے کہ وجہ وہ جانتا تھا اس وقت سمیر بھی بے بس تھا اس کی آنکھیں بھی بھیگ گئیں تھیں---

سمیر احمر کو اچھے سے جان گیا تھا اور ایمان کو اس سے اچھا ہمسفر نہیں مل سکتا تھا اس نے نکاح تو کروایا تھا پر وہ دھوم دھام سے اپنی مانو کی شادی کرے گا اس نے احمر کو سختی سے منع کیا تھا کہ وہ اس کی معصوم بہن کو ہرگز پریشان مت کرے اور احمر ڈھیٹھائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتا کہ اب تو اس کے پاس پرمٹ ہے اپنی سائیں کو تنگ کرنے کا ---تب سمیر مٹھیاں بھینچ کر رہ جاتا---

اور احمر مسرور ہو اٹھتا----

اسلام آباد جاتے ہوئے وہ ایمان کو سختی سے روک کر گیا تھا تب بھی بوس کے آدمی اس کے پیچھے تھے ---اور سمیر نے بھی سول کپڑوں میں سکیورٹی اپنے گھر کے باہر تعینات کر رکھی تھی ---

اور اس کے کمرے میں کیمرا بھی اس لیے لگایا تھا----

نا صرف کمرے میں بلکہ بالکنی سے باہر ٹیرس پر بھی مینی کیمراز موجود تھے ---

وہ کافی محنت سے سب پڑاؤ پار کر رہے تھے اور بہت جلد بوس کی بینڈ بجانے والے تھے ----

ایمان کی حالت خراب ہونے پر احمر نے اس گاڑی کا پتا لگوا لیا تھا وہ عابد کی ہی تھی اور اس کے بعد جو اس کے دل میں آگ بھڑک اٹھی تھی کہ وہ ساری رات سٹیڈیم میں باسکٹ بال کھیل کر اپنا غصہ کم کرتا رہا جو کہ ناممکن ٹھہرا تھا----

اور آج خراب ہونے والی اس کی حالت سمیر اور احمر کو مزید تڑپا گئی کہ سمیر کا ماضی اس کے سامنے پھر سے دوڑنے لگا ----

احمر سیگریٹ سے کلیجا جلاتا رہا ---

اور سمیر اسی پاسٹ کو سوچتے ہوئے کب اس کی آنکھ لگی اسے خبر تک نا ہوئی----

-------

(حال)

میں ایمان کی رخصتی چاہتا ہوں ---- کمرے میں احمر کی بھاری گھمبیر آواز گونجی---

اور میں نہیں دوں گا ---- سمیر بے نیازی سے شانے آچکا کر بولا---

کیوں،،، وہ میری ہے اور میں جب چاہے لے جا سکتا ہوں ----احمر کرسی سے تھوڑا آگے جھک آیا----

اور وہ میری بہن ہے میری اجازت درکار ہوگی جو کہ فلحال میں نہیں دے رہا ---- سمیر کالی آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھے بولا----

دونوں جنونی ٹکرائے تھے ایک بہن کے لیے اور تو دوسرا اپنی سائیں کے لیے ----

جبکہ حسان اور ماہم ہمیشہ کی طرح سر پکڑ کر رہ گئے---

میرے لیے اجازت لینا ضروری نہیں ----احمر کرسی سے ٹیک لگائے بالوں میں ہاتھ پھیر کر مسکراتے لہجے میں بولا---

اور میرے ہوتے ہوئے تم میری مرضی کے بغیر میری بہن کو لے جاؤ نا ممکن---- سمیر نے ٹیبل پر ہاتھ مارا----

وہ میری بیوی ہے -----احمر نے جتایا---

اور میں نے رخصتی نہیں دی یاد رکھنا کچھ دنوں کی بات ہے پھر مانو کو گھر لے آؤں گا ----- سمیر نے بھی جتایا---اور کرسی سے اٹھ کر اس کی جانب آیا جب احمر بھی اسکے روبرو کھڑا ہوا----

ایمان کو پریشان مت کرنا اور نا ہی اس کی آنکھ میں کوئی آنسوں آئے ---- خود سے بڑھ کر اس کا خیال رکھنا --- سمیر نے احمر کے شانے پر ہاتھ رکھا جب احمر سمیر کے گلے لگ گیا---

خود سے بڑھ کر اس کا خیال رکھو گا کہ وہ آپ کو بھول جائے گی ----

اس کی بات پر سمیر نے گھیرا تنگ کیا ---

آہ ---اور احمر نے مسکراتے آہ کی آواز نکالی تھی کہ سب مسکرانے لگے ----

---------------------

شانی -----

بول شیرا----

گاڑی کرائے والے سے لی ہے نا---

وہ صوفے پر بے ترتیب لیٹا سگریٹ کا شغل کرتا بولا---

ہاں تھوڑی دیر میں دے جائے گا ----شانی چائے کا کپ لبوں سے لگاتا بولا---

ایک بات یاد رکھ کسی بھی حالت میں آج غنڈی کو اٹھانا ہے ---پچھلے چار دنوں سے وہ دو لڑکے اور لڑکی اس کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ہرنی بچتی آرہی ہے پر آج نہیں ،، سمجھ گئے---شیرا سرد آواز میں بولا---

تو فکر مت کر میں گاڑی لے کر ٹائم پر پہنچ جاؤں گا---پر ایک بات کی سمجھ نہیں آئی شیرا---!!!

تو پوچھ لے ---شیر دل نے آنکھیں گھمائیں----

یارا اس لڑکے نے مجھے کیوں کہا جبکہ خود ساتھ ہوتا ہے ----

یہ الگ کہانی ہے شانی ----وہ تیرے یار کا یار ہے ----شیر دل زیر لب مسکرایا-----

ایسا کیا؟؟؟

ہم ایسا ہے ---

اس کے بعد دونوں کے قہقہے لگے----

وہ دکھنے میں کسی امیر گھرانے کا لگتا ہے یہ کام خود بھی کر سکتا تھاپھر تجھ سے کیوں کروا رہا---شانی نے کش اس کی طرف پھینکا---

جبکہ شیرا نے بس مسکرانے پر اکتفا کیا---

جانی اوئے----کاکا نا بن ،تو سب جانتا ہے ----

میں تو خوش ہوں کہ وہ بگڑا نواب مجھے میری غنڈی کو اٹھانے کا کہہ رہا جبکہ وہ نہیں جانتا یہ شیرا تو اپنی ہرنی پر دل گردے جگر آنکھیں وار بیٹھا ہے ----

شیر دل گنگناتا کمرے میں جاکر بند ہو گیا اور شانی کندھے آچکا کر رہ گیا---

-----------------------

شہلا زوہیب کا فون اٹھاؤ کب سے کر رہا ہے ---

صوفیہ بیگم نے اس کا فون بڑھایا---

تو کون سا صدر کر رہا ہے نہیں اٹھا رہی میں ----شہلا نے فون کو گھورا جیسے زوہیب ہو اور پھر سے ناخنوں پر نیل پینٹ لگانے لگی ---

شہلا---

مام مجھے کوئی بات نہیں کرنی اس جاہل کے بارے میں دفع ہوتا پھرے جہاں ہے ٹھیک ہے آیا بڑا-- میری زندگی میں انٹر فیئر کرنے والا----

شہلا بڑبڑائی اور صوفیہ بیگم سر نفی میں ہلاتی اس کے کمرے سے چلی گئی---

زوہیب کے جانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آگئی تھی اس کے بعد اس نے جانے کو کوشش کی پر سب کی نظریں اس پر ٹکیں تھیں یہاں تک کہ وہ ملازموں کو بھی پابند کر گیا تھا---جوں ہی وہ کمرے سے باہر نکلتی ملازموں کی نظریں اور گھر والوں کی اس پر ٹک جاتی ----

اس کے بعد وقفے وقفے سے زوہیب کے دھمکی بھرے میسج اس کا خون کھولا دیتے کہ شہلا پیچ و تاب کھا کہ رہ جاتی -----

فواد صاحب کا رویہ تو اس کے ساتھ ٹھیک ہو گیا تھا پر جازب بس لیا دیا ہی رکھتا ---کہ شہلا زوہیب کو کوستی رہ جاتی ----

تمہیں کیا لگتا ہے میں تم سے ڈر جاؤں گی --- فلاپ فلموں کے نامعلوم فلاپ ہیرو---میں تمہارے گھونسلے جیسے بالوں کا حشر نشر کر دوں گی ----اس کی آنکھوں کے پردے پر اس کے خوبصورت گھنے بال آئے --- کہ شہلا نے خیال میں ہی اس کے بالوں کو مٹھی میں زور سے پکڑا اوربدلے میں زوہیب نے بھی اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ لیا ---دونوں ہی ایک دوسرے کے بال کھینچ رہے تھے۔ --

شہلا نے جھرجھری سی لی ---

تبھی میسج کی بپ بجی-----

نا چاہتے ہوئے بھی شہلا نے میسج کھولا---

آرہا ہوں گھر تمہارا دماغ جو چل رہا ہے اسے میں آکر سیٹ کرتا ہوں---

تم آؤ یا جاؤ آئی ڈونٹ کیئر اور کہاں چلتا دیکھا ہے تم نے میرا دماغ ،بد دماغ انسان کس روڈ پر جا رہا تھا بتاؤ مجھے میں پکڑ لاؤں----

خبردار اب تمہارا میسج آیا نہیں تو مدھو مکھیوں کو چھوڑ دوں گی تم پر -----

شہلا نے کڑک لہجے میں کہا----

تم ایک مدھو مکھیوں سے کم ہو کیا---میرے گھر آنے تک کر لو بکواس جتنی کرنی ہے---

تمہارا باغی پن اور اکڑ تو میں آج نکالوں گا وہ بھی اپنے طریقے سے ----

زوہیب نے فٹا فٹ میسج کیا جیسے پڑھتے ہی شہلا کو گڑبڑ کا احساس ہونے لگا کہ جیسے اس کے تیور تھے وہ ضرور ویسا ہی کرے گا----

ایمان نے یونیورسٹی میں قدم رکھا ہی تھا کہ اسے خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی---

زرش نے احمر کے ساتھ آنا تھا اور اسے کچھ دیر پہلے ہی سمیر چھوڑ کر گیا تھا---

وہ سست روی سے چلتی اپنی کلاس میں آئ اور زرش کا انتظار کرنے لگی ---پر وہ آج نہیں آئ تھی----اس نے اداسی سے سارے لیکچر لیے---

اس دوران رمشا اس کے ساتھ ساتھ تھی تبھی ایمان بھی کچھ سکون میں تھی ورنہ کچھ دنوں سے اپنے اپر کسی کی نظریں محسوس کر کے وہ خاصا ڈری ہوئی تھی--

حیرت کی بات آج اسے احمر اور حسان بھی کہیں نظر نہیں آئے---وہ پرسوچ انداز میں کلاس سے باہر نکلی-- جب کوئی لڑکی اس کے پاس آئ---

ایمان---؟

جی ----

آپ کو احمر بلا رہا ہے اس طرف----

وہ کہہ کر چلی گئی---

ہیں یہ سر پھرا بلا کب آیا اور زرش کیوں نہیں آئی----؟؟

اب جاؤں یا نا---اگر نا گئی تو پھر اس دن کی طرح تماشا لگائے گا---

براؤن بلا----,,,,,,

ایمان بڑبڑائی----

کیا ہوا ایمان ---رمشا نے اس کی بڑبڑاہٹ سنی پر سمجھ میں نا آئی---

کک کچھ نہیں تم جاؤ میں کچھ دیر میں آتی ہوں ----اسے رمشا کی فکر لاحق ہوئی کہ پھر سے رمشا کو ساتھ دیکھ لیا تو واویلا مچائے گا---

وہ رمشا کو کہہ کر اس طرف جانے لگی جہاں وہ نک چڑا تھا---

ایمان یونیورسٹی کے پچھلے حصے میں آئی جہاں کوئی بھی سٹوڈنٹ نا تھے سب اپنی کلاسوں میں تھے ---

کہاں ہے اب یہ دیو --وہ ادھر ادھر دیکھتی خود سے بولی-----

غنڈی-----

اپنے پیچھے آتی مخصوص آواز پر ایمان نے پلٹ کر دیکھا تو وہ نیلی آنکھوں والا شیر ببل چباتا اسے ہی گھور رہا تھا---اسے دیکھ کر ایمان کا چہرہ فق ہوا----

تممم-----!!

کیوں ہرنی تو نے یاد کیا اپن کو ---شیر ائیبرو اچکا کر بولا---

ت تم میرا پیچھا کر رہے تھے ---؟

بلکل غنڈی ---ایک تیرا ہی تو دیوانہ ہوا ہے یہ شیر دل--اور جو شیر دل کو بھا جائے وہ ان کا سایہ بن جاتا ہے--تجھے ساتھ لے کر جانا اب اپن کا گزارا نہیں تیرے بن وہ بے باکی سے بولا کہ ایمان کا وجود لرز اٹھا وہ حیرت بھری آنکھوں سے اس کو دیکھ رہی تھی ---چل اب سوال جواب بند کر اور اپن کے ساتھ چل وہ اس کی پھیلی آنکھوں میں امڈتے سوال دیکھ کر سرد آواز میں بولا---اور ایمان واقعی اس سے سوال کرنے کا ارادہ رکھتی تھی آخر کیوں یہ غنڈا اس کے پیچھے پڑ گیا تھا اس نے بتایا تھا وہ منکوحہ ہے کسی کی ایک پل کو سوچ آئی کہ احمر کو بتا ڈالے اس غنڈے کا جو دوسری بار اس کے سامنے آیا اور اپنا حکم چلاتا ساتھ چلنے کو کہہ رہا تھا---

ایمان نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا---

تم آوارہ غنڈے میں کیوں جاؤں گی تمہارے ساتھ---دفع ہو جاؤ یہاں سے ایمان چیخ کر بولی ---وہ کوئی اسے معمولی غنڈا سمجھ رہی تھی پر اس کی اصلیت سے نا واقف تھی کہ وہ کتنا خطرناک شخص ہے----

شیر نے مسکراہٹ دبائی---ہرنی کی ڈانٹ بھی پیار جیسی ہے وہ بڑبڑایا---

جاؤ گی تو تم اپن کے ساتھ ہی ۔۔اس نے کہتے ہی اس کو بے ہوش کر دیا کہ ایمان اس کے بازؤں میں جھول گئی ایسا کرتے ہوئے اسے محض کچھ سیکنڈ لگے تھے جب اگلے لمحے میں وہ ایمان کو کندھے پر ڈال کر باہر آیا جہاں شانی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولے ان کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

وہ ایمان کو دوسرے گیٹ سے لے کر نکلا تھا اس طرف ایک گارڈ تھا جس کو شانی ٹھکانے لگا چکا تھا۔۔۔

چند لمحوں کا کھیل تھا وہ پھرتی سے اسے گاڑی میں ڈالے وہاں سے جاچکے تھے ۔۔۔۔جبکہ دور کھڑا کوئ بڑی توجہ سے یہ منظر دیکھ چکا تھا۔۔۔۔

--------------------------------

کہاں ہو؟؟؟سپیکر سے حسان کی آواز گونجی۔۔۔

کیفے۔۔۔۔۔احمر ایک لفظ بول کر کافی کا مگ لبوں سے لگایا۔۔۔

اوکے آرہا ہوں ۔۔۔۔حسان نے فوراً سے کال بند کی ۔۔۔۔

احمر، حسان آج یونیورسٹی نہیں گئے تھے کہ ان کی سمیر کے ساتھ میٹینگ تھی۔۔۔ جبکہ ان کے کچھ خاص آدمی اور سیکیورٹی ایمان کی حفاظت کے لیے یونی کے فرنٹ گیٹ پر ہی موجود تھی ۔۔۔

اس لیے تو وہ آرام سے بیٹھا کافی پی رہا تھا جبکہ زرش برھان کی وجہ سے نہیں آئی تھی اسے بی جی نے روک لیا تھا کہ شوہر اتنے دنوں بعد گھر آرہا ہے تو وہ آج گھر میں ہی رہے اور خاص کر اس کے لیے تیار ہو اس کا پسندیدہ کھانا بنائے ۔۔۔جبکہ زرش سرخ ہوتی کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔

پانچ منٹ بعد حسان اس کے سامنے تھا۔۔۔

یہ میں کیا سن رہا ہوں ۔۔۔؟؟؟

حسان نے کہا۔۔

کیا؟؟؟؟

تجھے نہیں پتا جبکہ میرے خیال میں ہر خبر تجھے مجھ سے پہلے ملتی ہے یا سیم وقت میں ملتی ہے تو انجان بننے کی وجہ ؟؟؟

احمر نے اس کی دلیل پر ائبرو اچکائی۔۔۔۔ جیسے تعصب دیا ہو کہ مجھے نہیں پتا ۔۔۔۔

شیر نے ایمان بھابھی کو یونیورسٹی سے کڈنیپ کر لیا ہے ۔۔۔۔ حسان نے گہرا سانس اپنے اندر کھینچا۔۔۔

تو۔۔۔۔؟؟

حمر کی بے نیازی حسان کو شوکڈ کر گئی۔۔۔۔

احمر۔۔۔۔

حسان بے یقینی سے احمر کو تک رہا تھا۔۔۔

تجھے زرا بھی پرواہ نہیں کہ شیر دل دھڑلے سے تیری بیوی اور میری بھابھی کو اٹھا کر لے گیا اور تو میری بات پر کان دھرنے کی بجائے مزے سے کافی پی رہا ہے ---

حسان صدمے میں گھیرا نیچی آواز میں غرایا----

نہیں مجھے زرا بھی پرواہ نہیں تجھے ہے تو جا چھڑوا لے اسے پر وہاں سے واپس تیری لاش آئی گی سمجھے--احمر نے بے نیازی سے کہہ کر کپ لبوں سے لگایا--

تم ڈر گئے ہو شیر دل سے ؟

نہیں ---

تم بھابھی کو اس کے شکنجے سے آزاد نہیں کرواؤ گے ؟ حسان اس کی آنکھوں میں دیکھتا اپنی بات اور دل میں اٹھے سوال کے جواب میں تعید چاہ رہا تھا---

نہیں----کیونکہ شیر کو میں نے ہی کہا تھا----

کیا!!!!!

ہمم --

پر کیوں ؟

بدلہ جانی ----یاد ہے نا اس نے مجھے تھپڑ مارا تھا ایک بار تو میں معاف کر دیتا پر دوسری بار جان بوجھ کر دوہرائی گئی غلطی میں ہرگز معاف نہیں کرتا---احمر سنجیدہ تاثرات سے حسان کو دیکھتا سرد آواز میں بولا---

تم نے بدلہ لے تو لیا اس سے نکاح کر کے اب اس سب کی کیا ضرورت تھی ۔تو اچھے سے شیر کو جانتا ہے کتنا خطرناک ہے وہ ----حسان نے آخری کوشش کی --

ہم سے زیادہ نہیں، اور ابھی تو بدلا شروع ہوا ہے ختم نہیں ----احمر نے اس کو کافی کی جانب اشارہ کیا ---

وہ مر جائے گی یار---حسان نے کپ پرے دھکیلا اور اسے گھورا---

میں مرنے نہیں دوں گا---پر اسے سزا بھگتنی پڑے گی ----

احمر دلکشی سے مسکرایا تھا----

شیر نے اگر بھابھی کو ٹارچر کیا تو----

کرنے دو----

تجھے زرا دکھ نہیں---؟؟؟

نہیں---

میں بھابھی کو لے کر آؤں گا--حسان اس کی نہیں نہیں کے جواب سے تنگ آتا اپنی جگہ سے اٹھا تھا--

شوق سے جاؤ۔۔اگر وہاں سے بچ گئے تو مجھ سے نہیں بچ پاؤ گے۔۔

ٹھیک ہے پھر میں بتاتا ہوں سمیر بھائی کو کہ ایمان بھابھی کو شیر نے کڈنیپ کر لیا ہے۔۔۔

اگر تم نے بتایا تو میں شانی سے بولوں گا وہ ماہم کو کڈنیپ کر لے ۔۔۔۔اور پھر میں بتاؤں گا سالے صاحب کو کہ شانی ماہم بھابھی کو کڈنیپ کر چکا ہے ،اس کے بعد جو ہوگا وہ تو تم اچھے سے جانتے ہو ۔۔۔۔احمر نے اپنا پتا پھینکا کہ حسان لال بھبھوکا ہو کر رہ گیا۔۔۔

تمہارے اس جاسوس شانی کا کچھ کرنا پڑے گا ۔۔۔احمر نے دانت پیسے۔۔۔

خبردار اسے کچھ کہا تو ۔۔۔۔حسان نے گھورا اور کھڑے کھڑے ہی کپ لبوں سے لگایا۔۔۔۔

احمر مسکرایا جانتا تھا کہ وہ کبھی نہیں بتائے گا صرف اسے اپنے تئیں دھمکی لگا رہا ہے ۔۔۔۔

-----------------------

کیسی ہو میڈم۔۔۔؟؟؟وہ لاؤنج میں آکر اونچی آواز میں بولا جو صوفے پر بیٹھی فون میں مگن تھی ۔۔۔

جازب تم۔۔۔۔۔اس نے آواز پر سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ہی وہ گورا چٹا لبوں پر مسکراہٹ سجائے بلیک جینز پر بلیک اور ییلو کمبینیشن کی ہڈی پہنے ایک ہاتھ پاکٹ میں ڈالے دوسرے سے کی کو انگلی پر گھما رہا تھا۔۔۔

کیوں برا لگا ہے کیا میرا آنا۔۔۔!!اس نے کی کو ہوا میں اچھال کر کیچ کیا اور ساتھ ہی استفسار کیا۔۔۔

ارے نہیں برا کیوں لگے گا بس حیران ہوں ۔۔۔وہ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

حیران کیوں جناب ؟؟؟

وہ اس کی جانب قدم بڑھاتا بولا۔۔۔۔

کہ تم وہ بھی میرے گھر آئے۔۔۔۔ سجل نے آنکھیں بڑی کر کے کہا۔۔

ہاں ہاں کہہ دو کہ بن بلائے مہمان ۔۔۔۔وہ اس کے سر پر ہلکی سے دھپ رسید کرکے صوفے پر بیٹھا اور سجل مسکرا دی ۔۔۔۔

جب سے سمیر سے شادی ہوئی تھی جازب نے اس سے کبھی کوئی شکوہ نہیں کیا تھا نا کوئی بحث کی تھی اور نا ہی کبھی وہ ٹاپک اس کے سامنے دوہرایا تھا پر سمیر کو جلانے کے لیے وہ سجل کے اردگرد گھومتا رہتا اس کی آنکھوں میں شرارت کے ساتھ سمیر سے کے لیے غصہ ہوتا تھا۔۔۔

ہو تو واقعی ہی بن بلائے۔۔۔۔

اچھا پھر میں چلا جاتا ہوں ۔۔۔۔

میں نے جانے کا کب بولا۔۔۔ تم بھی نا،،، یہ بتاؤ گھر سب

کیسے ہیں شہلا کا کیا حال ہے ۔۔۔۔اور تم آفس نہیں گئے۔۔۔؟؟

گیا تھا آج کام زیادہ نہیں تو دوست سے ملنے جا رہا تھا سوچا آج تمہیں اپنے درشن کرواتا جاؤں اور کرتا جاؤں۔۔۔۔۔جازب اس کے گھر کو دیکھتا مصروف سا بولا۔۔۔۔

بہت شکریہ آپ نے ہمیں اس قابل سمجھا۔۔۔ سجل نے طنز کیا جو چار سالوں میں پہلی بار اس کے گھر آیا تھا، بیٹھو تم میں چائے لے آتی ہوں ۔۔۔۔

نہیں چائے شائے پھر کبھی رکھو ابھی میں چلتا ہوں ۔دوست انتظار کر رہا ہے ۔۔

جازب اٹھ کھڑا ہوا ۔۔۔۔

ارے پر۔۔۔۔تم ایسے نہیں جا سکتے۔۔۔۔ سجل پریشان سی بولی۔۔۔

آؤں گا نا جب سمیر صاحب گھر ہوں گے ابھی چلتا ہوں اور چھوٹے کو میرا پیار دینا ۔۔۔چھپکلی ۔۔۔۔

جازب کہتا باہر کی جانب بڑھا۔۔۔۔

اس کی گاڑی گیٹ سے باہر نکلی اور سمیر کی اسی رفتار سے اندر داخل ہوئی وہ جازب کو دیکھ چکا تھا یکدم سے اس کا خشگوار موڈ فوق ہوا تھا اور چہرے پر سنجیدگی طاری ہو گئی۔۔۔۔

وہ تیزی سے گاڑی سے اتر کر ٹھاہ کی آواز سے دروازہ بند کرتا لہو رنگ آنکھیں لیے اندر بڑھا ۔۔۔۔

\-------------------------

سجل۔۔۔۔۔سمیر کی سرد آواز لاؤنج میں گونجی۔۔۔

سمیر آپ اتنی جلدی آگئے آج۔۔۔۔۔!!

سجل جو سومی سے کال کرنے کا ارادہ رکھتی تھی کہ وہ صبح ہی سمیر کے ساتھ اپنی نانی نانے کے پاس چلا گیا تھا سمرینہ بیگم نے کہا تھا کہ وہ سومی کو ملوانے لے آئیں سجل کا نہیں کہا کیونکہ وہ سمیر کا جواب جانتی تھی جو پہلے فرست میں انکار کرے گا اور اس انکار کی وجہ جازب تھا۔۔۔ سمیر کی پکار پر اسے دیکھ کر تعجب سے استفسار کیا۔۔۔

وہ کیا کر رہا تھا یہاں ؟؟؟

سمیر آنکھوں میں سرخی اور چہرے پر برفیلے تاثرات لیے سجل سے سؤال کیا۔۔۔۔

کون ۔۔۔۔۔ جازب !!!

سجل کو پہلے تو سمجھ نا آئی پھر چونک کر جازب کا حوالہ دیا۔۔۔۔

جبکہ سمیر اس سے دو قدم کی دوری پر کھڑا اسے ہی گھور رہا تھا ۔۔۔۔

اس کے اندر خون کھول رہا تھا کہ جازب جاتے ہوئے آگ لگانے سے بعض نہیں آیا تھا اور بڑے دلفریب انداز میں مسکرا کر سمیر کو آنکھ ونک کی تھی جس کی بنا پر سمیر کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا ہوا تھا۔۔۔۔

کیا کرنے آیا تھا وہ ڈوگی یہاں۔۔۔؟؟؟

سمیر گرجا ۔۔۔

سجل پہلے تو اپنی جگہ سے اچھلی پھر خفگی سے سمیر کو گھورا۔۔۔

گھورنا بند کرو اور جواب دو -----۔ سمیر اس کی بڑی بڑی آنکھوں کو مزید بڑا ہوتے دیکھ جھڑک گیا---

ملنے آیا تھا--- سجل ممنائ---

کیوں ؟؟؟کیوں آیا تھا وہ ملنے ---!!!

میں خود حیران ہوئی اسے یہاں دیکھ کر ----

سمیر نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر یہاں وہاں چکر کاٹنے لگا ----

وہ جانتا تھا سجل سچ کہہ رہی ہے جازب کی چالاکی سے آنکھ ونک کا مطلب وہ سمجھ چکا تھا کہ سمیر بھڑک کر سجل سے پوچھے گا اور پھر اس پر الزام لگائے گا لڑے گا اور پھر دونوں کے اعتماد کو چوٹ پہنچے گی ---پر سمیر اچھے سے اس کی شیطانی چالیں جانتا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا جازب کو اپنے ہاتھوں سے فوت کر دیتا ----

پانی پلاؤ مجھے ----

سجل سے سہمی کھڑی تھی اس کی کہنے پر فوراً کچن کہ جانب بھاگی۔ اور کچھ ہی دیر میں پانی لے آئ---

سمیر نے اس کی طرف دیکھے بغیر گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا اور ایک ہی سانس میں پانی حلق میں اتارا جیسے غصہ پی رہا ہو-----

کیا کہا اس نے ---اب کی بار اس کے لہجے میں نرمی تھی ----

سجل نے اس کے ساتھ ہوئی ساری گفتگو گوشوار کر دی---

ہممممم---- اب اگر وہ گھر آئے تو تم اس سے کوئی بات نہیں کرو گی ممکن بناؤ کہ تم اسے یہاں آنے سے منع کرو---ایمان گھر ہے نہیں اور تم اکیلی ہو گی مجھے اس کی موجودگی پسند نہیں وہ بھی اس شخص کی جو میری بیوی سے شادی کرنے کا خواہش مند تھا۔اتنی ہی اس کے اندر خواہش جاگی ہے حال احوال کی تو میری موجودگی میں ائے--- سمیر نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا-----

سجل نے سر ہلایا کہ وہ۔اس کی جنونی طبیعت سے واقف تھی----

پر ایمان کہاں گئ وہ تو یونیورسٹ گئی ہے نا----!!

وہ بابا(کمال) کے گھر گئی ہے کچھ دن وہیں رہے گی--- سمیر کہتا صوفے سے اٹھا--

سمیر ایسے کیسے-----اس سے پہلے سجل کچھ کہتی سمیر نے اسے باہوں میں اٹھا لیا----

یہ کیا کر رہے ہیں ؟؟وہ حیرانگی سے پوچھ بیٹھی ---

کمرے میں چل کر بتاتا ہوں ---- سمیر نے قدم بڑھائے---

نیچے اتاریں --- سجل نے احتجاج کرنا چاہا جب سمیر نے رک کر ایسی نظروں سے دیکھا کہ سجل کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ڈور گئی---

وہ اسے کمرے کے وسط میں اتار کر پیچھے مڑا اور دروازہ لاک کیا---

سجل کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا ----

کپڑے نکالو میرے ---- سمیر حکم دیتا واشروم بند ہو گیا ---

سجل نے کپڑے نکال کر اسے واشروم کے بند دروازے سے پکڑائے اور بیڈ پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی کچھ دیر بعد سمیر شرٹ لیس سا پینٹ پہنے باہر آیا اور تیز تیز ہاتھ چلاتا بال خشک کرتا ٹاول کو صوفے بہت اچھال کر اس کی جانب بڑھا ----

سمیر ایمان ----,,,

سجل کی بات بیچ میں ہی رہ گئی جب سمیر نے اچانک سے اس کے لبوں کو قید کر لیا اور ہاتھ بڑھا کر اس کا دوپٹہ نکال کر فرش پر پھینک دیا -----

سجل بنا کسی احتجاج کے اس کی قید میں کھڑی تھی اور وہ جی بھر کر خود کو سیراب کر رہا تھا --- اس کے انداز بتا رہے تھے کہ وہ غصے میں ہے ---- جازب کا غصہ ہی تو تھا اسے کہ وہ شدت لٹاتا پیچھے ہوا اور اسے بیڈ پر دکھا دے کر اس کے اپر جھکا -----

سجل میں سکون چاہتا ہوں ----- سکون دو مجھے ---- اس وقت میں کوئی اور بات نہیں سننا چاہتا --- سجل ۔کو منہ کھولتا دیکھ وہ بولا اور اس کے لبوں کو ہلکا سا چھو کر پیچھے ہوا ---

سجل گہرے سانس لے کر اپنا تنفس برقرار کر رہی تھی کہ سمیر نے اپنے دہکتے لب اس کی گردن پر رکھے

----

سجل کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا اس نے سمیر کی گردن میں بازوؤں ڈال۔دیے کہ فلوقت اس کی مزاحمت اس کے حق میں بری ثابت ہو سکتی تھی ----

اور سمیر اس پر جھکا اس کا پور پور اپنی محبت سے مہکانے گا---

اس کا غصہ جو ہائی پیمانے پر پہنچا ہوا تھا سجل کی قربت پر جھاگی کی طرح بیٹھ گیا تھا----

سمیر کی ممنانیاں بڑھتی جا رہیں تھیں اور سجل ہمیشہ کی طرح اس کی لمس سے معتبر ہوتی اس کی باہوں میں بکھرتی جا رہی تھی -----جسے وہ بڑی چاہت باور محبت سے خود میں سمیٹ رہا تھا----

------------------

جازب گاڑی میں فل میوزک ان کیے ساتھ ساتھ سر ہلاتا فل سپیڈ سے گاڑی اڑا لے جا رہا تھا-- اس کے لبوں پر شریر سی مسکراہٹ رقصم تھی ----

نظروں کے سامنے سمیر کا لال بھبھوکا چہرہ گھوم رہا تھا جو اس کے چہرے پر چھلکتے اطمینان کا واضح ثبوت تھا وہ انجوائے کرتا مسلسل مسکرا رہا تھا---

گاڑی میں ڈسٹنس لو zher vibe کا پنجابی سونگ فل والیم میں دھمک پیدا کرتا چل رہا تھا---

روز روز مل نو جی کرے

دس دل کی کرے بہت ہویاں گلاں فون توں،،،،،،

انج لگے کھورے کنے،،،،،،

ہو گئے اے نے سال باویں ٹپیا ہی ویک ایک اور نی،،،،،

اک واری آکھے سینا چیر کے ویکھا دیاں

جے آکھیاں دل وچ چور نی----

اوپن تے چھڈے دویں میسج تو میرے،،،،،

جزباتاں اتے کردی نا غور نی

جازب بھی ساتھ ساتھ اونچی آواز میں گا رہا تھا

آج تک اچی نوی کسی دی نا سنی،،،،،

کلا تیرے آگے چلدا نا زور نی

نینا دے نیڑے وے دل دے بنیرے تے بیٹھی روہیں یارا ساری عمر،،،،،،

راہوں میں باہوں میں بچ کے نگاہوں سے دنیا جانے تجھے کہیں نظر،،،،،،،

ٹھاہ'''''اور یہ جازب کی ساری مستی بھک سے اڑی ---

اس نے جیسے ہی سٹیرنگ کو موڑ کاٹنے کے لیے گھمایا اسے وقت اس کی گاڑی سامنے والی گاڑی سے ٹکرائی---

اس نے بوکھلا کر فوراً سے گانا بند کیا اور تن فن کرتا نیچے اترا ---

تمہیں تمیز نہیں گاڑی چلانے کی نکلو باہر----

وہ باہر کھڑا ہوکر گرجا ----

کہ اندر بیٹھی رمشا اس کی گرج پر باہر نکلی---

کیا ہے کیوں چلا رہے ہو؟؟؟

اوو بی بی کو نیند سے جگایا دیا اتنا غصہ -----جازب نے اس کی بات پر طنز کیا ----

جب گاڑی چلانی نہیں آتی تو کس خوشی میں چلا کر دوسرے کی جان خطرے میں ڈالتی پھر رہی ہو ؟؟؟؟-----

جازب نے گھورا---

اے ے ے سب سے پہلے تو بھاشن دینا بند کرو تم نے غلط موڑ کاٹا---رمشا گھبرا کر بولی---

اب تم سیکھاؤ گی جس کی عمر ابھی ٹوائے سے کھیلنے کی ہے -----جازب نے اس کی گاڑی کو غلط وے پر دیکھا اور ساتھ اشارہ کیا ---

رمشا نے لبوں پر زبان پھیری---ہاں تو کبھی کبھی ہو جاتا ہے میں شارٹ راستے سے جا رہی تھی مجھے کیا پتا آگے آنکھوں سے محروم شخص گاڑی چلا رہا ہے -----

وہ جہاں کھڑے تھے وہاں رش نا ہونے کے برابر تھا----اس لیے کوئی ان کی طرف متوجہ نا ہوا---

اووووو میک اپ کی دکان میں اپنی سائیڈ پر ہوں -----اور تم غلط پر -------ابھی تمہیں کھلونے سے ٹریننگ لینی چاہیے---

مس چلتا پھرتا پالر------

اس کی بات پر تو رمشا کے آگے ہفت و اقلیم چھا گئے----

تم ڈائنوسار کے منہ والے ---- تم تو دیکھ رہے تھے نا بریک لگا لیتے ----مجھے جلدی تھی اس لیے ہو گئی غلطی---

تمہاری جلدی کے چکر میں میری گاڑی تو گئی تھی نا آج کام سے -----

گئی تو نہیں نا اب گاڑی ہٹاؤ سامنے سے ---

جازب تو اس کے نکھرے دیکھ کر عش عش کر اٹھا تھا---

بلکل نہیں -----

کیوں؟؟؟

میں پولیس کو فون کرتا ہوں کہ تمہیں گرفتار کریں تم لوگوں کی جان کی دشمن بنی پھر رہی ہو---!!

توبہ توبہ جھوٹے انسان ----ایک چھوٹی سی ٹکر پر واویلا مچا رہے ہو----

رمشا تو اس کے الزام پر تپ اٹھی----

تبھی جازب کا فون بجا----

ہیلو ----ہاں بول--- آرہا ہوں -----دس منٹ تک ایک میک اپ کی دوکان نے رولا ڈال دیا ہے----

جازب کو فون کی طرف متوجہ دیکھ کر رمشا جلدی سے گاڑی میں بیٹھی اور اس کے پاس سے زن سے بھاگا لے گئی---

جازب کے متوجہ ہونے تک وہ دور جا چکی تھی----

اور جازب نے گھور کر اسکی گاڑی کو دیکھا--

اسٹوپڈ پالر ،،،اس کے میک اپ سے لدے چہرے کو سوچ کر وہ بڑبڑایا اور خود بھی گاڑی میں بیٹھ کر ڈرائیو وے پر ڈال دی اور اپنا آدھا گانا پھر سے پلے کردیا-----

شام کے سائے پھیلنے لگے تھے بڑا دلفریب اور سکون پہنچانے والا موسم تھا ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی جو سردیوں کے شروعات کا پتا بتا رہی تھی اس پر ڈھلتے دن کا نظارہ مزید خوبصورت لگ رہا تھا---سورج رفتہ رفتہ مغرب کی جانب رواں تھا یہ دن کا تقریباً چار ساڑھے چارب بجے کا وقت تھا جب شہزادوں کی سی آن بان والا برھان درانی ہمیشہ کی طرح وجیہ پرسنیلٹی کے ساتھ بقول زرش کے اس کا رومن رنگ گہری کالی آنکھوں کو سن گلاسز کے پیچھے چھپائے بلیک تھری پیس میں ملبوس بلیک ہی شو پہنے گاڑی سے اترا۔

اور آنکھوں سے سیاہ سن گلاسز اتار کر ملازم کو دیا جو اس کی گاڑی دیکھ کر فوراً اس کی جانب بڑھا اور گاڑی سے اس کا سامان نکالنے لگا تھا--- وہ کان میں لگے ائیر پوڈ سے دوسرے طرفین کی بات سننے لگا نظریں مسلسل فون کی سکرین پر مرکوز کیے وہ خراماں خراماں چلتا داخلی دروازے کی جانب بڑھا جبکہ اپنے کمرے کی بالکنی سے جھانک کر دیکھتی زرش کے دل کی دھڑکن معمول کی رفتار سے بڑھی تھی-- وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ برھان کو اندر جاتا دیکھ رہی تھی ---دل کو ایک دھڑکا سا لگا تھا کہ جس کو دیکھے بغیر زرش کا دن نہیں ہوتا وہ کسی اور سے محبت کرتا ہے ---ہاں یہ سچ ہی تو تھا اس کو موجودگی میں وہ چوری چوری اسے دیکھتی اور جب وہ نا ہوتا تو موبائل میں رکھی اس کی تصویر دیکھتی ---اور پھر دیوانہ وار دیکھی جاتی--اس کو دیکھ کر ہزاروں لڑکیاں اس کے ساتھ کی تمنا کرتی تھیں دی بزنس ٹائیکون برھان درانی جس کی اپنی بیوی اس پر فدا

تھی وہ کسی اور سے محبت کرتا تھا---یہ احساس ہی زرش کو جھنجوڑ کر رکھ دیتا---زرش بجھے تاثرات لیے واپس کمرے میں آگئی------

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت

کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

برھان کو دیکھ کر احمر کی شرارتی رگ پھڑکی ،وہ تھوڑی دیر پہلے ہی آیا تھا ہے ے ے ے ے جان من کہتا بی جی کے سر پر بوسہ دیتا ہمیشہ کی طرح صوفے پر لیٹ کر بی جی کی گود میں سر رکھ کر اپنے باپ وجاہت صاحب کے نت کے تانے طنز سنتا ڈھیٹوں کی طرح مسکرا رہا تھا اور وجاہت صاحب گھور کر اسے احساس دلانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے اور احمر دانت نکالتا وجاہت صاحب کو اور آگ بگولہ کر گیا تھا اس سے پہلے کی جنگ چھڑتی اس کے آغاز سے پہلے ہی برھان کا سلام کرنا اختتام کر چکا تھا کہ احمر نے لیٹے لیٹے ہی شگوفہ چھوڑا---

برھان اس کی بات پر ہلکا سا مسکراتا ان کی جانب بڑھا---

کیسے ہیں ڈیڈ طبیعت کیسی ہے ---برھان وجاہت صاحب کے گلے ملا ---

بیٹا میری طبیعت اس وقت ٹھیک ہو گی جب یہ نالائق آفس جائے گا اور اسے بھی ایک کامیاب انسان بنتا دیکھوں گا---

واہ ڈیڈ،،،، دی ریسر،دی باکسنگ چیمپئن ،دی باسکٹ بالر چیمپئن احمر درانی ابھی بھی نالائق ہے کیا جس کے باہر کی کنٹری میں بھی ایک جانا مانا نام ہے -----احمر نے تسلی سے باپ کی پریشانی دور کرنا چاہی ----

یہ شوق فرضی ہے اپنے بھائی کو دیکھو سیکھو کچھ اس سے ---وجاہت صاحب سچ میں گڑبڑا گئے اور احمر کو جھڑکا---

ڈیڈ ------میں کس لیے ہوں اسے کرنے دیں جو اس کا دل کرتا اور اس کا بھائی ہمیشہ اس کے ساتھ کھڑا ہے مجھے کوئی پروبلم نہیں ڈیڈ آپ بھی غصہ مت کیا کریں چھوٹا ہے اس کی خواہش پوری کرنا برہان درانی پر فرض ہے ---

جبھی احمر آگے بڑھا اور برہان کے سینے سے لگا-----

جبکہ بی جی خاموش مسکراتی ان باپ بیٹوں کی محبت اور نوک جھوک دیکھ رہی تھی ---

برہان احمر کے بال بگاڑ کر بی جی کہ جانب بڑھا ---

ہمیشہ کی طرح بی جی نے برہان کے لیے ڈھیروں دعائیں کر ڈالیں ----

اور پھر احمر برہان کو ایک ساتھ اپنے ساتھ لگایا----

میرا بیٹا جاؤ آرام کرو کچھ دیر ----بی جی نے برہان کے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا کہ برہان کی نظریں کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں پر وہ پوچھ نہیں سکتا تھا----

وہ سر ہلاتا وہاں سے اٹھا-----

میں بھی تھوڑی دیر ریسٹ کروں گا----احمر بھی اعلانیہ کہتا اپنے کمرے میں چلا گیا----

اور وجاہت صاحب اپنے دوست سے ملنے چلے گئے---اوربی جی ملازمہ کو ہدایت دیتی کھانا تیار کروانے لگی------

-----------------------

برہان جیسے ہی کمرے میں آیا ایک کھنکتی آواز کانوں سے ٹکرائی ----

زرش فون کان سے لگائے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی مسکرا کر بات کر رہی تھی ---

بالکنی سے ہٹ کر وہ اپنے کمرے میں آئی اسی وقت سمرینہ بیگم کی کال آنے لگی زرش سر جھٹک کر فون کی طرف متوجہ ہو گئی اور سب سے بات کرنے لگی اور اب سومی سے بات کر رہی تھی کہ اس کی توتلی زبان میں کی گئی بات پر زرش کھلکھلا رہی تھی جسے صحیح سے بولنا نہیں آتا تھا وہ اپنی آنی سے شکایت لگا رہا تھا اور نکھرے دیکھا رہا تھا---زرش تو عش عش کر اٹھی اس ننھے پیکٹ کے دھماکوں پر----

برہان کو وہ واقع یاد آیا جب زرش ایمان کو جان کہہ رہی تھی اور اسے رومن رنگ ایک محسور کن مسکراہٹ لبوں پر رقصاں ہو گئی---وہ فون پوکٹ میں ڈالے اس کے پیچھے کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھا کر فون لے لیا---زرش گھبرا گئی اور فون لینے والے کو پیچھے پلٹ کر دیکھا تو اسے اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا ----

زرش فوراً سے اٹھ کھڑی ہوئی----جب برہان نے اس کی سمت قدم بڑھائے---وہ بلیک کلر کا فراک پہنے بہت پیاری لگ رہی تھی لبوں پر ریڈ لپسٹک لگائی ہوئی اور بال ہمیشہ کی طرح میسی جوڑے میں قید تھے کچھ لٹیں چہرے کے اطراف جھول رہی تھیں کانوں میں پہنے ڈائمنڈ کے ٹاپس اور ناک میں پہنی بالی جوکہ برہان

کے جانے کے بعد اس نے پہنی تھی وہ انتہا کی پیاری لگ رہی تھی کہ برہان اسے دیکھتا رہ گیا اور سب بھولے قدم اس کی طرف بڑھائے جو اب سر اٹھا کر مسلسل اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی -----اس نے فون بیڈ پر پھینکا اور زرش کو کچھ بھی سمجھنے سے پہلے اس کے بال آزاد کر چکا تھا--کہ کسی آبشار کی طرح اس کی پشت پر جھول گئے اور کچھ چہرے کے اطراف پھیل کر اسے چھپانے لگے--

زرش یکدم بوکھلائ اور چہرے سے بال پیچھے ہٹائے جب برہان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی جانب کھینچا-----

وہ لہرا کر اس کے سینے سے آلگی تھی-----

کیسی ہو ؟؟؟

دوسرا ہاتھ بھی اس کی نازک کمر میں ڈالے اس کے کان کے قریب جھکا----

ٹھیک ہوں ---آپ کیسے ہیں؟؟--وہ مزاحمت کرتی بولی ----اسے حیرت ہو رہی تھی کہ کیا یہ واقعی برہان درانی ہے----

اس کی حرکت پر برہان نے غور سے اس کی زور آزمائی دیکھی----

اتنا اہتمام ؟؟؟

وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا---کہ زرش کی مزاحمت کو بریک لگی اور دھک دھک کرتے دل سے برہان درانی کو دیکھا ----

وہ وہ اس کی بات سمجھ کر زرش سرخ ہوئ اور بال کان کے پیچھے اڑیس کر یہاں وہاں دیکھتی بہانہ بنانے لگی---اہتمام تو بہت خاص اور دل سے کیا گیا تھا کہ جب بی جی نے کہا اور وہ پورے من سے اپنے شوہر کے لیے تیار ہوئی تھی ---

بہت خوبصورت لگ رہی ہو ----برھان نے اس کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا اور اس کے بالوں کی خوشبو اپنے اندر اتارتا خمار زدہ آواز میں بولا----

زرش اس کی قربت پر لال ٹماٹر ہوتی چہرہ جھکا گئی----

بی جی نے کہا تھا---وہ اپنے ہاتھوں سے اس کے کندھوں کو تھام کر فاصلہ قائم کرتی پھنسی پھنسی آواز میں بولی----کہ اس سے بولنا محال ہو گیا تھا---

کیا؟؟؟.

برھان کو اپنی چھوٹی سی بیوی کو یوں دیکھ کر ہنسی آگئی جس کی صورت اب رونے جیسی ہو گئ تھی کہ اس کی انگلیاں زرش کے پشت پر حرکت کرتی اس کے اندر کرنٹ برپا کر رہی تھیں اور وہ گہرے سانس لیتی رونے جیسی ہوئی کھڑی تھی ---

بی جی نے کہا تھا تیار ہونے کو ----زرش اس کی شرٹ کو مٹھی میں جکڑ کر کانپتی آواز میں بولی---

بی جی کی مہربانی ہے یا آپ کی کرم نوازی اس استقبال پر ان کا بھتیجا اور آپ کا شوہر بہت مسرور ہوا ہے انعام دینے میں دیر نہیں لگائے گا کہتے ہی برھان دل میں امڈتی خواہش پر لبیک کرتا اس کے لال رنگ سے

رنگے یاقوتی لبوں پر جھکا ---اور پوری شدّت سے ان کو اپنے عنابی لبوں کی قید میں لیا تھا کہ زرش کی آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھل گئی تھیں اس کا دل جیسے ہتھیلیوں میں دھڑکنے لگا تھا کچھ ہی دیر میں اسے اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا کہ برہان اس کی سانسیں خود میں کھینچ کر اسے ادھ موا کر گیا تھا وہ تو جیسے پیچھے ہٹنا ہی بھول گیا تھا---اور اب دنیا جہاں سے بے خبر زرش کی قربت کا سرور سر چڑھ کر بول رہا تھا کہ وہ جذبات کے ہاتھوں ضبط کھوتا اپنی پیاس بجھانے کے لیے جھکا تھا---اور زرش کی جان پر بنی تھی ---

برہان اسے سختی سے خود میں بھینچے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر سہارا دیے اور دوسرا اس کے سر کے پچھلے حصے پر رکھ کر لبوں پر جھکا مدہوش ہو چکا تھا--زرش بے جان سی ہو گئی اس کی شدت کے آگے سانس رک جانے پر وہ آنکھیں موندنے کو تھی کہ برہان کو اس پر رحم آ ہی گیا جب پیچھے ہٹا اور اگلا ہدف اس کی گردن تھی وہ گردن پر جھک کر جا بجا اپنا لمس چھوڑتا زرش کو سمٹنے سہمنے شرمانے پر مجبور کر گیا ----برہان کی منمانیاں بڑھتی اس سے پہلے زرش نے اس کے سینے پر دباؤ ڈالا -----برہان نے سر اٹھا کر مخمور آنکھوں سے اس کو دیکھا زرش نے تنفس بحال کرتے نا میں سر ہلایا کہ وہ اور اس کو نہیں جھیل سکتی برہان گہری نظروں سے اس کے چہرے کے نقوش کو دیکھ رہا تھا زرش کی لپسٹک پھیلی ہوئی تھی چہرہ سرخ گلاب کی مانند ہو چکا تھا آنکھیں بھی بھیگی ہوئی تھیں بال بکھرے ہوئے تھے دوپٹہ کندھے پر جھول رہا تھا اور وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھے دھڑکن معمول پر لانے کی کوشش کر رہی تھی ---

اس کی تیاری بگاڑ کر برھان دلفریب انداز میں مسکرایا ---اور پھر سے جھکنے لگا تھا کہ زرش نے دھکا دیا برھان نے خود کو ڈھیلا چھوڑا ہوا تھا جبھی اس کے دھکیلنے پر انچ بھر ہلا اور زرش بکھرے حلیے سے باہر کی جانب بھاگی ---

اس کے حلیے کی پیش نظر برھان نے روکنا چاہا پر وہ دروازہ پار کر گئی----

برھان مسکراتا مرر کے سامنے آیا اور ٹشو بوکس سے ایک ٹشو نکال کر اپنے شنگرفی لبوں پر پھرا جہاں زرش کی لپسٹک کے نشان تھے ----

برھان جو اتنے دنوں سے چڑچڑا ہوا ہوا تھا کہ اس کی نظروں کے سامنے زرش کا موم کیسا سراپا چھم سے آجاتا---اور وہ بھنا اُٹھتا --- برھان خود کو کام میں الجھائے رکھتا تھا ----وہ زرش پر سخت برہم تھا جو اسے ڈسٹرب کر رہی تھی اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ جا کر زرش کی اچھی خبر لے گا پر یہاں آکر زرش کو خود کے لیے تیار دیکھ کر اتنے اچھے ویلکم پر برھان دل و جان سے راضی ہوا تھا وہ اس کی تیاری کی تعریف اور شکریہ اپنے انداز سے کر چکا تھا کہ اب وہ ریلیکس فیل کر رہا تھا---

برھان انگوٹھے سے شیو سہلاتا ایک نظر خود پر ڈال کر ڈریسنگ روم میں گم ہو گیا----

زوہیب گھر آیا تو جازب اور شہلا کے سوا باقی سب لاونج میں بیٹھے تھے ----فواد صاحب اور جواد صاحب اپنے نواسے سومی کے ساتھ کیرم بورڈ کھیل رہے تھے سمرینہ بیگم اور صوفیہ بیگم ساتھ بیٹھی ان کی گیم دیکھنے کے ساتھ ہلکی پھلکی باتوں میں مگن تھیں---

اسلام علیکم ---زوہیب نے سب کو سلام کیا---

وعلیکم السلام---سب نے جواب دیا وہ اس کی آمد پر حیران ہونے کے ساتھ خوش بھی ہوئے تھے کہ زوہیب نے شہلا کے سوا کسی کو آنے کی خبر نہیں دی تھی ----

ماموں---سومی خوشی سے چیختا زوہیب کے ساتھ لپٹ گیا--

اووووو چیمپ ---

زوہیب نے فوراً سے ہائی فائی کیا اور جھک کر سومی کو اٹھا لیا---

جھولے دو زیبی ماموں---سومی نے فرمائش کی---

پہلے کس کرو -----زوہیب نے پیار سے اس کے گال پر لب رکھتے کہا --

سومی نے ننھے ہاتھوں میں زوہیب کا چہرہ تھام کا دائیں بائیں گال پر کس کر ڈالی---

اس کی معصوم ادا پر سب مسکرا دیے اور زوہیب سومی کو ہوا میں اچھالنے لگا---

ہاہاہاہاہاہا ماموں اور تیز-----

سومی کھلکھلاتا بولا---

اچھا بچو اور تیز ----زوہیب نے اب کی بار اس کو گدگدی کی کہ سومی کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا---

جبھی زوہیب چٹاچٹ اس کے گال چومتا باقی سب کی طرف متوجہ ہوا اور اسے یوں ہی اٹھائے ہوئے سب سے ملا ----

جازب کہاں ہے نظر نہیں آرہا---؟

بیٹا وہ تو ابھی آیا نہیں ---

ہمم اور شہلا---؟؟

وہ اپنے کمرے میں ہو گی----

زوہیب نے سر ہلایا----

بیٹا میں تمہارا شکر گزار ہوں میں جانتا ہوں شہلا غصے کی تیز ہے جزباتی ہے ہر دل کی بہت اچھی ہے نجانے اس سے یہ غلطی کیسے سرزد ہو گئی---

جواد صاحب ندامت سے بولے---

میں جانتا ہوں تایا جان آپ پریشان مت ہوں میں کبھی آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گا ---اور شہلا کے ساتھ میں سختی برت کر اس کا ہی فائدہ چاہتا ہوں ----مجھے غلط مت سمجھنا آپ ----زوہیب نے ان کی فکر دور کر دی اور وہ سر ہلا کر خفیف سا مسکرا دیے----

سومی ماموں کچھ دیر میں فریش ہو کر آتا ہے پھر چیمپ کے ساتھ گیم کھیلیں گے ---

اوکے ---سومی جھٹ سے مان گیا اور زوہیب اسے فواد کی گود میں ڈال کر اپنے کمرے میں آگیا---

اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا کمرا بلکل خالی پڑا تھا اور شہلا کا نام و نشان تک نا تھا---

بندری اب چھپ کے بیٹھی ہے ---دیکھتا ہوں کیسے بچتی ہو مجھ سے ----

زوہیب بڑبڑایا اور ڈریس لے کر واشروم گیا--- کچھ دیر بعد فریش ہو کر وائیٹ شلوار قمیض میں ملبوس نہایت خوبصورت لگ رہا تھا---اس نے بال سیٹ کیے اور اپنا فیورٹ پرفیوم چھڑک کر کمرے سے نکلا ،رخ شہلا کے کمرے کی جانب تھا---

شہلا دروازہ لوک کیے اندر بیٹھی اسے کوس رہی تھی جبھی زوہیب نے ہینڈل گھمایا پر دروازہ لاکڈ ہونے کی وجہ سے نا کھل سکا----

دروازہ کھولو----زوہیب طیش میں بولا---

تمہارا کمرا ہے جو کھولوں----؟؟شہلا بھی بھنا اٹھی تھی ---

شہلا دروازہ کھولو میں آخری بار کہہ رہا ہوں ----

کس خوشی میں ---نکلو یہاں سے ---- بہانہ چاہیے بس میرے قریب آنے کا تمہیں ----اندر سے شہلا چیخی ---

تم اس لائق نہیں کہ میں تمہارے قریب آؤں میں تمہاری حرکتوں کے باعث تمہیں ٹریلر دیکھانے آیا ہوں۔۔۔اب خاموشی سے کھول دو اگر میں اپنے طریقے سے آیا تو تمہارے لیے ہی مشکل ہوگی۔۔۔

شہلا نے گھونٹ بھرا کہ وہ بد دماغ واقعی ایسا نا کر دے ۔۔۔

رکو دماغ سے عاری بندر۔۔۔

شہلا نے ڈرتے ہوئے دروازہ کھولا اور اس سے بچنے کے لیے سپیڈ سے واشروم کی جانب دوڑ لگادی ۔۔۔

پر وہ بھی زوہیب تھا اس نے اسی رفتار سے اسے بیچ دروازے میں ہی پکڑ لیا۔۔۔

کہاں سڑی بھنڈی۔۔۔زوہیب کے مضبوط بازو اس کی کمر کو مضبوطی سے جکڑے ہوئے تھے ۔۔۔

چھوڑو مجھے ۔۔۔شہلا نے اس کے ہاتھ جھٹکنے چاہے۔۔۔

تمہیں کیا لگا مجھ سے بچ جاؤ گی ۔۔۔بولو ۔۔۔

زوہیب نے گھما کر اس کی پشت اپنے سینے سے لگائی۔۔۔

زوہیب میں نے کہا چھوڑو مجھے تمہیں کوئی حق نہیں باربار میرے قریب آنے کا ۔۔۔نفرت ہے مجھے تم سے دور ہٹو شہلا یکدم پھٹ پڑی ۔۔۔

حق۔۔۔۔۔

تو چلو آج تمہیں بتاتا ہوں کہ میرا کیا کیا حق ہے ----

زوہیب نے اسے بازو سے پکڑا اور اپنے ساتھ گھسیٹے ہوئے کمرے سے نکلا---

وحشی جنگلی کیا تکلیف ہو گئ ہے اب چھوڑو مجھے ----میں تمہارا منہ توڑ دوں گی----

آواز نیچی رکھو نیچے سب بیٹھے ہیں----زوہیب لحظہ بھر رک کر سرد آواز میں بولا اور اسے لاکر اپنے روم میں چھوڑا-----اور دروازہ بند کیا----

بہت اکڑ ہے نا تم میں اب تمہاری اکڑ توڑنا مجھ پر فرض ہو چکا ہے ----

زوہیب اس کے کان میں پھنکارا---

میں چیخ پڑوں گی زوہیب چھوڑو مجھے درد ہو رہا ہے---اسے زوہیب کی انگلیاں اپنی کمر میں دھنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں---

تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں تمہیں دوسروں کی زندگیاں تباہ کرنے کے لیے آزاد چھوڑ دوں گا---میں نہیں جانتا کہ تم نے کیا کیا حربے استعمال کیے ہیں یہاں سے نکلنے کے اور تم کہاں جانا چاہتی ہو کیا ارادہ رکھتی ہو سب سے وقف ہوں ----

زوہیب نے ایک ہاتھ سے اسے بالوں سے پکڑ کر دوسرے سے اس کا جبڑا دبوچا----

شہلا نے نکلنے کے لیے اتنے جتن کیے تھے وہ تو اچھا ہوا تھا کہ زوہیب نے اس کا فون ہیک کر لیا تھا وہ جس سے جو بات کرتی اسے سب معلوم تھا----اور شہلا نے اپنی دوست سے کھل کر اظہار کیا تھا کہ وہ

سمیر کو چاہتی ہے اس کو سجل سے چھین کر رہے گی یہاں سے نکلنے کے بعد وہ کوئی بڑا ہنگامہ کرنے کا ارادہ باندھے بیٹھی تھی ---اور زوہیب اس کی چالاکیوں سے واقف سب کو چکنا کرچکا تھا---

تو -----میری مرضی ہے میں کیوں جاؤں جس سے تعلق رکھو تم اپنی بہن کی شادی شدہ زندگی بچا نہیں پاؤ گے سمیر کو تو میں حاصل---اس کی زبان کو بریک زوہیب کے بھاری ہاتھ نے لگائی--

چٹاخ------

زوہیب نے طیش کے عالم میں زوردار تھپڑ مارا کہ شہلا کا نچلا ہونٹ پھٹ گیا----

ایک مرد کے لیے یہ کم ہے کہ اس کی بیوی اسی کے سامنے دوسرے مرد کو حاصل کرنے کا ذکر کرے ----

دوسرا اس کی بہن کے پیچھے پڑ چکی تھی ---

اس وقت شہلا اسے کسی ڈائن سے کم نہیں لگی ---

تبھی اس کو بیڈ پر پٹخا---

دیکھتا ہوں کہ آج کے بعد کیسے تم یہ بکواس کرتی ہو---

تمہیں آزاد چھوڑنا خطرے سے خالی نہیں اس لیے ہمارے بیچ رشتہ کا احساس دلانا لازمی ہے ----

کہتے ہی زوہیب نے قمیض اتار کر دور پھینکا اور شہلا کے اوپر جھکا جو آنکھیں پھاڑے اسے ہی دیکھ رہی تھی ---

اس سے پہلے کہ شہلا اپنے ناخن اس کے سینے میں گاڑھتی زوہیب نے اس کے ہاتھوں کو بیڈ کے ساتھ پن کیا اور غصے اسے اس کے ہونٹوں پر جھکا ---

شہلا پھڑپھڑا کے رہ گئی----

اس نے شدید مزاحمت کی زوہیب کے سامنے سب بے کار گیا۔جب زوہیب نے ہاتھ بڑھا کر کمرے میں جلتی لائٹ آف کی اور پوری طرح سے اس کو خود میں قید کر کے پھر سے جھکا تھا----

شہلا کی ساری ہمت جیسے ختم ہو چکی تھی زوہیب کا سارا وزن اس پر تھا کہ وہ آنسوں بہاتی مزاحمت ترک کر گئی اور نا چاہتے ہوئے بھی اپنا آپ زوہیب کو سونپ دیا تھا---زوہیب فتح مندی سے مسکرایا اور اس پر اپنی شدتیں لٹانے لگا جو اس نے اپنی شریک حیات کے لیے رکھی ہوئی تھیں ---

جبکہ شہلا خاموش اس کی دسترس میں اس کے رحم و کرم پر پڑی تھی اور زوہیب اچھی طرح اسے رشتے کا احساس دلا چکا تھا اور اپنا حق بھی دیکھا چکا تھا---

کہ چاہ کر بھی شہلا اسے روک نا پائی اور وہ بڑی دیدہ دلیری سے حق وصول کرنے میں لگا تھا---

-----------------------

بوس شیر نے اس لڑکی کو کڈنیپ کر لیا ہے ---

میں نے ان کا پیچھا بھی کیا پر اچانک سے ان کی گاڑی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی---

بوس کا آدمی سر جھکائے بولا-----

شیر---مجھے پتا تھا یہ کچھ ایسا ہی کرے گا--پر مجھے وہ چڑیا چاہیے ہر حال میں ----بوس دھاڑا تھا کہ اب جب تک شیر نا چاہے وہ ایمان کو نہیں پا سکتا---اور ایسا کبھی ہوگا نہیں ----

بوس شراب حلق میں اتارتا انتہا کا غصے میں تھا---

شیر کو بلاؤ -----

جج جی بوس---

اس کا آدمی کہتا وہاں سے باہر نکلا مبادہ سر پھرا بڈھا اسے ہی نا مار دے ---

باہر نکل کر اختر نے برے طریقے سے بوس کو گھورا تھا

---------------------

اس نے مندی مندی آنکھیں کھولیں---سر بھاری سا محسوس ہوا--ایمان نے ایک ہاتھ سے سر کو تھاما--اسے محسوس ہوا کہ۔اس کا نقاب ابھی تک لگا ہوا ہے ----لمحے میں اس کے حواس بحال ہوئے اور خود کو انجان جگہ انجان کمرے میں پاکر یکدم اٹھ بیٹھی----

سکینڈ لگا تھا اسے یاد آنے میں کہ وہ یہاں کیسے آئ--

دوپہر سے شام اور اب رات ہونے کو آئی تھی --وہ بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دروازے کی جانب بھاگی ----

کوئی ہے ---دروازہ کھولو---بدتمیز لوفر غنڈے کیوں لائے ہو مجھے یہاں ---

تم سن رہے ہو دروازہ کھولو۔۔۔۔

ایمان چیخ رہی تھی پر اسکی پکار سننے والا کوئی نا تھا۔۔۔۔

اس نے دروازہ کھولنے کی بہت کوشش کی پر بیکار گئ کہ دروازہ کوڈنگ لاکڈ تھا جو شیر کی مرضی کے بغیر کھل نہیں سکتا تھا۔۔۔۔

وہ تھک ہار کر آنسوں بہاتی فرش پر بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔

اسے وہ وقت یاد آیا جب احمر نے اسی طرح کڈنیپ کیا تھا اور پھر اس سے نکاح کر لیا تھا نجانے اب یہ غنڈا کیا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔یہ سوچ کر ہی ایمان کی جان جارہی تھی ۔۔۔۔اسے شدت سے احمر اور سمیر یاد آئے۔۔۔۔

وہ آنسوں بہاتی انہیں پکار رہی تھی کہ اس کے دل۔کی آواز ان تک پہنچ جائے۔۔۔۔اور اس کی پکار کسی تک جا پہنچی تھی کہ احمر زرش سے ضروری کام کا کہہ کر وہاں سے نکلا۔۔۔

زرش نے منع بھی کیا کہ پہلے کھانا کھا لے پر وہ کیسے کھا سکتا تھا کہ ادھر اس کی مولانی کی نجانے کیا حالت تھی ۔۔۔۔اسے سزا دے کر خود کون سا سکون میں تھا اسے یہ سزا خود پر زیادہ بھاری پڑتی محسوس ہو رہی تھی

۔۔۔۔۔

وہ تیزی سے گاڑی لے کر نکلا اور زرش اس کی جلد بازی دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔

ایک امید کے تحت وہ کھڑکی کی طرف بڑھی ---اس روم میں کھڑکی بھی تھی ---اس نے شیشے کو ہٹانے کی بہت کوشش کی پر وہ بھی دروازے کی طرح ہی لاکڈ تھا----

وہ کھڑکی سے باہر کے منظر کو دیکھنے لگی ---گھر سے کچھ فاصلے پر لمبے گھنے درخت تھے آس پاس اور کوئی گھر نا تھا شاید یہ کوئی فارم ہاؤس تھا جو جنگل میں بنا تھا یا جنگل فارم ہاؤس میں تھا کہ رات میں اسے دھندلا منظر دکھ رہا تھا----وہ مزید ہراساں ہوئی تھی ---

وہ واپس اسی جگہ آکر بیٹھ گئی---اور سر گھٹنوں پر رکھ کر اللہ سے شدت سے دعا کرنے لگی ----

نجانے اسے کتنی دیر گزری تھی جب اسے ایک مدھم سے آواز سنائی دی-----

مولانی---

اپنے نام کی سرگوشی میں پکار سن کر ایمان چونکی---

یہ آواز-----

احمر ----

وہ جو رو رو کر نڈھال بھوکی پیاسی فرش پر بیٹھی تھی کہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی---

مولانی ----!!اب کی بار غصے سے نام لیا گیا تھا کہ ایمان جو وہم سمجھ رہی تھی چہرہ یکدم کھل اٹھا تھا ---ایسے لگا جیسے ویران بیابان جگہ پر کوئی اپنا بہت اپنا مل گیا ہو ---وہ فوراً کھڑکی کی جانب بھاگی کیونکہ احمر کی آواز اسی طرف سے آرہی تھی ---اس نے پلٹ کر دیکھا سامنے ہی احمر ماتھے پر بل ڈالے اسے ہی گھور رہا تھا---

ایمان چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کی طرف آئی ---

سائیں کھولو گی اب؟؟؟

احمر نے دانت پیس کر کہا جو اس کے ہونے کا یقین کرتی بنا پلک جھپکائے دیکھ رہی تھی ----

تم ----بھورے بلے ----تم آ گئے ----ایمان خوشی سے چہکی--

جبکہ احمر کا دل بلکل بھی دوری پر آمادہ نہیں تھا وہ اس شیشے کی دیوار کو ہٹا کر جلد از جلد اپنی مولانی کو باہوں میں بھر کر سکون محسوس کرنا چاہتا تھا اس کے لیے ایک ایک لمحہ صدیوں سے کم نہیں تھا--

ایمان کو ویسا ہی کھڑا دیکھ کر احمر کا دماغ گھوم گیا----

نہیں کھول رہی،،، اچھا نا کھولو سڑو ادھر ہی کالی بلی احمر نے زور کا ہاتھ دیوار پر مارا اور پیچھے کی جانب مڑا---

اس کے جانے پر ایمان ہوش میں آئی----

احمر یہ کھڑکی نہیں کھل رہی----ایمان رونی آواز میں بولی--

احمر جس نے ابھی ایک قدم اٹھایا تھا اس کی مدھم آواز پر رکا---اور پھر اس کی جانب پلٹا---

کھلے گی اب کوشش کرو---

احمر نے ہاتھ پوکٹ میں ڈالے اسے کہا کہ وہ آتے ہی آٹو لاک ختم کر چکا تھا اب یہ کھڑکی اندر سے دھکیلنے پر ہی کھل سکتی تھی-----

اس لیے وہ ایمان کو کہہ رہا تھا----

دروازے سے آنے کا ابھی وہ رسک نہیں لے سکتا تھا کہ شانی لاونج میں ہی بیٹھا تھا اور شیرا غائب تھا ----وہ خفیہ طریقے سے اس محل نما فارم ہاؤس میں آیا جوکہ جدید طرز سے بنا خوبصورتی کا منہ بولا ثبوت تھا اور یہ خاص درختوں کے جھنڈ کے وسط میں بنایا گیا تھا ---آس پاس گھنا جنگل تھا اس کے درمیان میں بنا یہ سفید محل جوکہ شیر شانی کا ٹھکانہ تھا اس محل کے لان کے ختم ہوتے ہی گیٹ کے اس پار جنگل شروع ہو جاتا تھا---جنگل کا ایک حصہ اس محل میں تھا جسے باڑ لگا کر الگ کیا گیا تھا ---اور جنگل کا یہ حصہ محل کے پچھلے حصے سے شروع ہوتا تھا ---

جبکہ سامنے والے حصے میں ایک طویل لان تھا اور اسکے آگے ایک بڑا سا گیٹ تھا---جس کے درمیان ایک راہداری گزر کر گیٹ اور محل تک آتی تھی ---

احمر کا شیر اور شانی سے ملنے کا کوئی موڈ نا تھا اس وقت وہ اپنی مولانی سائیں کے پاس جانا چاہتا تھا اس لیے ایک نظر شانی کو دیکھ کر واپس پلٹا شانی جو لیپ ٹاپ پر کوئی کام کرتا اس کی موجودگی سے یکسر انجان رہا یا ناٹک کر رہا تھا احمر مسکراتی نظر ڈال کر کھڑکی کی جانب آیا تھا------

ان نے جیسی ہی شیشے کو دائیں جانب دھکیلا وہ کھلتا چلا گیا----

احمر نے ایمان کو سوچنے کا موقع بھی نا دیا کہ وہ سوچ سکتی پہلے اتنی کوشش کے باوجود نہیں کھلا اور اب زرا سا ہاتھ لگانے پر وہ کھلتا چلا گیا تھا جبھی وہ چیتے کی رفتار سے اندر پھلانگ کر کھڑکی کو واپس بند کر چکا تھا ایمان

الجھی سی اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی جب احمر نے اسے کھینچ کر خود میں بھینچا تھا اور مضبوط بازوؤں کا حصار اس کی کمر پر باندھ کر اپنے سینے میں قید کر لیا۔۔۔۔

اس لمس میں اس کے عمل میں اور اس کے بازؤں میں اتنی شدت تھی کہ ایمان کا چہرہ سرخ ہو گیا اور دل ہمیشہ کی طرح اس کے پاس آنے سے سرپٹ دوڑنے لگا تھا۔۔۔۔

احمر اسے خود میں بھینچے سر اس کے کندھے پر رکھے آنکھیں بند کیے خاموش سا اس کو بازوؤں کے حلقے میں لیے سکون محسوس کر رہا تھا اسے اپنی مولانی کی قربت میں اتنا سکون ملا تھا کہ اتنے دونوں سے جو وہ تڑپ رہا تھا وہ ساری تڑپ اس کو سینے سے لگاتے ہی ختم ہوتی چلی گئی تھی کہ اس کی سائیں پاس تھی بہت پاس اوروہ اسے محسوس کر سکتا تھا۔۔۔۔

ایمان اس کی اور اپنی دھڑکنوں کا تال میل کرتی اس کی پشت پر ہاتھ باندھے کھڑی تھی ۔۔۔ احمر اور اس کا دل ایک ہی لے میں دھڑک رہے تھے۔۔۔۔۔کافی دیر کے بعد اس کے سینے پر سر ٹکائے ایمان مدھم آواز میں بولی۔۔۔

احمر۔۔۔۔۔۔۔۔

سرگوشی میں میٹھی آواز میں جزبات اُجاگر کرنے والے انداز میں نام لیا گیا تھا جو کہ اتنا سرور بخش ثابت ہوا کہ احمر جو تھوڑی اس کے سر پر ٹکائے کھڑا تھا اسے رگو پے میں سکون اترتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ چاہتا تھا اس کی بلی ایک بار اور پکارے اس لیے خاموش رہا ---

جب ایمان نے اس کی طرف سے جواب نا پا کر ایک ہاتھ سے سینے پر چٹکی کاٹی ----

احمر کے لبوں پر سکون بخش مسکراہٹ پھیل گئی اپنی مولانی کی انہیں اداؤں کا تو دیوانہ تھا ----

احمر------

اب کی بار اس کے سینے پر انگلیاں چلاتی پھر سے پکار گئی----

احمر کو اس کے لبوں سے اپنا نام اتنا خوبصورت لگ رہا تھا کہ دل کیا بس اپنا نام اس کی زبان سے سنتا رہے پر وہ اپنی کالی بلی کو جانتا تھا کہ اب جواب نا دیا تو مولانی ایکشن میں آنے والی تھی اور وہ جو سکون میں کھڑا تھا اس سے پل میں دور ہوکر پھر سے بے سکون کر دیتی----

بولو سائیں----

احمر تھوڑا سا دور ہوا اور اس کا نقاب ہٹا دیا ----

سرخ گال سرخ ناک ،گلابی لب ،سنہری روئی روئی سی ہلکی سرخی مائل آنکھیں ٹھوڑی میں پڑتا گڑھا اس کے دل نے بیٹ مس کی تھی ----

اس کی سائیں جیسا دنیا میں کوئی نا تھا وہ تھی اس کی، اس کی جان اس کی زندگی اور اس کی جادوگرنی-----

مولانی بس بھورے بلے کے ساتھ ہی جچتی تھی بڑی خوبصورت جوڑی تھی ان کی---وہ خود سے موازنہ کر گیا تھا---

احمر بنا پلک جھپکائے اس کے حسن کو اس کی معصومیت کو نہارنے میں لگا تھا---

اس کا سکتہ ایمان کی مدھم آواز نے ختم کیا----

وہ اچھا نہیں ہے اس نے مجھے اغواء کیا اور یہاں لے آیا---ایمان اس کی آنکھوں میں دیکھتی بتانے لگی-----

جبکہ احمر خاموش اس کی سن رہا تھا---

احمر وہ مجھے کہتا ہے کہ وہ مجھے پسند کرتا ہے اور میں اس کی ہوں --- وہ کہتا ہے وہ تمہیں مار دے گا ----ایمان اس کے سینے پر ہاتھ رکھے ٹپ ٹپ آنسوں بہاتی بولی----

ششششش مولانی-----بس ان آنکھوں میں آنسوں نا دیکھوں میں ---- وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا کچھ بھی نہیں -- تم۔صرف میری ہو صرف اپنے بھورے بلے کی کالی بلی ---اور کسی کی جرات نہیں کوئی میری بیوی کو یہ کہے ایسا کہنے والوں کو میں جڑ سے نا اکھاڑ دوں گا ---وہ یکدم دھاڑا تھا ---

کہ ایمان نے زور سے آنکھیں میچیں---

احمر اس کا گال سہلاتا اسے پرسکون کرنے لگا جو کافی بیچین لگ رہی تھی ----

بھیا---مجھے بھیا کے پاس جانا ہے میرے بھیا کتنے پریشان ہوں گے اس غنڈے کے آنے سے پہلے یہاں سے بھاگ جاتے ہیں نہیں تو وہ تمہیں مار دے گا--- وہ بہت خطرناک ہے --پلیز مجھے یہاں سے لے چلو ---احمر---

ایمان اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی---

ریلیکس سائیں کچھ نہیں۔ کر سکتا وہ---

احمر نے اسے پھر سے ساتھ لگایا---

تو ہم چلتے ہیں نا یہاں سے مجھے گھر جانا ہے ---

جبکہ احمر اس کی بات نظر انداز کرتا اسے وہیں کھڑا کیے زمین پر پڑی سٹک اٹھا کر دو ٹکڑے کر دیے---

جتنا سہارا لینا تھا لے لیا آج کے بعد مجھے تم ان چیزوں کا سہارا لیتی نظر نا آؤ---خود کا سہارا بنو تم بنا سہارے کے چل سکتی ہو اور چلو گی پر اگر تم مجھے اب سے سٹک کے ساتھ نظر آئی تو بہت بڑی سزا ملے گی تمہیں -----ائی سمجھ-----

احمر سرد آواز میں بولا اور اسے بازوؤں سے تھام کر تعید چاہی---

(کہ وہ دوسری بار ایمان کو سٹک کے ساتھ دیکھ چکا تھا اس کے منع کرنے کے باوجود بھی، جب وہ ساتھ ہو اسے کسی سہارے کی ضرورت نہیں چاہے وہ کوئی بے جان چیز ہی کیوں نا ہو)

ایمان نے گھبرا کر ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

گڈ گرل -----

وہ کھڑکی کی جانب بڑھا اور وہاں موجود پردے شیشے کی دیوار پر گرا دیے-------

جبکہ ایمان گھبرائی ہوئی سی اسے کی دیکھ رہی تھی جو اسے یہاں سے لے کر جانے کی بجائے سکون سے کھڑا تھا-----

بھوک لگی ہے ---وہ اس کی طرف آیا اور اس کا حجاب اتارتا بولا----

تھوڑی دیر پہلے کے اس کے غصے سے ایمان سہمی کھڑی تھی اس لیے اس کو روکنے کی جرات ترک کیے کھڑی ہاں میں سر ہلا گئی----

احمر نے اس کا حجاب کھول کر بیڈ پر اچھال دیا اب وہ اس کے سامنے شرم سے نظریں جھکائے کھڑی تھی ----

احمر نے اس کے بال جوکہ پن میں قید تھے انہیں آزاد کیا---

اس کے لمبے گھنے بال پشت پر آبشار کی طرح جھول رہے تھے ---اور وہ اس کے سامنے کھڑی الجھن کا شکار تھی ----

فریش ہو جاؤ کھانا لے کر آتا ہوں ----

وہ اس کا گال تھپتھپا کر اسے حیران پریشان چھوڑے کمرے سے نکل گیا----

وہ انگلیاں مروڑتی کبھی کھڑکی اور کبھی دروازے کو دیکھتی کہ وہ جو کھڑکی سے آیا تھا اب دروازہ کھولے باہر نکل گیا تھا وہ بھی کھانا لینے کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ لوگ کتنے خطرناک ہیں اور لاک ہاں احمر باہر کیسے نکل گیا ----؟؟؟اس نے کیسے کھولا دروازہ ----؟؟؟

اس کا دل پریشانی میں ڈوبا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے -----بہت سے سوال زہن میں آرہے تھے جن کا جواب وہ جلد از جلد چاہتی تھی ----

احمر بے دھڑک کمرے سے نکل کر کچن کی جانب آیا اس نے ایک نظر بھی شانی کو نا دیکھا جبکہ شانی آنکھیں سکوڑے احمر کو اپنے گھر میں دندناتا پھرتا دیکھ رہا تھا---

احمر کے لبوں پر چیڑانے والی مسکراہٹ رقصاہوئی جبکہ شانی اس کی مسکراہٹ پر جل بھن گیا اسے بس شیرا کا انتظار تھا پھر وہ اسے احمر کے متعلق بتائے گا۔۔۔احمر کچن میں آیا آج سارا کھانا ایمان کی پسند کا بنا ہوا تھا اس نے برتن میں کھانا نکالا اور ساری چیزیں ٹرے میں رکھ کر باہر آیا۔۔۔۔

احمر نے سیٹی بجائ کہ شانی نے لیپ ٹاپ سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔

سو جاؤ شیرا آج نہیں آئے گا بہت ضروری کام میں پھس گیا ہے ۔۔۔

احمر نے سنجیدگی سے بول کر آنکھ ونک کی اور سیڑھیاں چڑھتا کمرے میں آیا۔۔۔۔

ایمان کو ویسا ہی کھڑے دیکھ کر احمر کا پارہ ہائی ہوا۔۔۔

مولانی تم ابھی تک وہیں کھڑی ہو ۔۔۔۔احمر نے گھورا۔۔۔۔

بدلے میں ایمان نے بھی سنہری آنکھیں بڑی کر کے گھورا تھا۔۔

یہ سب کیا ہے احمر ۔۔۔۔کیا تم جانتے ہو ان سب کو ۔۔۔۔اور مجھے تو اس لوفر غنڈے نے کڈنیپ کیا تھا پھر تم یہاں کیسے ۔۔ اور آسانی سے دروازے سے باہر جانا جبکہ میں تو کوشش کر کے نہیں کھول پائی ۔۔اور اب یہ کھانا ۔۔۔

کون ہے وہ شیر دل ۔۔۔۔۔وہ یکدم چیخی تھی۔۔۔۔

ایمان کو دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا ۔۔۔۔

یہ سچ ہے کہ تمہیں شیر نے ہی کڈنیپ کیا ہے اور وہی تمہیں یہاں لایا ہے ۔۔۔۔

احمر کھانا ٹیبل پر رکھ کر ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔

تو ہم اب تک کیوں ہیں یہاں ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیئے اور تم ہو کہ کھانا لے کر آرہے ہو۔۔۔۔

ایمان خاصی جھنجھلائی۔۔۔۔۔

دماغ پر زور مت دو۔۔۔جو کہا ہے وہ کرو پھر سب بتاتا ہوں۔۔۔۔

احمر اب کی بار غصے سے بولا۔۔۔

ایمان جانتی تھی کہ احمر کی موجودگی میں کسی کی ہمت نہیں کہ وہ اسے چھونا تو دور دیکھ بھی سکے کہ دل میں جو شیر کا خوف پیدا ہوا تھا وہ احمر کی کئیر دیکھ کر ختم ہو گیا تھا۔۔۔

سائیں۔۔۔۔۔اس کو سوچ میں ڈوبے دیکھ کر احمر نے وارننگ کیسے انداز میں نام لیا اور قدم اس کی جانب بڑھائے اسے پتا تھا کہ مولانی کو سہارا چاہیے اور لمحے سائیں کا سائیں اس کے پاس پہنچ کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال چکا تھا ایمان اس کی سہارے چلتی واشروم تک آئ۔۔۔

ہاتھ منہ دھوتے ہوئے دماغ ابھی تک اسی طرف الجھا ہوا تھا۔۔۔

وہ چہرہ دھو کر ٹاول کی بجائے اپنے دوپٹے سے صاف کرتی باہر نکلی۔۔۔۔

سامنے ہی احمر کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا جب آگے آیا اور ہاتھ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ صوفے تک لے آیا اور اسے بیٹھا کر خود بھی ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔۔

سارا کھانا اپنی پسند کا دیکھ کر ایمان کی بھوک مزید بڑھ گئی ---اور ایک نیا سوال جنم لے چکا تھا کہ کڈنیپ کر کے پسند کا کھانا بنانے کی کیا تک بنتی تھی شیر اس کی پسند کیسے جانتا تھا -- جانتا تو احمر بھی نہیں تھا پھر -----؟؟؟!!!

احمر جانتا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے اور اب اگر وہ یہ بتاتا کہ شیر کو اس نے ہی کڈنیپ کرنے کا کہا ہے تو یقیناً مولانی بے ہوش ہو جاتی اس لیے یہ صدمہ وہ بعد کے لیے رکھ کر ابھی بس چھوٹے چھوٹے شوکڈ دے رہا تھا------

ایمان نے سوال کرنے لیے منہ کھولا کہ اسی لمحے احمر نے بریانی کا بھرا چمچ اس کے منہ میں ڈالا---

اور ایمان گھورتی چاول چبانے لگی جبکہ احمر اسی چمچ سے ایمان کو کھلاتا پھر خود کھاتا رہا کھانے کے دوران اس نے بولنے کی مکمل پابندی لگا رکھی تھی ----

بس اور نہیں -----

ایمان اس کے مسلسل کھلانے پر چہرہ پیچھے کرتی بولی----

احمر نے پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا اور اس کا بچا ہوا خود پی لیا ---

جبکہ ایمان حیران تھی کہ کیا یہ وہی پہلے دن نظر آنے والا نک چڑا احمر درانی ہے ---

چلیں ----ایمان نظریں جھکائے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتی بولی---

نہیں ---

ایمان نے اس کی نہیں پر فوراً سر اٹھایا---

کیوں احمر تم مجھے یہاں سے لینے آئے ہونا ---ایمان نے کسی خدشے کی تحت پوچھا---

نہیں سائیں ----

احمر نے سگریٹ جلا کر لبوں میں دبائی---

مم مطلب -----تم مجھے لینے نہیں آئے----

نہیں ----- سگریٹ کا دھواں ہوا میں چھوڑ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا ---کہ مولانی کے پاس بیٹھ کر نہیں پینا چاہتا تھا ---اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا --

تم اس غنڈے کو جانتے ہو ----؟؟؟ایمان نے ڈرتے سوال کیا---

ہاں -------

وہ ایمان کو پھر سے صدمہ دے گیا,, یہ صدمہ پہلے والوں سے بڑا تھا پر اس نے نہیں جو وہ ابھی نہیں تو بہت جلد دینے والا تھا----

ایمان کو جان جاتی محسوس ہوئی وہ جو ابھی کھانا کھانے سے تھوڑی سی ہمت ملی تھی وہ یکدم ختم ہوئی---

اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی ---جب ملازمہ اندر آئی اور کھانے کے برتن سمیٹ کر سپیڈ جلدی سے باہر چلی گئی----

ایمان کی زرد پڑتی رنگت دیکھ کر احمر نے سگریٹ فرش پر پھینک کر بھاری بوٹ سے مسلی اور اس کی جانب آیا----

ایمان کا سانس یکدم پھولنے لگا تھا اسے دم گھٹتا محسوس ہوا جبھی احمر نے اسے پکڑ کر رخ اپنی جانب کیا اور اس کے سرخ لبوں پر جھکا----

وہ اپنی سانسیں ایمان کو دے رہا تھا---اور ایمان شدید مزاحمت کرتی اسے دور دھکیلنے کی کوشش کر رہی تھی ---

احمر کی تشنگی بڑھی تھی ---جزبات کے سمندر میں تلاطم برپا ہوا تھا---

اس کے لبوں پر استحقاق بھری گستاخی کرکے پیچھے ہوا---کہ جزبات انگڑائی لے کر بیدار ہوئے تھے جب باہوں میں اس کی بیوی تھی وہ جس کے لیے وہ جنونی ہو چکا تھا کہ وہ اس کے سحر میں جکڑا گیا تھا جو اس میں دل بن کر دھڑکتی تھی اس پر یہ تنہائی یہ طلسماتی ماحول ،جزبات کو مزید بھڑکا گیا کہ وہ اس بمشکل سرکش جزبوں کی لگام کھینچ کر اسے اس کے لرزتے وجود کو باہوں میں بھر کر بیڈ کی جانب بڑھا---

ایمان اس کی اتنی شدت دیکھنے کے بعد کچھ بولنے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھی ----

کہ اس کو بیڈ کی جانب بڑھتا دیکھ کر چہرہ اس کی گردن میں چھپا گئی----

جبکہ اس کا نازک سراپا احمر کی برداشت کا امتحان لے رہا تھا اس نے اسے بیڈ پر ڈالا اور خود اس پر جھکا----

ایمان تیز تیز سانسیں لینے لگی تھی ----اس کی نرم گرم۔سانسیں احمر کے چہرے پر پڑ رہی تھیں---

جب وہ مزید جھکا اور اس کی پیشانی پر محبت کی مہر ثبت کر کے پیچھے ہوا--- تبھی ہاتھ بڑھا کر اس کی مخصوص رگ دبائی کہ وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوگی----

ایسا کرنا ضروری تھا وہ ایمان کی گردن میں منہ چھپائے سرگوشی میں بولا---کیونکہ فلحال وہ مولانی کو بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا----ایمان کے لیے نیند ضروری تھی----

احمر اس کی گردن پر لمس چھوڑتا پیچھے ہوا اور اس کے برابر لیٹ کر اس کو اپنے سینے سے لگائے آنکھیں موند گیا----

اسے بھی آج سکون کی نیند آئی تھی---

تم نے کیوں اسے کڈنیپ کیا---شیر دل-----وہ مجھے چاہیے اسے میرے پاس بھیجو----

اس کی بات پر شیر کی نیلی آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا---

ناممکن-----تمہیں میں نے روکا تھا ایک بار نہیں بار بار کہ اگر اس لڑکی کے بارے کچھ بھی ایسا سوچا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا----

شیر دل سیگریٹ کا کش لیتا برفیلے لہجے میں دھاڑا----

تو تمہیں نظر نہیں آرہا اس کا بھائی کیا کرتا پھر رہا ہے اس کی وجہ سے میرا اتنا نقصان ہو چکا ہے ---- تقریباً ساری شپمنٹ کینسل ہو چکی ہیں اور اس کے ساتھ وہ گینگسٹر ملے ہوئے ہیں جو ہمارے سارے کلب پر

ریٹ پڑوا چکے ہیں اور میں بیٹھا تمہارے کہے پر عمل کرتا ہوں پاگل سمجھ رکھا ہے کیا تم نے مجھے ---اب تم دیکھنا میں کیا کرتا ہوں اس سمیر کو تو میں چھوڑوں گا نہیں ----اور تم بہتر ہے کہ اس لڑکی کو چھوڑ کر انجلینا کے بارے میں سوچو----

تمہیں اپنے ساتھ پارٹنر شپ میں شرکت کیلئے ایسے ہی نہیں کہا---

میں چاہتا ہوں تم میرے داماد بنو اور اس بزنس کو مزید ترقی تک پہنچاؤ------

جبکہ اس کے حکم صادر کرتے انداز پر شیر دل تمسخر بھری مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہا تھا (جیسے کہنا چاہا رہا ہو کیا واقعی تمہارے کہے کی میری نظر میں اہمیت ہے---)

انجلینا کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا بوس---اور اس لڑکی کو چھوڑ بھی نہیں سکتا ،اسے چھوڑ دوں گا یہ تمہارا وہم ہے ----

بہتر ہے کوئی اور ڈھونڈو اپنی بیٹی کے لیے مجھے تمہاری بیٹی پسند نہیں---رہی بات پارٹنر شپ کی تو وہ اب تم-چاہ کر بھی ختم نہیں کر سکتے اگر کر بھی دو تو میں تمہارے خفیہ اڈوں سے اچھے سے واقف ہو چکا ہوں اس صورت میں مزید نقصان اٹھانا پڑ سکتا ہے-----

تم مجھے دھمکی دے رہے ہو-----بوس اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا---

آگاہ کر رہا ہوں اب جو تم آسانی سے سمجھ سکو----

شیر نے اچٹتی انظر اس پر ڈالی اور ٹیبل کو پاؤں سے دھکیلتا چلا گیا---

جبکہ کمرے سے نکلتی انجلینا شیر دل کی بات سن کر ٹھٹھکی اور پھر غصے سے مٹھیاں بھینچ کر اس طرف بڑھی وہ کلب نما حال۔ میں آئ تو اپنے باپ کو کھڑے پایا جبکہ شیر دل اپنی سنا کر وہاں سے چلا گیا تھا----

یہ کیا بکواس کر کے گیا ہے ڈیڈ----

اس کی ہمت کیسے ہوئی مجھے رَیجیکٹ کرنے کی---آپ نے بہت بڑی غلطی کی ہے اسکو ساتھ ملا کر اب یہ ہمیں بلیک میل کرے گا----

انجلینا کا بس نہیں چل رہا تھا کہ شیر دل کے دل میں گولی چلا دیتی---

تم فکر مت کرو----بس جیسا میں کہتا ہوں ویسا کرو-- سب سے پہلے تو ایس ایس پی سمیر کی لگامیں کھینچنی ہیں پھر شیر سے بھی نبٹ لیں گے---

بوس کچھ سوچ کر بولا سگار لبوں میں دبائے اپنے آدمیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا-----

جبکہ پاس کھڑا اختر اس کی بات سن کر الرٹ ہوا تھا-----

--------------------

احمر ،حسان ،ماہم، سمیر اور کمال صاحب اس وقت اپارٹمنٹ کے لاؤنج میں براجمان تھے---

شیر اور بوس کے درمیان ہوئی گفتگو وہ سن چکے تھے دیوار میں ایک بڑی سکرین نسب تھی جس میں بوس کو آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا اور شیر کی آواز سنی جا سکتی تھی شیر نے شرٹ کے بٹن میں خفیہ کیمرا لگا رکھا تھا جس سے وہ ہمیشہ اپنی اور بوس کی گفتگو اور ویڈیو ریکارڈ کرتا تھا--ہمیشہ کی طرح اس بار بھی وہ سب میٹنگ میں بیٹھے اطمینان سے ان کی گفتگو سن کر اگلا لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے موجود تھے---

اس دوران کوئی سکون سے بیٹھا تھا تو وہ احمر تھا۔۔۔۔

جبکہ سمیر کا پارہ ہائی ہو چکا تھا جو سرخ آنکھوں سے احمر کو گھور رہا تھا۔۔۔۔

احمر لب دبائے ایسے بیٹھا تھا جیسے سمیر نے کچھ سنا ہی نا ہو۔۔۔۔

ایمان کہاں ہے۔۔۔۔؟؟؟

سمیر کی بھاری سرسراتی آواز گونجی۔۔۔۔

جہاں اسے ہونا چاہیے تھا۔۔۔۔

تم نے شیر سے کڈنیپ کروایا جبکہ اس کی زمہ داری میں نے تمہیں دی تھی ۔۔۔ تم جانتے ہو کہ شیر دل مجھے زہر سے بھی برا لگتا ہے اسے میں چٹکیوں میں اٹھا کر تھانے میں بند کر دوں جو غنڈا کم سفاک زیادہ ہے اس کی سفاکیت پورا شہر جانتا ہے میں رکا ہوں تو کسی وجہ سے پر اب میں اسے ہرگز نہیں چھوڑوں گا پر اس سے پہلے میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ضائع کرنا پسند کروں گا۔۔۔۔

سمیر بھپرا شیر بنا دھاڑا۔۔۔۔۔

اسے غم کھایا جا رہا تھا کہ اس کی مانو کو شیر نے اغواء کیا وہ بھی احمر کے کہنے پر۔۔۔۔۔۔

جبکہ دوسری جانب حسان کے دل کا بوجھ ہلکا ہوا تھا کہ شکر ہے وہ اس کے بتائے بغیر سب جان گیا ۔۔۔اب احمر کی واٹ لگتے دیکھنا چاہتا تھا۔۔

بھئی دوستی ایک طرف احمر نے معصوم ایمان کے ساتھ کیسا کھیل کھیلا تھا ۔۔۔۔وہ بیچاری اس کی چالاکیوں سے بے خبر تھی ۔۔۔اور یہاں ایمان کے ساتھ زیادتی کی تھی احمر نے اسے شیر کے ہاتھوں اغواء کروا کر ۔۔اسے اپنی بھابھی پر ترس آ رہا تھا ۔۔۔ جو اس دیو کی شکنجے میں تھی ۔۔۔۔اچھا ہوا تھا سمیر کو معلوم پڑ گیا ۔۔۔۔

حسان نے سوچ کر گہرا سانس بھرا اور پھر ان کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔۔

یہاں آپ غلطی پر ہیں سالے صاحب ۔۔۔۔شیر کے خلاف ابھی تک ثبوت نہیں ڈھونڈ پائے اس لیے وہ آزاد گھوم رہا ہے ۔۔۔۔

جبکہ سمیر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا ۔۔۔ تبھی اپنی جگہ سے اٹھا اور سمجھنے کا موقع دے بغیر احمر کے چہرے پر ایک مکہ جڑ دیا ۔۔۔۔

جہاں حسان کے دل کو ٹھنڈ پڑی تھیں وہیں ماہم اور کمال صاحب بو کھلائے۔۔۔

احمر نے مسکراتی نظر سمیر پر ڈالی اور ڈھیٹوں کی طرح آنکھ دبا کر مزید سیخ پا کر کے ڈبے سے ٹشو نکال کر ناک سے نکلتی ہلکی سی خون کی لکیر کو صاف کیا۔۔۔

پوچھیں اس سے بابا ۔۔۔کہاں ہے ایمان۔۔۔

وہ دوسرا مکہ مارنے لگا تھا کہ کمال صاحب نے ہاتھ پکڑ لیا جب سمیر غصے سے احمر کو دیکھ کر کمال صاحب سے بولا---

ایمان باحفاظت ہے اور اپنے شوہر کی نگرانی میں ہے ----

احمر نے سمیر کی طرف دیکھ کہ کہا---

احمر کی بات پر اسے حوصلہ ملا کر وہ شیر سے بھی ناواقف نہیں تھا---وہ جانتا تھا کہ ٹارچر کرنے اور دھمکانے میں شیر ماہر ہے اور یہ کام۔کرتے ہوئے وہ کتنا انجوائے کرتا ہے ----

ایک بات کان کھول کر سن لو اگر مجھے شیر ایمان کے آس پاس دیکھا یا میری معصوم بہن کو ڈرانے دھمکانے کی کوشش کی تو اسی وقت اسے شوٹ کردوں گا ----

سمیر نے ٹیبل پر زور سے ہاتھ مارا-----

اب اتنا بھی وہ برا نہیں ہے سالے صاحب ---اسی کی وجہ سے تو ہم بوس کا پتا صاف کرنے میں لگے ہیں ----

احمر------کمال صاحب نے ٹوکا کہ سمیر اب پھر اس کی دھلائی کے لیے آگے بڑھا تھا---

حسان کا ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں چہرہ لال ہو چکا تھا اور ماہم بیچاری رونی صورت بنائے بیٹھی -----

جبکہ احمر کا بس نہیں چل رہا تھا حسان کے لال چہرے کو اپنے مکوں سے سجا کر مزید لال اور نیلا کردے -----پر وہ۔ایسا کرنے کا ارادہ باندھ چکا تھا--

حسان نے اس کو سنجیدہ چہرے سے خود کی جانب تکتا پا کر کندھے اچکائے (جیسے کہا ہو کہ دیکھ لو میں نے تو اب نہیں بتایا پھر بھی بھائی صاحب سب جان گئے وہ بھی تمہاری اپنی غلطی کی وجہ سے ،کیونکہ ویڈیو دیکھانے والا خود احمر صاحب ہی تو تھا--)

جہاں بوس نے ایمان کا شیر سے پوچھا وہیں سب کے کان کھڑے ہوئے تھے کہ اب احمر درانی م زیادہ نہیں تو ایک مکہ اپنے سالے سے ضرور کھائے گا-----

وہ مزید احمر کو سناتا جب اسے کال آئ---

سمیر فون کی طرف متوجہ ہوا ----اگے سے.جو خبر اسے ملی ایک پل کے لیے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا----

اس کی سخت تاثرات دیکھ کر سب کو گڑبڑ کا احساس ہوا ---اور سب اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوئے ---

جب وہ دوسرے طرفین کی خبر سن کر ان کی طرف متوجہ ہوا---

جو شیطان سے توقع رکھی ہوئی تھی اسی پر پورا اترا ہے --- سمیر بھاری آواز میں بولا--

کیا ہوا سومی کو کچھ ہوا تو نہیں ----

نہیں ٹھیک ہے وہ ----

شکر ہے اختر کا جس نے ہمیں بروقت بتایا----

ماہم نے کہا تو سب نے اس کی بات پر متفق ہوئے---

جب سمیر احمر کی طرف مڑا اور اسے نظروں ہی نظروں میں شیر کو بعض رکھنے کا کہہ کر فوراً نکلا کہ اس کی جان کا رو رو کر برا حال ہو گیا تھا----

کمال صاحب بھی ان کو اگلے عمل میں محتاط رہنے کا کہہ کر چلے گئے ----

پیچھے وہ تینوں ایک ساتھ کرسیوں پر ڈھ سے گئے------

سرعت سے احمر نے حسان کی گردن میں بازو ڈال کر دبایا---

اب بتا بڑی باچھیں کھل رہی تھیں تمہاری-----احمر غصے سے بولا---

اہہہ ---چھوڑ ظالم بھابھی پر ظلم کر کے سکون نہیں ملا تمہیں ---

ماہم تم جاؤ زرا میں اسے سینکوں اچھے سے ---

احمر ماہم کا پریشان چہرہ دیکھ کر بولا----

نہیں ماہم ----پلیز یار روکو جلاد کو مجھے واقعی مار دے گا اور تم بھری جوانی میں بیوہ ہو جاؤ گی ---

حسان پھنسی پھنسی آواز میں بولا----

جبکہ احمر اس کی نوٹنکی دیکھتا رہ گیا---

احمر مت چھوڑنا اسے ---

ماہم مسکرا کر کہتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔۔۔

دیکھ یار دوست ہیں ہم ۔۔۔اور میں تم تو میرے سالے پلس بھائی پلس دوست ہو ۔۔۔

حسان اس کے کے مکوں پر واسطے دینے لگا۔۔۔

فلحال تم میرے دشمن ہو۔۔۔۔

احمر نے اس کو کھینچ کر پنچ مارا ۔۔۔۔

یار میرا قصور کیا ہے ۔۔۔۔سالے ۔۔۔حسان بھونچکا گیا۔۔۔

اور ماہم کے حوالہ سے (سالے صاحب) کو رشتہ بھی جتا گیا ۔۔۔

قصور یہ ہے کو تو ہنس رہا تھا جبکہ تجھے میری مدد کے لیے آنا چاہیے تھا ۔۔۔

تو بہت بہت بڑا کمینہ ہے ۔۔۔۔سمیر بھائی کو غصہ بھی تو تم نے ہی دلایا ۔۔

یہی تو مسلئہ ہے کہ اس کے غصے کا شکار میں اکیلا ہوا اور تو بچ گیا پر اب مجھ سے نہیں بچے گا ۔۔۔۔

احمر بغیر سنے اس کی دھلائی کر کے شرٹ اور بال ٹھیک کرتا اس کو کراہتے دیکھ کر زہریلی مسکراہٹ سے حسان کے بال سنوارے۔۔۔

جو بڑبڑا رہا تھا ۔۔۔۔

چل اب تو آرام کر میرا بچہ۔۔۔اور زخموں پر کچھ لگوا لینا ۔۔۔ ہمم

احمر اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا پیار سے گال تھپتھپا کر اس پر نمک چھڑک کر چلا گیا ۔۔۔۔۔

ماہم ----ظالموں کی سردارنی ----چنگیز خان کی چاچی، نویان ظالم کی ظالم بہن ، (یہاں نویان احمر کو کہا جا رہا تھا ) جننیوں کی ملکہ،ان کی نانیوں دادیوں کی کنیز اسلئے پوچھے تم سے اپنے اکلوتے شوہر کو دیو کے ہاتھوں مرنے کے لیے چھوڑ دیا اب زخموں پر مرہم رکھ کر بیوی ہونے کا فرض بھی ادا کرو -----

حسان کی دہائیاں عروج پر تھی جب چمکتے چہرے سے ماہم بالوں کو توڑ مروڑ کر جوڑا کم کچومر بنائے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھی اور کہنیاں ٹیبل پر ٹکائے ہاتھوں کے پیالے میں اپنا سلونا مکھڑا بھرے ٹکر ٹکر اس کو دیکھ رہی تھی ----

زیادہ مارا میرے بھائی نے ----معصومیت کی انتہا کی یا قتل ----پر حسان کے زخموں پر سرخ مرچیں پڑیں تھیں ---

کہ وہ بلبلا اٹھا----

ماہم تم مجھے کمرے تک لے چلو گی ---

اسے اپنی پسلیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئیں تھیں ----

ہاں ہاں اتنا تو میں کر سکتی ہوں ----

وہ اٹھی اور مسکراتے ہوئے اسے سہارا دے کر کھڑا کیا---

اسے یکدم اتنے قریب آنے پر کافی جھجھک محسوس ہوئی تھی حسان کا اس کی کمر میں ہاتھ ڈالنا اسے گڑبڑانے پر مجبور کر گیا ---

اپر سے اس کی برانڈڈ پرفیوم کی خوشبو -----

ماہم کو لمحے میں اپنے اور اس کے بیچ رشتے کا احساس ہوا تھا جبکہ حسان درد برداشت کرنے میں لگا تھا----

اب لے چلو گی ---حسان جھنجھلایا ----

ماہم ہوش میں آتی اسے سہارا دیے کمرے میں لے آئ-----

اہہہ----

بیڈ پر لیٹتے اس کی کراہ نکلی----

ماہم کو افسوس ہوا ---اس کی حالت پر ---

جبکہ اندر ہی اندر حسان مسکرا رہا تھا کہ موقع مل گیا تھا ماہم سے خدمت کروانے کا ---اسے اتنا بھی درد نہیں ہو رہا تھا جتنی کہ وہ ایکٹنگ کر رہا تھا ----

ماہم نے اسے صحیح کرے تکیے پر لٹایا اور کمبل اس پر درست کر کے پلٹی---

اب تم کہاں جا رہی ہو ---

ہلدی والا دودھ بنانے ---اس کے کراہنے پر وہ خاصی پریشان ہو چکی تھی ----

اچھا وہ بھی لے آنا پہلے مرہم تو لگاؤ قسم سے بہت درد ہو رہا ہے---

جبکہ دل میں وہ احمر کا مشکور تھا جس نے موقع دیا تھا ماہم کے قریب آنے کا وہ اسے سنہری موقع فراہم کر چکا تھا اب کم از کم دو دن تو بنتے تھے اس کے آرام کے لیے----

ہاں میں لے آتی ہوں ---اس وقت ماہم اسے اپنی اپنی سی لگی ---بیوی جو تھی اپنا تو لگنا ہی تھا پر ابھی کچھ گھریلو حلیے میں اس کی کئیر کرتی کافی پیاری اور سگھڑ لگ رہی تھی ---

ماہم فرسٹ ایڈکٹ سے مرہم۔نکال کر آئی اور اس کے پاس بیٹھ کر اس کی سویل ہوئے چہرے پر لگانے لگی ---

اس کی انگلیوں کی نرماہٹ پر حسان نے آنکھیں میچ لیں ----

شرٹ اتارو---

کیا!!!!!---

ماہم نے گھورا ----اس کے آنکھیں پھاڑنے پر --

جبھی حسان نے مسکراہٹ دبائے شرٹ اتار دی اور الٹا لیٹ گیا ---

اس کی کمر پر احمر کے مکوں کی وجہ سے لال اور نیلے دھبے تھے ----

ماہم جو سوچ رہی تھی کہ منع کردے گا پر وہ تو اتنی جلدی کہے پر عمل کر گیا---

وہ کپکپاتے ہاتھوں سے مرہم رکھنے لگی ---

اس کی انگلیوں کی کپکپاہٹ وہ محسوس کر سکتا تھا ---

ماہم کے ماتھے پر پسینے کی ننھی بوندیں چمکنے لگیں اس کے دل کی دھڑکن بھی بڑھ چکی تھی کہ وہ گھبرا کر جلدی سے اٹھی اور باہر بھاگ گئی ----

حسان اس کے یوں جانے پر گہرا مسکرایا تھا---

---------------

کالی ہڈی پہنے کوئی بڑی پھرتی سے اندر آیا ----

گھر ویران پڑا تھا ---اس کے اندازے کے مطابق کوئی بھی موجود نہیں تھا وہ بھی نہیں----

میچل ہر کمرا کھول کر ایک ایک چیز چیک کر رہا تھا جہاں سے اسے پتا چلتا کہ ماہم کے ساتھ اور کون شامل ہیں اور ان کی فیملی کون ہے ----یا اس کے دوست کون ہیں ---سب سے پہلے وہ اس کے دوستوں کے بارے جاننا چاہتا تھا کہ وہ ہے تو اس کے دوست بھی ضرور اس کے ساتھ شامل ہوں گے جن کا کوئی نمبر ایڈریس تصاویر یا کوئی کلو ہی اسے مل جائے ---

اتنا تو اسے پتا چل گیا تھا کہ ماہم اپنی خالہ کے پاس رہتی تھی جس کی ڈیتھ ہو گئی ہے ---

وہ سب کمرے تلاش کر چکا تھا پر کوئی ایسا ثبوت یا سرا ہاتھ نہیں لگا تھا اب ایک ہی کمرا رہ گیا تھا وہ بغیر آواز کے قدم زمین پر رکھتا اس کمرے میں آیا اور آہستہ سے دروازے کا ہینڈل گھمایا تو وہ کھلتا چلا گیا ----

کمرا اندھیرے میں ڈوبا تھا ---پر باہر سے آتی روشنی اس میں ہلکا سا اجالا کر گئ-----

اس نے آگے بڑھ کر سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا تو کمرا روشنی میں نہا گیا ---

پر نظر جیسے ہی سامنے کرسی پر جھولتے شخص پر پڑی تو وہیں جامد ہو گیا ----

کرسی پر بیٹھا وہ سیاہ لباس میں چہرے پر مخصوص ماسک پہنے ہاتھ میں ایک کیل نما آلہ گھماتا سکون سے بیٹھا سامنے کھڑے میچل کو دیکھ رہا تھا ----

میچل کو دیر نہیں لگی تھی جاننے میں ---اس نے لمحہ میں پسٹل سامنے بیٹھے شخص پر تانی ---جس کی آنکھیں سرخ ہو چکیں تھیں کہ اسے یہ عمل بلکل پسند نہیں آیا تھا جبھی اس کیل نما آلے کو رفتار سے پھینکا کہ اس کی تیز دھار سوئی میچل کے بازوں میں پیوست ہوئی ---

حملہ اتنی اچانک ہوا تھا کہ میچل کی چیخ بلند ہوئی اور پسٹل ہاتھ سے نیچے گری تھی خون تیزی سے بازوں سے نکل کر فرش پر گر رہا تھا جبکہ وہ آلہ اس کے بازو کہ گہرائی میں اندر تک پھنسا ہوا تھا ---

جبھی وہ اٹھا اور ایک ہاتھ کی ہتھیلی کچھ دور کر کے پوری طاقت سے اس کے ماتھے میں ماری تھی کہ میچل چکراتے سر سے نیچے گرا ----

جب احمر نے بھاری بوٹ اس کی کن پٹی پر مار کر مکمل بے ہوش کیا تھا---

اس کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر ہلکورے لے رہا تھا اس نے میچل سے ہم۔کلام ہونا پسند نا کیا نا ہی اسے موقع دیا تھا اور اس کو گھسیٹتے ہوئے جتنی خاموشی سے آیا تھا اتنی ہی خاموشی سے وہاں سے لے کر چلا گیا

---

حمدانی ہاؤس سے سب درانی مینشن موجود تھے ---ماسوائے شہلا اور زوہیب کے ----زوہیب کے حکم کے مطابق شہلا کو کہیں بھی نہیں لے جا سکتے تھے اور اس میں جازب جواد صاحب کی بھرپور حمایت شامل تھی---دوسرا زوہیب کی کرم نوازی سے شہلا بخار میں مبتلا ہو چکی تھی---

باقی فواد صاحب،جواد صاحب ان کی بیگمات اور جازب میاں آئے ہوئے تھے تو دوسری جانب شاہ ولا سے سمیر شاہ سجل اور سومی آئے ہوئے تھے ---

سمیر شاہ اور سجل کا پہلی بار ان کے گھر آنا ہوا تھا سمیر ٹف روٹین میں سے اپنوں کے لیے اتنا وقت نکال کر برھان کے اسرار پر آیا تھا---ایک دو بار برھان درانی اور سمیر شاہ کی ملاقات ہوئی تھی باقی احمر درانی کا تو سالہ تھا یہ بات یہاں صرف حسان ماہم ہی جانتے تھے ---

اس وقت مینشن میں سب دوست احباب اور نئے پرانے رشتے دار موجود تھے ---

وہیں حسان اور ماہم بھی موجود تھے تو حسان کے موم ڈیڈ بھی آئے ہوئے تھے کہ آج وجاہت صاحب نے ان کو خاص بلایا تھا ماہم کے سلسلے میں بات کرنا تھی ---

زرش ، سجل اور ماہم کچن میں موجود کھانا تیار کرتی ساتھ باتیں بھی کر رہیں تھیں----

باقی سب لاونج میں بیٹھے گپ شپ کر رہے تھے---

سب کی آج مینشن میں دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا----

سمیر کو دیکھ کر جازب بھیگا بلا بنا بیٹھا تھا کہ سمیر ڈائیریکٹ دماغ کا تھا جس کا کسی بھی وقت میٹر شارٹ ہونے کا خدشہ درپیش رہتا تھا مبادہ اس کی زرا سی غلطی خود پر بھاری پڑ سکتی تھی اور سمیر بنا کسی کا لحاظ کیے اس کی مرمت کر ڈالتا اس لیے وہ جھرجھری سی لے کر حسان سے ہلکی پھلکی باتیں کر رہا تھا----

جبکہ بڑے سب برھان زرش کے ولیمے کی ڈیٹ فکس کر رہے تھے ----ان کے ساتھ برھان اور سمیر کی بھی رائے لی جا رہی تھی کیونکہ وہ بڑے تھے ---جبکہ احمر ،حسان جازب اور سومی ان سے تھوڑا دور اپنی باتوں میں مگن تھے ----

جن میں زیادہ سومی کی توتلی زبان میں پیاری پیاری باتیں سنی جا رہیں تھیں ----

تبھی زرش سجل اور ماہم وہاں آئ اور کھانا لگ جانے کی اطلاع دی---

میں چاہتا ہوں کہ برھان زرش کے ولیمے کے ساتھ شہلا اور زوہیب کی بھی ساتھ ولیمے کی تقریب کر دی جائے-----

یہاں بیٹھے سب نفوس پر پل میں سکتہ طاری ہوا تھا ---زرش اور سجل حیران پریشان سی اپنی فیملی کی طرف دیکھے گئیں----

اسی لیے تو زوہیب نہیں آیا تھا کہ وہ اپنی بہنوں کی اداس شکلیں کیسے دیکھے گا اس بہت برا لگا تھا پر اب کیا ہو سکتا تھا----

وہ دونوں کچھ نا بولیں بس دیکھے گئیں----

جب فواد صاحب نے سب کے دل میں اٹھتے سوال کا جواب دے ہی ڈالا ---

کی پچھلے ایک ہفتہ پہلے زوہیب اور شہلا کا نکاح ہوا ہے ساتھ رخصتی بھی ----

بھائی صاحب کی طبیعت کافی بگڑ گئی تھی اور ان کی خواہش پر ہمیں یہ نکاح یوں جلدی جلدی کرنا پڑا کہ کسی کو بتانے کا موقع نہیں ملا ----

وہاں بیٹھے سب نفوس جانتے تھے کہ جواد صاحب ہارٹ پیشنٹ ہیں تبھی ان کی مجبوری سمجھ کر سر ہلا گئے جبکہ دونوں بیٹیاں ان سے سخت ناراض تھیں کم از کم ان کو تو بتا دیتے وہ تو اپنے بھائی کے نکاح میں شامل ہو جاتیں---

باقی سب جواد صاحب کی حالت سمجھتے تھے اس لیے مزید کوئی بات نا کریدی ---

جب وجاہت صاحب نے حسان کے ماں باپ کو بتایا کہ ماہم کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد وہ اپنے گھر سے اپنی بیٹی کی رخصتی کریں گے ---اور اب سے ماہم ان کے ساتھ اسی گھر میں رہے گی ----

حسان کو تو زور کا جھٹکا لگا تھا اس بات پر ----- ابھی تو ہماری لو سٹوری شروع ہونے جا رہی تھی اور سسر صاحب ولن کا کردار نبھانے آ گئے---!'''''

حسان شوکڈ میں بڑبڑیا جب احمر اور جازب کا قہقہہ گونجا کہ وہاں بیٹھے اور کھڑے نفوسوں کی گردنیں میکانیکی انداز میں ان کی طرف گھومیں جبکہ حسان بیچارا سب کے یوں دیکھنے پر گڑبڑا گیا----

کیا ہوا برخودار---وجاہت صاحب احمر کے قہقہہ لگانے پر بولے ---

ڈیڈ مانا کہ آپ موویز دیکھتے ہیں اپنے سپوت کو ایموشنل بلیک میل کرنے کی پر حسان بیچارے کا کیا قصور ہے !!!----

احمر سب کے بیچ دانت نکالتا باپ کو چھیڑنے سے بعض نہیں آیا تھا اسے حسان کی حالت مزہ دے رہی تھی ---

کیا مطلب ---؟؟وجاہت صاحب نے گھورا ---جبکہ سمیر بھی

گھور ہی رہا تھا کہ اس کا غصہ ابھی کم نہیں ہوا تھا ---

احمر نے سمیر کو دیکھ کر آنکھ ونک کی اسے تپانے میں مزہ آتا تھا اور ساتھ ہی باپ کی جانب نظریں گھمائیں---

ڈیڈ ----مطلب یہ ہے کہ حسان آپ کو ولن کہہ رہا ---

یہ کہنے کی دیر تھی کہ وہاں بیٹھے سب پہلے حیران ہوئے اور پھر بات کا مطلب سمجھ کر بے ساختہ قہقہے لگا اٹھے ۔۔۔ محفل زعفران ہو اٹھی تھی ۔۔۔

نہیں نہیں انکل ۔۔۔۔ حسان شرمندہ سا ہو گیا ۔۔۔

ٹھیک ہے بیٹا جی تو ہم پھر آپ کو ان کے ولیمے پر رخصتی دے دیتے ہیں ۔۔۔وجاہت صاحب نے کہا ۔۔۔جبھی احمر کے کان کھڑے ہوئے اور سمیر کو دیکھا ۔۔۔۔ جیسے کہا ہو کہ اگر ماہم اس کو ملی تو سمجھ لے کہ وہ بھی مولانی کی رخصتی کروا چکا ۔۔۔۔ جبکہ سمیر اس کی رگ رگ سے واقف تھا اس کے دیکھنے کے انداز سے ہی سمجھ گیا ۔۔۔۔ایکسٹرا دماغ کا سوچ رہا ۔۔۔

نہیں ڈیڈ ۔۔۔۔ ایسا نہیں ہوگا ۔۔۔ میری بہن کچھ دن اپنے بھیا بھابھی بی جی اور ڈیڈ کے ساتھ رہے گی ۔۔۔جب تک پڑھائی مکمل نہیں ہوتی نو رخصتی ۔۔۔۔

احمر فیصلہ کن لہجے میں بول کر ماہم کے پاس کھڑا ہوا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھے اپنا احساس دلایا ۔۔۔اسے صدمہ لگا تھا کہ حسان کی شادی ہو گئی تو وہ پیچھے رہ جائے گا ۔۔۔ پر چالاک لومڑے کے پاس مولانی تھی اور حسان بیچارے کہ رہ میں روڑے اٹکانے میں لگا تھا ۔۔۔

حسان جو خوش ہو اٹھا تھا دل کیا احمر کا ابھی سب کو بتا دے کہ نواب صاحب نے بھی نکاح کر رکھا ہے وہ بھی چوری ۔۔۔ پر سمیر کا خیال کر کے خاموش رہا ۔۔۔۔

تم کیا چاہتی ہو بیٹا ---حسان کی والدہ نے ماہم سے پوچھا تو ماہم نے احمر کا ساتھ دیا جیسا بھائی نے کہا ہے ویسا ہی ---

وہ نظریں جھکائے بولی اور حسان کی حالت دیکھنے والی تھی جبکہ جازب ان کی نوک جھونک انجوائے کرتا سکون سے بیٹھا تھا ----

ڈیڈ جب احمر کی شادی ہوگی تب ساتھ ماہم کی رخصتی بھی کر دیں گے----تب تک ان سب کی پڑھائی بھی مکمل ہوجائے گی ---اب کی بار برھان نے کہا تو سب نے اس کے فیصلے کی تائید کی اور یہی ڈن کر دیا کہ احمر کی شادی اور ماہم کی رخصتی----

ٹھیک ہے آنے والے اتوار کو بچوں کا ولیمہ رکھ لیتے ہیں ---وجاہت صاحب نے سب کی طرف دیکھا اور ان کر رائے جاننا چاہی---

بلکل ٹھیک ہے ----اتوار کا دن ولیمے کے لیے ٹھیک ہے کہ ہمارے سرکل میں سب کو بتانا بہت ضروری ہے----فواد صاحب نے کہا ---کیوں یہ ولیمہ بڑے پیمانے پر منعقد ہونا تھا جس میں بزنس ٹائیکون برھان اور زوہیب کی شادی کابتانا بہت ضروری تھا----

سب معاملات طے پاتے ہی وہ۔لوگ ہنسی خوشی کھانے کی ٹیبل تک گئے اور ہلکی پھلکی باتوں میں سب کھانا کھانے لگے --جبکہ برھان اور سمیر کی نظریں اپنی والیوں پر ٹکیں تھیں جو سخت ناراض لگ رہیں تھیں ----

------------------------

میچل پکڑا جا چکا تھا اس لیے حسان اب ماہم کی طرف سے بے فکر ہو گیا تھا کہ اسی نے ہی ماہم کو دیکھا تھا اور دوبارہ پھر وہ کس جرات سے اس گھر میں گھسا تھا جب احمر کے آدمی جو نجانے کتنے دنوں سے باہر پہرہ دے رہے تھے اور ہر خبر سے آگاہ کرتے تھے وہ جانتے تھے میچل ضرور آئے گا اور وہی ہوا کہ وہ آیا اور احمر اسے اپنے شکنجے میں دبوچ چکا تھا۔۔۔

اس لیے ماہم اب درانی مینشن آگئ تھی اور حسان اپنے گھر چلا گیا تھا ۔۔۔

ہوش آیا اسے ۔۔۔۔

احمر بلیک یونیفارم پہنے ہاتھ پوکٹ میں ڈال کر ایک دروازے کے سامنے کھڑا ہوا اور اپنے ساتھ والے سے پوچھا جو مؤدبانہ کھڑا تھا ۔۔۔

اس وقت وہ ٹارچر سیل میں تھا جہاں میچل موجود تھا ۔۔۔۔

جی سر ۔۔۔۔۔

احمر دروازہ دھکیل کر اندر آیا جہاں میچل الیکڑانک کرسی پر لوہے کی کپلس کی قید میں بندھا بیٹھا تھا ۔۔۔۔

احمر کے چہرے پر ماسک لگا تھا ۔۔۔۔

تمہارا بڈھا بوس کوئی بہت ہی فضول انسان ہے ۔۔۔۔مال جمع کرنے کا دورہ پڑا ہوا ہے جبکہ مقابلہ کرنا احتیاطی تدابیر کرنا اپنے آدمیوں کو سیکھانے لڑائی کرنے میں وہ اناڑی ہے پہلے درجے کا ۔۔۔ جاہل بڈھا کتنی آسانی سے ہمارے جال میں پھنس رہا ہے اور اور اس کے جاہل آدمی تو اس سے بھی گئے گزرے ہیں ۔۔۔

احمر بھاری آواز میں میچل پر طنز کرتا یہاں وہاں چکر کاٹتا بولا ۔۔۔۔

جبکہ میچل کا خون کھول اٹھا یہی تو وہ چاہتا تھا ۔۔۔۔۔

تم ابھی ہمیں جانتے نہیں چٹکیوں میں تمہیں بوس تباہ کر ڈالے ۔۔۔۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔واقعی ۔۔۔

پچھلے چھ ماہ سے تو وہ ہمیں جان نہیں پایا اور تباہ کرے گا یا اپنی قبر کی تیاری کررہا ہے ۔۔۔۔۔

ڈان کا سالا ڈان ۔۔۔ٹین ڈبے بجا سکتے ہیں بس ۔۔۔۔

ان کی گیڈر بھبھکی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔۔۔ اور دوسری ان کی لٹل ڈان مس انجیلینا ۔۔۔۔۔۔ایک ہاتھ کی مار ہے ۔۔۔۔

جبکہ تم تو بس چٹکیوں کی مار ہو ۔۔۔۔۔

احمر نے پھنکارتے ایک بٹن دبایا کہ اس کا سارا جسم کپکپا اٹھا ۔۔۔۔۔ساتھ میچل کے منہ سے عجیب سی آوازیں نکلنے لگیں تھیں ۔۔۔

تبھی احمر نے بٹن واپس سے دبایا اور اس کے سامنے پڑی چھوٹی سی میز پر ایک پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا اب کی بار اس کے ہاتھ میں تیز دھار آلہ تھا جسے وہ بڑی مہارت سے دو انگلیوں کے بیچ گھما رہا تھا ۔۔۔۔نظریں میچل پر جمی تھیں جس کا پہلی ڈووز میں ہی چہرہ زرد پڑ چکا تھا ۔۔۔

اب بغیر چھوڑ دینے کی بھیک مانگے سب راز اگلو ۔۔۔۔۔

احمر سرخ آنکھوں سے کیل نما آلے سے اسے کے ماتھے کے وسط کا نشانہ لیتا پھنکارا کہ میچل کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی ----

یکدم اپنی آنکھوں کے قریب آتے اس آلے کو دیکھ کر حلق تر کیا ---

تم تو سب جانتے ہو بوس کے بارے پھر میری کیا ضرورت----وہ موت کو قریب سے دیکھ رہا تھا پر بتانے سے قاصر تھا ----

ہمم کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو ---فضول کام میں وقت برباد کرنا حماقت ہے -----احمر کے منہ سے نکلا ایک ایک لفظ اس کی جان نکال گیا---

جب احمر نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا------اور اور وہ کیل نما آلہ اس کی گردن کے وسط میں ہلکا سا چبھو دیا ----

اہھ ----بتا--- بتاتا ہوں ----مجھے مت مارو----

تو تمہیں وقت دیا تھا پر تم نے چانس ضائع کر دیا --- احمر کی آواز میں عجیب وحشت اور بھاری پن تھا کہ اس کی آواز ہی میچل کی آدھی جان نکال چکی تھی ----

اس کا ٹھہرا سرد رویہ اور سزا دینے کا طریقہ میچل پر قیامت برپا کرنے کے لیے کافی تھا---

اس سے پہلے کے احمر اس کے بخیے ادھیڑتا، میچل کی زبان تیزی سے چلنے لگی اور ہر وہ راز بات جو اسے پتا تھی وہ سب احمر کے گوشوار کر ڈالی -----

جس میں اس نے بوس کے بہت سے راز بہت سی دولت غیر ملکی سرمایہ انڈر ورلڈ ڈان کے سربراہ سے تعلقات ،شراب کے اڈے ،،،ہیروئن کا دھندہ ،کالج اور سکولوں میں بنی کینٹین پر چیزوں میں شامل ڈرگز کا دھندہ ، چمن کے باڈر سے اسلحہ کی خریدوفروخت ، جو جو اسے پتا تھا سب بتاتا چلا گیا۔---

مجھے اب تمہارا زبان کھولنا پسند نہیں آیا ---تمہاری موت میں کچھ رعایت ہو جاتی اگر میرے کہے پر عمل کرتے---پر اب نہیں ----کیونکہ تم نے میری عزیز از بہن کو چھونے کی گستاخی کی ہے اس کی نظروں کے سامنے ماہم کا رویہ مرجھایا چہرہ لہرایا جب حسان نے اسے سارا واقع بتایا تب سے دنوں کے دل کے اندر اک آگ سی بھڑک رہی تھی ----احمر سفاکیت سے بول کر وہ آلہ اس کی گردن کے آر پھرا کر چکا تھا----

میچل چیخ بھی نا سکا اور پھڑپھڑاتا ہوا پیچھے کو لڑھک گیا۔---

شبیر-------

جی سر -----دروازے کے پار سے بھاگتا ہوا شبیر آیا۔--

بڈھے کو تحفہ بھجوا دو----

احمر ایک نظر میچل کو دیکھ کر باہر نکل گیا۔-----

---------------------------------------

دو دن سے بوس کا غصے سے برا حال تھا----سومی پر اٹیک کروانے کی کوشش کی ڈرائیور پر بھی گولیوں کی بوچھاڑ کی وہ زخمی ہوا پر سومی کو کچھ نا ہونے دیا---

سومی ڈرائیور انکل کی ٹیب پر ویڈیو پلے کر کے دینے پر خوشی سے ناچتا پچھلی سیٹ پر ٹیک لگائے گیم کھیلنے لگا ----

جبکہ ڈرائیور ایک ہاتھ سے گاڑی کنٹرول کیے دوست سے فائر کرتا ان کے مقابلے کا جواب دے رہا تھا----

سمیر نے ڈرائیور کو بتا رکھا تھا اور وہ سب جانتا تھا اس لیے ہر صورت سومی کو بچانا تھا----

اس نے فل سپیڈ سے گاڑی بھگائی تھی بوس کے آدمیوں نے اس کے ہاتھ پر فائر کیا جس سے وہ ان کو نشانے پر لیے ہوئے تھا کہ اچانک اس کے ہاتھ کو گولی چھو کر گزرتی اسے زخمی کرتی چلی گئی----

اس نے ہاتھ کی پرواہ کیے بغیر سومی کو باحفاظت گھر پہنچایا اور گھبراتے سمیر کو کال پر سب بتانے لگا کہ سجل جو ٹیرس پر کھڑی تھی سومی کو آتا دیکھ فوراً باہر کو بھاگی جو ابھی تک گاڑی میں بیٹھا گیم کھیلنے میں مصروف تھا اور ڈرائیور کی باتیں وہ سن چکی تھی جبھی سومی کو پکارتی چلاتی گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے باہر کھینچا تھا اور خود میں بھینچے رونے لگی---

سمیر ڈرائیور سے بات کرتے ہوئے پیچھے سے اس کی گھبراہٹ اور لڑکھڑاتی آواز سن کر چونکا جب وہ رو پڑی تھی اور سمیر کا دل کیا بوس کی ہڈی پسلی توڑ کر سورمہ بنا دے----

ابھی بوس اور انجلینا جازب کے غائب ہونے پر اپنے آدمیوں پر چیخ رہے تھے کہ ایک آدمی بھاگتا آیا--

بوس آپ کے لیے کوئی تحفہ آیا ہے----cg کی طرف سے----

جبھی تین آدمی بڑا سا ڈبہ اٹھائے اندر آئے اور زمین پر رکھ کر کچھ فاصلے پر کھڑے ہو گئے----

بوس اور انجلینا کا دل پل میں سکڑے تھے جب بوس کے کہنے پر ایک آدمی نے چاک کیا اور واپس اپنی جگہ پر کھڑا ہوا----

جیسے ہی بوس نے کھولا تو سامنے میچل کے مردہ وجود کو دیکھ کر ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے------

-------------------------------------

اس دن زوہیب کی شدتوں کی وجہ سے شہلا کو بہت تیز بخار ہو گیا تھا جب وہ سو گیا تو شہلا خود کو سمیٹتی آنسوں بہاتی اپنے کمرے میں آ گئ اور روتی ہوئ سو گئ اس کی حالت کافی ناساز ہو چکی تھی -- صبح دس بجے زوہیب اپنی بیگم کو مورننگ وش کرنے کے لیے اٹھا تو شہلا کہیں نہیں تھی بے ساختہ اسے رات کی ہوئ اپنی شدت اور شہلا کے آنسوں یاد آئے تو جھٹکے سے بیڈ سے اٹھا----

وہ جلدی سے فریش ہوکر نیچے آیا تو شہلا کی تلاش میں یہاں وہاں نظریں دوڑائیں پر وہ کہیں نہیں تھی ---اس کی ماں اور تائ باہر لان میں بیٹھیں تھیں ---

زوہیب کو اب سچ میں دماغ سن ہوتا محسوس ہوا کہ کہیں وہ گھر سے چلی تو نہیں گئ ----

اس نے ملازمہ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میڈم ابھی تک نیچے نہیں آئ ---

زوہیب سر ہلاتا اس کے کمرے کی جانب آیا اور ہینڈل گھمایا تو وہ کھلتا چلا گیا --اسے احساس ہوا کہ زبردستی نہیں کرنی چاہیے تھی پر وہ مزید باغی بن جاتی اور اپنی من مرضیاں کرتی یہی ٹھیک تھا اور ویسے بھی اس کا حق تھا بیوی تھی وہ اس کی ----دل نے دوسری دلیل پیش کی --

وہ سر جھٹک کر اندر آیا تو شہلا کو کمفرٹ سر تک تانے دیکھ کر آگے بڑھا ----ور بغیر کچھ کہے اس سے کمفرٹ کھینچا تھا کہ شہلا بنا کسی حرکت کے سرخ انار کی مانند چہرے لیے آنکھیں موندے پڑی تھی ---سرخ گالوں پر آنسوں کے نشان تھے بکھرے بال اور اس کی گردن پر زوہیب کی رات کے شدتوں کے نشان واضح تھے ----

شہلا-----

زوہیب نے اس کی حالت پر گڑبڑاتے پکارا اور ساتھ ہی ہاتھ اس کی گال پر رکھا اسے لگا جیسے کسی انگارے کو چھو لیا ہو ----

تب اس نے دانتوں تلے لب دبایا اور نیچے ملازمہ کو آواز دی ----اور ساتھ ہی ڈاکٹر کو کال کی ----

اس دن زوہیب گھر ہی رہا تھا اور شہلا کا بہت زیادہ رکھا تھا ساتھ اس کی ماں اور تائ بھی تھیں ---

زوہیب کے پوچھنے پر وہ گڑبڑا گیا اور بہانہ بنا لیا کہ تھوڑا سا ڈانٹا تھا ---

تب سمرینہ بیگم نے اس کو بھی ڈانٹا ---وہ بڑی عورتیں تھیں کیوں نا سمجھتی شہلا کی حالت کیسے ہوئی ہے پر زوہیب کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتیں تھیں اس لیے خاموش ہی رہیں ----

دو دن شہلا نے زوہیب کی شکل تک نا دیکھی اور کمرے میں ہی رہی اس دوران اس نے مکمل خاموشی اختیار کیے رکھی ----

آج گھر میں کوئی نہیں تھا تو وہ اپنے کمرے سے باہر نکل کر دھوپ میں باہر لان میں بیٹھی----

اسے زوہیب سے نا نفرت ہو رہی تھی نا غصہ آرہا تھا اور نا ہی بات کرنے کا دل کر رہا تھا ---- جیسے زوہیب نے اپنا حق وصول کر لیا اب اس کا تعلق بھی ختم ---وہ جو اپنے سے فیصلہ کیے بیٹھی سوچوں میں مگن تھی جبھی گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی---وہ دیکھ کر پہچان گئی کہ کون ہے اس لیے لاتعلق بنی نظریں غیر مرئی نقطے پر مرکوز رکھیں ----

زوہیب شہلا کی طبیعت کی پیش نظر آفس سے جلدی آگیا تھا کہ گھر پر کوئی نہیں تھا اور سمہنہ بیگم نے خاص ہدایت دی تھی ---

وہ بھی اس کی خاموشی اور سب سے لاتعلقی نوٹ کرچکا تھا ---زوہیب گاڑی سے اتر کر سیدھا اس کی جانب آیا----

آہم آہم-----

کوئی تو بڑا نازک ثابت ہوا -----اتنی سی شدت پر دو دن بخار میں گزر گئے تو آگے کیا ہوگا ----

زوہیب لب دباتا اس کے سامنے بیٹھا ----

جبکہ شہلا ایک نظر بھی اس پر ڈالے وہاں سے اٹھنے لگی ---

کہاں زوہیب نے کلائی جکڑی -----

تم سے بات کرنے کا میرا من نہیں ہاتھ چھوڑو---- شہلا مدھم آواز میں بے زاری سی بولی----

بیٹھو -----

زوہیب نے واپس کھینچ کر بٹھایا-----

یہ سوگ کس لیے منا رہی ہو----؟؟

سوگ نہیں بخار ہے مجھے ----

وہ اس دیکھے بغیر بولی----

منانا بھی مت کہ اب تو یہ روز ہوگا اور تم مجھے روک نہیں سکتی ---وہ اسے کرید رہا تھا کہ شہلا کے دل کی بات زبان تک آئے-----

شہلا خاموش رہی -----

بخار کیسا ہے ------اس نے غور کیا شہلا انگوری رنگ کے شلوار قمیض اور ہم رنگ دوپٹہ شانوں پر پھیلائے مرجھائی ہوئی سی سرخ گال اور ہلکے گلابی لب بالوں کو کیچر میں باندھے بہت خوبصورت لگ رہی تھی ----اپر سے اس کی نظر انداز کرنے والی ادائیں-----زوہیب کا دل کسی اور لے پر دھڑکنے لگا تھا-----

میڈیسن لی-----؟

جی-----

خاموش کیوں ہو؟؟

میرا دل نہیں کرتا تم سے بات کرنے کو ..

شہلا بغیر لگی لپٹی بولی----

شوہر ہوں تمہارا؟؟؟؟اسے شہلا کی بات دل پر کاری ضرب کی طرح لگی تھی ----

یہی تو مسئلہ ہے ----

میں تمہارے لیے مسئلہ ہوں ---؟!

ہاں ------

تو مبارک ہو اب یہ مسئلہ تا عمر تمہارے ساتھ رہے گا اور اس مسئلے کا مسئلہ بھی تم ہی سلجھاؤ گی

-----زوہیب دانت پیستے بولا---

اگر میں نے منع کیا تو کون سا تم نے رک جانا ہے ---شہلا نے اسے گزری رات کا جتایا----

صحیح کہا اور میں نے کون سا گناہ کیا ہے جو طنز کے نشتر چلا رہی ہو ----زوہیب برہم ہوا---

بیوی کی رضامندی ضروری ہوتی ہے ----شہلا نے بھی اسے دیکھتے کہا---

اگر بیوی تم جیسی ٹیڑھی کھیر ہو تو رضامندی ضروری نہیں ہے ----اور تمہیں جانتا تم تو کبھی راضی نا ہوتی نا ہوگی پر مجھے روک نہیں سکتی----زوہیب نے کہتے ہی کیچر اس کے بالوں سے نکالا----

شہلا نے حلق تر کیا اور وہاں سے جانے میں ہی عافیت سمجھی---وہ تیزی سے اٹھی اور جھپٹنے کے انداز میں اس سے کیچر لیا کہ اسے اب زوہیب کی موجودگی سے گھبراہٹ ہونے لگی تھی ایک عجیب سا ڈر لگ رہا تھا اس نے دو قدم ہی اٹھائے تھے جب زوہیب کی اگلی بات اسے قدم روکنے پر مجبور کر گئی----

آج رات کمرے میں چلی آنا بنا کسی چوں چرا کے ----اور آج کے بعد ہمارے کمرے میں ہی رہو گی ----

دو دن سے وہ اپنے پرانے کمرے میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھی ----شہلا کے گال دہکنے لگے دل جیسے کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا تھا گزری رات کی شدتوں کے باعث وہ ابھی تک تاب نہیں آرہی تھی کجا کہ پھر سے ----شہلا کا دل زوہیب کی گردن دبانے پر کیا ----جبھی نیا حکم صادر ہوا ----

چائے بنا لاؤ میرے لیے اور خبردار جو ملازمہ سے بنوائی ----تمہارے ہاتھ کی پینی ہے مجھے -----

وہ اسے آڈر دے کر مزے سے بیٹھا اس کی پشت پر جھولتے شہد رنگ بالوں کو دیکھ رہا تھا تراشیدہ لئر میں کٹے بال کافی خوبصورت لگ رہے تھے ----

شہلا مڑے بنا جی کہتی بھاگنے جیسے انداز میں اندر آئ اور صوفے پر ڈھ سی گئ-----

اچانک اس کا چائے والا حکم یاد آیا تو جھٹکے سے اٹھی اور کچن میں بند ہو گئ----

ایمان ناراض غصے سے بھری بیزار سی اس محل میں بوکھلائ ہوئی بولائ سی پھر رہی تھی ---

اچانک سے براؤن بلا پلس جنگلی بلا کہاں چلا گیا تھا ایمان کا من اسے جنگل میں بھیڑے کا لنچ ڈنر بنانے کا کر رہا تھا ---

وہ جب صبح اٹھی تو احمر غائب تھا ----

پہلے تو اسے رات کا منظر وہم لگا ایک خواب سا پر ذہن پر زور ڈالنے پر سب یاد آگیا ---اس بار وہ پھر اسے بے ہوش کر کے چلا گیا تھا ---

ایمان اٹھ کر بہت روئ اسے غم کھائے جا رہا تھا کہ ہو سکتا ہے شیر کو احمر کا پتا چل گیا ہو اور اس نے کہیں بند کر دیا ہو یہ سوچتے ہی وہ بلک بلک کر رونے لگی ---پر خیال اس کا رات آنا جانا کھانا لے آنا رونے کو سٹاپ لگا گیا---رونے کی جگہ وہ غصے سے لال ہو گئ---کہ احمر نے جھوٹ بولا شیر اور اس کا کوئی تو تعلق تھا---

اسے سمجھ لگ گئی کہ بھورا بلا اس کے سوالوں سے بچنے کے لیے اسے بیہوش کیا تھا---

اس کے ذہن میں سوال گردش کرتے اس کا دماغ مکمل طور پر الجھا چکے تھے---

وہ پریشان بھی تھی غصہ بھی ----اور سب کا زمہ دار اب احمر ہی لگ رہا تھا---

اس کے اٹھنے کے بعد ملازمہ اس کے کپڑے لے آئی تھی اور اسے چینج کر کے نیچے آنے کا کہا---

گھر میں کوئی نہیں۔ تھا---ایمان ستائش بھری نگاہوں سے اس گھر کو دیکھ رہی تھی اگر وہ کڈنیپ ہو کر نا آتی تو یقیناً خوش ہوتی ----

دو دن سے اسے گھر میں کوئی نا دیکھا وہ اور ایک ملازمہ تھی باقی پورا محل ویران تھا اور شیر تو اسے سرے سے ہی نظر نہیں۔ آیا تھا----

اس دن جاتے ہوئے احمر شانی کو وارن کر کے گیا تھا کہ اس کی مولانی کے سامنے مت آئے اور شیرا کو بھی بول دے---احمر حکم دیتا اسے اپنی سناتا وہاں سے جا چکا تھا---

کچھ دیر بعد شانی بھی شیرا کو بتانے کی خاطر وہاں سے نکلا کیونکہ احمر اب ان کا بھی ڈان بن چکا تھا اور یہ بات شانی کو ہضم نہیں ہو رہی تھی ----

شیر بوس کے کام میں الجھا ہوا تھا اور دوسرا بوس کے آدمیوں نے اس پر نظر رکھی ہوئی تھی اس لیے وہ ایک ڈھابے پر بیٹھا رہتا اور پھر ان کو ڈاج دے کر وہاں سے یوں نکلتا کہ اس کے آدمی تلملا اٹھتے پر شیر ان کے ہاتھ نا آتا ----

اس کا بہت دل تھا اپنی غنڈی کو ملنے پر -- لیکن وہ جان کر نہیں آرہا تھا کہ غنڈی تو نقاب کرتی تھی اور ایک بار وہ گستاخی کر بیٹھا ہے اگر اب بھی سامنے پایا تو اس سے بڑھ کر نا کوئی گستاخی کرے ---

اس لیے وہ غنڈی کو وقت دینے کی خاطر محل نہیں آیا تھا ---- اس دوران شیر کے کہنے پر شانی نے پورا خیال رکھا ہوا تھا --- پر محل میں صرف ایمان اور ملازمہ تھی ---- احمر کے کہے کے مطابق ملازمہ اپنے کام سے کام رکھتی اس سے بلکل بھی برداشت نہیں تھا کہ وہ کسی اور سے بات کرے --- وہ چاہتا تھا یہاں رہ کر اس کی مولانی بس اسے سوچے ---

ایمان کو کافی مشکل پیش آتی چلنے میں --- ملازمہ اس کا ہاتھ پکڑ کر لے آتی --- ایمان اس کے ساتھ پورا محل دیکھ چکی تھی اسے کافی پسند آیا تھا وہ گھر --- وہ گھر کال کرنا چاہتی تھی اس کا موبائل کہیں نہیں تھا اور نا اس گھر میں کوئی فون نظر آیا --- ایمان نے ملازمہ سے کہا تو وہ گونگی بن گئی ---

ابھی بھی وہ لاؤنج میں کاوچ پر بیٹھی رو رہی تھی ----اس کا دل بہت اداس تھا عجیب قید تھی --- دل میں شیر کو کوسنے میں لگی ہوئی تھی --- عجیب وسوسے دل میں ڈیرہ جمائے ہوئے تھے ----

وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رونے میں مصروف تھی کہ اسے کسی کے بھاری قدموں کی آواز اپنے قریب آتی محسوس ہوئی----

پانی لاؤ----

شیر گرجدار آواز میں پاس کھڑی ملازمہ سے بولا کہ ایمان اپنی جگہ سے اچھل پڑی ----

اے ے ے ے غنڈی یہ میرے گھر روم دھونا کس بات کا مچا ہے تجھے کمی ہے کیا کسی چیز کی بتا ابھی لا دیتا ہوں -----

شیر ماتھے پر تیوری چڑھائے صوفے بیٹھا پر نظریں ہاتھوں میں چہرہ چھپائ بیٹھی ایمان پر تھیں ----

تم کمینے غنڈے مجھے کیوں لائے ہو یہاں ----؟؟

کیا مطلب اس دن بتایا تو تھا کہ تو اب اپن کے پاس اپن کے ساتھ رہے گی ----

شیر ٹرے سے گلاس اٹھاتا بولا کہ ایمان کا دل اچھل کر حلق میں آیا ---

یہ تم۔کیا بکواس کر رہے ہو ---ایمان چلائی اور اٹھ کر اس کی طرف پیٹھ کر گئی----

حقیقت ہے غنڈی تم اب کہیں نہیں جا سکتی ادھر ہی رہو گی ---وہ اطمینان سے بیٹھا بولا ----

احمر کہاں ہے --کیا لگتے ہو تم اس کے ----؟

ایمان ڈر پر قابو پاتی پوچھ بیٹھی ----

یہ-بات تم اس سے پوچھنا ----اور ایک بات اس دن تو وہ یہاں سے بچ نکلا تھا اب اگر آیا تو سیدھا شوٹ کردوں گا ----

اس کی بات پر ایمان تڑپ اٹھی تھی -----

ایک تو شوٹ والی بات سن کر دوسرا یہ کہ وہ بلا اسے اکیلا چھوڑ کر چلا گیا ویسے تو بڑا شدت پسند ہے اور یہاں نا محرم کے گھر میں اس کی قید میں چھوڑ گیا ----

افففف ایمان جواب واقعی نیند کی گولیوں کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی ----

پر وہ شیر جا دماغ ٹھکانے لگانا چاہتی تھی جس نے اس کے بلے کو مارنے کا سوچا ----ساری باتیں وہ پیچھے رکھ کر اسی بات کو پکڑ گئی---

تم سمجھتے کیا ہو خود کو جاہل آوارہ لفنگے غنڈے اگر تم نے احمر کو ہاتھ بھی لگایا تو میں تمہاری گردن ہاتھ پاؤں سب تڑوا دوں گی ----

ایمان دوپٹہ کا کونا پکڑ کر چہرے پر نقاب کیے غصے سے پلٹی---

شیر مسکرایا یہی تو وہ چاہتا تھا کہ وہ غنڈی کا مکھڑا دیکھ سکے پر یہ-کیا ---پردہ ---شیر گھور کر رہ گیا ----

تمہیں بڑی تکلیف ہو رہی ہے کہا تھا نا اس کا خیال نکال دو اپنے دماغ سے -----

شیر لائیٹر سے سیگریٹ جلاتا سرد آواز میں دھاڑا ------

کیوں نا ہو تکلیف شوہر ہے وہ میرا اور تم نامحرم ---

اور تم ہوتے کون ہو مجھ پر حکم چلانے والے ---ایمان کا تو دماغ ہی بھنا اٹھا تھا اس غنڈے کی بکواس پر ----

میں کون ہوتا ہوں بہت جلد پتا چل جائے گا ----

اگر احمر آیا تو اس کی موت پکی ہے ---

اس کی نہیں تمہاری ---ایمان بھی دوبدو بولی---

تمہاری تو ---شیر سیگریٹ پھینک کر اس کی جانب بڑھا تبھی اس کا فون چنگھاڑنے لگا---

شیر نیلی آنکھوں سے روتی ہوئی آدھا چہرہ چھپائے ایمان کا گہری نظروں سے جائزہ لیتا باہر نکل گیا ---

اس کے جاتے ہی ایمان نے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا ----

اسے شدت سے اپنوں کی یاد آرہی تھی ---

بلقیس مجھے کمرے میں لے چلو--ایمان نے ملازمہ سے کہا اور دوپٹہ مٹھیوں میں جکڑے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی سیڑھیوں پر چڑھنے لگی----

---

احمر حسان سمیر اور اس کی ٹیم کے کچھ میمبر اس وقت چمن کے باڈر کی جانب رواں دواں تھے ----

جہاں سے آج اسلحے کے بھرے ٹرک باڈر سے بلوچستان کی جانب آنے تھے ---

اس کی قیادت شیر شانی کو ملی ہوئی تھی ----

اور شیر نے ہی ان کو اس جگہ پہنچنے کا کہا تھا ---

وہ اکیلے بلکل بھی نہیں تھے وہاں آرمی کے جوان بھی پہنچے ہوئے تھے جو ان کے انتظار میں تھے ---

جبکہ سمیر دل پر پتھر رکھ کر سجل سومی کو ہمدانی ہاؤس چھوڑ گیا پر اس جازب کو وارن کرنا ہرگز نہیں بھولا تھا --- جازب نے شرافت کا مظاہرہ کرتے گردن ہاں میں ہلائی کہ وہ بے فکر رہے ----ساتھ ہی دور ہوتے آنکھ ونک کی کہ سمیر کا دل کیا اسے پہلے زمین میں گاڑھے پھر جائے ----اس سے پہلے وہ اپنی سوچ پر عمل کرتا جازب وہاں سے بھاگ نکلا تھاجبکہ زوہیب نے دیکھ کر مسکراہٹ دبائی اور سمیر کو بے فکر رہنے کا کہا ----

زوہیب اب اچھے سے جازب کی حرکات سمجھ رہا تھا جس میں زیادہ وہ سمیر کو ہائیپر کرنے کا کام انجام دیتا تھا جہاں تک بات سجل کی تو وہ اس سے ایز آ کزن سمجھ کر بات کرتا تھا کہ ایک تو شوہر پولیس میں دوسرا چار

سالہ سومی باپ بھی ڈان اور بیٹا ننھا ڈان ---وہ سمیر کو تپانے کا کام کرتا تھا پر یہ بھول گیا کہ ایسے میں سمیر کی کئیر اور محبت سجل کے لیے شدت اختیار کرتی جا رہی تھی ----

زوہیب نے سر جھٹکا اور سمیر کے گلے لگا ---

سمیر سب سے خاص سجل سے مل کر جہاں اس نے سجل کو شرمانے لجھانے پر مجبور کر دیا تھااور باقی بعد میں صبح سے ملنے کا کہہ کر اس کی حالت غیر کرنے کے بعد وہاں سے نکلا تھا ---

دوسری جانب احمر اور حسان کے دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہو گئے تھے پر وہ مجال ہے جو اپنی والیوں سے ملے ہوں کہ باغی دلوں کی حالت سمجھ سکتے تھے اگر ملتے تو پھر جانا پاتے ----

اس سب میں صرف ماہم جانتی تھی کہ وہ سب کہاں جا رہے ہیں ----

وہ ان کے لیے دعا گو تو تھی ہی ساتھ کچھ سسٹم ہیک کرنے کا کام بھی کر رہی تھی کہ یہ ہیکنگ اس نے احمر حسان سے سیکھی تھی جو اس کو خاص ہدایت دیتے روانہ ہوچکے تھے -----

-------------------

یونیورسٹی کے باہر بلیک جینز پر بلیو شرٹ پر ہالف سلیو تو پیس کا بلیک کوٹ پہنے جس کے بٹن بند تھے آنکھوں پر سن گلاسز لگائے فون پر جھکا مسلسل انگلیوں کو حرکت دیتا گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا ----

وہ ڈی جی کی ہدایت پر زرش کو لینے آیا تھا کہ اسے ولیمے کے لیے شاپنگ کروانی تھی ----

بہت سے سٹوڈنٹ اسے دیکھ کر اس کے پاس آئے تھے اور ابھی بھی اردگرد جھرمٹ لگا ہوا تھا ---

کچھ اس کے سٹوڈنٹ تھے تو کچھ اس پر فدا ہونے والی لڑکیاں---

آج اتنے دنوں بعد اپنے سر کو دیکھ کر سب بہت خوش ہوئے تھے ---

وہ یونیورسٹی کے اندر نہیں گیا تھا کہ اسے جلدی تھی تبھی باہر کھڑا اپنی وائف کا انتظار کر رہا تھا---

سر آپ یونی کیوں نہیں آتے -----پلیز سر واپس آجائیں ---

ووئی مس یو ویری مچ ---آپ کا انداز آپ کے پڑھانے کا سٹائل ،سر کوئی بھی آپ جیسا نہیں پڑھا سکتا ----

برھان دھیما سا مسکرا رہا تھا----اور انکے سوال جیسے بڑھتے جا رہے تھے---سر اپ یہاں کیوں کھڑے ہیں----سر ہم نے سنا ہے آپ نے شادی کر لی ہے---

سر کون ہے آپکی وائف ----اور سر یونی کیوں چھوڑی آپ نے ---

جبکہ برھان کو اب زرش پر غصہ آنا شروع ہو گیا تھا----

وہ اتنے سوالوں کا جواب دیتا یہ اس کی طبیعت کے برعکس تھا---کم گو دو ٹوک بولنے والا تھا اور یہاں اس کے سٹوڈنٹ تھے جو اسے گھیرے کھڑے تھے------

تبھی زرش کو نا آتے دیکھ اس نے میسج ٹائپ کیا----

(باہر آؤ-----ویٹ کر رہا ہوں-----)

اور پھر سب کی طرف متوجہ ہو گیا ---

یونی اس لیے کہ اب ٹائم نہیں ملتا تاجر بندہ ہوں ----اور دوسرا شادی ---جی ہاں تو شادی میں نے کر لی ہے ----اور وائف کون ہے وہ آپ تھوڑی دیر تک جان جائیں گے----

کچھ لمحے بعد زرش آتی دیکھائی دی برہان کی نظریں اس پر ٹکیں تھیں -----جو حیرت میں ڈوبی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کی جانب آ رہی تھی-----پر اردگرد لڑکیوں کو دیکھ کر زرش کو تپ چڑھی تھی جو چڑیلوں کی طرح اسکے شوہر کو گھیرے ہوئے تھیں ----

ہوں ں ں چمٹ تو ایسے رہی ہیں جیسے شہد لگا ہوا ہے --- کم بخت نکمیاں---لومڑیاں ---ابھی ان کے ہارٹ فیل کرواتی ہوں ---میرے اکلوتے شوہر کے گرد بھبھنا رہی ہیں ----

اور اس لاڈ صاحب کو تو دیکھو کیا ضرورت تھی گاڑی سے نکلنے کی،نا مجھے پہلے ہی میسج کر دیتا پر گاڑی میں ہی بیٹھا رہتا پر نہیں ---بس نکلنا تھا---

زرش بڑبڑا رہی تھی جبکہ برہان سیاہ گلاسز سے اس کا تپا چہرہ اور ہونٹوں کی حرکت دیکھ کر لب دانتوں تلے دبا گیا----

جو اب اردگرد گھورتی ساتھ برہان کو بھی کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی------

وہ کچھ قدم کی دوری پر رک گئی----

زرش کا چہرہ لال ہو چکا تھا---اس سے پہلے کہ وہ چیخ کر سب کو چلتا کرتی، برہان اس کے سرخ تپے چہرے پر نظریں گاڑھے اس کی جانب آیا-----

سب نے مڑ کر برہان کو دیکھا جو چند قدم کے فاصلے پر کھڑی اپنی چھوٹی سی زوجہ محترمہ کے پاس رکا-----

برہان نے سب کی موجودگی کو یکسر فراموش کیے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر اپنے ساتھ لگایا-----

کہ جھرمٹ میں یکدم خاموش ہو گئی----

میٹ مائے وائف مسز برہان درانی-----

برہان دلکش مسکراہٹ لیے گویا ہوا تھا کہ وہاں کھڑے سب نفوس شوکڈ ہوئے تھے ،،، کچھ خوش تھے تو کچھ حسد کر رہے تھے ----

جبکہ زرش تو اتنے سارے سٹوڈنٹ میں برہان کے ساتھ یوں کھڑے ہونے پر شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی ---جو اب مسکرا کر سب کے سوالوں کے جواب دیتا اسے مزید خود سے لگائے کھڑا تھا----

زرش کا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا-----

سر-------

اس نے سرگوشی میں پکارا---

اسے لڑکیوں کی جلن اور حسد بھری تو کچھ خشمگین نظریں خود پر محسوس ہو رہی تھی----

سر-----چھوڑیں مجھے ،سب دیکھ رہے ہیں ----

زرش اس کے کان کے قریب ممنائی-----

جبکہ اب باقاعدہ کانپنے لگی برہان کا بازو اس کی کمر کے گرد لپٹا پیٹ پر ہاتھ مضبوطی سے بندھا ہوا تھا ----اس نرم گرم لمس کی حدت پر زرش کے جسم میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی تھی -----

دیکھنے دو ------برہان جو جانے والا تھا جان بوجھ کر زرش کو امتحان میں ڈال گیا ---وہ اس کی کپکپاہٹ نوٹ کر چکا تھا پر ارداہ مزید تنگ کرنے کا تھا----

سر پلیز چلیں----منت بھرے انداز میں وہ گویا ہوئی تھی---

زرش کو اپنے پاؤں پر کھڑا رہنا محال لگ رہا تھا---

وہ جو ہٹلر بن کر سب کے ہارٹ فیل کرونے والی تھی کہ برہان کا جملہ میٹ مائی وائف مسز برہان درانی اس کے غصے پر پانی پھیر گیا سار غصہ چھو ہوا تھا اور وہ اب سب کی نظروں کو خود پر محسوس کرکے اس کے ساتھ چپکی کھڑی مسلسل ہونٹ کاٹتی نظریں جھکائے کھڑی تھی ----

برھان نے اس کی بچوں جیسے منت بھرے انداز پر مسکراہٹ دبائی اور سب کے مزید سوالوں کی نظر انداز کیے اسے گاڑی میں بیٹھایا اور خود گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی گاڑی ڈرائیو وے پر ڈالی---

زرش نروس سی ہونٹ کاٹتی گھبرائی سی بیٹھی تھی --- آج وہ اسے پک کرنے آیا تھا -- اول تو وہ اس سے دوری بنائے رکھتا اور اگر پاس آتا تو زرش کو بوکھلا کر رکھ دیتا کہ پھر پوری شدت سے اس کو محسوس کر کے دور ہوتا ----

پچھلی بار اس کے عمل میں شدت محسوس کر کے زرش دوسرے روم میں آتی گھرے گھرے سانس بھرنے لگی تھی برھان نے دل کھول کر اس کی تیاری بگاڑی تھی وہ آئینے میں خود کو دیکھ کر شرما کر چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی تھی اس کے بعد سے برھان کی والہانہ نظروں کو خود پر محسوس کر رہی تھی وہ برھان سے دوری بنائے ہوئے تھی کہ اس کی نظروں کی شرارت اور چہرے پر چھائی سنجیدگی زرش کی دھڑکنیں بڑھا دیتی ---رات بھی برھان کے سونے کے بعد کمرے میں آتی اور اس کے اٹھنے سے پہلے ہی فریش ہو کر چلی جاتی ----

آج وہ خود اسے لینے آیا تھا تو زرش پر گھبراہٹ طاری ہوئی تھی ----

وہ کافی دیر سے اسے لبوں پر ستم ڈھاتے دیکھ رہا تھا جب زرش نا رکی تو اسے ہی گاڑی روکنا پڑی ---

جھٹکے سے گاڑی سنسان سڑک پر روکنے پر زرش نے حجاب کے حالے میں لپٹا خوبصورت چہرہ اٹھائے یکدم اسے دیکھا کہ جو گاڑی کو بریک لگائے کالی چمکدار آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا ---

کیا ہوا سر---- زرش نے حیران ہوکر پوچھا---

اتنا ستم --------!!!!!برھان نے اس کے لبوں پر نظریں ٹکائے کہا-------

مم مطلب------

برھان نے اس کی بات کا جواب دیے بغیر زرش کو اپنی جانب کھینچا----

وہ جھٹکا کھا کر اس کے اوپر آگری----

اتنا ظلم ابھی تو ان کو محسوس کرنا باقی ہے---وہ گھمبیر سرگوشی میں بول کر اس کے سرخ خون چھلکاتے نچلے ہونٹ کو انگوٹھے سے سہلایا کی زرش کی رگو پے میں کرنٹ سا دوڑ گیا تھا ----

اس کے منہ سے ہلکی سی سسکی نکلی تھی ---اسے اب پتا چلا تھا کہ وہ سوچوں میں غرق اپنا ہونٹ کچلتی زخمی کر بیٹھی تھی ----

برھان اس کے لبوں کو فوکس میں لیے ہوئے تھا جبکہ زرش کی پلکیں لرز اٹھیں تھیں اور ہونٹ کپکپاگئے تھے ---اس کے لبوں پر اس کے ہی دانتوں کے نشان واضح ہوچکے تھے ----

ابھی تو تشنگی مٹی نہیں ان کا جام پینا ہے اور تم ---------

برہان نے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر پاس بہت پاس کیا اور بات ادھوری چھوڑ کر ضبط کھوتا شدت سے بھرپور گستاخی کر بیٹھا ----

اس کا ایک ہاتھ زرش کی گردن پر تو دوسرا کمر پر رینگ رہا تھا---اور زرش تو مانو جامد ہو گئی تھی ---اسے سمجھ نہیں۔ آرہا تھا وہ کیا کرے---- برہان اس پر حاوی ہو رہا تھا ----جب جب وہ اس کے قریب آتا اس کی سوچوں میں اس رات فون پر کسی سے کی محبت کے اعتراف کی باتیں بے بسی لیے گھوم جاتیں اور وہ الجھ کر رہ جاتی -----

وہ خوش تھی بہت خوش کہ وہ اس کی طرف پلٹ رہا ہے -----پر وہ دکھی تھی کیا وہ محبت نہیں کرتا اس سے تو پھر قریب کیوں آرہا ہے ----

مختلف سوچوں نے دماغ میں ڈیرہ جما لیا تھا----

میں اسے خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دوں گی ---- برہان میرا شوہر ہے اس کے دل دماغ اور خیالوں پر میرا ہی قبضہ ہو گا ---- میں اس کے دل سے بے نام محبت کو نکال پھینکوں گی ---- اگر وہ میری طرف آرہا ہے تو یہ نکاح کا اثر ہے ---ہاں نکاح دو انجان لوگوں کو ساتھ ملا کر ان میں ہلال رشتہ وابستہ کر دیتا ہے

اس میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ اپنے پاٹنر کی طرف کھینچا چلا جاتا ہے ---- سوچوں میں خود سے سوال کرتی وہ بھول چکی تھی کہ برہان اس کے کتنے قریب آچکا ہے ---- برہان سب بھولے اس پر جھکے تشنگی مٹا رہا تھا -----

اس دوران وہ زرش کو اپنے قریب انتہا قریب کر چکا تھا اتنا کہ دونوں کے درمیان ہوا بھی نا گزر سکے -----

زرش کی دھڑکنیں بڑھیں تھیں برہان اس کی دھڑکنوں کی آواز باخوبی سن رہا تھا -----

وہ خاموش بغیر کسی مزاحمت کے اس کے گرد حصار باندھ گئی تھی ---

اس کی یہ پیش رفت اس کے لیے مزید دقت کا باعث بنی تھی کہ برہان اب اس کی سانسوں میں اپنی خوشبو چھوڑنے کے بعد اس کے کندھے پر جھکا تھا -----

زرش کا سانس سینے میں الجھ چکا تھا وہ کندھے سے گردن تک کا سفر کرتا آیا اس سے پہلے کی وہ زرش کے چودہ طبق روشن کرتا فون کی گھنٹی نے دونوں کو فسوں خیز لمحات سے باہر نکالا تھا--- زرش جلدی سے پیچھے ہوتی دروازے کے ساتھ لگ کر بیٹھی پھولی سانسیں ہموار کرنے لگیں اور برہان مسکراتی نظر اس پر ڈالے کال یس کر کے ائیر پوڈ کان میں لگائے مینیجر نسے بات کرنے لگا ---- ساتھ ہی گاڑی سٹارٹ کر کے دوبارہ سے روڈ پر ڈال دی ---

اسے ولیمے والے دن ہی اس کی میٹینگ کا یاد دلایا گیا تھا کہ اسے شام کی فلائٹ سے لنڈن جانا ہے ----

برھان نے سن کر لب بھینچے اور اوکے کہا تھا---ایک نظر زرش پر ڈالی جو ونڈو سے باہر دیکھتی اس سے فاصلہ قائم کیے بیٹھی تھی ----

آج کے بعد ان کو زخمی نا دیکھوں------برھان سامنے دیکھ کر بھاری آواز میں بولا-----

کہ اسے زرش کی یہ حرکت ناگوار گزری تھی----

زرش نے باہر کے نظاروں سے نگاہیں ہٹا کر اس کی جانب دیکھا جو سنجیدہ سا سامنے دیکھ رہا تھا---

اس کی چہرے پر حیرانگی دیکھ کربرھان نے ایک ہاتھ سے سٹیرنگ تھاما اور دوسرے سے اسے بازو سے کھینچ کر پاس کیا تھا---

اتنا ہی شوق ہے تو مجھ سے کہنا میں کس لیے ہوں---برھان نے سرگوشی میں کہہ کر اس کے سر پر لب رکھے اور پھر ڈرائیونگ کی طرف توجہ مبذول کی-----

جبکہ اس کی باتیں اس کالمس اس کا دھونس بھرا لہجہ اسکی عنایتوں پر زرش کا چہرہ سرخ انار کی مانند ہو گیا تھا بھرے بھرے گلابی گال دہکنے لگے تھے ----

-------------------------------

جازب ہمیشہ کی طرح کی رنگ کو فنگر پر گھمائے ٹہلتا اپنی بہن شہلا ،چچی اور سجل سومی کو ساتھ لے کر مال آیا تھا---زوہیب کی ضروری میٹینگ تھی تو یہ زمہ داری جازب ہمدانی کو سونپی گئی تھی ---

جس پر پہلے تو اس نے منہ بنایا کہ اس کا کیا کام ڈرائیور کے ساتھ چلی جائیں پھر سومی کے کہنے پر مان گیا

------

وہ آرام سے چلتا ان کے پیچھے جا رہا تھا کہ اس کے دوست جنید کی نظر پڑی جو اسی مال میں بنے آئسکریم پالر میں اپنی کزن کے ساتھ بیٹھا تھا----

ارے جازب تم -----

جینی تم--------- جازب نے بھی وہی سٹیل اپنایا-----

تو یہاں کیا کر رہا---- جنید اس سے گلے مل کر سوال داغا----

لیڈیز کو شاپنگ کرنی تھی بس ان کو لے آیا ہوں ------

تم-----------!!!!!؟؟؟؟

رمشا جو آئسکریم کی پیالی پر جھکی ہوئی تھی اپنے کزن کو اٹھ کر کسی سے چند قدم کے فاصلے پر ملتا دیکھ کر کندھے اچکا کر پھر سے کھانے لگی --- پر آواز اسے کہیں سنی سنی سی لگی ---اس نے گردن موڑ کر دیکھا تو بیٹھی بیٹھی ہی چلائی------

ارے تممممممم چلتا پھرتا پالر -----!!!!

رمشا کی چیخ پر دونوں نے مڑ کر دیکھا تو جاذب بھی اسی کے انداز میں بولا۔۔۔

تم ڈائنا سور کی شکل والے دور رہو میرے بھائی سے۔۔۔۔۔

اووووو اور تم میک اپ کی دکان یہ تمہارا بھائی میرا دوست ہے ۔۔۔۔۔

ایک منٹ تم دونوں جانتے ہو۔۔۔؟؟ جنید نے دونوں کو چپ کرا کر پوچھا۔۔۔

یار یہ وہی ہے چلتا پھرتا پالر جس کا تجھے بتایا تھا اسی کہ وجہ سے دیر ہو گئی تھی ۔۔۔

جاذب رمشا کو گھور کر بولا۔۔۔

بھائی یہ وہی ہے ڈائنو جس نے مجھے پولیس کی دھمکی دی تھی۔۔۔۔۔

اور جنید کو اب سمجھ آئی جب اس دن دونوں باری باری اپنا دکھڑا سنا کر گئے تھے کہ ان کی گاڑیاں شہید ہوتے بال بال بچی تھیں ۔۔۔

یہ تیری بہن ہے اتنی خطرناک۔۔۔۔۔ جاذب بڑبڑایا۔۔۔

ہاں میری کزن ہے ۔۔۔۔ جنید نے اسے آنکھیں دیکھائیں۔۔۔

خطرناک تو تم ہو ڈائنو۔۔ مجھ جیسے معصوم لوگوں کو بیچ سڑک میں روک کر ٹارچر کرتے ہو ۔۔۔۔رمشا بھنا اٹھی تھی ۔۔۔

جینی پہلی فرسٹ میں اس سے گاڑی لو اور سائیکل لے کر دو ----- گاڑی چلانا اس کے بس کی بات نہیں سائیکل چلائے گی تو اگر ایکسیڈنٹ ہوا بھی تو چوٹ اسی کو لگے گی-----

جازب دشمن بنا رمشا کو دیکھ کر مفت میں جنید کو مشورہ دے گیا----

دیکھ رہے ہو بھائی اپنے لفنگے دوست کے کام ---- آپ کے سامنے یہ مجھے یہ کہنا چاہ رہا کہ میں گاڑی نہیں چلا سکتی ----

ہاں تو کون سا جھوٹ ہے دیکھ یار میں خود مرتے مرتے بچا ہوں اور کسی کو تمہاری بہن کی ایکسیڈنٹ کے نظر ہوتے نہیں دیکھ سکتا -----

جازب نے ہاتھ کھڑے کرتے انتہائی افسوس سے کہا-----

تمہاری ہڈی پسلی تو نہیں ٹوٹی پھر کیسے مرتے بچ گئے تم ----

رمشا نے غصے سے پوچھا----

دیکھا جینی مان گئی ہے خود ہی---- ارادہ اس کا ہڈیاں چٹخانے کا تھا وہ تو میری قسمت بھلی تھی کہ رب نے زندگی دی اور آج میں تیرے سامنے کھڑا ہوں ------ جازب اپنا شیطانی دماغ چلاتا رمشا کو بے بس کر گیا تھا---

بھائی سمجھا لو اپنے لفنگے دوست کو کب سے تنگ کر رہا ہے اگلی بار میں اسے گاڑی کے ٹائروں کے نیچے کچل دوں گی ----

اووووو تیری ،،،،اتنی خطرناک عوام سڑک پر نکل پڑی ہے ------ہمارا کیا بنے گا یار------بتایا نہیں تم نے گھر میں چڑیل پال رکھی ہے----جازب نے سر کھجاتے حیرانگی سے کہا-----

بھائئئئئئئی اب کی بار رمشا کی بس ہوئی کہ وہ چلا اٹھی ------اورجنید کو دیکھا-----

ہاں بھئی لفنگے----

میرا مطلب ہے جازبی کیوں تنگ کر رہے ہو تم ----

میں میں کر رہا ہوں تنگ یا یہ پالر خود ہی مجھ سے الجھ رہا ہے -----

جازب تو تنتننا اٹھا--بغیر دم کے چھپکلی----- ساتھ ہی نیا نام دے ڈالا---

تم سانڈھ مگر مچھ میں تمہیں کچا چبا جاؤں گی -----رمشا اس کی طرف لپکی------

ارے بس میری شیرنی-----

بیچ میں ہی جنید نے اسے جازب پر حملہ کرنے سے روکا-----

جبکہ اردگرد گزرتے لوگ رک کر ان کی لڑائ دیکھ رہے تھے -----

چھوڑ دو بھائی میں اسے گنجا کر دوں گی ----

رمشا طیش میں آتی بولی جبکہ جازب نے اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرا----

اے بغیر دم والی چھپکلی ایسا سوچا تو میں تمہارے میک اپ سے لدے چہرے پر پانی گرا دوں گا-----

رمشا کی آنکھیں پھیلیں تھیں ----

تم ڈائنو تمہیں میں ناپید کر دوں گی -----رمشا بھی دو بدو بولی----

بسسسسسسس---------

جنید کے کان پک گئے تھے تبھی چلا اٹھا----

شرم کرو تم دونوں-----

اور جازبی قد دیکھو اپنا------ اور مقابلہ ایک چھوٹی سی بچی سے کر رہے ہو ------

یہ بچی ہے -----جازب نے خطرناک حد تک آنکھیں پھیلائیں-----

تو اور کیا----جنید نے گھورا----

اور رمشا تم بھی خاموش رہو ------ بلکل ------

جبکہ دور کھڑیں وہ ساری یہ ماجرا دیکھ چکیں تھیں ----

رمشا کی ان کی جانب پشت تھی وہ جازب کو کسی لڑکی سے الجھتا دیکھ اسی جانب آئ-----

کیا ہوا جازب سمیہ بیگم نے آتے پوچھا-----

کک کچھ نہیں پھپھی جان-----وہ گڑبڑایا تھا---

یہ کون ہیں ----- ؟؟

پھپھی جان یہ میرا دوست جنید ہے ----اور یہ اس کی بہن رمشا-----

جازب نے تعارف کروایا----

اور پھر جنید سے سب کا تعارف کروایا-----

ماشاءاللہ بہت پیاری بچی ہے ----

سمیہ بیگم نے رمشا کے سر پر ہاتھ رکھا-----

جبکہ جازب نے مسکراہٹ دبائی اور رمشا اس کی مسکراہٹ کا مطلب بخوبی جانتی تھی پر ان کا خیال کر کے خاموش رہی -----

سب آپس میں مل کر بہت خوش ہوئے تھے جب سمرینہ بیلم نے ان کو ولیمے کی تقریب پر مدعو کیا اور ساتھ رمشا کو بھی ضرور آنے کا کہا ---رمشا کو بھی سجل اور شہلا اچھی لگیں تھیں اس لیے ان کے اصرار پر مان گئی -----

رمشا اور جازب کے درمیان جنگ بندی ان کی فیملی کی وجہ سے ہوئی تھی ----پر یہ آخری نہیں تھی کہ اب ولیمے پر بھی یقیناً ان کی فائٹنگ والی جنگ ہونا تھی -----

کچھ دیر تک وہ آپس میں باتیں کرتے وہاں سے چلے گئے پر جاتے ہوئے رمشا ڈائو اور جازب بغیر دم کے چھپکلی کہنا نہیں بھولے تھے -----

جبکہ سجل سرگوشیوں میں ان کو ایک دوسرے کا نام رکھتے سن کر کھل کر مسکرا دی ----

جازب کا بیڑا بھی پار لگنے والا ہے ----

سجل نے کہہ کر سمرینہ بیگم کو ان کی جانب دیکھنے کا اشارہ کیا تو وہ جازب اور رمشا کو ایک دوسرے کی جانب مڑ مڑ کر گھورتا پا کر دیکھ کر مسکرا دی ---

شیر دل اور شانی رات کی سیاہی میں کچھ فاصلے پر کھڑے دور سے ٹرکوں کو آتا دیکھ رہے تھے -------

ٹرک میں بیٹھے دو افراد سامنے کھڑی فورس کو دیکھ کر بوکھلائے تھے ----

پر انہیں پہلے ہی آرڈر تھا کہ کچھ بھی ہو جائے ان کو رکنا نہیں ہے ---

وہ واپس مڑے تھے اور ٹرک کو ریسورس کرتے دور لے جا کر روک دیا ---

تبھی شیر اور شانی نے وہاں سے لائیٹس آسمان کی جانب کر کے دو تین بار اپر نیچے کیا کہ ان کو سائن ملتے ہی وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے آگے بڑھے تھے ----کہ شیر دل اپنے طریقے سے ان کے منہ بند کروا چکا ہو گا---

ان کے بارڈر پار کرنے کی دیر تھی ----کہ وہاں موجود فورس نے لمحے میں ان کو گھیر لیا تھا----

تین سے چار کروڑ مالیت کا اسلحہ تھا جو بلوچستان سپلائی ہونا تھا---

اتنا ایزی ٹارگٹ شیر شانی کی وجہ سے ممکن ہوا تھا----

وہاں موجود آرمی جوان ان دو نوجوانوں کو دیکھ رہے تھے جو ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر مسکراتے وہاں سے چلے گئے تھے -----

نا کوئی شور شرابہ نا گولیوں کی آواز نا کچھ----

جیسے ان کو تھالی میں سجا کر سب دیا گیا تھا اور انہوں نے اٹھانا تھا اور سجا کر دینے والا شیر تھا ----

موقع کی مناسبت کا خیال کرکے سمیر ایمان کے متعلق کچھ نا پوچھ پایا تھا----

ٹرک میں موجود اسحلہ کی چھان بین کر کے آرمی کینٹ کی جانب ان کے جوان لے گئے تھے اور سمیر ان آدمیوں کو اپنی ٹیم کے ساتھ پکڑ کر واپسی کے سفر پر گامزن ہوا ----

احمر اور حسان سمیر کے ساتھ نا تھے سمیر کے ساتھ شیر شانی تھے جبکہ وہ لوگ جو ان کا ویٹ کر رہے تھے سمیر کا گرین سگنل ملتے ہی وہ اپنی مشن پر آئے تھے --- بلیک ڈریس میں ملبوس چہرے پر ماسک لگائے ایک ویران گھر میں داخل ہوئے تھے ----

دیکھنے میں یہ ایک کھنڈر گھر تھا دور دراز آبادی سے دور اندھیرے میں گھیرا یہ گھر کافی ڈراؤنا لگ رہا تھا--

احمر حسان چہرے ماسک میں چھپائے کانوں میں باریک آلہ لگائے ماہم کی انسٹرکشن کو فالو کرتے داخل ہوئے تھے ----

یہ گھر اندر سے کسی بادشاہ کے محل جیسا تھا---

جتنا چھوٹا یہ باہر سے لگتا تھا اتنا تو نا تھا کہ وہ زمین کے اندر اندر کافی پھیلا کر بنایا گیا تھا --- جگہ جگہ سیکیورٹی سسٹم اور کیمراز لگے تھے جن کو ماہم ہیک کر چکی تھی ----

یہ بوس کے دھندے کا۔مرکز تھا ---- جو کچھ وہ کرتا تھا ہر طرح کا نشہ شراب ،وہ یہاں سے جاتا تھا بوس کا منگوایا اسلحہ بھی یہیں آتا تھا اور پھر آگے ---

اس میں بوس کا سالا بھی شامل تھا ---- جو اس کی اسمگلنگ میں مدد کرتا تھا -----

باہر سے جتنا خاموش اور پر اسرار تھا اندر سے اتنا ہی شور شرابے ناچ گانے کی آوازیں آرہیں تھیں -----

مختلف کمروں میں مختلف مال پڑا تھا ----یہاں کا پتا معلوم کرنے کے لیے احمر حسان اور ماہم نے انتھک محنت کی تھی ---یہ تباہ تو بوس ختم ----

ان کے لیے بوس کو مارنا کوئی مشکل نہیں تھا پر پہلے اس کے ٹھکانوں کا پتا لگا کر مکمل ختم کرنا تھا ---

اس کے بعد بوس کی جگہ بچ جانی تھی جہاں وہ رہ رہا تھا --- یا ایک دو اور پلیس تھیں جہاں ان کے آدمی بوس کے آدمیوں کے بھیس میں شامل تھے ------

وہ آہستہ آہستہ نیچے کی جانب بڑھتے جا رہے تھے ----

سیڑھیاں اتر کر نیچے آئے تو ان کی سوچ سے زیادہ وہاں لوگ تھے ---

جو ہنستے گنگناتے ڈرگز کو پیکٹ میں بند کرنے کا کام کر رہے تھے تو کچھ گنز چمکا رہے --- مختصر وہاں موجود ہر شخص اپنے اپنے کام میں لگا ساتھ سیگریٹ نوشی اور شراب بھی پی رہے تھے -----

وہ دونوں حال کے وسط میں کھڑے تھے بلکل نڈر بے خوف ----

اے کون ہو تم لوگ ----

جب کارڈ کھیلتے ایک آدمی کی نظر ان پرپڑی تو سب ان طرف متوجہ ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے فائرنگ کی آواز گونج اٹھی تھی ----احمر حسان نے دونوں ہاتھوں میں پسٹل تھام رکھے تھے ان کو سنبھلنے کا موقع بھی نا دیا تھا کہ ان پر دھڑا دھڑ گولیاں چلانی شروع کر دیں ----

سسٹم ان کا ہیک تھا جس سے بوس کو اور کسی کو بھی خبر نا ہوئ اور وہ لوگ آرام سے ان کو جہنم واصل کرچکے تھے۔---

احمر نے ان کے ایک ساتھی جو ان کا سرغنہ تھا اس کے منہ پر اور کن پٹی پر پے در پے وار کرکے ادھموا کر دیا تھا ----

اسے زندہ پکڑنا تھا کہ سمیر کو وہ زندہ چاہیے تھا ----

وہاں سے نکل کر اس کو گھسیٹتے وہ لوگ روڈ تک آئے تھے اور ایک نمبر ڈائل کیا ----

دیکھتے ہی دیکھتے وہاں کچھ اہلکار پہنچ چکے تھے اور ان کا وہ سارا مال ضبط کر چکے تھے ----

جبکہ احمر حسان ان سے مصافحہ کرتے اس آدمی کو لے کر وہاں سے نکلے ساتھ ہی سمیر کو میسج کرکے ڈن کہا تھا ---کہ راستے میں جاتے سمیر کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ------

اب صبح بوس کو ہارٹ اٹیک آنا تھا جو کہ شہر شانی نے کافی انجوائے کرنا تھا ------

ان کا اگلا ہدف مس انجلینا تھی ------ساتھ ساتھ بوس کے خلاف ساری روپوٹ سارے ثبوت فائل کے بلینک پنوں پر درج ہوتے چلے جا رہے تھے ----

کہ یہ کام وہ خفیہ طریقے سے کر رہے تھے ----اب نہایت شریف النفس بزنس مین عابد جوئیہ کا کردار اور اصلی چہرہ لانا باقی تھا -------

-------------------------------------

احمر کمرے میں لیٹا کروٹیں بدل رہا تھا نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی اور دل تھا کہ مولانی کے پاس جانے کی زد کر رہا تھا----

پر اس وقت تو جانا ممکن نہیں۔ تھا وہ لوگ بلوچستان میں فرنٹیئر کور فورس کی انڈر نگرانی تھے ---

وہ ایمان سے بات کر سکتا تھا پر جان بوجھ کر خود پر ستم ڈھاتا کبھی دائیں تو کبھی بائیں جانب کروٹ لیتا ----

جیسے اس نے دل سے زد لگائی تھی کہ بات نہیں کرنی ڈائیریکٹ مولانی سے ملاقات کرنی ہے ---

پر اس وقت دل تو کچھ اور چاہتا تھا اسے بات کرنی تھی تو مطلب بس کرنی تھی ----

حسان اس کی حالت سے لطف اٹھاتا کھانے میں مگن تھا ساتھ ایک آدھ نظر اس کے بیچین چہرے پر بھی ڈال لیتا ----

افففف یار کیا مصیبت ہے -----احمر نے جھلا کر تکیا زمین پر پٹخا ---

ان لوگوں کو صبح نکلنا تھا کہ شام کو برھان لوگوں کا ولیمہ تھا ابھی بھی وہ دونوں اپنے گھر والوں کو بتائے بغیر یونی ٹرپ کا کہہ کر نکلے تھے -----

وجاہت صاحب اس کے سیر سپاٹوں سے انجان تھے ---- نہیں تو ممکن تھا کہ احمر کو کمرے سے نکلنے پر پابندی عائد کر دیتے ------

کیا ہوا ---- حسان نے پوچھا ----

تو باہر نکل ----- احمر نے آنکھیں نکال کر جانے کا کہا ---

کیا --- پر کیوں ---- حسان کا تو دماغ ہی ہل گیا ٹھنڈ میں اسے نکل جانے کا کہہ رہا تھا ---

ابے تو میری محبوبہ نہی جو اتنے ڈرامے کر رہا --- خاموشی سے نکل جا بات کرنی مجھے مولانی سے ----- احمر چیڑ کر بولا -----

اووووووو -----

یاد ستا اور آج نیند نا آوے ----- حسان ہلکا سا گنگنایا اور بغیر کچھ کہے اپنا کپ اٹھا کر کمرے سے نکل گیا ------

دوسری طرف احمر نے گہرا سانس چھوڑا کہ یہ تو طے تھا بات کیے بغیر اسے نیند نہیں آنی تھی تو کیوں نا مولانی کی آواز سن کر جلتے دل پر بارش برسائی جائے -----

وہ جانتا تھا مولانی اس کو برا بھلا کہہ رہی ہوگی اور بہت سے سوال اس کے ذہنن میں ٹکریں مار رہی۔ ہوں گے ---اس نے ایمان کا لال غصے سے بھرا چہرہ تصور کیا تو بے ساختہ لبوں پر دلکش مسکراہٹ جم گئی تھی----

احمر نے لب دانتوں میں دبائے کال کی جو دو گھنٹیوں کے بعد پک کر لی گئی----

سنو--- اپنی میڈم سے بات کرواؤ-----

پر سر اس وقت-----؟ بلکیس حیران ہوئی----

احمر کے ماتھے پر شکنوں کا جال رونما ہوا----

اس سے پہلے احمر کچھ سخت الفاظ کہتا وہ جلدی سے معزرت کرت بولی----

سوری سر میں ابھی بات کرواتی ہوں ---وہ اس کے اکھڑ دماغ سے واقف تھی جبھی معذرت کرتی اپنے کمرے سے نکل کر ایمان کے کمرے کی جانب بڑھی ----

سر بس دو منٹ -----بلکیس التجائیہ انداز میں بولی----

میڈم -----

ایمان میڈم ----

اس نے دو بار دستک دی ساتھ ایمان کو پکارا----

ایمان جو صوفے پر ٹانگیں فولڈ کیے بیٹھی سوچوں میں گم تھی ملازمہ کی آواز پر اٹھی ----

اب وہ تھوڑا تھوڑا چل لیتی تھی بغیر سپورٹ کے اس نے آہستہ سے آکر کر دروازہ کھولا تو بلکیس نے موبائل اس کو تھمایا--- میڈم سر سے بات کر لیں --- اور انہیں قدموں پر واپس پلٹ گئی---

ایمان نے ہچکچا کر فون کی روشن سکرین کو دیکھا جہاں پر پرائیویٹ کالنگ کا ڈیوریش چل رہا تھا---

ایمان نے بغیر بولے کان سے لگایا ----دوسری طرف بیٹھے وجود کو سکون ملا اس کی سانسوں کی آواز وہ باخوبی سن رہا تھا-----

کالی بلی ------احمر نے مسکراتی آواز میں پکارا -----ایمان جو ڈر کر بغیر بولے مقابل کی لب کشائی کا انتظار کر رہی تھی کہ دل گواہی دے رہا تھا یہ وہی ستمگر ہے احمر کے کہتے ہی وہ جان گئی ---اور خاموش رہی البتہ آنکھوں سے آنسوں لڑھک پڑے تھے ----

اس کی مدھم سانسیں ساتھ سسکیوں کی آواز احمر کے دل پر بوجھ سا پڑا تھا----

کافی دیر بعد سسکیوں کی آواز آنا بند ہو گئی---ایمان خاموش ہو چکی تھی دل کا غبار آنسوؤں کے ذریعے نکال کر اب وہ روٹھی اور ناراض تھی ------

اس کی خاموشی کو نوٹ کرکے احمر نے نہایت پیار سے پکارا ----

ایمان سائیں-----!!!

گھمبیر خمار زدہ آواز تھی ----

ایمان کا دل آؤٹ آف کنٹرول ہو کر دھڑک اٹھا تھا---

وہ خاموش دل کے مقام پر ہاتھ رکھے اس کی آواز سن رہی تھی ----

ناراض ہو---!!!! کتنا معصوم بن رہا تھا--- ظالم----

بولو نا-----آنچ دیتا لہجہ تھا کہ ایمان اس کی پکار میں چھپی شدت پر کپکپانے لگی تھی ----

لیکن ناراضگی شدید تھی اسے احمر پر غصہ حد سے زیادہ آیا ہوا تھا اپر سے اپنی حرکتوں سے دور بیٹھا اس کی جان نکالنے کے در پے تھا---

شاہ سائیں---!!!! اپنے جنونی کی پکار کا جواب دو یوں چپ رہ کر جان تو نا نکالو---,, غصہ کرو چیخو چلاؤ پر بولو نا----بوجھل آواز میں بولتا احمر آج کسی اور ہی لے میں تھا اسے بس مولانی کی آواز سننی تھی جس کے لیے اس کا دل کب سے منتیں ترلے کر چکا تھا وہ ڈھیٹ بنا اپنے دل کو بھی تڑپانے سے بعض نہیں آیا تھا آخر کار جب قلب کی بیچینی حد سے سوا ہوئ تو احمر نے دل کو شانت کرتے مولانی کو بے سکون کرنے کا انتظام کیا تھا---- وہ جانتا تھا میڈم کے اندر اشتعال برپا ہوگا---

سوچ لو مولانی اگر میں آگیا تو سارے حق سود سمیت وصول کروں گا--! اس کے نا بولنے پر احمر چیڑ کر بولا کہ

بس اب اس کا میٹر شارٹ ہو چکا تھا-----

پر ایمان کی طرف سے ابھی بھی خاموشی ہی رہی----وہ رو رہی تھی آج اسے پکا یقین ہو چکا تھا کہ احمر اسے

یہاں جان بوجھ کر چھوڑ کر گیا ہے ----

ٹھیک ہے مولانی آرہا ہوں میں اور یقین کرو تب تم پچھتاؤ گی اپنے نا بولنے پر----'

استحقاق بھرے لہجے میں معنی خیز وارننگ دی گئی تھی--

نہیں------

ایمان کے منہ سے یکدم گھبرا کر نہیں نکلا تھا-----

وہ جانتی تھی کہ اب وہ آئے گا اور اپنی مرضیاں کرے گا اسے بولنے کا بلکل بھی اختیار نہیں دے گا

-----

تم مت آؤ نہیں تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گی -----

ایمان بھیگے لہجے میں سوں سوں کرتی بولی----

جو حلم جانم سائیں اس کے معصوم انداز میں دھمکی دینے پر احمر فتح مندی سے مسکرایا اور بیڈ پر ٹانگیں پھیلا کر لیٹ گیا۔۔۔

بلی بہت غصے میں کیوں ہے ۔۔۔۔احمر فون کان سے لگائے نظریں چھت پر مرکوز کیے بولا۔۔۔

تم نے اچھا نہیں کیا احمر ۔۔۔۔ میں تمہارے نکاح میں ہوں تمہاری عزت ہوں اور تم کسی غیر شخص کے پاس مجھے چھوڑ کر چلے گئے ۔۔۔۔اگر یہی سب مرنا تھا تو کیوں رکھا ہوا ہے مجھ سے رشتہ ۔۔۔میرے گھر والے کتنے پریشان ہو رہے ہوں گے وہ مجھے کبھی قبول نہیں کرے گے پتا نہیں سمیر بھیا پر کیا بیت رہی ہوگی۔۔۔۔ میں نے تمہیں کہا تھا مجھے یہاں سے لے جاؤ مجھے گھر جانا ہے اور تم نے مجھے بےہوش کر دیا۔۔۔۔ تمہیں زرا شرم نہیں آئی زرا بھی عزت باقی نہیں رہی تم میں ویسے تو بڑے مہان بنتے ہو اور اپنی بیوی جس سے تم نے زبردستی نکاح کیا میری دوستوں سے دور رہنے کا کہا گلے تک ملنے سے روکا اور یہاں ادھر تم مجھے انجان گھرانجان لوگوں کے حوالے کر کے سکون سے بیٹھے ہو۔۔

گھن محسوس ہو رہی مجھے تم سے ،دیکھنا تم میں جب بھی یہاں سے نکلی سب سے پہلے یہ نام نہاد رشتہ ختم کروں گی ۔۔۔۔ اور سب بتاؤں گی اپنے بھیا کو۔۔۔۔

ایمان سارا غصہ جو دل میں دبا تھا وہ پھٹ پڑی اس پر اور پھر رونے لگی اس کی سسکیاں بڑھتی جا رہیں تھیں جبکہ دوسری جانب موجود احمر کے پھڑکتے سینے سے ٹکراتے دل کو سکون پہنچا تھا۔۔۔وہ آنکھیں بند کیے ایمان کی آواز سن رہا تھا اسے چیخنے چلانے دل کا غبار نکالنے پر بھی تو اس نے اکسایا تھا اور اب وہ احمر پر چیخ چلا کر اپنی سنا کر روئے جا رہی تھی جبکہ کال بند کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ بد دماغ انسان نجانے کیا کر گزرے۔۔۔۔۔۔۔

بس ------مالانی سائیں اتنی سی شکایات------میری مانو بلی -----ایک بات مانو گی ----؟؟

احمر نے بڑی چاہ سے پوچھا -----

نہیں -----

نہیں مانوں گی تمہاری کوئی بات ----

ایمان آنسوں ہاتھ کی پشت سے صاف کرتی بولی---

اچھا میری کالی پیاری بلی نہیں ہو-----احمر نے پچکارا----

نہیں------

میری دوست نہیں ----!!!؟پھر سے سوال ہوا ---

نہیں -دوست کب سے بنے ہم ،تم شروع سے میرے دشمن ہو ----ایمان نے ناک سکیڑ کر کہا ----

میری سنہری آنکھوں والی حور نہیں -----؟!

تمہاری نہیں ہوں ----

پھر کس کی ہو ؟؟

کسی کی نہیں -----

میری بیوی نہیں ہو ؟؟؟

ہوں ۔۔۔۔۔پر زبردستی کی ۔۔۔۔۔ایمان نے مدھم لہجے میں کہا۔۔۔

احمر نے سانس بھرا اور پھر کچھ دیر بعد بولا کہ ایمان جو کھڑی تھی اس کی باتوں پر بیٹھتی چلی گئی اسے سب بھول گیا کانوں میں احمر کی سرگوشیاں گونجنے لگیں اور وہ دھک دھک کرتے دل کپکپاتے لبوں ،کانپتے وجود سے بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جکڑ کر آنکھیں موند گئیں۔۔۔وہ اس کے الفاظوں کو اپنی روح میں اترتا محسوس کرنے لگی ۔۔۔۔۔

مولانی تم میرے لیے کیا ہو ۔۔۔؟یہ تو میں مل کر تفصیل سے بتاؤں گا۔۔۔۔۔

پرتمہارے بغیر جینا جینا نہیں یار سزا ہے ،تمہاری آواز، تمہاری صورت، تمہارا وجود ،تمہاری خوشبو ،تمہاری قربت، تمہارا شرمانا ،تمہاری ہنسی، تمہاری گھوریاں ،تمہارا میرے نام رکھنا، مجھ پر چلانا غصہ کرنا ، میرے سینے پر چٹکی کاٹنا ،تمہاری معصوم سی ادائیں، تمہارا شکایتی انداز ، تمہارا حجاب ،تمہارا نقاب اور تم ساری کی ساری تم، پیر کے ناخن سے سر کے بال تک تم صرف میری ،صرف احمر کی ہو ،تمہیں چھونے کا حق ،دیکھنے کا حق تمہیں محسوس کرنے کا حق تمہاری قربت کا حق تمہیں پیار کرنے کا حق صرف میرا ہے صرف احمر درانی کا۔۔۔مجھے تم سے عشق ہے مولانی ۔۔۔

عشق سے بھی آگے کا کوئی سفر ہے تو میں اس کا مسافر ہوں اور میری منزل تم ہو مولانی---- میں رب کا شکر گزار ہوں کہ تم میری بیوی ہو میری ساتھی میری جان کی حق دار میرا عشق میری زندگی میرا سکھ چین آرام مسز احمر درانی--- میں نہیں جانتا کب کیسے کیا ہوا اور میں تمہارے سحر میں جکڑا چلا گیا تمہاری سادگی میں قید ہوتا گیا تم میرے دل دماغ روح پر چھائی ہو ---- کیا تمہیں لگتا ہے کہ تمہارا احمر تمہیں کسی انجان شخص کے حوالے کر سکتا --- کبھی نہیں تم میری متاع جان ہو اور مجھے اپنی جان کی حفاظت خود سے زیادہ کرنی ہے --- تم جن میں وہ وہ تمہارے اپنے ہیں تم غیروں میں نہیں ہو ---- اور رہی بات ان اپنوں کی تو بہت جلد میں تمہیں ان سے ملواؤں گا اور اگر کوئی شکوہ شکایتیں تمہیں ان سے ہوں گی میں سزا دوں گا انہیں تمہارے سامنے پر اتنا بتا دوں کہ وہ ہرگز تمہیں نقصان نہیں پہنچائیں گے تمہیں ان سے سر ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے خاص کر شیر سے اسے میں سیدھا کر لوں گا ---- اور نا گھر کی فکر کرو ---- میں سب سنبھال لوں گا سائیں ----

احمر نے نہایت پیار احترام محبت سے چور لہجے میں ایمان کو گنگ کردیا تھا کہ وہ کچھ دیر تک بولنے کے قابل نہیں رہی تھی احمر کی باتیں اس کے دل اور دماغ میں اٹھتے وسوں کو ختم کرکے ایک سکون برپا کر کے تھے کہ وہ آنکھیں موندے مسکرا دی تو دوسری جانب احمر اس کی لمبی سانس ہوا میں چھوڑنے پر مسکرا دیا -----اور فضامیں کھل کر سانس کیا جیسے ایمان کی چھوڑی گئی سانسیں ہوا میں اس تک پہنچی ہو اور وہ انہیں خود کی سانسوں میں الجھا کر اپنے اندر لے گیا ہو --

کالی بلی -----؟؟ کچھ منٹ بعد احمر نے پکارا---

ہوں ں ں ں -----وہ فقط اتنا بول پائی----

ایک بات مانوں گی ----احمر نے پیار پھر سے پوچھا تھا کہ اب کی بار ایمان نا کہہ ہی نا پائ----

بولو-------

سورۃ الرحمٰن کی تلاوت سناؤ گی --------؟؟؟؟

ایمان کی آنکھیں فٹ سے کھولیں تھی -----اور لفظ جیسے گم ہو گئے تھے کہ یہ وہی احمر درانی ہے جو اس سے نفرت کرتا تھا جس نے مزاق بنایا تھا --- یا پھر اس سے بہت بڑی غلطی ہوئی تھی اپنے بلے کو سمجھنے میں ---- ہاں غلطی تو ہوئی تھی اس کا بھورا بلا جیسا دکھتا تھا ویسا نہیں تھا وہ بہت کوئی الجھی ہوئی پہیلی تھی ----وہ منفرد تھا سب سے منفرد اس کا نداز اس کی باتیں وہ تو اسے کوئی آوارہ بگڑا نواب سمجھتی تھی پر نہیں وہ غلط تھی -----ایمان اپنی ہی سوچوں میں گم ہو گئی جب پھر سے احمر نے پکارا---

مولانی-----!!!!

ہ ہاں ہاں سناؤں گی -----ایمان نے جلدی سے کہا--- اور پھر جوتے اتار کر بیڈ پر بیٹھ کر رخ قبلہ کی جانب کر کے آنکھیں موندے تلاوت شروع کی تھی -----

احمر اٹھ کر بیڈ سے ٹیک لگائے اس کی میٹھی سریلی آواز پر آنکھیں موند گیا اس کے جسم کا پور پور متوجہ ہوا تھا ----

جہاں ایمان خوبصورت آواز میں فون کان سے لگائے اپنے مجازی خدا کے حکم پر عمل کرتی نہایت ادب عقیدت کے ساتھ سمٹ کر بیٹھی تلاوت کر رہی تھی ----

دونوں کے چہرے پر سکون تھا اور بند آنکھوں سے آنسوں ٹپ ٹپ نکل رہے تھے --- احمر آج پہلی بار مولانی کی آواز سن رہا تھا اور اس پر اتنا گہرا اثر طاری ہوا تھا ----- اس کا دل شاید اس لیے ہی بیچین تھا ---اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ روز مولانی سے تلاوت سنے گا ----اور پھر رخصتی کے بعد وہ دونوں ساتھ ہم آواز میں تلاوت کیا کریں گے ---- واللہ کیا خوبصورت سماں ہو گا ----جب وہ دونوں اپنے رب کے حضور اس کی بارگاہ میں سجدہ میں سر جھکا کر ساتھ بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کریں گے اور پھر وہ ایمان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا ------

احمر مسکرا رہا تھا دل جھوم اٹھا تھا ---اپنی بیوی کی اتنی خوبصورت آواز میں تلاوت سنتے سنتے سکون میں تلاوت کے ختم ہوتے ہی وہ نیند میں چلا گیا ----اس کی بھاری سانسوں کی آواز ایمان نے سپیکر سے سنی تھی دوسری جانب شاید کال کا وقت پورا ہوتے ہی کال کٹ چکی تھی اور ایمان ساری باتیں بھلائے دل سے احمر اور اپنے گھر والوں کے لیے دعا کر کے بیڈ پر نیم دراز ہو گئ----- احمر سے بات کر کے اسے کافی سکون ملا تھا وہ جلد ہی وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی -----

سمیر اور اس کی ٹیم کراچی پہنچ چکے تھے ----وہ بوس کے آدمیوں کو پولیس اسٹیشن لے کر گیا تھا اور وہاں ان کی خوب دھلائی کے بعد زبان کھلوانے میں کامیاب ہوا تھا--- وہ سب ریکارڈنگ کے زریعے ثبوت اپنے پاس محفوظ رکھ چکے تھے ---کمال صاحب کو بھی اس بارے میں علم تھا ---- مختصر نہایت مہذب شریف باوقار شخصیت عابد جوئیہ کے خلاف پختہ ثبوت مل چکے تھے ---یہ سارا کام خفیہ طریقے سے کیا گیا تھا ----اب اس کے خلاف کیس دائر کرنا تھا جوکہ سمیر نے اپنے ماں باپ کے قتل کا دائر کرنا تھا اس کے علاوہ اس کے کالے دھندے کو دنیا کے سامنے منظر عام پر لانا تھا---کافی حد تک وہ کامیاب ہو چکے تھے --- سمیر کو شدت سے انتظار تھا اس درندے کو اپنے ہاتھوں سے سزا دینے کا---اس کے لیے وہ دن رات محنت کر رہا تھا----

احمر حسان کا ڈن کا میسج ملتے ہی سمیر کے دل سے بھاری بوجھ کچھ کم ہوا تھا----اسے فخر تھا دونوں پر جنہوں نے بھرپور ساتھ دیا تھا اور آگے بھی دے رہے تھے --- دوسری جانب وہ شیر سے بھی اختلافات رکھنے کے باوجود مطمئن تھا--- شیر ان کے مشن کا اہم رکن تھا وہیں شانی بھی کم نا تھا----

وہ لوگ صبح ہی اپنے جنگل والے محل میں پہنچ چکے تھے ----اور آتے ہی اپنے اپنے کمروں میں ڈھیر ہو گئے تھے ----

----------------------

آج شام کو ولیمے کی تقریب تھی جو کہ دونوں خاندانوں کے شایان شان بڑے اور مہنگے بینکویٹ میں منعقد ہوئی تھی -----

احمر حسان بھی پہنچ چکے تھے----

تھوڑی سی عزت افزائی کے بعد احمر چل کرتا ڈھیٹھائی کا مظاہرہ کرتا مسکرا رہا تھا---جبکہ باقی سب کی دبی دبی ہنسی جاری رہی---

وجاہت صاحب نے خوب کھینچاتانی کی تھی کہ جہاں اس کی ضرورت ہوتی وہیں سے یہ غائب ہوتا ہے ---پر اس دوران اس کی بھابھی ماں اور بھائی بی جی نے احمر کی جان خلاصی کرائی تھی اور وہ تابعداری کا مظاہرہ کرتا ایک زمہ دار بیٹھے کا فرض نبھانے ہال کا جائزہ لینے کے لیے حسان کو ساتھ لے کر نکلا تھا-----

سمیر تھانے سے فارغ ہو کر اپنے سسرال ہی آیا تھا---اپنی بیوی اور سومی کو دیکھ کر سکون محسوس ہوا تھا ---وہیں جاذب نے دیکھ کر آنکھیں مٹکائیں تھیں----

ایمان کا سب نے پوچھا تھا تو سمیر نے کمال صاحب کا بتایا تھا جبکہ کمال صاحب کی طبیعت تھوڑی ناساز تھی اس لیے وہ تقریب میں شرکت کرنے سے معزرت کر چکے تھے اور بعد میں ملاقات کا وعدہ کیا تھا---

زوہیب کی دھمکی کے بعد شہلا اس کے کمرے میں تو آگئ پر ممکن حد تک اس سے فاصلہ بنائے رکھا تھا--لیا دیا رویہ اختیار کیا ہوا تھا--زوہیب جس کام کے لیے کہتا شہلا سنی ان سنی کر جاتی---اس کی طبیعت اب ٹھیک ہو چکی تھی پر حرکتیں پھر سے وہیں ہو رہیں تھیں کہ زوہیب کو تاؤ تو بہت آتا پر کنٹرول کر جاتا----

جبکہ شہلا کی دوست نے اسے پٹیاں پڑھانا شروع کر دیں تھیں کہ اس سے طلاق کا مطالبہ کرو وہ حق تو تم سے لے چکا ہے اس پاگل شخص کے ساتھ رہ کر زندگی برباد مت کرو۔۔۔شہلا کو پہلے ہی زوہیب پسند نہیں تھا اپر سے سجل اور سمیر میں محبت دیکھ کر اس کا خون کھول اٹھتا تھا۔۔۔ وہ جو صحیح ہونے جا رہی تھی اس کی دوست اسے پھر سے غلط پٹی پڑھا رہی تھی ۔۔۔ اسے شہلا کی خوبصورتی سے حسد تھا تو وہ اپنے حسد اس طریقے سے نکال رہی تھی ۔۔۔

شہلا نے یہاں آکر اسے ہی دوست بنایا تھا پر وہ احساس کمتری میں گھری لڑکی اس کی زندگی تباہ کرنا چاہتی تھی کہ اس کے تمام دوست شہلا کی طرف دوستی بڑھانے کے خواہش مند تھے دوسرا وہ جہاں جاتی ہر کوئی اس کی خوبصورتی کی تعریف کیے بنا نہیں رہ سکتا تھا۔۔۔شہلا نے جب ان کا گروپ جوائن کیا تو اس کو کافی پرپوزل مل چکے تھے پر وہ کسی کی طرف دیکھنا گوارا نہیں۔ کرتی تھی ۔۔۔ جبکہ اس کی دوست جو یہی حسد لے دے کر بیٹھ گیا تھا دوسرا اس کی زوہیب سے شادی کا سن کر وہ اسے اپنوں میں ہی رسوا کرنا چاہتی تھی ۔۔۔۔

ولیمے کی شاپنگ بھی اس نے زوہیب کی دھمکی پر کی تھی پر اس دوران اس نے سجل اور سومی کو منہ لگانا بھی گوارا نہیں سمجھا تھا۔۔۔

وہ پالر میں تیار ہونے کی بجائے گھر میں ہی خود تیار ہوئی تھی ۔۔۔اس دوران اس نے زوہیب کو اپنی ایک بھی جھلک نہیں دیکھائی تھی ۔۔۔۔۔

---------------

برھان نے زرش کو ساری شاپنگ کروا دی تھی -- زرش تو چھپ کر سامنے نہیں آتی تھی رات بھی اس نے بی جی کے پاس گزاری تھی جبکہ برھان نے زرش کو سوچتے ہوئے ----

اگلے دن کافی مہمان پہنچ چکے تھے درانی مینشن اور وہاں سے سب نے بینکویٹ نکلنا تھا ---

پالر میں زرش کے ساتھ ماہم تھی ---وہ ایمان کو کافی مس کر رہی تھی ---اور ایمان بیچاری سب سے بے خبر اکیلی جان اس محل نما قید کھانے میں گھوم پھر رہی تھی -----

برھان نے ان کو پالر سے پک کیا تھا وہ لوگ سیدھا ہال پہنچے تھے ---

وجاہت صاحب نے احمر حسان اور جازب کو مہمانوں کے ویلکم کے لیے کھڑا کیا ہوا تھا ---

جس پر تینوں ہر آنے والے کا اچھے سے ویلکم کر رہے تھے -----

ہمدانی ہاؤس کی فیملی بھی پہنچ چکی تھی ----

سب سے پہلے زوہیب اور شہلا ہال میں داخل ہوئے تھے۔ سب نے ان کی جوڑی کو خوب سراہا تھا ----شہلا نے سکن کلر کا لہنگا زیب تن کیا تھا تھا جبکہ زوہیب نے بلیک پینٹ کوٹ پہنا ہوا تھا -----

اس کے بعد زرش اور برھان گاڑی سے اترے تھے -----

زرش نے گرے کلر کی میکسی پہنی ہوئی تھی اور برہان نے گرے تھری پیس پہنا ہوا تھا دونوں کی جوڑی کمال تھی ----

برہان زرش کا ہاتھ تھام کر اسے سٹیج تک لایا تھا ---- دونوں فیملی نے خوب پیسے بچوں پر وارے تھے ----

بی جی تو چاروں بچوں پر صدقے واری جا رہی تھی -----

حسان کی نظریں ماہم پر ٹکیں تھیں جو اس کو لفٹ کروائے بغیر یہاں وہاں تتلی کی طرح اڑ رہی تھی -----

اور سمیر سومی کا ہاتھ پکڑے وہاں آئے مہمانوں سے ملاقات کر رہا تھا ----

سمیر اور سومی کی ڈریسنگ ایک جیسی تھی----

ایس ایس پی سمیر شاہ سے کون واقف نا تھا سب کی نظریں اسی پر ٹکیں تھیں پر ایس ایس پی کی نظریں اپنی بیوی پر تھیں جو سٹیج پر کھڑی سب سے مسکرا کر بات کر رہی تھی -----

احمر بے زار سا یہاں وہاں دیکھ رہا تھا اور حسان اس کی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا ---- اسے مولانی کی یاد ستا رہی تھی ----

دوسری جانب جیسے ہی رمشا اور جنید آئے تو رمشا کی اچانک سے سامنے آتے جاذب سے ٹکر ہوگئی اور بس پھر دونوں کی جنگ دوئم شروع ہو چکی تھی جنید کندھے اچکاتا ان کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا ----

ان کو دور سے لٹتا دیکھ سمیر اس کی جانب آیا جہاں دونوں ایک دوسرے کو نئے نئے القاب سے نواز رہے تھے

----

سمیر کے پوچھنے پر رمشا نے بتایا تو سمیر نے جازب کو آنکھیں دیکھا کر وہاں سے چلتا کیا کہ کوئی مہمانوں کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے کیا --- جازب بھی جل بھن کر وہاں سے چلا گیا تھا ---

ولیمے کی تقریب ہنسی مذاق کھانے پینے اور کھٹی میٹھی باتوں سے کافی اچھی گزری تھی ------

سب نے کافی انجوائے کیا تھا تو وہیں ایمان کو بھی کچھ لوگ مس کر رہے تھے -----

زوہیب کو شہلا کے بگڑے تیور پھر سے نظر آ رہے تھے تو برہان کی خشمگین نظریں زرش کرمو شرمانے لجھانے پر مجبور کر رہیں تھیں ----

حسان ماہم سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈ رہا تھا اور سمیر اپنی بیوی کے ساتھ فوٹو شوٹ کروا رہا تھا جو کہ شہلا کو ایک آنکھ نا بھایا تھا --- وہ اکھڑ دماغ کی تھی جو چاہتی تھی اسے حاصل کرنا اس کی ضد ہوتی تھی پر اب اس کی ضد زوہیب توڑنے کا ہنر رکھتا تھا -----

ولیمے کے بعد سب مہمانوں کے جانے کے بعد برھان نے میٹینگ کا بتایا تو سنب کو کافی برا لگا پھر بی جی کے مشورے پر کہ وہ زرش کو بھی ساتھ لے جائے اس میں بہانے وہ بھی گھوم پھر لے گی تو جہاں سب ناراض تھے وہیں راضی ہو گئے اور زرش کو بھی برھان کے ساتھ بھیجنے کا فیصلہ کیا تھا-----

برھان نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا کہ وہ بھی کچھ وقت اس کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا-----

ہمدانی ہاؤس کے مکین ان سے مل کر اپنے گھر کی جانب نکلے تھے اور درانی مینشن کے مکین برھان زرش کو ائیر پورٹ تک چھوڑ کر واپس آئے تھے ----

دونوں گھروں میں کافی خوشیاں تھیں کہ سب کچھ اچھے سے ہو گیا تھا آج کا دن کافی تھکا دینے والا تھا اس لیے سب اپنے اپنے کمروں میں آرام کی غرض سے چلے گئے تھے -----

سمیر شاہ اپنی وائف اور سومی کو لے کر اپنے فارم ہاؤس گیا تھا کہ کچھ دن وہ لوگ فارم ہاؤس رہیں گے ----

اس دوران وہ ایک پل کے لیے بھی ایمان سے بیگانہ نہیں تھا اسے پل پل کی رپورٹ مل رہی تھی ----

---------------------------

شہلا کمرے میں آتے ہی فوراً آرام دہ لباس لے کر واشروم بند ہو گئی ---

جبکہ زوہیب تو اس کی پھرتی دیکھتا رہ گیا ----

فلحال اسے بھی کوئی ضروری میل سینڈ کرنا تھی تو شہلا کے ٹاپک کو کچھ دیر کے لیے کلوز کرکے وہ بھی چینج کرتا ٹراؤزر شرٹ پہن کر لیپ ٹاپ لیے اپنی پسندیدہ جگہ بالکنی میں چڑھ کر بیٹھ گیا ساتھ ہی انٹر کام پر ملازمہ کو کافی لے آنے کا حکم دیا-----

کچھ دیر بعد ملازمہ کافی دیر کر چلی گئی تو گھونٹ حلق میں اتارتا ساتھ ہی اپنا کام کر رہا تھا----

شہلا جو کب سے بات کرنے کی ہمت بندھا رہی تھی آخر کار گہرا سانس بھرتی اپنی دوست کی پڑھائی پٹی کو رٹا اور پھر شعلہ جوالہ بنی بلیک شلوار قمیض میں دوپٹے سے آزاد زوہیب کی جانب آئی---

غصے میں وہ یہ تک بھول گئی کہ کس کے سامنے جا رہی ہے مقابل اس پر تمام تر حقوق رکھتا ہے اس کی زرا سی غلطی مقابل کا میٹر شارٹ کرنے میں وقت نہیں لگائے گی ----

پر شہلا کے سر پر تو جیسے بھوت سوار ہو چکا تھا---- جبکہ وہ یہ بھی بھول گئی کہ گزشتہ حالت کافی مشکل سے سنبھلی تھی پر اسے یہ پتا نہیں تھا کہ وہ زوہیب ہے اس سے الجھ کر خود کے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف تھا----

وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلی کہ اسے آج ابھی اسی وقت قصہ تمام کرنا تھا ----اور کچن میں جاکر ایک چھوٹی سائز کی چھری لے کر واپس کمرے میں آئی----

اس دوران وہ کافی گھبرا رہی تھی کہ خود کو نقصان وہ بھول کر بھی نہیں پہنچا سکتی تھی پر زوہیب کو دھمکانے کا یہ طریقہ اپنانا تھا ----

مجھے تم سے طلاق چاہیے----

وہ جو اپنے کام کی طرف فوکس رکھے ہوئے تھا اس کی بات پر یکدم سے نظریں اٹھا کر سر پر کھڑی اپنی بیوی پر ڈالی----

یوں حیرت سے دیکھنے کی ایکٹنگ مت کرو ---- طلاق دو مجھے گھٹیا انسان -----

کیا بولا تم نے اور یہ کس لہجے میں بات کر رہی ہو ----؟؟؟

زوہیب کے دماغ کی رگیں پھول گئیں تھیں ----

میں نے کہا مجھے طلاق دو تو بس دو --- مجھے تمہارے ساتھ نہیں۔ رہنا سنا تم نے ----- شہلا چیخی تھی ---

جبکہ زوہیب پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا جس پر نجانے کیا دورہ پڑا تھا-----

کیا تم بھول گئی ہو تو میں دوبارہ سے تمہارا دماغ درست کر سکتا ہوں -----پھر دیکھتا ہوں کیسے تم طلاق کا مطالبہ کرتی ہو----زوہیب غذب ناک تیوروں سے دھاڑا تھا---اور بیڈ پر لیپ ٹاپ پھینک کر اس کی جانب بڑھا----

اگر تم نے میرے قریب آنے کی کوشش کی بھی کی تو میں خود کو ختم کر لوں گی ----وہ پاگل ہو گئ تھی ----اسے نفرت ہو رہی تھی زوہیب سے ----

وہ چھری کلائی پر رکھے کھڑی تھی زوہیب کی آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا وہ اس حد تک جائے گی اس نے سوچا بھی نہیں تھا----

طلاق دو--- شہلا کی ایک ہی رٹ تھی ----جبکہ زوہیب کی نظریں اس کی کلائی پر ٹکی چھری پر تھیں----

تو تمہیں طلاق چاہئے؟؟؟زوہیب اب اطمینان سے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر بیٹھ گیا----

ہاں -------

ابھی ----؟؟؟

ہاں ابھی دو -----

چلو نہیں دیتا کیا کرو گی ؟ نس کاٹو گی نا!!! چلو کاٹو شاباش-----

زوہیب مسکراتا اس کی سائیکی سے کھیل گیا تھا---وہ جانتا تھا سر پھری میں دم خم نہیں ہے بس شوشے چھوڑتی ہے ہستی ہلا دینے کے ----

یہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو طلاق دو مجھے ورنہ میں سچ میں خود کو مار دوں گی ----؟؟؟ شہلا پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ کر حیرت سے بولی---

شیور----مجھے کوئی پروبلم نہیں ویسے بھی تم میری کسی کام کی نہیں ہو دوسری شادی تو مجھے ویسے بھی کرنی اچھا ہے مر جاؤ خود ہی -----

زوہیب اطمینان سے کہتا اپنی جگہ سے اٹھا تھا----

مرو تم بندر کمینے ----چاہے ہزار کرو شادیاں پر مجھے چھوڑو ----نہیں رہنا میں نے تمہارے ساتھ ------شہلا غصے کی شدت سے چلائی تھی ---

میں کیوں دوں طلاق ---- میں تو شادی کر سکتا مجبوری تمہاری ہے کہ تم پھنس گئی اب یا تو اچھی لڑکی بن جاؤ یا پھر خود کو ختم کر لو -----تمہاری مرضی----

زوہیب کہتا اس کے بلکل پاس آگیا تھا ----

ویسے یہ سب تم اس مس عینی کے کہنے پے کر رہی ہو نا----!!!

زوہیب نے قریب آکر ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر سوچنے کی ایکٹنگ کرتے کہا تھا اور یہیں شہلا کا دھیان بھٹکا کر وہ چھری چھیننے میں کامیاب ہوا تھا کہ شہلا ہوق بنی اپنے خالی ہاتھ کو دیکھ رہی تھی -----

اب بتاؤ کیا بکواس کر رہی تھی ---- لگتا ہے تمہیں پھر سے سیدھا کرنے کا وقت آگیا ہے ---زوہیب نے اس کے بالوں کو پیچھے سے دبوچا تھا اور اس کے منہ پر سرد آواز میں دھاڑا تھا کہ شہلا نے کبوتر کی طرح آنکھیں میچ لیں تھیں-----

تت تم عینی کو جانتے ہو ---؟؟

عینی بنٹی مینا تمہاری سو کالڈ فرینڈز جو تمہیں دھیرے دھیرے نشے کا آدمی بنا رہی ہیں -----زوہیب نے اس کے بالوں پر گرفت مزید سخت کی تھی----

اور یہ ہوا تھا شہلا پر دھماکہ -----

کہ وہ سانس تک روک گئی جب زوہیب لہو رنگ آنکھوں سے اسے دیکھتا بہت کچھ جتا چکا تھا--------

تمہیں کیا لگتا ہے مجھے خبر نہیں ---۔تمہاری ہر ایکٹویٹی پر میری نظر ہے اور جو گند تمہارے دماغ میں بھرا گیا ہے اب وقت آگیا ہے کہ تمہیں حقیقت سے روشناس کروایا جائے کروایا تو پہلے بھی تھا پر اثر صرف دو دن تک رہا ہے اب دیکھتا ہوں کہ کیسے تم یہ بکواس کرتی ہو یا ان سے رابطہ رکھتی ہو -----

زوہیب نے اس کی تھوڑی دبوچی تھی کہ شہلا کراہ اٹھی ------

------------

چھوڑو وحشی -----شہلا اس کی گرفت میں جھٹپٹائی تھی ----

وحشی تو اب تمہیں بن کر دیکھاؤ گا ---جاہل عورت ----

ہمارا نام بدنام کرنے پے تلی ہو۔آخر کس مٹی کی بنی ہو ڈھیٹ ہڈی کہ تم پر اثر نہیں ہوتا اچھا برا سب بھول بھال بیٹھی ہو پاگل عورت ---

زوہیب نے اسے بیڈ پر دھکا دیا تھا اور تیز آواز میں دھاڑا تھا ---اس کا غصے کا کوئی پیمانہ نا تھا کہ وہ اس کے باہر جاتے ہی اس کی کال ریکارڈنگ چیک کر چکا تھا جہاں عینی کے میسج جگمگا رہے تھے ----

جبکہ شہلا کی تو سہی معنوں میں بولتی بند ہوئی تھی وہ بیڈ پر ترچھی لیٹی کانپ رہی تھی ----

جبھی زوہیب نے اپنا فون اٹھا کر کچھ ویڈیو چلا کر اس کے سامنے کی تھیں ---اور ساتھ ہی اس کے بال مٹھی میں دبوچے تھے ----

شہلا زرد چہرے سے موبائل کی سکرین دیکھ رہی تھی جہاں وہ اپنے کمرے کی بالکنی میں چھپ کر سگریٹ پی رہی تھی ----

زوہیب خونخوار نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا جو مرنے جیسی ہو گئی تھی -----

اب کرو بکواس -----ہے کوئی جواب ----؟؟؟

زرا بھی شرم باقی نہیں رہی ----

چاہتی کیا ہو تم ----!!!

کہ آزاد چھوڑ دیا جائے ----اپنی من مرضی کرو-----

جانتی ہو یہ دنیا کیسی ہے ----؟!تم۔اپنے کو چھوڑ کر ان دوستوں پر بھروسہ کر بیٹھی ہو----

کیا ہے آخر مجھ میں کیا بُرائی ہے----؟بتاؤ کیا خرابی نظر آئ مجھ میں تمہیں۔ یا کتنی لڑکیوں سے میری دوستی ہے --یا کس کے ساتھ تم نے مجھے دیکھا ہے ---؟؟

جواب دو ڈیم اٹ------؟؟؟

زوہیب کی حقیقت میں بس ہوئی تھی وہ فون کو زمین پر پٹخ کر چلایا تھا ----

جبکہ شہلا سہمی سی بیڈ پر گھٹنوں میں سر دیے کانپ رہی تھی -----

بس اب بہت ہو گیا -----

یہ تو طے ہے کہ تم میرے ساتھ نہیں رہو گی ---رائیٹ!!!!!

رہنا مجھے بھی نہیں ہے ---تم وہ ٹیڑی کھیر جو کہ ناممکنات میں سے ہے ----کبھی تم ٹھیک نہیں ہو سکتی----

کبھی دیکھا ہے خود کو ہزار خامیاں ہیں تم میں تمہارا یہ حسن اس میں تم انتہا کی بد صورت ہو ----تم نے ہر وہ عمل کیا جو غلط تھا تم نے اپنی مرضی کی تم نے غلط لوگوں سے دوستی کی ---تم کلبوں میں گئی پر اس کے باوجود میں نے تمہیں اپنایا----وجہ------؟؟؟

جانتی ہو وجہ کیا ہے -----!!!

تایا جان-----!!,,,,,,

تایا جان ہیں وجہ ---- میں ان کی آنکھوں میں آنسوں نہیں دیکھ سکتا جو تمہاری وجہ سے آئے ----- میں تمہارے بھائی کو شرمندہ نہیں دیکھ سکتا تھا-----

صرف ان کے لیے تمہیں اپنایا ہے میں نے -----

تمہیں نفرت ہے نا مجھ سے ------!!!!

مجے تم سے لاکھ گنا زیادہ نفرت ہو گئ ہے ---- تم میرے سامنے میرے بہنوئی کو دیکھتی ہو ٹھنڈی آہیں بھرتی ہو نفرت سے میری بہن کو دیکھتی ہو --- تم حسد اور جلن میں گھری پڑی ہو ---- اللہ ہی تمہیں اصلاح کی جانب متوجہ کر سکتا ہے ورنہ تم تو سب اچھا برا بھول گئی ہو --- اور اب ہماری زندگیوں میں عزاب گھول کر کون سا سکون حاصل کرنا چاہتی ہو ---

تایا جان نے باہر رکھا پر اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمہاری نظر میں دوسرے انسان نہیں کیڑے مکوڑے ہیں تم دنیا کہ انوکھی ہو جو لاڈلی ہو اور باہر پلی پڑی ہو ----

میری بہنوں کو دیکھو ---- تم سے ہزار گنا زیادہ اچھی ہیں ----

کبھی موازنہ کرنا ان کے ساتھ ۔۔۔۔اور دوسرا اتنا ہی شوق ہے نا مرنے کا تو مر جاؤ۔۔۔ تم میرے دل سے اتر چکی ہو۔۔۔۔نکاح کے وقت جو دل میں تھوڑی سی عزت پیدا ہوئی تھی تم اس کے لائق ہی نہیں ہو ۔۔۔تم اس قابل نہیں کہ میں اپنی شدتیں تم پر لٹاؤں۔۔۔۔جو میں نے اپنی شریک حیات کے لیے رکھی تھیں ۔۔۔۔

طلاق چاہیے نا جاؤ پہلے اپنے باپ کو راضی کرو ۔۔۔۔اگر انہوں نے کہہ دیا تو سیکنڈ نہیں لگاؤں گا تمہیں اپنی زندگی نسے نکالنے میں ۔۔۔۔۔

پر ان کے علم میں لائے بغیر میں یہ ہرگز نہیں کروں گا کہ تمہارا فریب میں اچھی طرح جانتا ہوں ۔۔۔ان کے سامنے تم مظلومیت کا رونا رو کر خود کو سچا ثابت کرو گی یہ میں ہونے نہیں دوں گا ۔۔۔۔

زوہیب نے انگلی اٹھا کر وارن کیا تھا۔۔۔۔۔

اگر تو اس کمرے میں رہنا ہے تو میرے اصولوں پر عمل کرنا ہوگا نہیں تو دفع ہو جاؤ اس کمرے سے۔۔۔۔۔

زوہیب کا چہرہ لال سرخ ہو چکا تھا کہ وہ پھولی سانسیں ہموار کرتا دروازہ ٹھاہ کہ آواز سے بند کرتا کمرے سے نکلتا چلا گیا ۔۔۔۔۔۔

-------------------

طویل سفر کے بعد وہ لوگ پہنچ چکے تھے ----

سارے سفر کے دوران زرش برھان کے ساتھ چپک کر بیٹھی رہی تھی کہ اسے ڈر لگتا تھا اور برھان نے کسی قیمتی چیز کی طرح اسے سینے میں بھینچے رکھا تھا ----اتنی قربت پر برھان کے جزبات بھڑک اٹھے تھے پر زرش اس سب سے انجان اس کے سینے میں گھسی چلی گئی تھی ----

کچھ دیر بعد جیسے ہی جہاز نے اڑان بھری تھی زرش نے برھان کر سختی سے دبوچ لیا تھا ----وہ اپنے ڈر میں برھان پر کافی ظالم ثابت ہوئی تھی ----بہت بمشکل سے وہ اپنے جزبات کو تھپک تھپک کر سلانے میں کامیاب ہوا تھا اور زرش کو سینے سے لگائے آنکھیں موند کو اس کے نازک وجود کو اپنی باہوں کے حصار میں محسوس کر رہا تھا -----

زرش تو یوں سوئی تھی جیسے وہ جہاز میں بیٹھی ہی سونے کے لیے تھی سارے راستے اس نے برھان کو تکیا بنائے رکھا تھا----

اور برھان اس کے سر پر ٹھوڑی ٹکائے اسے خود میں چھپائے ہوئے تھا اسے بزنس ٹوئر کم اور ہنی مون زیادہ لگ رہا تھا اپنی ہی سوچ پر وہ کھل کر مسکرایا تھا ----

اور زرش کا سر اپنے سینے سے لگائے خود لیپ ٹاپ پر کچھ کام کرنے میں مگن ہو گیا تھا -----

لینڈ سے کچھ دیر پہلے زرش نے برھان کے سینے سے سر اٹھا کر ادھ کھلی آنکھوں سے پوچھا تھا کہ کیا ہم پہنچ گئے ہیں ----

برھان نے مسکرا کر نا میں سر ہلایا اور واپس سے سر اپنے سینے پے ٹکا دیا تھا ---

جہاز جیسے ہی لینڈ ہوا زرش ہڑبڑا کر اٹھی تھی ---- جبھی برھان نے اسے بتایا کہ وہ پہنچ چکے ہیں----

وہ اسے لیے ائیر پورٹ سے باہر آیا تھا ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ٹکرایا تھا ----

زرش مسکراتی نظروں سے ائیرپورٹ کے باہر کا منظر دیکھ رہی تھی جو کہ قابلِ ستائش تھا -----

برھان نے یہاں وہاں دیکھا پر ان کی گاڑی کچھ دیر لیٹ تھی تو فون نکال کر ڈرائیور کو کال کرنے لگا کچھ ہی دیر میں وہ گاڑی میں سوار ہو کر اپنے اپارٹمنٹ کی جانب نکلے تھے -----

زرش کو برھان کے ساتھ یہاں آکر بہت اچھا لگ رہا تھا وہ لندن کی طویل اور خوبصورت سڑکوں کے گرد بنے خوبصورتی سے بنی عمارتوں کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہی تھی ----جبکہ برھان کسی سے کال ہر بات کرتا میٹنگ کا کنفرم کر رہا تھا -----

---------------------

کیا ہوا سجل -----

سمیر ----میری حالت----آہ--------

وہ پھر سے منہ پر ہاتھ رکھ کر واشروم کی جانب بھاگی ------

جب سے آئ تھی اس کو وومٹنگ ہو رہیں تھیں -----اس دوران اس کی رنگت زرد پڑ چکی تھی ----

سمیر جو ابھی آفس سے آیا تھا سجل کو نڈھال سا واشروم سے نکلتے پوچھا کہ پھر سے وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر واپس بھاگی تھی -----

سمیر بوکھلاتا کیپ بیڈ پر رکھ کراس کے پیچھے آیا اور اس کو واش بیسن پر جھکے پایا تھا-----

جان سمیر----------

سمیر نے پریشانی کے عالم میں پکارا----

تم ٹھیک ہو ---- اس کو منہ دھوتے دیکھ اس کی کمر تھپتھپاتے پوچھا-----

ہاں ----میں ٹھیک ہوں -----

سجل نڈھال سی بھیگا چہرہ لیے اس کے سینے میں چہرہ چھپائے بولی----

پھر یہ سب ----؟؟؟؟

سمیر کو شک ہو رہا تھا بس کنفرم کرنا چاہ رہا تھا-------

آپ ----

آپ پھر سے بابا بننے والے ہیں ----- سجل نے مدھم آواز میں کہا تھا---کہ سمیر کے چہرے پر ایک دم مسکراہٹ در آئی تھی ---

واقعی----!!!!!

جی-----

مطلب میرے گھر رحمت آنے والی------!!!

جی ہاں -----

واؤ سجل -----میری ننھی پریاں ہوں گی ----- اور وہ بھی دو-----

سمیر کافی خوش ہوا تھا----

آپ کو کس نے کہا دو----؟؟ سجل نے تعجب سے پوچھا----

بس میرا دل کہتا ہمارے جڑواں بچے ہوں گے آفٹر آل------ سمیر آگے بولتا کہ سجل نے اس کی بات سمجھ کر فوراً سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا ----

شرم کریں ---- سمیر-----

شرم کیوں اگر شرم کرتا تو یہ خوشی کیسے ملتی----- سمیر نے اس کی گردن پر لب رکھے تھے-----

اب کیا ہوگا---؟؟؟

سجل پریشانی میں الٹا سوال کر گئی کہ اس کی طبیعت واقعی کافی خراب ہو چکی تھی ----

اب بے بی ہوں گے -------

سمیر نے مسکراہٹ دبائے اس کے بے تکے سوال کا جواب دیا----

جبکہ سجل نے گھورا جیسے کہا ہو کہ مجھے پتا ہے -----

تو پھر----اس کا اشارہ سمجھ کر سمیر نے کہا-----

سمیر دو بچے ----؟؟؟.

یس مائی وائف مجھے دو بے بی چاہئیں------

نہیں نہیں سمیر ایک ہی بہت مشکل سے سنبھلتا ہے -----

سجل نے جیسے بڑی اہم بات بتائی تھی -----

میں ہوں نا مل کر سنبھالیں گے اور سومی بھی تو ہے ---- سمیر نے جیسے سجل کو قائل کر لیا تھا کہ دو بچے ہیں تو مطلب دو ہیں بس -----

یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے ----- سجل کو پھر سے متلی آئی تو وہ رونی آواز میں میں بولی-----اور اسے خود سے دور کیا -----

مطلب مانتی ہو----- سمیر نے اس کا ہاتھ ہٹا کر کمر کے گرد حصار باندھا تھا ----

نہیں کریں نا---- سجل لب کچل کر اس کا حصار توڑتے بولی----

کیوں نہیں کروں------یہ جو آج پھول ہے اور جو کھلنے والے وہ میری ہی وجہ سے ہے ورنہ تمہاری نہیں نہیں تو بس ہو جاتا کام -----

سمیر نے اس کے ناک سے اپنی ناک مس کی اور باہوں میں بھر کر واشروم سے باہر لے آیا تھا-----

مانو سن کر کافی خوش ہوگی ----

سمیر اسے لے آئیں نا مجھے بہت یاد آرہی ہے ----- سجل اداس چہرے سے بولی----

بس کچھ دن اور پھر وہ آجائے گی ---- تم بس اپنا خیال رکھو اور خبردار جو بیڈ سے اتری بھی تو ----مجھے میری پریاں بلکل ایمان کی طرح چاہئیں ----- سمیر نے جزبات سے چور اس کے ماتھے پر اپنے سلگتے لب رکھے تھے

-----

تبھی دھڑام سے دروازہ کھلا اور گول مٹول سومی بھاگتا اندر آیا----

ڈیڈ--------

یس ڈیڈ کی جان ---- سمیر نے سومی کو پاس آنے کا کہا تو وہ سبک کر بیڈ چڑھتا سمیر کی گردن کے گرد حصار باندھ کر لٹک گیا----

مجھے پھوپھو پاس جانا-----

سومی اداسی سے بولا-----

ارے میرے شہزادے بیٹے پھوپھو بہت جلد آپ کے پاس ہوگی آپ کے لیے ایک گڈ نیوز ہے ---- سمیر نے اسے کھینچ کر گود میں بیٹھایا اور اس کے بال سنوارتے پچکارا----

سومی نے آنکھیں جھپکیں تھیں -----

بتاؤں------؟؟؟

سومی نے گردن ہاں میں ہلائی----

ادھر کرو کان ----- سمیر نے اس کے کان میں بتایا تو سومی خوشی سے چہک اٹھا تھا کہ اس کے گھر دو چھوٹی گڑیاں آنے والی ہیں -----

میری بہین آئیں گی واؤ ڈیڈ میں انہیں بہت پیار کروں گا ----- اور ان کا بہت خیال رکھوں گا -----

سومی نے سمیر کے گال پر لب رکھے تھے -----اور ساتھ ہی سجل کی گود میں بیٹھ کر اس سے لپٹ گیا ------

سجل اپنی چھوٹی سی دنیا کو خوش دیکھ کر دل میں لاکھ بار شکر ادا کر چکی تھی -------

--------------------

ایمان صبح اٹھ کر نماز ادا کر کے باہر لان میں آگئ تھی ----

وہ یوں ہی کچھ دیر اکیلی چہل قدمی کرتی رہی سوچوں کا مرکز احمر درانی اور سمیر شاہ تھے ---

یوں ہی سوچتے ہوئے وہ ایک سائیڈ پر لگے رنگ برنگے گلاب کے پھولوں کو دیکھتی ان کے پاس آگئ---اس لان میں ہر طرح کے پھول تھے پر جس نے توجہ کھینچی وہ گلاب تھا سرخ گلاب جو سب میں نمایاں اور منفرد لگ رہا تھا ----

ایمان مسکراتی دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اس کے پودے کے پاس آکر بیٹھ گئی اور نہایت احتیاط سے اس کی پتیوں کی نرماہٹ محسوس کرنے لگی جن پر شبنم کے قطرے کافی بھلے کے رہے تھے اپر سے پھیلی ان پھولوں کی خوشبو ----ایمان کو تازگی کا احساس گھیرے ہوئے تھا ----

شیر جو صبح اٹھ کر ایک انگڑائی لے کر اپنے کمرے کی بالکنی میں آیا تو نظر ایمان پر پڑی جو چہل قدمی کر رہی تھی ----دوپٹہ حجاب سٹائل میں لپیٹے ہوئے تھی اسے ایمان کا سائیڈ فیس نظر آرہا تھا ----

اس کو لان میں دیکھ شیر جلدی سے فریش ہوکر باہر آیا کہ اسے غنڈی کا دیدار کرنا تھا ----بہت یاد کیا تھا اس نے اپنی ہرنی کو اور وہ تھی کہ اپنے شوہر کو دل میں بسائے بیٹھی تھی -----شیر کو اس سے کوئی پرواہ نہیں تھی ----وہ اس کی تھی اس بارے وہ احمر سے بات کرے گا بلکہ دونوں کی ٹکر کی جنگ ہونے والی تھی دیکھنا یہ تھا کہ ایمان کس کے نصیب میں ہے پر شیر بھی اپنے نصیب سے لڑ کر اپنی غنڈی کو حاصل کرنا چاہتا تھا وہ یہ بھول گیا تھا کہ ایمان احمر کی بیوی ہے اس کے نکاح میں ہے پر شیر دل کو اس سے کیا غرض تھی ----- وہ اپنی ہرنی کو لے جائے گا دور بہت دور احمر کی پہنچ سے ----یہ صرف اس کی سوچ تھی جبکہ احمر اس کے ارادے سے واقف ہوتے ہوئے بھی انجان تھا اور یہی بات تو شیر دل کو مزید طاقت دے گئی تھی ----

خیر یہ تو طے تھا کہ احمر اپنی مولانی کو کبھی شیر دل کے حوالے نہیں کرے گا چاہے اسے شیر دل کو مارنا ہی کیوں نا پڑے ------

پر شیر دل انجام سے انجان تھا یا بن رہا تھا کہ اس کی غنڈی نے اسے دیوانہ بنا کر سارا ڈر ختم کر دیا تھا اب اسے موت کی پرواہ نہیں تھی -----

ہیےےےےے غنڈی -------

کیا کر رہی ہو------؟؟

ایمان جو لان میں پھولوں کے پاس بیٹھی تھی بھاری سرد آواز سن کر ڈر کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی---پر اس کی جانب پیٹھ تھی ----

چہرہ کیوں چھپا رہی ہو ----بہت جلد تمہارا شوہر تمہیں میرے نام کرنے والا ہے -----تو یہ پردہ کیسا---؟؟

شیر دل مسکراتی آواز میں بول کر ایمان پر حیرتوں کے پہاڑ گرا گیا ----

یہ جھوٹ ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا -----ایمان غصے سے لال ہوتی بولی ------

ہاہاہاہاہا---شیر دل نے قہقہہ لگایا تھا----

تم نہیں جانتی غنڈی -----وہ تم سے بدلہ لے رہا ہے ----شیر دل پھول توڑ کر ہوا میں اچھالتا بولا----

بدلہ-----!!!!!ایمان نے پلٹ کر سنہری آنکھوں سے اسے دیکھا جو اس کی طرف متوجہ تھا----

جی ہاں ہرنی بدلہ -----تمہارے تھپڑ کا انعام بہت جلد وہ دینے والا ہے -----

پھر میں اور میری غنڈی ہوں گے ------شیر دل۔مسرور سا بولا---

ویسے تمہارے لیے ایک اور بھی سرپرائز ہے تمہیں اغواء بھی ہم نے تمہارے شوہر کے کہنے پر کیا ہے ----

اور ادھر ایمان کی سماعتوں میں جیسے دھماکے ہوئے تھے وہ ششدر کھڑی اسے دیکھ رہی تھی ----

احمر کے کہنے پر؟؟؟.....ایمان نے حیرت سے پوچھا----

جی ہاں تمہارے شوہر کے کہنے پر ------

اور پتا ہے تم اسی کی مرضی سے یہاں ہو---اس رات وہ چاہتا تو تمہیں لے جاسکتا تھا پر نہیں
-----کیونکہ۔تمہیں میرے پاس رہنا ہے اس لیے وہ چھوڑ گیا-----

شیر دل اس کے تھوڑے قریب ہو کر اس کی آنکھوں میں حیرانگی کے اتار چڑھاؤ ازبر کرتا اس کے تاثرات جاننے کی کوشش کر رہا تھا----

ت تم کون ہو---؟؟....

اور احمر سے کیا تعلق ہے؟؟؟

اس نے ایسا کیوں کیا میں نہیں مانتی تم جھوٹ بول رہے ہو-----!!!

احمر نے کہا تھا وہ۔مجھے کبھی کسی کے حوالے نہیں کرے گا---اس نے کہا تھا میں تم سے نہیں ڈروں تم لوگ غیر نہیں ہو اپنے ہو----اس نے کہا تھا میں یہاں محفوظ ہوں ----اس نے مجھے یقین دلایا تھا---تم چاہے جو مرضی کہو میں نہیں مانو گی تمہاری کوئی بھی بات ---- وہ جھوٹ نہیں بولتا وہ سچ کہتا ہے ---اب تم بتاؤ کہ کون ہو-----؟؟

جب تک۔وہ خود مجھ سے نہیں کہہ دیتا میں کبھی تمہاری بات پر یقین نہیں کروں گی -----

اگر اسے بدلہ لینا تھا تو وہ مجھ سے کہتا--- وہ میرا شوہر ہے ---وہ۔احمر درانی ہے جو کسی غیر کی نظر میرے وجود پر برداشت نہیں کرسکتا تمہارے حوالے کیسے کر سکتا ہے ---- اس کی باتوں سے اس کی لہجے میں سچائی اور پختگی دیکھائی دی ہے تم جیسے لاکھ آکر بھی اس کے خلاف بولیں گے تو میں کبھی اعتبار نہیں کروں گی ----

میں جانتی ہوں کوئی نا کوئی وجہ ہے کہ اس نے مجھے یہاں رکھا ہے ---اس نے کہا ہے تم لوگ میرے محافظ ہو---

مجھے نہیں پتا تم کون ہو۔۔۔؟ کیا چاہتے ہو؟؟ کس کے کہنے پر یہ سب کر رہے ہو؟؟ یا مجھے آزما رہے ہو؟؟؟ پر میں تمہارے کہنے پر یقین نہیں کروں گی ۔۔۔۔

اور بدلہ ہاں بدلہ۔ تو اس نے مجھ سے لیا تھا پر اب یہ بدلہ ختم ہو چکا ہے ۔۔۔۔

تم نے اس کے کہنے پر اغواء کیا پر مجھے نقصان نہیں پہنچایا ۔۔۔ تمہاری اتنی جرات۔ نہیں کہ تم احمر درانی کی عزت کو دیکھ سکو جبکہ میں تمہارے گھر میں ہر وقت تمہارے سامنے موجود ہوں ۔۔۔ تمہیں ڈر ہے کہ احمر تمہارا نقشہ بگاڑ دے گا ۔۔۔ اور سوچو جب میں اس دن والا واقع بتاؤں گی تو تمہارا کیا انجام کرے گا ۔۔۔۔

اس لیے بہتر ہے دور رہو مجھ سے اور یہ بدگمانیاں ڈالنا بند کرو ۔۔۔۔

ایمان وہاں سے دو قدم آگے بڑھی اور پھر رکی تھی ۔۔۔۔

تم احمر کے قریبی ہو بہت قریبی ہو اس لیے یہاں کھڑے ہو آج مجھے تم سے ڈر نہیں لگ رہا کیونکہ مجھے میرے شوہر پر اعتماد ہے ۔۔۔۔

وہ مجھے کچھ نہیں ہونے دے گا اس کی پل پل مجھ پر نظر ہے اب تم بس اپنی خیر مناؤ۔۔۔۔۔

ایمان کہتے ہی رکی نہیں تھی اور فوراً سے آگے بڑھ گئی۔۔۔ پر دماغ میں ہنوز شیر دل کی باتیں گونج رہی۔ تھیں وہ اس کے سامنے جتنا اعتماد دیکھا آئی تھی اس کی کلیجہ چھلنی کتنے والی باتیں زہن میں طواف کر رہیں تھیں ----(۔اغوا کیا۔۔۔۔میرے حولے کرے گا۔۔۔بدلہ لے رہا۔۔۔) جبکہ۔ زہن میں رات کی ہوئی گفتگو آئ تھی ----

(مجھے تم سے عشق ہے مولانی ---- عشق سے بھی آگے کا کوئی سفر ہے تو میں اس کا مسافر ہوں اور میری منزل تم ہو مولانی۔۔۔۔ میں رب کا شکر گزار ہوں کہ تم میری بیوی ہو میری ساتھی میری جان کی حق دار میرا عشق میری زندگی میرا سکھ چین آرام مسز احمر درانی۔۔۔ میں نہیں جانتا کب کیسے کیا ہوا اورمیں تمہارے سحر میں جکڑا چلا گیا تمہاری سادگی میں قید ہوتا گیا تم میرے دل دماغ روح پر چھائی ہو ---- کیا تمہیں لگتا ہے کہ تمہارا احمر تمہیں کسی انجان شخص کے حوالے کر سکتا۔۔ کبھی نہیں تم میری متاع جان ہو اور مجھے اپنی جان کی حفاظت خود سے زیادہ کرنی ہے ---تم جن میں وہ وہ تمہارے اپنے ہیں تم غیروں میں نہیں ہو ---)

ایمان کا سر اب واقعی چکرانے لگا تھا شیر اسے الجھا رہا تھا --- وہ کیوں یہ سب بول رہا تھا احمر کا لفظ با لفظ سچائی کی پختہ ثبوت تھا ---اس کے دل کی دھڑکن ان الفاظوں میں مجتمع ہوکر دل کی سچائی اگل رہی تھی----وہ کتنا سکون بخش لمحہ تھا جب احمر نے اپنے جزبات کا اظہار کیا تھا تو شیر کیوں چلا آیا اسے بدگمان کرنے ----

نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ایمان اپنے سر کو تھام کر گھٹی گھٹی آواز میں بولی تھی جبکہ دوسری جانب کھڑا شیر جس کی ایمان کی طرف پشت تھی وہ مسرور سا کھڑا تھا اسے صدمہ لگا تھا ہاں شیر کو صدمہ لگا تھا تو وہ خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔۔۔ وہ احمر کے لیے دل وجان سے خوش ہوا تھا مطلب اس کی مولانی اپنے احمر کے ساتھ خوش تھی اس پر بھروسہ کرتی تھی مطلب احمر درانی مولانی کا دل جیتنے میں کامیاب ہوا تھا۔۔۔ مطلب یہ مولانی کا امتحان تھا اور ساتھ احمر کا بھی کامیابی دونوں کا مقدر ٹھہری تھی ۔۔۔۔

ایمان احمر پر آنکھ بند کرکے بھروسہ کرنے لگی تھی وجہ احمر کا انداز اس کی کیئر اس کی سچائی تھی ۔۔۔۔۔

وہ اغوا کرکے بھی کامیاب ہوا تھا۔۔۔۔

شیر کا دل مٹھی میں جیسے قید ہوا تھا۔۔۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ خوش ہو یا دکھی ہو۔۔۔۔

ایمان سے لاجواب کر گئی تھی ۔۔۔۔ وہ اسے جتا گئی تھی کہ جیسے بھی بنا پر احمر اس کا شوہر ہے اور وہ کسی کے کہنے پر اپنا اعتبار نہیں ختم کر سکتی۔۔۔۔۔ مطلب ایمان کو احمر سے محبت ہونے لگی تھی ۔۔۔ محبت کی پہلی سیڑھی اعتبار ہے اور وہ پڑاؤ ایمان پار کر چکی تھی ۔۔۔۔

کتنا ظالم تھا احمر ایمان کے امتحان میں امتحان لے رہا تھا۔۔۔

اغوا کر کے اس کی نظروں میں برا بنا پھر اچھا بنا یہ امتحان نہیں تو کیا تھا--- پھر دھمکیاں دیں پھر دل پر وار کیا----

افففففف ایمان کا حوصلہ تھا----اسے برداشت کرنے کا----

احمر درانی واقعی تمہیں ایمان زارا شاہ ہی ڈیزرو کرتی ہے -----

میں تو بس فضول میں بیچ میں آگیا----

وہ تمہاری ہے تمہاری رہے گی ----پر---------

وہ شیر دل کی بھی ہے -----تم چاہ کر بھی ایمان کو میرے دل سے نکال نہیں پاؤ گے ----

میں ملوں گا اپنی غنڈی سے ----جب جب میرا دل کرے گا----اور اگر تم نے روکا تو میں تمہارا حشر بگاڑ دوں گا----مانا کہ وہ مجھ سے محبّت نہیں کرتی پر میں تو کرتا ہوں نا اور کرتا رہوں گا----

شیر دل خود سے بڑبڑا رہا تھا اور اس بڑبڑاہٹ میں خوشی جھلک رہی تھی لبوں پر مسکراہٹ رقصم تھی جب پیچھے سے کسی کے گرنے کی آواز آئ----

شیر دل نے پلٹ کر دیکھا تو ایمان اوندھے منہ زمین پر گری پڑی تھی ----

شیر دل کی آنکھیں پھیلیں تھیں -----

غنڈی------

ہے ے ے ے ے ے ہرنی -----

وہ لپک کر اس کے پاس گیا تھا------جہاں ایمان ہوش و خرد سے بیگانہ پڑی تھی ------

-----------------

کہاں کی تیاری  برخوردار---- !!

حسان جو تیز تیز سیڑھیاں پھلانگتا اتر رہا تھا---احسن صاحب کے کہنے پر سپیڈ سلو کیے دھیمے قدم لیتا ڈائینگ ٹیبل کی جانب آیا---

وہ ڈیڈ آپ کی بہو کی طرف---- حسان بڑے دلفریب انداز میں بولا تھا----

وہ کیوں ؟؟؟

ڈیڈ یونی لے کر جانا ہے----

اووو تبھی میں کہوں بریکیں کیوں فیل ہوئ ہوئیں ہیں----احسن صاحب نے اخبار کا ورق پلٹتے مسکراتے کہا----

بس ڈیڈ آپ کی بہو کو دیکھ کر یہی حال ہوتا ہے ---- حسان ڈھیٹ بنا گوہر افشانی کرے رہا تھا----

جاؤ میاں ہماری بہو کو لے جاؤ اگر دیر ہوئی تو اس کے بھائی تمہارا قورمہ بنا دیں گے ----

ہوں ں ں ----بھائی-------- وہ نہیں ہیں جناب سالے میرے---تبھی تو میڈم نے مجھے یاد کیا ----حسان بڑبڑایا کہ صبح ہی احمر نے میسج کرکے اسے بتا دیا تھا کہ اس کی بہن کو فل پروٹوکول کے ساتھ یونی لے جائے اور واپس بھی لے آئے---- اپر سے ماہم کے دھمکی بھرے میسج نے اس کی نیند اڑا دی تھی ----

اسے احمر پر غصہ تھا جو خود تو مزے سے سو رہا تھا اور اسے بغیر سوئے حکم صادر کر دیا تھا بیچارا کچھ دیر پہلے ہی لوٹا تھا ----

پر کوئی نہیں وہ ماہم کا سوچ کر مسکرایا اور اسی تیزی سے باہر نکل گیا-----

----------------

حسان نے جیسے ہی گاڑی درانی مینشن کے پورٹیکو میں روکی اس کے ہاتھ ہارن سے اٹھنے سے انکاری ہو گئے تھے جیسے دنیا کا مصروف ترین بندہ یہ ایک ہی ہے باقی سب وقت برباد کرنے والے روبوٹس ہیں ----

کیا ہے تمیز نہیں ہے ----؟!

ماہم سرخ چہرہ لیے بالوں کی پونی ٹیل بنائے سفید کیپری پر پینک لونگ شرٹ پہنے بیگ کندھے پر لٹکائے تن فن کرتی باہر نکلی تھی ساتھ ہی حسان کو احساس دلایا -----

حسان جو گاڑی میں بیٹھا ہارن پے ہارن بجا رہا تھا ماہم کے چلانے پر اس نے سٹیرنگ سے ہاتھ ہٹایا اور اس کے لال سرخ چہرے کو دیکھا جو تپی ہوئی سی گلابو لگ رہی تھی -----

پچھلے دو منٹ سے میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں-----حسان نے اس کا سر تا پیر جائزہ لے کر وقت کا دورانیہ بتایا----

دو منٹ تھے کوئی گھنٹے نہیں جو صوتی آلودگی پیدا کرنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے -----

ماہم ایک ہاتھ کمر پر رکھ کر دوسرا نچا نچا کر بولی----

جبکہ حسان تو اس کے نازک سے سراپے کو دیکھے گیا جو آج بہت پیاری لگ رہی تھی یا پھر نئے رشتے کا اثر تھا------

چلو جلدی اب ورنہ تم مزید روکے تو ہم سب کو ضرور سننے سے محروم کر دو گے -----

ماہم آنکھیں دیکھاتی دروازہ کھولنے لگی----

اے ے ے ے رکو وہیں ----!!!!حسان سیکنڈ میں گاڑی سے اترا تھا ----

اب کیا ہے ----؟؟؟ماہم جھنجھلائی----

واپس جاؤ-----

کیا!!!!!!

میں نے کہا واپس جاؤ-----حسان نے پھر سے کہا----

جبکہ ماہم حیران کن تاثرات سے اس کو دیکھ رہی تھی ----

کیوں ؟؟؟؟

دیکھو تم میری بیوی ہو ----اور کسی کو حق نہیں کہ وہ یوں تمہیں دیکھے ----- آج کے بعدبغیر دوپٹے کے مجھے نظر نا آؤ ہاں میرے سامنے جیسے مرضی رہو پر باہر جاتے ہوئے اس بات کا خیال رکھو ----

حسان نے اسے باور کروایا تو ماہم منہ بناتی واپس پلٹی تھی اور کچھ ہی دیر میں وائیٹ دوپٹہ گلے میں ڈالے واپس آئی-----

حسان گاڑی سے ٹیک لگائے اس کا انتظار کر رہا تھا کہ اس کو دیکھ کر مسکرایا اور خود آگے بڑھ کر اس کا دوپٹہ سر پر ٹکایا----

بہت خوبصورت لگ رہی ہو------

حسان نے ہلکی سی سرگوشی کی ساتھ ہی اس کی گال پر لب رکھے کہ ماہم کی دھڑکنیں پل میں منتشر ہوئیں تھیں ---

جبھی وہ دوسری گال پر جھکتا ماہم نے اس کے پاؤں پر اپنا پاؤں مارا اور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی----

اب لگلے ایک سیکنڈ میں تم نہیں آئے تو میں تمہیں یہیں چھوڑ جاؤں گی ----

جبکہ حسان تو اس کی دھمکی پر عش عش کر اٹھا کہ گاڑی اس کی اور دھمکی بھی اسے ہی واہ رے -----

حسان سوچ رہا تھا جب ماہم نے گھورا کہ آرہے ہو یا میں جاؤں-----

حسان دانت پیستا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا-----

تمہیں تو میں دیکھ لوں گا ----

دیکھ لو تمہارے سامنے ہوں ---- ماہم نے آنکھیں گھمائیں----

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا احمر کالنگ جگمگانے لگا۔۔۔

کیا ہے ۔۔۔۔؟؟؟؟

حسان غصے میں فون کان سے لگائے بولا۔۔۔۔۔

ماہم کو لے کر فوراً یہاں پہنچ۔۔۔۔۔۔احمر نے حکم دیا۔۔۔

تم بہن بھائی نے مجھے نوکر بنا رکھا ہے کیا۔۔۔۔حسان تپا۔۔۔

تجھے آج پتا چلا۔۔۔۔احمر نے کہہ کر کھٹاک سے فون بند کیا۔۔۔۔

کمینا۔۔۔۔۔۔حسان بڑبڑایا۔۔۔۔۔

جبکہ ماہم نے مسکراہٹ دبائی تھی ۔۔۔۔۔

برھان زرش کو لے کر اپنے اپارٹمنٹ آیا تھا۔۔۔ اپارٹمنٹ سلیقے سے سجا ہوا تھا۔۔۔۔ برھان جب بھی بزنس میٹنگ کے لیے آتا تو ادھر ہی آتا تھا اور اس بار تو اس کی بیوی بھی ساتھ تھی ۔۔۔۔

وہ کافی تھکا ہوا تھا فلائٹ میں بھی وہ مسلسل کام کرتا رہا تھا اور زرش تو بے دھڑک اپنی نیند پوری کرنے میں مصروف تھی ۔۔۔۔

واؤ۔۔۔۔۔ یہ کس کا گھر ہے ۔۔۔؟؟؟

زرش کی زبان سے پھسلا تھا۔۔۔۔

ہمارا۔۔۔۔یک لفظی جواب دے کر وہ کمرے میں گم ہو گیا کہ اسے جلد از جلد شاور کے کر خود کو ریلیکس کرنا تھا۔۔۔۔

اپارٹمنٹ میں ہر چیز یوں چمک رہی تھی جیسے یہاں کوئی رہتا ہے ۔۔۔۔

وہ ابھی سب دیکھ ہی رہی تھی کہ ایک خاتون جینز شرٹ میں سر پر سکارف باندھے کچن سے برآمد ہوئی۔۔۔۔

ویلکم میڈم ۔۔۔۔سر نے آپ کے آنے کا بتایا تھا۔۔۔۔۔۔آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔۔۔۔

وہ عورت روانی سے بولی گئی جبکہ زرش تو اس کی اردو سن کر ہنسی روک رہی تھی کہ وہ انگریزن اُردو بولتی کافی غلط لفظ بول گئی تھی ۔۔۔۔

کیا ہوا میڈم آپ ہنس کیو رہا ہے ۔۔۔۔

نہیں بس تم بہت اچھی لگی اس لیے ہنس دی ۔۔۔۔۔

زرش نے حجاب کی پن نکالتے کہا۔۔۔۔

شکریہ میڈم ۔۔۔۔اب ہم جائیں۔۔۔؟؟؟

کہاں؟؟؟؟

وہ میڈم سرنے بولا تھا جب ہم آئے تو آپ جا سکتا ہے ----میڈ نے کہا ---

اووو ----جی آپ جاؤ صبح گپ شپ ہوگی-----زرش نے کہا اسے وہ کافی کیوٹ لگی تھی -----

برھان کمرے میں آتے ہی فریش ہوا تھا اور اب آئینے کے سامنے کھڑا شرٹ لیس سا بال بنا رہا تھا---

جبکہ زرش حجاب گلے میں ڈال کر اپارٹمنٹ کا چپا چپا چھان کر کمرے میں آئی جس میں برھان تھا------

شاور تو اسے بھی لینا تھا کہ اتنا لمبا سفر کرکے وہ بھی تھک گئی تھی حالانکہ سوئی رہی تھی پر پھر بھی طبیعت سست سی لگ رہی تھی ----وہ ہاتھوں کے ناخنوں کر دیکھتی بے دھیانی میں کمرے میں آئی --

بال جوڑے کی شکل میں قید تھے اور سٹالر گردن کے گرد ڈالے ہلکے سے میک اپ میں وہ سلونا مکھڑا لیے داخل ہوئی تھی کہ آئینے کے سامنے رومن رنگ کو یوں کھڑا دیکھ کر زرش کی آنکھیں باہر کو ابلیں تھیں ---

چوڑے کندھے مضبوط کسرتی جسامت لیے وہ براؤن پینٹ میں ٹاول گردن میں ڈالے شیشے میں اس کے ایکسپریشن دیکھ چکا تھا جو بات اس کے زہن میں آئ تھی فوراً سے لب دانتوں تلے دبایا۔۔۔۔

زرش کا چہرہ سرخ انگارہ ہو گیا تھا جب نظر سامنے والی کی کالی سحر انگیز آنکھوں سے ٹکرائی ۔۔۔۔۔وہ فورا پیچھے کو ہوئی اور باہر کی جانب بڑھی ۔۔۔۔اسے پسینے آرہے تھے اب یاد آیا تھا کہ وہ یہاں اکیلی ہے بی جی نہیں ہے ۔۔۔۔۔اور آج کل اس کے رومن رنگ پر پتا نہیں کون سا بخار چڑھ رہا تھا کہ وہ پاس آتے ہی اس کی سانسوں پر حکمرانی کرنے لگتا تھا ۔۔۔۔پچھلے واقعات یاد آتے ہی وہ پھرتی سے نکلنے لگی ۔۔۔۔۔جب برھان کی آواز پر قدم تھمے تھے ۔۔۔۔

رکو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جج جی۔۔۔۔

کہاں جا رہی ہو ۔۔۔۔۔؟؟؟

وہ میں شاور لینے۔۔۔۔۔

زرش نے وہیں کھڑے بنا اس کی جانب دیکھے جواب دیا۔۔۔۔۔

وہاں کہاں ؟؟؟؟ برھان شیشے سے ہٹ کر اس کی جانب بڑھا جو اپنے پیچھے اس کے قدموں کی آواز کو اپنی جانب بڑھتا محسوس کر رہی تھی ------

بب باہر------دوسرے روم میں ----وہ دھک دھک کرتے دل سے بولی تھی ----

دوسرے روم میں کیوں ؟؟؟؟برھان بلکل اس کے پیچھے کھڑا زرش کی جان حلق میں اٹکا گیا تھا----

کیونکہ ادھر آپ ہیں -----زرش نے جیسے بڑی دانشمندی سے جواب دیا----

اوہووو تو تم۔مجھ سے بھاگ رہی ہو ----برھان نے ہاتھ اس کے پہلو میں لپیٹا تھا ----زرش لمحہ بھر کو سانس روک گئی----

نہیں ----

پھر؟؟؟

وہ آپ ایسے ہیں تو----

ایسے مطلب کیسے ؟؟؟؟

برہان نے اپنے ہاتھ سختی سے اس کے پیٹ پر باندھ تھے اور اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگایا ---ایک سرد سی لہر زرش کے پورے جسم میں سرائیت کر گئ تھی -----

وہ کک کچھ نہیں مجھے واشروم جانا ہے -----

زرش کو اس کی قربت پر بوکھلاہٹ ہونے لگی تھی ----

چلو----

برہان نے ٹھوڑی اس کے کندھے پر ٹکائے کہا----

کہاں؟؟؟

واشروم------میں لے چلتا ہوں ----برہان نے لب دبائے----

وٹ!!!!!!!!!

آپ------؟؟؟زرش فٹ سے اس کا حصار توڑ کر الگ ہوئی تھی ---

کیوں کوئی پروبلم ہے کیا---- برہان نے ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈالے ائیبرو اچکاتے پوچھا تھا ----

آپ --- کو----زرا بھی ----شرم نہیں ہے کیا----!!!

زرش نے شوکڈ کی کیفیت میں کہا تھا-----

ہے ---------بہت ہے------پر اپنی بیوی کے ساتھ میں بدتمیز ہی رہنا پسند کروں گا-----برھان کہتا آگے بڑھا---

اور زرش کو اپنے پاؤں پر کھڑے رہنا محال لگ رہا تھا تبھی صوفے کے گرد سے گھوم کر برھان کو خود تک پہنچنے سے پہلے ہی ٹھاہ کہ آواز سے واشروم کا دروازہ بند کر چکی تھی----

برھان کا قہقہہ بے ساختہ تھا-----

ٹڈی----------!!!!

برھان نے بڑے دلفریب انداز میں باہر سے پکارا----

اور ادھر زرش کا صدمے سے برا حال تھا-----

مطلب ٹڈی پر-----

لمبو------ ایلفا ٹاور-----زرش کہاں پیچھے رہنے والی تھی فوراً سے اپنے نئے الفابات سے نوازڈالا تھا---

برھان اس کے نئے دلیے نام پر کھل کر مسکرایا۔۔۔۔۔اور نفی میں سر ہلایا مطلب یہ ٹرپ یقیناً یاد گار ہونے والا تھا۔۔۔۔۔

ٹڈی یقین مانو تمہیں کچھ دیر میں میری مدد کی ضرورت پڑے گی ۔۔۔۔

برھان کہتا کبرڈ سے اپنی ہینگ کی شرٹ نکال کر پہننے لگا۔۔۔۔

میں نہیں لوں گی آپ سے مدد۔۔۔۔۔۔ زرش نے وہیں سے ہانک لگائی۔۔۔

اوکے لیٹس سی۔۔۔۔۔۔

برھان نے اسی اطمینان سے کہا تھا۔۔۔۔۔

ون ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تھری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زرش کی آواز آئی تھی۔۔۔۔۔

برھان سمجھ گیا کہ اب مدد کرنے والا لمحہ ان پہنچا ہے ----

سر------

بولو ٹڈی -----

وہ سر ------ہیلپ می------ زرش رونی صورت میں بولی ----

برھان نے کھل کر قہقہہ لگایا تھا------

جبکہ زرش جل بھن کر رہ گئی-------

نو-----

برھان نے بنا کوئی لفٹ دیے سیدھا انکار کیا تھا---

دروازے کی دوسری جانب زرش کا منہ کھلا تھا-----

برھان پلیز------اب کی بار زرش نے التجائیہ کہا تھا-----

وہ کتنی احمق تھی برھان کی بات کا مطلب بھی نا سمجھ سکی اور اندر بند ہو گئ تھی ----

تم تب تک ادھر ہی آرام کرو میں زرا کام کر لوں پھر کچھ سوچتا ہوں ----- برھان نے صاف انکار کرتے زرش کی حالت سے محظوظ ہوا تھا----

مطلب آپ روم سے باہر جا رہے ہیں ----؟؟؟زرش خوشی کے ملے جلے تاثرات لیے بولی کہ اس کے جاتے ہی وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ سے باہر آجائے گی---

بلکل نہیں ------

برھان کی مسکراتی آواز اس کے کانوں میں پڑی ---- اس کی امیدوں پر پانی پھیر گئی تھی----

آپ اپنی بیوی کی مدد نہیں کریں گے ------؟؟؟

کروں گا ضرور کروں گا پہلے بیوی یہ بتائے کہ وہ مجھ سے بھاگی کیوں ----؟؟؟

برھان خود پر پرفیوم چھڑکتا مخاطب ہوا-----

وہ جی بھر کر زرش کو تنگ کر رہا تھا -----

کب بھاگی----؟؟؟

ابھی مجھ سے میری قربت سے ------ برھان نے یاد دلایا-----

وہ وہ -----

چلو تم وہ وہ کا جواب سوچو میں زرا کام کر لوں پھر دیکھتا ہوں مدد کروں یا نہیں ----

سرررررررررررررر،،،،،،،

اور ادھر زرش کی بس ہوئی تھی --------

پلیز سر مجھے میرا ڈریس نکال کر دے دیں -----وہ کس قدر شرم سے بول رہی تھی وہی جانتی تھی کہ اس کا پرسنل بیگ وہ کھولے گا ------

پر مجبوری تھی بیچاری کیا کرتی ------

برھان نے نچلا لب دانتوں تلے دبایا ----

پہلے پرومس کرو----؟؟؟

کیسا پرومس ایلفا ---مطلب سر --------زرش چبا چبا کر بولی تھی ---------.

کہ مجھ سے نہیں بھاگو گی ---- جب جب میں بلاؤں گا میرے پاس آؤ گی ----!!!

اور یوں شرما کر تو بلکل بھی نہیں بھاگو گی میری باہوں میں ہی شرمانے کا کام کر لینا ----!!؟ برھان جان بوجھ کر زرش کو اونچی آواز میں سناتا اس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا----

نہیں بھاگوں گی سر ----- اب تو ڈریس پکڑا دیں-----

زرش سرخ چہرے سے دھڑکتے دل سے بولی تھی -----

اوکے ویٹ آ منٹ-----برہان نے کہہ کر اس کا لگیج کھول کر ڈریس نکالا اور جلدی سے سرخ چہرہ لیے بند کیا------

اور اندر زرش بھی لب کچلتی یہی سوچ رہی تھی ---

جب برہان نے ہلکا سا نوک کر کے اسے پکڑایا---اور خود کمرے سے باہر نکل گیا------

زرش نکھری نکھری سی ڈر کر باہر نکلی پر برہان کو نہ دیکھ کر شکر کا سانس فضا میں چھوڑا-----

اس نے بالوں پر ٹاول لپیٹ رکھا تھا جب برہان جوکہ اپنا فون کمرے میں ہی بھول گیا تھا وہ لینے آیا تو زرش کو دوپٹے کے بوجھ سے آزاد اس کی گردن پر اور چہرے پر پانی کی بوندیں دیکھ کر سانس تک روک گیا تھا---ایک خواہش اس کے اندر جاگی تھی -----

وہ جو پوری توجہ سے اور انہماک سے ہاتھوں اور بازوؤں پر لوشن لگا رہی تھی ----جب برہان سب کچھ بھولے بے خود سا اس کی جانب بڑھا تھا اور جھٹکے سے اس کے بالوں میں سے ٹاول نکال کر صوفے پر پھینکا تھا ----

زرش اس اچانک ہوئے غیر متوقع حملے پر بری طرح گڑبڑائی تھی ------اس نے سانس اندر کھینچا تھا کہ اس کی گردن میں گڑھا سا ابھرا تھا برہان نے آئینے میں اس کی گردن میں ابھرتا گڑھا دیکھا تھا جو کہ انتہائی خوبصورت لگ رہا تھا اور ڈر کا واضح ثبوت تھا------ برہان نے اس کے پہلو میں دونوں ہاتھ لپیٹ کر خود کے قریب کیا تھا اور اس کے نم گیلے بالوں میں چہرہ چھپائے ان کی خوشبو کو سینے میں اتارتا زرش کو خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا تھا---

سر-------!!!!

اس کی گرم سانسوں کی تپش گردن پر محسوس کر کے زرش کپکپاتے لہجے میں بولی تھی -----

زرش کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ برہان کو کیسے روکے جو اب اس کے بالوں کو گردن سے ہٹا کر وہاں اپنا استحقاق بھرا لمس جابجا چھوڑتا زرش کے چہرے کی سرخی بخلکت بڑھاتا چلا گیا تھا---وہ اتنا مدہوش ہو چکا تھا کہ زرش کی پکار کو بھی نہیں سن پایا تھا--

برہان کی گستاخیاں بڑھتی جا رہی۔ تھیں زرش کو اب اس کی قربت جھیلنا محال لگ رہا تھا جبھی اسے خود سے دور کرنے کی مزاحمت کرنے لگی -----

یہ مزاحمت اس کے حق میں بری ثابت ہوئی جب برہان نے اس کو خود میں قید کیے اس کے کندھے پر لب رکھ کر ہلکا سا بائٹ کیا تھا ----

یہ تمہاری سزا تھی مجھ سے دور بھاگنے کی ----

نیکسٹ ٹائم بی کئیر فل -------

برہان اپنے تشنہ لب اس کی گردن پر مس کرتا گرم سانسوں سے اس کی گردن کو جھلساتا وارن کر رہا تھا ---

ابھی وہ مزید گستاخی کرتا جب اس کا موبائل رنگ ہوا تھا ----فسوں خیز لمحات میں فون کی گھنٹی نے دونوں کو ہوش کی دنیا میں لا پٹخا تھا جب برہان نے اسے گھما کر اپنی طرف کیا اور اس کے لبوں کو ہلکا سا چھو کر بیڈ پر پڑے فون کی طرف متوجہ ہوا جو کب سے چنگھاڑ رہا تھا -----

ریڈی ہو کر شال اوڑھ کر باہر آؤ میں ویٹ کر رہا ہوں -----

برھان گہری نظروں سے اس کا اناری رنگ اور شرم سے جھکی پلکیں آنکھوں میں بسائے اس کے خوبصورت سراپے کو دیکھ کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا-------

-----------------------

جازب-----!!

وہ جو اٹھ کر اپنے کمرے میں جا رہا تھا کہ سمرینہ بیگم نے پکارا---

جی چچی جان----

بیٹا تم سے کچھ بات کرنی تھی-----

جی کریں بات-----

جازب واپس سے مڑ کر ان کے پاس صوفے پر بیٹھ گیا-----

بیٹا وہ بچی بہت اچھی ہے----سمرینہ بیگم شیریں لہجے میں بولی---

کون ؟

جازب نے ان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا پر سوائے وہاں دو سیٹر صوفے کے کچھ دیکھائی نا دیا----

رمشا۔۔۔۔ سمرینہ بیگم نے مسکرا کر جازب جو دیکھا۔۔۔

وہ بغیر دم والی چھپکلی ۔۔۔۔۔۔جازب بڑبڑایا۔۔۔۔۔۔

کیا کہا۔۔۔؟؟؟

وہ چچی اچھی ہے ۔۔۔۔۔ بس ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔پر کہاں ہے ۔۔؟

جازب نے پھر سمرینہ بیگم کی آنکھوں کو صوفے پر ٹکا دیکھ کر اسی جانب دیکھا۔۔۔

(حیرت کی بات ہے یہ پالر چچی کو کیسے نظر آرہی ہے مجھے کیوں نہیں۔۔۔ کہیں مسٹر انڈیا کی مسز تو نہیں ۔۔۔۔۔ ) وہ خیالوں میں ہی خود سے مخاطب ہوا تھا۔۔

اپنے گھر ہے اور کدھر ہونا۔۔۔۔۔ سمرینہ بیگم نے اس کے فضول سوال پر گھورا۔۔۔

تو آپ صوفے کو کیوں اتنے غور سے دیکھ رہی ہیں ۔۔۔۔جازب نے اپنے من کا سوال پوچھ ہی لیا۔۔۔۔۔

بیٹا میں کب دیکھ رہی میرے تصور میں تو وہ پیاری سی لڑکی ہے ۔۔۔۔۔

اچھاااااااااااااا------- اب جازب کو سمجھ آئی تو اپنی عقل پر ماتم کیا-----

اب بتاؤ------!!!

کیا چچی----

کب جانا رشتہ لینے------؟؟؟؟

اور ادھر جازب کا سر گول گول گھوم رہا تھا----- سر نہیں دماغ گھوم رہا تھا------

کک کس کا------- وہ بے تحاشہ چونکا تھا----

ارے بھئی رمشا بیٹی کا--------

جبکہ ادھر جازب کے منہ میں جیسے کسی نے گولی ڈال دی تھی پر پانی دینا بھول گئے تھے----

وہ منہ کے زاویے بناتا مسکرانے کی سعی کر رہا تھا----

کیوں اور کس کے لیے-------چچی جان----

اب کے جازب نے دل پر ہاتھ رکھتے بڑے میٹھے لہجے میں پوچھا تھا -----

(کہیں پالر کو میرے کمرے میں شفٹ کرنے کا تو نہیں سوچ رہے ---لے بھئ جاب میاں ساری زندگی پالر کی اور حسن کی لڑائی ہو گی ---یہاں حسن وہ خود کو کہہ گیا تھا ---اور وہ چھپکلی میرے کمرے کی دیواروں سے چپکی ہوگی ---تصور میں اسے اپنے کمرے کی وال پر ایک رنگ برنگی چھپکلی آنکھوں میں نیلے لینز لگائے لال گلابی سی دیوار سے چپکی ہوئی دیکھائی دے رہی تھی کہ بے ساختہ اس نے جھرجھری لی -----)

آاااچچی جان میں بھول گیا مجھے ضروری کام میں پھر بات کرتا ہوں ----

وہ بغیر کچھ سنے وہاں سے بھاگ گیا اور پیچھے سمرینہ بیگم ارے ارے کرتی رہ گئ------

------------------------------

شہلا زوہیب کے جانے کے بعد اس کی باتوں پر غور کر رہی تھی ----

اسے سوائے اپنی غلطی کے وہ کہیں سے بھی غلط نہیں لگ رہا تھا---آخر اس کا کیا قصور تھا ---وہ حرف با حرف سچ کہہ کر گیا تھا ----

اسے اپنی غلطی مانتے ہوئے شرمندگی محسوس ہو رہی تھی----

اسے شدت سے سگریٹ کی طلب ہوئی تھی پر زوہیب کا خیال آتے ہی وہ طلب سو چکی تھی -----

وہ کیا کرے اس کے کمرے سے جائے یا نہیں -----!!!اسی کشمکش میں بیٹھی تھی ---

عینی -----ہاں عینی سے بات کرتی ہوں -----

اس نے فون کی تلاش میں نظریں دوڑائیں پر وہ کہیں نہیں تھا زوہیب اس کا فون اپنے پاس ضبط کر چکا تھا -----

جب اس کے زہن میں پھر سے زوہیب کی باتیں گھومنے لگیں تھیں اور وہ روتی ہوئی وہیں پر سر ٹکائے سو گئی-----

زوہیب اپنا غصہ ٹھنڈا کر کے م کافی گھنٹوں کے بعد آرام کی غرض سے کمرے میں آیا تھا شہلا کی حرکتوں اور باتوں نے اسے زہنی طور پر بہت تھکا دیا تھا اس وقت وہ شہلا کی شکل۔دیکھنے کا بھی روادار نہیں تھا۔اسے لگا وہ خوشی خوشی اپنے کمرے میں جشن منا رہی ہوگی پر دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی اندر آیا تو سامنے اس کو تمام تر حشر سامانیوں اور ہوش رُبا سراپے میں بے ترتیب انداز میں اڑا ترچھا لیٹا دیکھ کر دل نے بیٹ مس کی تھی ------

ایک آوارہ لٹ شہلا کے چہرے پر پڑی اس کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی جبکہ شہلا کروٹ پر لیٹی ہوئی تھی چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشانات اس کے رونے کی چغلی کر رہے تھے -----

وہ جو سمجھ بیٹھا تھا کہ اس کے کہنے پر وہ چلی جائے گی پر آج پہلی بار زوہیب کو اپنی سوچ غلط ثابت ہونے کی خوشی ہو رہی تھی -----

کہیں نا کہیں اس دل میں وہ بسنے لگی تھی یا بس گئی تھی پر اس کی اوٹ پٹانگ حرکات کی وجہ سے وہ غصے میں تھا اور اس کو یوں اپنے بیڈ پر پورے استحقاق سے سوتا دیکھ کر زوہیب کو خود میں سکون اترتا محسوس ہوا تھا جیسے اس کی باتوں کا شہلا پر اثر مرتب ہوا تھا اور گواہی اس کا بکھرا حلیہ رویا ہوا چہرہ دے رہا تھا ---

وہ تکیے پر سر رکھے ہوئے تھی -----

سوتے ہوئے کتنی معصوم اور پیاری لگتی ہو ---- زوہیب نے کہہ کر سرد سانس بھری تھی اس وقت اسے تکیہ اپنا رقیب لگ رہا تھا ------

وہ شہلا کے بکھرے حلیے کو خود میں سمیٹنا چاہتا تھا پر پھر اس کی انا اور اپنی عزت نفس کا سوچ کر خواہش دبا گیا ----- یہ تو طے تھا کہ وہ اتنی آسانی سے اسے معاف نہیں کرنے والا تھا------

یہ کیسے ہو گیا ---ان کتوں کو کیسے پتا تھا اس جگہ کا ---سب کچھ برباد ہو گیا ---تباہ کر دیا اس سمیر شاہ نے ----- مجھے ہر حال میں اس کی بیوی اور بچہ یہاں چاہییں -----

بوس غرا اٹھا تھا ---سب برباد ہونے پر وہ بلبلا اٹھا تھا اس کے غصے اور غم کا کوئی گراف نا تھا -----

ڈیڈ کیا ہوا۔۔۔۔۔؟؟؟

انجلینا ہیل کی ٹک ٹک کرتی اپنے باپ کے پاس آئی تھی جو کئی بوتلیں شراب کی توڑ چکا تھا۔۔۔۔۔

کہاں تھی تم ۔۔۔۔۔ وہ سب برباد کر کے چلے گئے۔۔۔۔کچھ نہیں بچا ہمارے پاس۔۔۔۔۔ اور تم سیر سپاٹوں پے لگی ہو۔۔۔۔کچھ علم ہے تمہیں ۔۔۔۔۔

اووووو ڈیڈ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں میں کوئی سیر سپاٹوں پے نہیں گئی تھی میں تو ان کو ڈھونڈ رہی تھی جنھوں نے میچل کو بے دردی سے مارا۔۔۔۔

تمہیں میچل کی پڑی ہے احمق لڑکی وہ تو مر گیا اب ہماری باری لگ رہی ہے اور تم بجائے کوئی تدابیر کرنے کی ان کو ڈھونڈنے نکلی ہوئی ہو جبکہ جانتی ہو کہ وہ کبھی نہیں ملیں گے ۔۔۔۔۔

بوس کو آج الگ ہی غصہ تھا۔۔۔۔

تم آج ہی یہاں سے سے کینیڈا جا رہی ہو۔۔۔۔

نو نیور ڈیڈ میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی ۔۔۔۔انجلینا تپ اٹھی تھی ۔۔۔۔

بکواس بند کرو۔۔۔۔اور جاؤ فوراً سے سامان پیک کرو۔۔۔ جاکر اپنے ماموں کو بتاؤں ۔۔۔ جب تک تم یہاں رہو گی مجھے تمہاری فکر لگی رہے گی ۔۔۔ میں یہاں اس سمیر شاہ سے نبٹوں گا۔۔۔۔

ڈیڈ یہ سارا کچھ اس شیر نے کروایا ہے ۔۔۔انجلینا سوچ کر بولی۔۔۔

ابھی کنفرم نہیں ہے کہ شیر نے کروایا ہے یہ لوگ اس جگہ کے بارے نہیں جانتے تھے پر پھر بھی شک انھیں پر جا رہا ہے ۔۔۔ اس شیر کو تو میں دیکھ لوں گا پر پہلے تمہیں یہاں سے نکلنا ہے ۔۔۔۔

جاؤ اور وہاں جا کر مجھ سے رابطہ کرنا ۔۔۔۔۔ بوس جلد از جلد اپنی بیٹی کو ان سے دور کرنا چاہتا تھا ۔۔۔اسے ڈر تھا کہ وہ لوگ انجلی کو نہ پکڑ لیں ۔۔۔اس کا سب کچھ برباد کرکے اب وہ اس کا حساب کرنے والے تھے اور اس بات سے وہ باخوبی واقف تھا تبھی وہ منصوبے بناتا اس کو یہاں سے بھیج رہا تھا ۔۔ جانتا تھا اس کا سالہ ڈان ہے کچھ نہ کچھ ضرور کرے گا۔۔۔

پر ڈیڈ۔۔۔

انجلینا تمہیں سمجھ نہیں آرہا ۔۔۔۔ جاؤ فوراً۔۔۔۔

خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے اور تم ہو کہ۔ بوس غصے سے دھاڑا تھا کہ انجلینا خاموشی سے وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔

اختر جاؤ اور اس کو ائیرپورٹ تک چھوڑ آؤ ---- پر دھیان رہے ----اگر میری بیٹی کو کچھ ہوا تو میں تمہارا خاندان ختم کر ڈالوں گا---

جی بوس-----

اختر جو اس کا خاص ملازم تھا اس کی دھمکی پر ہڑبڑا اٹھا اور جلدی سے باہر نکل کر ایک نمبر پر کال کر کے سب بتا دیا-----

سامنے سے تسلی بخش جواب سن کر اختر طنزیہ مسکرایا اور جا کر گاڑی میں بیٹھ کر انجلینا کا انتظار کرنے لگا-------

-----------------------------------

ماہم اور حسان احمر کے بلانے پر اس کی طرف آئے تھے ----

جہاں پہلے ہی سمیر موجود تھا----

وہ لوگ بیٹھے کچھ پلین بنا رہے تھے کہ یہ ان کا آخری وار ہونا تھا اور اس کے بعد بوس کا قصہ تمام جس کی وجہ سے احمر کی مولانی اور سمیر کی مانو گھر سے دور تھی کہ اس کے کتے خاک چھانتے پھر رہے تھے -----

وہ لوگ ابھی ڈسکس کر رہے تھے جب اختر کی کال آئی تھی ---

احمر نے سن کر کر سب کی طرف دیکھا---

مچھلی کو پھانسنے کی ترکیب بنا رہے تھے وہ خود آرہی جال میں پھسنے ----

احمر کی بات پر سب مسکرائے تھے ----

سالے صاحب آپ اختر کی فیملی کو پروٹیکٹ کریں اور ہم مس انجلیناکو کرتے ہیں ----

احمر کی بات پر ہی سب سمجھ گئے تھے ----

سمیر اپنی فیملی کو لے کر فارم ہاؤس آگیا تھا کہ وہ جانتا تھا اس وقت کے بعد بوس کی کیا حالت ہوگی سب سے پہلے اسے اپنی فیملی کو سیو جگہ پہچانا تھا اس لیے وہ سومی سجل اور بوا کو لے کر وہاں آگیا تھا---

جبکہ ایمان بھی محفوظ جگہ پر تھی اب وہ لوگ آرام سے بوس کو جال میں پھانس کر پکڑ سکتے تھے -----

سمیر ان کو ہدایت دیتا اپنی ٹیم کے ساتھ اختر کے گھر کی جانب روانہ ہوا تھا--- کہ اس کے بعد بوس نے اختر کونہیں چھوڑنا تھا---تو وہ لوگ اس کی فیلمی کو سیو کرنا چاہتے تھے ----

حسان اور ماہم بھی اختر کی بتائی گئی لوکیش کو ٹریس کرتے وہاں سے روانہ ہوئے تھے جبکہ احمر آج شیر دل سے ملنے کا ارادہ رکھتا تھا جس نے اس کی مولانی کو ڈرانے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی -----

--------------------

صبح سے دوپہر ہونے کو آئی تھی پر ایمان کو ہوش نہیں آرہا تھا----

شیر اسے اپنی باہوں میں بھر کر کمرے میں لایا تھا اور فوراً سے لیڈی ڈاکٹر کو بلایا تھا ---

اس نے وجہ سٹریس بتائی تھی اور کچھ دوائیاں دے کر چلی گئی کہ کچھ گھنٹوں میں اسے ہوش آجائے گا کوشش کریں اسے پھر سے کوئی پریشانی نا دی جائے نہیں تو اس کے لیے نقصان دہ ہوگی ----

شیر نے سر ہلایا اور ڈاکٹر کو باہر تک چھوڑا -----ڈاکٹر اچھی طرح شیر دل کو جانتی تھی تبھی یہاں چلی آئی تھی----

ایمان کو ہوش و خرد سے بیگانہ دیکھ کر اسے خود پر بہت غصہ آیا تھا-----

وہ اسے وہیں چھوڑ کر ایک ضروری کام پر نکل گئے تھے -----

شیر دل شانی کو وہیں چھوڑ کر خود محل آگیا تھا کہ اسے اپنی غنڈی کی فکر ستا رہی تھی کام ضروری نا ہوتا تو وہ کبھی نا جاتا --- ایک گھنٹے بعد وہ واپس لوٹ آیا تھا اور ہر آدھے گھنٹے بعد وہ ایمان کے کمرے میں آکر دیکھتا پر وہ ہنوز لیٹی ہوئی تھی ----

اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ جا کر ایمان کو جھنجھوڑ کر اٹھا دے پر اب وہ سختی نہیں کرنا چاہتا تھا کہ ڈاکٹر نے منع کیا تھا ----

اس لیے وہ صوفے پر ایک ٹانگ فولڈ کیے بیٹھا مسلسل ایمان کے بارے سوچ رہا تھا ------

کچھ حتمی فیصلہ کرکے وہ اٹھا تھا ---کپ میں کافی کا آخری گھونٹ بھر کر ٹیبل پر رکھا اور سست روی سے چلتا پھر سے ایمان کے کمرے کی جانب بڑھا ----

باہر کھڑے ہو کر اس نے ایک لمبی سانس فضا کے سپرد کی اور پھر بے دھڑک پہلے کہ طرح دروازہ کھول کر اندر آیا تھا -----

سامنے ہی وہ کھلے بالوں میں بلینکٹ گردن تک اوڑھے لیٹی ہوئی تھی ---

شیر دل غور سے اس کا جائزہ لے رہا تھا پہلے جب وہ آیا تو اس کا دوپٹہ سر پر تھا پھر اس نے آگے بڑھ کر خود اس کا دوپٹہ سر سے اتارا تھا --اس کا دل دھڑک رہا تھا اس نے بنا کوئی غلط نگاہ ڈالے دوپٹہ نکال کر سائیڈ پر رکھا اور بلینکٹ کو صحیح کرتا اپنے بے لگام ہوتے دل کی دھڑکن کو ڈپٹتا باہر کی جانب چلا گیا تھا ----

اور اب آکر غور سے اس کی بند پلکوں کو دیکھ رہا تھا ---- نظر بھٹک کر روئ جیسے گالوں پر آئ تھی -- وہاں سے اس کی چھوٹی سے ناک پر اٹکی تھی --- نظروں کا مرکز وہ نوز پن تھی جو چمک رہی تھی اس کی چھوٹی سی ناک میں چمکتا ڈائمنڈ بلا کا خوبصورت لگ رہا تھا---- دل نے بیٹ مس کی تھی ---- وہ آہستہ سے چلتا دیوار کے ساتھ جا کھڑا ہوا تھا --- نظریں بھٹک کر اس کے لبوں پر ٹکیں تھیں ---- گلابی کٹاؤ دارلب آپس میں پیوست تھے ---- دل نے چھونے کی اپیل کی تھی ---- شیر دل کی دھڑکن معمول سے بڑھ گئ تھی ----- جب نظر اس کی ٹھوڑی کے خم پر آن ٹھہری---

یہہ وہ لمحہ تھا جب اس نے آنکھیں بند کر کے خود کو بعض رکھا تھا کہ دل کیا اس خم پر اپنے تشنہ لب رکھ کر اس کے وجود کو خود میں بھینچ لے ---- وہ سراپا قیامت بغیر حجاب کے اس کے سامنے اس کا صبر آزما رہی تھی ------

اس کی نظروں کی تپش کا ہی نتیجہ تھا کہ ایمان کی پلکوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی تھی ---- اس نے آہستہ سے اپنی مندی آنکھیں کھولیں تھیں ----- نظریں چھت پر لگے فانوس پر گئیں تھیں ----

وہ بے سدھ پڑی چھت کو گھور رہی تھی --- کہ اسے اپنے اپر کسی کی نظریں محسوس ہوئیں-----

ایمان نے لیٹے لیٹے ہی تھوڑا سا سر دائیں جانب کر کے دیکھا تو سامنے ہی شیر دل اسے گھورنے میں مصروف تھا--

لمحے میں ایمان کے حواس بحال ہوئے تھے----

تت تم------!!

تم یہاں کیا کر رہے ہو----؟؟؟ نقاہت زدہ آواز میں ایمان بولی تھی---

میں یہاں کیسے آئی-----؟؟؟وہ خود کو کمرے میں دیکھ کر بے یقینی کی کیفیت میں سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر پوچھ رہی تھی----

اپن غنڈی کو کیسے چھوڑ سکتا ہے----یہ اپن کو گوارا نہیں----اور شیر دل ہی اپنی ہرنی کو لایا ہے----
شیر دل اپنی نیلی آنکھیں اس کے سفید بے داغ چہرے پر گاڑھے گھمبیر آواز میں بولا تھا---

جبکہ ایمان اس کے سامنے بغیر حجاب کے سفید پڑتی ہول کر بیڈ سے اٹھی تھی-----

وہ کتنی دیدہ دلیری سے دیوار سے ٹیک لگائے اس کے چہرے کو دیکھ کر کر روح کی پیاس بجھاتا اس کی حرکات و سکنات کا بغور جائزہ لے رہا تھا---

اس کی نیلی آنکھوں کی تپش اور اس کے بغیر پلک جھپکائے دیکھنے پر ایمان نے جلدی سے دوپٹہ اوڑھ کر چور نظروں سے اسے دیکھا تھا ۔۔۔جو ہنوز کھڑا اسے دیکھ رہا تھا ۔۔۔ایمان کو کچھ غلط شدید غلط ہونے کا احساس ہوا تھا ۔۔۔۔ وہ اپنا چہرہ چھپائے سہمی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جو اپنی پیٹھ دیودار سے لگائے ایک ٹانگ کا گھٹنہ فولڈ کیے بھاری بوٹ میں مقید پیر دیوار پر جمائے دوسرا فرش پر ٹکائے کھڑا تھا۔۔۔۔ اس کے لمبے بال پونی میں قید تھے چھ فٹ سے نکلتا قد کسرتی جسم میں چوڑے شانوں کے ساتھ وسیع سینے سے پر بازوں باندھے وہ ایمان کو کنفیوز کر گیا تھا ۔۔۔

ایمان کو یکدم سے گھبراہٹ نے آن گھیرا تھا ۔۔۔۔وہ اس کو سٹیچو بنا دیکھ کر یہاں وہاں دیکھتی بھاگنے کی سوچ رہی تھی۔۔۔۔

سوچنا بھی مت ۔۔۔۔اس سے پہلے اس کے پاؤں فرش کو چھوتے شیر دل کی گھمبیر آواز پر اس نے سہم کر دیکھا ۔۔۔

ایمان کو کسی غیر کے سامنے خود کو بے پردہ دیکھ کر آنکھوں میں آنسوں جمع ہونے لگے تھے ۔۔۔

میں احمر کو بتاؤں گی ۔۔۔بولتے ہوئے اس کے آنسوں موتیوں کی طرح گالوں پر پھسل کر گود میں گرے تھے ۔۔۔

شوق سے ۔۔۔۔پر خبردار جو تمہارے پاؤں فرش پر پڑے تو لیٹو واپس۔۔۔۔

شیر دل بارعب لہجے میں بول کر ایمان کو مکمل بے بس کر گیا۔۔۔

تمہیں زرا شرم نہیں تم کیوں آئے کمرے میں جب اچھی طرح جانتے ہو کہ میں نقاب کرتی ہوں پھر بھی تم چلے آئے-----

ایمان نے پاؤں اپر سمیٹ کر ٹانگوں کے گرد بازو باندھے سر ان پر ٹکا دیا---

میں کیوں کروں شرم جب تم میری ہونے والی بیوی ہو تو میں اتنا حق رکھتا ہوں کہ تمہیں دیکھ سکوں---

شیر دل لاپرواہی سے بولا----

تم غیر محرم ہو احمر تمہیں نہیں چھوڑے گا تمہاری ساری باتیں میں اسے بتاؤں گی تم بہت برے انسان ہو ---- ایمان ہچکیاں بھرتی بولی----

جبکہ شیر دل کے دماغ میں ڈاکٹر کی باتیں گھومنے لگیں----

اے ے ے ے ہرنی رونا بند کرو---- شیر دل دیوار سے ہٹ کر کھڑا ہوا اور اسے بولا کہیں پھر نا طبیعت بگاڑ لے----

سنا نہیں-----؟؟؟اس کو عمل نا کرتے دیکھ شیر نے کہا-----

نہیں سنا نکلو تم یہاں سے -----ایمان اسی طرح روتی بولی جبکہ شیر دل نے اس کے ہچکولے کھاتے وجود کو دیکھ لب سختی سے پیوست کیے تھے----

تم غیر محرم ہو میرے لیے اور میں تمہارے لیے ،کیوں بار بار میرے سامنے آکر میری تزلیل کرتے ہو------ تم اچھی طرح جانتے ہو احمر ہے میرا شوہر پھر کیوں مجھے ٹارچر کرنے چلے آتے ہو----

ایمان دکھ بھرے لہجے میں بولی تھی کہ شیر دل کو اپنا دل کٹتا محسوس ہوا تھا---اس کے آنسوں اس کی جان نکالنے کے ساتھ اس کے الفاظ اس کے اندر سرشاری بھر گئے تھے کہ وہ لمحے میں اس کے سر پر پہنچا تھا-----

تو تم محرم بن جاؤ نا---- بنو گی میری محرم ----!؟

شیردل مدھم آواز میں بولا تھا کہ ایمان نے آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا تھا---

میں مرنا پسند کروں گی ---- میرا محرم میرا شوہر میرا سائبان احمر درانی ہے ----ائ سمجھ-----

اس کی دل جلانے والی بات پر ایمان یکدم چیخ پڑی تھی ---اس کا ضبط جواب دے گیا تھا وہ کب سے اس فضول شخص کی بات سن رہی تھی ----

دفع ہو جاؤ یہاں سے ---- ایمان اپنا سر پکڑ کر چلائی تھی اس پر ---

اے ے ے ے غنڈی ٹینشن نہیں لینے کا ----- وہ اس کی حالت دیکھ کر بجائے جانے کے اس کے پاس بیٹھا تھا کہ ایمان اچھل کر اس سے دور ہوئی تھی ---

شیر دل کے بیڈ پر بیٹھنے پر ایمان کو اپنا دل یکدم بند ہوتا محسوس ہوا تھا -----

تت تم اٹھو یہاں سے -----

یہی تو میری جگہ ہے تمہارے قریب بہت قریب---- شیر دل اس کی آنکھوں میں دیکھ کر گھمبیر آواز میں بولا تھا -----

جبکہ ایمان کی حالت اب بری طرح خراب ہونے لگی تھی وہ گہرے گہرے سانس لیتی دوپٹے کو سختی سے مٹھیوں میں جکڑے ہوئے تھی -----

نہیں ------ وہ خوف سے بس اتنا ہی بول پائی تھی----

تمہیں ایک جادو دیکھاؤ؟؟؟؟

جبکہ ایمان ہراساں نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی ----

نہیں ----چلو دیکھا دیتا ہوں ------اپنی ہرنی کو ----

شیر دل کہہ کر بیڈ سے اٹھا تھا اور ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھا-----

وہاں خود کو آئینے میں دیکھ کر ایک سیٹی بجائی تھی اس نے ----جب نظر ایمان کے عکس پر پڑی جو اب الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی شیر نے بے باکی سے آنکھ ونک کی کہ ایمان نے اس کی حرکت پر سٹپٹاتے نظروں کا زاویہ بدلا تھا------

اچھا تو اب دیکھو جادو------شیر دل نے پلٹ کر اسے متوجہ کیا اور اس کے سامنے ہی اپنی آنکھ سے نیلے لینز نکالے تھے --------

یہ آنکھیں------------------؟؟؟؟

ایمان کی سنہری آنکھوں میں حیرت در آئی تھی -----اسے یہ آنکھیں جانی پہچانی لگیں تھیں -----

شناسائی کی رمق نے فوراً بتایا تھا اور وہ شوکڈ ہوئی تھی کہ ایسی آنکھیں تو احمر کی ہیں -----فورا سے دماغ میں احمر کا جملہ گونجا تھا (تم جن میں ہو وہ تمہارے اپنے ہیں)----

جبکہ شیر دل مسکرا رہا تھا-----

تمہاری آنکھیں-----!!!

تمہارے شوہر سے ملتی ہیں نا----شیردل نے اس کا جملہ مکمل کیا تھا---

ایمان نے ہاں میں گردن ہلائی------

اور جادو دیکھاؤ------؟؟؟؟

شیردل نے پھر سے سوال کیا-------

ایمان نے حیرت سے پلیکیں جھپکیں تھیں-----

یہ جادو کافی بڑا ہے اور شوکڈ بھی ---تو تم خود کو تیار کر کو ------

اس کی بات پر ایمان نے نا سمجھی سے دیکھا-----

آنکھیں بند کرو------ شیر دل نے کہا

نہیں -------

چلو تمہاری مرضی----- شیر دل نے کندھے اچکائے تھے ----

جب اس نے ایمان کے سامنے ہی اپنے لمبے بالوں والی وگ نکالی تھی -----

ایمان کی آنکھیں پھیلیں تھیں ------- جب شیر دل نے مسکراتے ہوئے وہ وگ ہوا میں لہرائی تھی اور وہیں کھڑے ہوکر بنا دیکھے ڈریسنگ ٹیبل پر پھینکی تھی -----

افففف غنڈی آنکھوں سے کھانا ہے کیا ----- شیر دل نے اس کی آنکھوں کے حیرت سے پھیلنے پر چوٹ کی-----

جبکہ ایمان تو اس کے بالوں کو دیکھ رہی تھی براؤن کلر کر بال بے ترتیب ماتھے پر بکھرے تھے--------

بب بال-------!!!!!

تمہارے شوہر کی طرح ہیں نا !!! شیر دل نے اب کی بار بھی جملہ مکمل کیا تھا-----

جبکہ ایمان کا دل سپیڈ پکڑ چکا تھا----- دھڑکنوں نے شور مچانا شروع کر دیا تھا-----

وہ رونا بھول کر اس کا جادو دیکھ رہی تھی جو واقعی ہی جادو تھا کہ پہلے آنکھیں پھر بال --------

اب سب سے بڑا جادو ------ میں تو کہتا ہوں آنکھیں بند کر لو-------

شیر دل نے اب کی بار پھر مشورہ دیا پر جواب ندار-----

شیر دل نے اب ہاتھ دائیں جانب کان کے نیچے لے جاکر انگلیوں کے پوروں سے ایک پتلی سی جلد کو کھینچا تھا کہ وہ بڑے احتیاط سے فیس پر چڑھا کسی دوسرے انسان کی شکل کا ماسک اتار چکا تھا---------

اور یہاں لگا تھا ایمان کو دھچکا ساتھ جھٹکا شوکڈ -----------

احمرررر--------!!!!!!!!! ایمان سرگوشی میں بولی تھی ------

جب وہ ایمان کو دیکھ کر دلفریب انداز میں مسکرایا تھا اور ساتھ ہی ماسک کو اپنی نظروں کے سامنے کر کے ایمان کو دیکھا جو اب دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر بار بار پلکیں جھپک کر یقین کرنے کی سعی کر رہی تھی

-----

احمر نے دوبارہ سے آنکھ ونک کر کے اس کے یقین کو پر یقین بنایا تھا ------اور ماسک پاس پڑے ٹیبل پر رکھ کر وہ پاکٹ میں ہاتھ ڈالے اب اصلی حالت میں ایمان کے سامنے کھڑا تھا -------

جبکہ چہرے پر شرارتی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی --------

مولانی-------- لہجہ بدلا تھا وہی بارعب سحر تاری کرنے والی آواز میں احمر نے آنچ دیتے لہجے میں ایمان کو پکارا تھا----اس آواز پر ایمان کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا ------

ہاں یہ تو وہی آواز تھی اس کے بھورے بلے کی آواز -------- سامنے بھی تو وہی کھڑا تھا اس کا بلا-----مطلب بھورا بلا شیر دل تھا -----اور شیر دل بھورا بلا-----

مطلب احمر-----

ایمان خود سے بڑبڑائی تھی ----جبکہ اس کی بڑبڑاہٹ احمر سن چکا تھا----

ایمان جھٹکے سے پیچھے گری تھی اور گہرے گہرے سانس لینے لگی کہ اسے صدمہ ہی اتنا شدید لگا تھا وہ دل پر ہاتھ رکھتی آنکھیں بند کر گئی----

بند آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر باہر آرہے تھے ----جبکہ احمر تڑپ کر اس کے پاس پہنچا تھا-------

سائیں---!!

احمر ایمان پر جھکا پیار سے بولا---وہ اس کی حالت سے واقف تھا جو آنکھیں میچے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی ----

شٹ اپ، جسٹ شٹ اپ----ایمان غرا اٹھی ----

جبکہ احمر لب دانتوں تلے دبائے اپنی شیرنی کو دیکھ رہا تھا----

تم بہروپیے ہو ---- تمہارا کون سا چہرہ ہے ---- آخر کون ہو تم------- وہ آنکھیں کھول کر اس سے فاصلہ بناتی چنگھاڑ اٹھی تھی -----

میں تمہارا شوہر ہوں ---- مرشد سائیں----

اسکو خود سے دور ہوتے دیکھ وہ لب بھینچے بولا-----

نہیں ہو تم میرے شوہر ---- تم صرف احمر درانی ہو جسے دوسروں کو توڑنا آتا ہے انہیں نیچا دیکھانا آتا ہے ---- ایمان کی حالت پھر سے خراب ہو رہی تھی ---

احمر تڑپ کر اس کے پاس آیا----

دور رہو --- خبردار جو میرے پاس آئے----- ایمان تیزی سے اٹھ کر دور جا کھڑی ہوئی جبکہ احمر اس جگہ کو دیکھی گیا جہاں سے ایمان اٹھ کر گئی تھی ---- اس کا دل کر رہا تھا سخت سزا دے اسے خود سے دور جانے کی --- پر اتنا شدید ری ایکشن تو ایمان کا بنتا تھا وہ اپنی جگہ صحیح تھی اس نے بھی تو اتنا تنگ کر رکھا تھا اتنا امتحان لیا تھا اس معصوم کا اور اب جب خود پر بات آئ تو لب بھینچے ایمان کو سزا دینا چاہتا تھا دوری پر-----

یہاں آؤ مولانی------ وہ سخت لہجے میں تنبیہ کرنے کے انداز میں بولا----

نہیں آنا مجھے تمہارے پاس---- تم جھوٹے ہو ---- تم نے مجھے دھوکا دیا ---- میں اس بات کو سوچ کر بے گناہ ہوتے ہوئے بھی خود کو گنہگار سمجھتی رہی --- میں تڑپتی رہی کہ کوئی غیر شخص میرے اتنے قریب آگیا اور میرا پردہ تک اتار دیا ----- اس کے بعد تمہاری باتیں پاگل کر دیتی اور میں تمہارے ہی سامنے تمہارے ہی محرم ہونے کا کہتی --- تم کو ہی تمہاری دھمکی دیتی --- تم سے ہی ڈر کر تم میں ہی چھپتی ---- تمہاری

باتیں تم سے کرتی ---- تم نے ایک بار نہیں دو بار ،دو بار مجھے میری فیملی سے الگ کیا ہے ----اخر کیا نقصان کیا ہے میں نے جو مجھے اتنا زلیل کر رہے ہو ----

اس کی آخری بات پر احمر کی رگیں تن گیئں ---- وہ جو اس میں خون بن کر دوڑنے لگی تھی اسے کیسے زلیل کر سکتا ہے اور یہ کیسا لفظ اپنی زبان سے نکال رہی تھی ----

اگر بات کا پتا نہ ہو تو کرو بھی مت ---اور اب دوسری بار میرے سامنے یہ لفظ مت نکالنا------ احمر وہیں بیٹھا سرخ آنکھیں اس کے لرزتے سراپے پر مرکوز کیے سرد آواز میں بولا تھا ----

کیوں بنا رہے میرا تماشہ ----- کس لیے یہاں اس قید خانے میں مجھے رکھا ہے ---- کیوں اس روپ میں مجھے تنگ کرتے تھے ----

کیا تمہیں لگتا تھا کہ میں شیر دل سے محبت کر بیٹھوں گی ---- کیا تم مجھے آزما رہے تھے -----

ایمان کے سوال ختم نہیں ہو رہے تھے وہیں احمر بڑی مشکل سے اس کا ایک ایک لفظ سن کر خود کو سخت الفاظ کہنے سے بعض رکھے ہوئے تھا------

شیر دل کا سمیر شاہ کو پتا تھا کہ وہ احمر ہی ہے ----اور سمیر شیر دل سے اس لیے غصہ ہوتا تھا کہ شیر دل کے روپ میں احمر اپنا حکم صادر کرتا اور اس کی بہن کو ڈراتا تھا ----

سمیر باخوبی واقف تھا کہ احمر شیر دل کے روپ میں ایمان کو دھمکاتا ہے اس لیے اس دن سمیر نے احمر کو مکہ جڑ دیا تھا ----

ان کی عادت یہ تھی جس وقت وہ جس روپ میں ہوتا بس اسی طرح بات کرتا ---- اس لیے احمر نے بھی سمیر کو جوابی کاروائی میں شیردل کا ساتھ دیا تھا----

وہ ہر وقت ایمان کے ساتھ احمر بن کر نہیں رہ سکتا تھا کہ بوس کی نظریں ایمان پر تھیں اس لیے وہ شیردل کے روپ میں ایمان کے آس پاس رہ کر بوس کے آدمیوں کو خبردار کرتا رہتا تھا---

اس دن مال میں بھی وہ شیر دل کے روپ میں وہاں گیا تھا کہ ایمان کو اس کے آدمی اٹھانے والے تھے ----وہ آنکھ بچا کر ایمان کے پاس پہنچا پر اس کے چہرے پر نقاب دیکھ کر احمر کے دل میں خواہش جاگی جس پر وہ بلا جھجھک عمل کرتا اس کا نقاب اتار کر دیدار یار کرنے لگا تھا ---اور ایمان کو لگا کہ وہ کوئی غنڈا ہے ----

بوس کے آدمیوں کے پیش نظر وہ ایمان سے اسی لہجے میں بولا تھا اور چاہ کر بھی بتا نا سکا کہ وہ کون ہے -----

پر اسے ایمان کو غصہ کرنا اپنے شوہر کے بارے بتانا اچھا لگا تھا انتہا کا اچھا اس لیے احمر نے بتانے کا ارادہ ترک کرتے تھوڑا اور مولانی کو ستانے کا سوچ تھا ----

اس لیے وہ اکثر شیردل کے روپ میں اس کے سامنے آتا ---- وہ مولانی سے اپنے بارے میں ہی اس سے سنتا ---جب وہ احمر کا حوالہ دے کر اسے الٹا دھمکاتی اور غصہ کرتی تب اس کا دل خوشی سے بھر جاتا اور اپنی مولانی پر ٹوٹ کر پیار آتا جسے وہ انجام احمر کے روپ میں آکر دیتا تھا ----

سمیر کے کہنے پر کہ بوس اس کو دھمکی بھرے میسج کر رہا ہے تب انہوں نے پلین بنایا اور احمر حسان نے ایمان کو یونیورسٹی سے کڈنیپ کیا اس وقت ان کا حلیہ شیر شانی کا تھا کیونکہ وہ بوس کے آدمیوں کو دیکھانا چاہتے تھے ------

ایمان کو خطرہ تھا اور احمر اپنی مولانی کو بھلا کب خطرے میں دیکھ سکتا تھا تبھی اپنے سیکرٹ ہاؤس لے گیا تھا----

ایمان کو پریشان اور روتا دیکھ کر وہ اس کو دیکھانے کے لیے کھڑکی سے رات کو آیا تھا اور پھر اس کو کھانا کھلا کر اسے آرام سے سلا دیا تھا ----

ایمان اس سے پوچھنا چاہتی تھی پر احمر باتیں گول کر گیا---اس کے بعد سے وہ شیر دل کے روپ میں آکر اسے اپنا کہتا--- جبکہ ایمان اس کی باتیں اس کے منہ پر دے مارتی کہ وہ صرف احمر کی ہے وہ اس کا محرم ہے اور یہی بات اس کی روح تک سکون برپا کر دیتی-----

وہ مزید تنگ کرنے کا عادی ترک کر کے آج سب اپنی مولانی کو بتانا چاہتا تھا کہ ڈاکٹر نے اسے سٹریس لینے سے منع کیا تھا اور شیردل کو دیکھ کر وہ ہائپر ہو جایا کرتی تھی یہی سوچ کر احمر نے اس کے سامنے اپنا روپ بدلا تھا--- وہ یہ روپ صرف بوس تک پہنچنے کے لیے بنائے ہوئے تھے --- بوس کو وہ مکمل طور پر اپنے اپر یقین دلانے میں کامیاب ہوگئے تھے یہ سب ان کے مشن کا حصہ تھا پر ایمان کو اس معاملے میں ہرگز نہیں بتا سکتا تھا پر جلد ہی بتانے کا ارادہ کر چکا تھا-------

بسسس بہت ہوا--- کون سا تماشا بنایا ہے میں نے تمہارا---بیوی ہو تم میری---- کیسے تماشا بنا سکتا ہوں ---- دوبارہ بھول کر بھی مت کہنا---- میں اس روپ میں تھا تو کوئی وجہ ہے کوئی مقصد ہے ---تمہیں کیا لگا تھا کہ صرف تم کو تنگ کرنے کے لیے میں ویسا حلیہ بنائے رکھتا ہوں----

نہیں ---- میں بہت پہلے تمہیں سچ بتانا چاہتا تھا پر بتا نہیں سکا کچھ وجہ تھی اور اب بھی جو شیردل تمہارے سامنے تھا وہ کوئی شوق سے نہیں بلکہ کسی مقصد کے تحت تھا پر یہ کوئی اتفاق ہی تھا کہ جب بھی میں شیردل بنا ہوتا تب تم میرے سامنے آجاتی اور میں خود کو روک نہیں پاتا تھا کیونکہ میں جانتا تھا جو میرے سامنے کھڑی ہے وہ میری متاع جان ہے میرا عشق میرے سامنے کھڑی ہے ---پر جب جب تم میرا نام لیتی مجھے

معتبر کر دیتی اور میں اپنا مقام تمہارے دل میں جاننے کے لیے اس روپ میں آتا اور تمہیں کریدتا ---- مجھے پتا تھا تمہارے دل کی حالت --- میں جانتا تھا کہ میرا عشق کیا سوچ رہا ہے ---یقین جانو مولانی میں جان بوجھ کر اس روپ میں تمہارے سامنے نہیں آیا تھا--- میں نے سوچا تمہیں بتا دوں پر پھر پتا نہیں کیسا ری ایکٹ کرو اس لیے نہیں بتایا پر اس روپ میں بھی میں لمحہ بھر کو بھی تمسے غافل نہیں ہوا -----

تمہیں کڈنیپ کرنے کے پیچھے تمہاری حفاظت ہے ---- میں جان بوجھ کر تمہیں نہیں لایا یہاں ---- تم وہاں خطرے میں تھی وہاں رہنا ٹھیک نہیں تھا تو یہاں لے آیا ---اور اپنی فیملی کی فکر مت کرو ----وہ سکون میں ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ تم میرے پاس ہو -----

اس کی آخری بات پر ایمان حیران نظروں سے دیکھا تھا ---

ہاں جانتے ہیں وہ ----- انہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ ان کو مجھ پر اعتبار ہے ---- اب تم غلطی سے بھی یہ مت سوچنا کہ تمہیں اغوا کر کے تمہارے گھر والوں سے دور کر دیا -----

جبکہ ایمان پر تو اب راز آشکار ہو رہے تھے حیرت در حیرت تھی ----پر یہ ابھی احمر نے آدھی سچائی بتائی تھی بوس کا بتا کر وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا-----

اس کو خاموش پا کر احمر مزید بولا ---

تم جان ہو میری کیسے میں تمہیں تماشا بنا سکتا ہوں---اج تو یہ کہہ دیا ہے اگلی بار ایسا بولا تو تمہارے منہ سے زبان کھینچ لوں گا---

احمر شدت سے دھاڑا تھا--- ماتھے پر بلوں کا جال لیے وہ اسے آنکھوں سے وارن کر رہا تھا-----

جبکہ ایمان سہمی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی -----

کچھ دیر تک دونوں طرف خاموشی چھائی رہی اور ایمان سوچ رہی تھی کہ شیر دل کے روپ میں وہ اسے کیوں بار بار کہتا تھا کہ تم میری ہو----وہ کس قدر اسے آزما چکا تھا--- وہ خاموش ہوئی تھی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا بولے کیا کہے کیونکہ سارے خدشات تو اس ظالم اور رحم دل نے دور کر دیے تھے ---- ہاں وہ ظالم تھا اور رحم دل بھی تھا-----

اس کی فیملی کو پتا تھا یقیناً اس کا بھیا احمر کو جانتا ہوگا--- وہ اب سکون میں تھی دل پر پڑا بوجھ جیسے ہٹ گیا تھا---

اس کے چہرے پر سکون اور آنسوؤں کو تھمتے دیکھ کر احمر کو بھی ڈھارس ملی تھی -----

یہاں آؤ مولانی-----ایک بار پھر سے اپنے پاس بلایا تھا---

احمر نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی-----

پر ایمان نے کہاں سنا تھا وہ تو اور سوچوں میں گم تھی -----

ایمان -------!!!! اب کی بار لہجہ میں حد درجہ سختی در آئ تھی -----

جج جی -----

اس کی پکار پر ایمان نے گھنی پلکوں کی جھالر اُٹھائے اسے دیکھا-----

سنہری آنکھوں میں سرخ دوڑے اس کی دلکشی میں اضافہ کر گئے تھے ---- دوپٹہ کندھے پر پڑا لٹک رہا تھا ---- کھلے بال پشت پر بکھرے تھے اور اس کا نازک سراپا ہولے ہولے لرز رہا تھا------

احمر کا دل کیا لمحے میں اسے خود میں بھینچ لے اور اس کو ساری دنیا سے چھپا کر کہیں دور لے جائے جہاں وہ اوراس کی مولانی ہو اور کوئی زی روح نا ہو----

میرے پاس آؤ---- اس کی نظروں میں اپنی کالی سرد آنکھیں گاڑھے آہستہ آواز میں بولا-----

ایمان ناچار چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی------

اور پاس آؤ---- وہ گھمبیر آواز میں بولا تھا-----

ایمان تھوڑا اور پاس آئ تو احمر نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی جانب کھینچا تھا کہ اس اچانک ہوئی کاروائی پر ایمان لہرا کر اس کے سینے پر آگری ---اتنی ہی تیزی سے احمر نے اس کی کمر کے گرد اپنا حصار باندھ کر سینے میں بھینچا تھا-----

جبکہ ایمان ہونق بنی اس کی قید میں پڑی تھی -----

سائیں تمہیں کچھ بھی سوچنے کی ضرورت نہیں ---- بس میرا اور اپنا سوچو---- اور کوئی فضول سوچ دماغ میں مت بساؤ---- میں اپنی جان کو کبھی بھی خود سے الگ نہیں کر سکتا اور نا ہی اس کی فیملی سے ------

احمر نے پیار سے کہتے اس کا دوپٹہ الگ کرتے سائیڈ پر رکھا اور اس کے سلکی بالوں پر لب رکھے تھے -----جبکہ ایمان اس کے دل کے مقام پر سر ٹکائے اس کی دھڑکن کو سنتی آنکھیں موندے ہوئے تھی ----

بولو گی نہیں ؟ اس کو خاموش پا کر احمر نے ٹھوڑی اس کے سر پر ٹکائ ساتھ ہی انگلیوں کے پوروں سے اس کے بال سہلانے لگا-----

نہیں ------

کیوں؟؟؟؟

کیونکہ میں ناراض ہوں ----ایمان نے ناک چڑھائ------

اچھا اور میری بلی ناراض کیوں ہے ؟؟؟

کیونکہ تم نے ابھی بھی آدھی سچائی بتائ---- وہ سر اس کے سینے سے ہٹا کر چہرہ اٹھائے بولی-----

باقی کی سچائی بھی بہت جلد بتا دوں گا کالی بلی ----- احمر اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا اور سر واپس سے اپنے سینے پر رکھا-----

تم بہت برے ہو ----- ایمان اس کی شرٹ کے کھلے بٹنوں سے چھلکتے سینے پر چٹکی کاٹتی بولی-----

جانتا ہوں ----- احمر سکون سے آنکھیں بند کیے بولا----

میں گھر کب جاؤں گی ---؟؟؟

بہت جلد ---وہ فقط اتنا ہی بول پایا------

چھوڑو------

ابھی نہیں کچھ دیر سکون لینے دو مجھے ------- احمر خمار زدہ آوز میں بول کر اس کے بالوں میں چہرہ چھپا گیا جبکہ ایمان کی دھڑکنیں منتشر ہوئیں تھیں -----

میں ابھی ناراض ہوں؟؟؟؟ ایمان نے جیسے جتایا تھا کہ ابھی وہ دور رہے ----

میں منا لوں گا------- وہ اس کی گردن سے بال ہٹا کر لب رکھتے بولا---- اس کی گرم سانسیں اور لمس سے ایمان کو گردن سلگتی ہوئی محسوس ہوئی-----

منایا تو نہیں نا---!!!!

ابھی وہی کام کررہا لائف لائن------ احمر نے گمبھیر آواز میں کہا کہ ایمان کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا-----

مم مجھے نیند آئی ہے ----- وہ بچنے کا بہانہ بناتی ممنائی-----

احمر نے سر اٹھا کر سرخ آنکھوں میں خمار کر ڈورے لیے اس کے سرخ اناری ہوتے چہرے کو دیکھا جو اس کی اتنی سی قربت پر ہزاروں رنگوں میں نہا گیا تھا-----

احمر کی نظر اس کے لرزتے بھرے بھرے گلابی لبوں پر گئی وہ وقت ضائع کیے بغیر ان پر جھکا----اس کے انداز میں اتنی شدت تھی کہ ایمان نے بے ساختہ اس کی شرٹ مٹھی میں جکڑی تھی-----

وہ اس پر جھکا اس کے لبوں کو قید میں لیے اس کی سانسیں پی رہا تھا--- جبکہ ایمان سانس نا لینے پر نڈھال ہو چکی تھی ----

اس نے اس کی شرٹ کو پکڑ کر جھٹکا دیا تھا پر احمر کے انداز میں اتنی ہی سختی در آئی--جب ایمان بے ہوش نے کے در پر تھی تو وہ پیچھے ہٹا ---ایمان اپنے دل پر ہاتھ رکھے سانسیں ہموار کر رہی تھی اسے اپنی سانسوں سے احمر کی سانسوں کی مہک آرہی تھی اور احمر کی خشمگین نگاہیں اس پر جمی تھیں ----

اب تم سو سکتی ہو ----وہ اسے لیے واپس اسی پوزیشن میں آگیا اور اس کا سر اپنے دل کے مقام پر رکھ دیا --- کہ یکدم ایمان نے گھبرا کر احمر کو دیکھا-----

تمہیں دیکھ کر یہ دل آؤٹ آف کنٹرول ہو جاتا ہے صرف تمہیں دیکھ کر اس کی دوڑیں لگ جاتی ہیں ----- احمر نے مسکرا کر بتایا تو وہ گھبرا کر واپس سے لیٹ گئی-----

احمر کا ایک ہاتھ اس کی کمر میں اور دوسرے سے اس کے بالوں کو رہا تھا ------

کچھ ہی دیر بعد ایمان کی بھاری سانسوں کی آواز آنے لگی ---- اسے سکون کی ضرورت تھی اور کچھ دوائیوں کا اثر تھا کہ وہ اس کے سینے سے لگی سو چکی تھی -----

دونوں کو ایک دوست کی قربت میں سکون مل رہا تھا ---احمر نے ایمان کے سارے وہم دور کر دیے تھے ----- اور کچھ یہ بھی تسلی ہوئی تھی کہ شیر دل احمر ہے تو وہ پرسکون ہو کر سو گئی تھی ------

اس کا نازک سراپا احمر کے جزبات بھڑکا گیا تھا ایک طوفان برپا ہو چکا تھا پر ابھی وہ اس کی نازک جان پر اپنی شدتیں نہیں لٹا سکتا تھا کہ وہ ڈرتا تھا کہ ایمان اس کی شدتیں برداشت نہیں کر پائے گی----

اس کے سونے کا خیال کر کے وہ احتیاط سے اس کا سر تکیے پر رکھے اس پر جھکا تھا اور اس کی پیشانی پر مہر ثبت کیے وہ اپنے آپ سے گھبرا کر اٹھا کہ مزید ٹھہرا تو وہ خود کو روک نہیں پائے گا جزبات پر بند باندھنا مشکل ہو جائے گا احمر اس پر بلینکٹ درست کرتا کمرے سے نکلتا چلا گیا ----

حسان اور ماہم اختر کی بتائی گئی لوکیشن پر پہنچ کر انجلینا کو وہاں سے ٹارچر سیل لے جا چکے تھے اور اختر کو اس کی فیملی کے ساتھ وہاں سے روپوش کر دیا تھا-----

انجلینا کو کسی بھی قسم کی حرکت کرنے کا موقع نہیں ملا تھا اس سے پہلے وہ جھٹپٹائے ماہم اس کا منہ بند کر چکی تھی ----

وہ دونوں بڑی صفائی سے اپنا کام کر کے اب احمر کے پاس اس کے سیکریٹ ہاؤس میں ہی آگئے تھے ---

اور اب وہ دونوں بیٹھے لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہے تھے جبکہ حسان کی گہری نظریں اس کے چہرے کا طواف کر رہیں تھیں ----

کیا ہے تمہیں ----!!! کب سے اپنی اپر حسان کی نظروں پر ماہم جھنجھلا کر بول اٹھی ----

پیار ------ بڑے سادہ سے انداز میں جواب آیا تھا---

وٹ---!!!.

یس --- اس میں حیران ہونے والی کیا بات ہے ----

تم اپنی آنکھیں ادھر کرو -------

کیوں -----؟؟؟ حسان نے اچھنبے سے پوچھا-----

کیونکہ تم مجھے دیکھ رہے ہو ----

ہاں تو کون سا غلط کر رہا -----

تم مجھے کام نہیں کرنے دے رہے ----ماہم سختی سے بولی----

اچھا تم بھی مجھے دیکھ لو حساب برابر---- حسان نے کہہ کر کندھے اچکائے----

اسی لمحے احمر سیڑھیوں سے اتر کر ان کے پاس آیا----

ایمان کیسی ہے ؟؟؟ دونوں نے یک زبان پوچھا ----

ٹھیک ہے ----- میں کچھ دیر ریسٹ کرنے جا رہا تم دونوں کھانا بناؤ--- احمر ان کو حکم دیتا کمرے میں بند ہو گیا ----

وٹ ------ ہم بنائیں گے کھانا ------!!!!! حسان صدمے سے بولا----

نوٹنکی نہیں چلے گی چلو آؤ میرے ساتھ ----- ماہم آنکھیں پٹپٹا کر اسے بازو سے کھینچ کر کیچن کی جانب بڑھی تھی ----- جبکہ حسان احمر کو سلواتیں سناتا رہ گیا -----

کیا کر رہے ہو حسان-----

ماہم فریزر سے گوشت نکال کر دھو رہی تھی جبکہ حسان پھلوں کی ٹوکری اپنی جانب سرکائے سکون سے سیب کی کاشیں کرتا کھا رہا تھا-----

نظر نہیں آ رہا کیا----

وہ تو آرہا تم میری مدد کرنے کی بجائے یہاں کھڑے ہو -----

ہاں تو یہ کام تم عورتوں کے کرنے والے ہیں ----- حسان منہ میں سیب کا ٹکڑا ڈالے بولا----

اور تم لوگوں کے کیا کام ہیں بتانا زرا---- وہ میٹ اب برتن میں ڈال کر دھیمی آنچ پر رکھ چکی تھی ----

افکورس تم لیڈیز کے ہاتھ کے بنے مزے مزے کھانے کھانا----

اووووو کافی بڑا کام نہیں تم لوگوں کا----ماہم نے گھورا---

ہاں ہے تو بڑا کیا کریں اب، ویسے اگر میرے بس میں ہو تو میں کھانا بھی اپنی بیگم کے ہاتھ سے کھاؤں---

اپنے ہاتھوں کو کرائے پر دینا ہے کیا؟؟؟؟

نہیں ان سے تو میں اپنی وائف کو پیار کروں گا----

تبھی تو ابھی تک ملی نہیں ------ ماہم پیاز کاٹتی روانی سے بول گئی-----

میری بیگم ہے شاید تم بھول رہی ہو ------- حسان نے یاد دلایا----

نہیں مجھے نہیں یاد ----- ماہم یکدم سٹپٹائی تھی----

میں یاد کروا دوں ----!! وہ سلیپ سے کمر ٹکائے اس پر نظریں گاڑھے بولا جو بلیو جینز پر سرخ رنگ کی شرٹ پہنے بالوں کا جوڑا بنائے جس میں سے کئی لٹیں اس کے سرخ و سفید چہرے پر لٹک رہیں تھیں چھوٹے چھوٹے گلابی لب آپس میں پیوست کیے معصوم سا چہرہ کسی بھی میک سے پاک تھا گلے میں پڑی گولڈ کی خوبصورت چین اس کی صراحی دار گردن سے لپٹی تھی --- دوپٹہ مفلر سٹائل میں گلے میں ڈالے وہ تیز تیز ہاتھ چلاتی سلیقے سے پیاز اور ٹماٹر کاٹ چکی تھی -------

حسان کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا اس نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ یہ آفت کی پڑیا اس قدر جان سے بھی عزیز ہو جائے گی ---- اس کا دل کیا اس موم کی گڑیا کو دیکھتا جائے----- بے ساختہ قدم اس کی اوڑھ بڑھائے تھے ---

نہیں ------ پتا ہے مجھے ------- ماہم کڑاہی میں آئل ڈالتی بولی-----

تو بتاؤ پھر کون ہے میری بیگم ----- وہ اس کے پاس بہت پاس پہنچ کر اس کے پہلو سے ہاتھ گزار کر اس کے پیٹ پر باندھ کر ٹھوڑی اس کے کندھے پر ٹکا چکا تھا-----

اس کے اتنا نزدیک آنے پر ماہم بوکھلائ-----

حسان کیا کر رہے ہو دور ہٹو ----- اپنی حالت سے گھبرا کر وہ حسان کو جھڑک گئی-----

پہلے بتاؤ کون ہے میری بیگم -----وہ بھی شاید اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا تبھی زد پر اڑا تھا---

ماہم کو اس کی قربت سے عجیب سا احساس ہو رہا تھا کچھ انوکھا سا کہ اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا -----وہ اسے دور ہٹانا چاہتی تھی ---

حسان میں تمہیں فرائ کر دوں گی ----

ماہم اس کے ہاتھ پر دھپ رسید کرتی اسے ہٹا رہی تھی-----

جو حکم بے بی ، ہم دونوں فرائ ہو جائیں گے ایک ساتھ ----یو نو----- حسان چہرے پر سنجیدگی سجائے آنکھوں میں شرارت لیے گویا ہوا----

اس کی بات کا پس منظر سمجھ کر ماہم کے گال دہک اٹھے اور کانوں سے جیسے دھواں نکلتا محسوس ہوا-----

حسان نکل جاؤ ورنہ میں احمر کو بتا کر تمہیں یہاں سے باہر پھینکا دوں گی -----وہ خفت مٹانے کو اس کو دھکا دیتی بولی -------

چھوڑو سب چلو آؤ دوستی کرتے ہیں -----حسان دو قدم کا فاصلہ مٹاتا اس کی جانب بڑھا----

مجھے کوئی نہیں کرنی تم جن سے دوستی ----- وہ اس کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر پیچھے کو قدم اٹھاتی ناک چڑھا کر بولی------

سوچ لو ابھی تم خود کہو گی حسان ہم دوستی کر لیتے ہیں-----وہ چیلنج کرتے انداز میں گویا ہوا---- اور اس کے دھکا دینے پر وہ جو خود کو ڈھیلا چھوڑے کھڑا تھا لڑکھڑا کر دور ہوا پر اتنی ہی تیزی سے وہ اس تک پہنچ چکا تھا---

تم مجھے کھانا بنانے دو ----

بلکل نہیں ----حسان نے دونوں ہاتھ اس کے اردگرد ٹکائے تھے -----

دوستی کر لو----- فائدے میں رہو گی -----

نوووووو ہٹو سامنے سے وہ اس کا چہرہ اپنے چہرے کے پاس دیکھ کر اپنے دل کی حالت کو چھپاتی اونچی آواز میں بولی-----

ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی----- حسان نے کہتے ہی ایک ہاتھ اس کے کمر میں ڈال کر اپنے سینے سے لگایا اور زور سے خود میں بھینچا-----

ماہم ------ اس کی آواز بھاری ہونے لگی تھی------

جانتی ہو کون ہے میری بیوی؟؟؟ پھر سے سوال دوہرایا------

جبکہ ماہم آنکھیں میچے خاموش کھڑی تھی --- کچھ دنوں سے وہ عجیب و غریب حرکتیں کر رہا تھا-----

وہ اس کے کان کی جانب جھکا اور سرگوشی میں کہا----

تم-------- ساتھی اس کی کان کی لو کو لبوں میں دبایا----- کہ ماہم اس کی جسارت پر سرخ پڑ چکی تھی ----

اب اگر دوستی نہیں کرنی تو کچھ بیوی کے فرائض انجام دو ---- حسان مسکراہٹ دباتا اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا----

نہیں دوستی کر لیتے----- وہ فوراً سے بول اٹھی -----

اب نہیں ----اب میں چاہتا تم بیوی ہونے کا فرض ادا کرو----

کر تو رہی ہوں -------وہ بے حال ہوتی دھڑکنوں سے بولی----

اچھا مثلاً-----؟؟؟؟

کھانا بنا رہی ------ ماہم نے جیسے اس کی معلومات میں اضافہ کیا تھا---

پر مجھے کچھ اور چاہیے -----؟؟؟

کیا------

دونوں ہنوز ایک دوسرے کے قریب کھڑے ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانک رہے تھے------

میٹھا--------- وہ اس کے لبوں کو فوکس کیے بولا

بنا دوں گی -------

مجھے ابھی کھانا ہے ------ کہتے ہی حسان اس کے لبوں پر جھکا تھا-----

جبکہ ماہم کی آنکھیں پھیل گئی تھی اس کی اس حرکت پر ---- جبھی سخت مزاحمت کرتی اسے دور ہٹانے لگی

پر حسان اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر لے جا کر باندھ چکا تھا---

ماہم کو دم گھٹتا محسوس ہوا تھا حسان مسمانی کرتا دور ہوا----

ماہم کے گلابی لب آب لال گلاب کی مانند ہو چکے تھے ----اور وہ سانسیں ترتیب میں لانے کی کوشش کر رہی تھی ----

حسان نے مخمور نگاہوں سے اس کے بھیگے لبوں کو انگوٹھے سے چھوا -----

میٹھا بہت زبردست تھا اب تو روز کھانا ہے مجھے ------ وہ بہکی آواز میں بول کر اس کے گال پر لب رکھ گیا ------

جبکہ ماہم تو اس کی حرکتوں پر بے ہوش ہونے کر در پر تھی ----

وہ مجسمہ بنی ویسی ہی کھڑی تھی ----

تم فریش ہو جاؤ میں کھانا لینے جا رہا پھر کچھ دیر تک ہمیں جانا ہے---

وہ اس کا گال تھپک کر وہاں سے نکل گیا----

جانتا تھا کہ ماہم کیا سوچ رہی ہے پر اب اسے رشتے کا احساس دلانا تھا کہ کبھی کبھی تو واقعی بھول جاتی تھی کہ حسان اب اس کا شوہر ہے -----

خیر اب وہ کبھی نہیں بھولے گی یہی سوچ کر حسان خفیف سا مسکرا دیا تھا-----

-----------------------

ہیلو جازبی گھر آجا-----

رہنے دے تو تمہاری وہ کزن فضول میں ہائپر ہو جائے گی -----

سپیکر سے جازب کی آواز گونجی-----

دیکھ جازبی چپ چاپ آجا گھر ----- تیری بھابھی کی طبیعت ٹھیک نہیں اس لیے زیادہ گھر ہی رہتا ہوں

-----

اوکے رکھ آتا ہوں------ جازب نے کہا اور گاڑی اس کے گھر کی جانب موڑ دی -------

ٹھیک دس منٹ بعد وہ دونوں دوست اپنے سامنے تھے ----- کچھ ہی دنوں میں جازب اس گھر میں اپنا ایک مقام بنا چکا تھا ---- سب اس سے بہت پیار کرتے تھے ----- اس دن جب وہ آیا تھا تو سب سے فرینڈلی بات کی تھی ----

سب اس کو اس کی نیچر کافی اچھی لگی تھی -----

ابھی بھی وہ آپس میں کسی فائل پر بات کر رہے تھے جب جنید کو ضروری کال آئ تو وہ ایکسکیوز کرتا وہاں سے اٹھ کر باہر کی جانب بڑھ گیا ----

جبکہ جازب اکیلا بیٹھا ایک ٹانگ جھلاتا جنید کا انتظار کر رہا تھا----

جنید کو جازب سے کچھ ضروری فائل ڈسکس کرنا تھیں اس لیے وہ دونوں یہاں بیٹھے تھے ----- جازب کو خاصا تجربہ تھا کہ باہر کے ملک میں وہی سب سنبھالے ہوئے تھا اور جنید ابھی اپنے باپ کا بزنس سنبھالنے کے لیے آفس جانا شروع کیا تھا ------

تم یہاں کیا کر رہے ہو -------؟؟؟؟؟

باہر سے آتی رمشا غرا کر بولی------

جبکہ جازب نے نظریں گھمائیں -------

تمہارے بھائی کو کام تھا مجھ سے ---- جازب اس کو بنا دیکھے بول کر یہاں وہاں دیکھنے لگا-----

ہمم ---- ویسے تم ہمارے گھر مت آیا کرو -----

تم سے پوچھ کر تو آنے سے رہا---- جازب کو سخت غصہ آیا تھا اس لڑکی کے یوں کہنے پر-----

افکورس یہ میرا گھر ہے یہاں تم مجھے ٹارچر نہیں کر سکتے-----

کیا پاگل تو نہیں ہو گئ ہو---- جاؤ جا کر میرے لیے کافی بنا کر لاؤ-----

جازب نے اس کی بے تکی بات پر گھوری سے نوازا ساتھ ہی کافی لانے کا کہا------

جبکہ رمشا کا تو پارہ ہائی ہوا جو اسے آرڈر دے رہا تھا-----

کیا کہا تم نے ----- وہ تیکھے چتونوں سے ہاتھ کمر پر رکھے بولی----

کافی لے کر آؤ میرے لیے لڑکی -------- جازب فون کی سکرین پر ٹچ کرتا پھر سے بولا------

میں تمہاری نوکر نہیں ہوں ڈائینو-----

نوکر نہیں ہو تو اب پھر تم ہی میری نوکر بنو گی جلتا پھرتا بالر-----

تم خواب دیکھو بس ----- رمشا بال جھٹک کر بولی----

اور میں ان خوابوں کو حقیقت کر کے دیکھاؤ گا-----

جاؤ جاؤ بہت دیکھے تمہارے جیسے------رمشا نخوت سے بولی----

پر مجھے تم بار بار دیکھو گی اپنے مالک کے روپ میں ----سوچو جب تم جھاڑوں لگاؤ گی میرے حکم پر چائے بنا کر لاؤ گی میرا کمرا صاف کرو گی میرے کپڑے دھو گی سچ میں میری نوکر ہی تو لگو گی -----

جاذب مسکراتا ہوا صوفے کے بازو پر ہاتھ پھیلا کر اس کا تپا چہرہ دیکھ کر محضوظ ہو رہا تھا----

نکلو ہمارے گھر سے ------رمشا پھٹ پڑی تھی ------

یہ کس طرح بات کر رہی ہو تم رمشا ----- اسی لمحے ساجدہ بیگم کی کرخت آواز ان کی سماعتوں میں گونجی تھی -------

ک ک کس طرح مام------ رمشا گڑبڑائی------

یہ کیا طریقہ ہے مہمانوں سے بات کرنے کا زرا تمیز نہیں ہے اسے جانے کا کہہ رہی ہو جبکہ بچا کام سے آیا ہے جنید نے بلایا ہے اور تم ہو کہ اسے نکال رہی سوری بولو----

پر مام اس نے مجھے کافی لانے کا کہہ ہے-----

ہاں تو کون سا غلط کہا اس میں لڑائی کرنے والی کیا بات ہے ----- چلو سوری کرو اور کافی لاؤ------

جبکہ اسکی کلاس پر جازب دلفریب انداز میں مسکرایا اور رمشا کو اس کی مسکراہٹ زہر لگ رہی تھی ---

سنا نہیں -------رمشا کی ماں پھر سے بولی----

سوری --------- رمشا چبا چبا کر بولی جیسے دانتوں میں جازب ہو ------

اٹس اوکے ----- جازب نے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا تھا -----

جاؤ کافی لے آؤ اب -------- اس کی ماں آنکھیں دیکھاتی بولی ----

جبکہ شہلا پیر پٹخ کر وہاں سے چلی گئی----

سوری بچے نادان ہے اس کی طرف سے میں معافی مانگتی ہوں ----

ارے نہیں آنٹی مجھے زرا بھی برا نہیں لگا میں جانتا وہ غصے میں تھی آپ پلیز مجھے شرمندہ نہیں کریں ------

جازب فوراً سے بولا----

جیتے رہو بیٹا بہت اچھے ہو تم ---- اور رمشا کی باتوں کا برا مت منانا جھلی ہے غصے کی تیز ہے اس لیے پتا نہیں کیا کچھ بول جاتی ---

جی میں جانتا ہوں آنٹی آپ بے فکر رہیں -----

یہ جنید کہاں گیا -----

جی وہ ضروری کال سننے گیا ہے ----

اچھا ---اور بیٹا گھر میں آپ کے سب کیسے ہیں ---- آپ کے والد کی طبیعت کیسی ہے -----

جی اللہ کا شکر ہے اب بہتر ہیں باقی سب بھی ٹھیک ہیں ----- تبھی ملازمہ کافی لے آئی ----

جازب نے مسکرا کر کچن کی جانب دیکھا جہاں رمشا اس کو گھور رہی تھی چہرہ سرخ تھا جازب فتح مندی سے مسکرایا اور کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا جیسے رمشا کو دیکھایا ہو -----

رمشا صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گئی جبکہ جازب اب اس کی ماں سے ہلکی پھلکی باتیں کرتا ساتھ جنید کا انتظار کر رہا تھا کہ دو منٹوں بعد وہ بھی آگیا اور دونوں پھر سے فائل پر جھک کر کام کرنے لگے -----

---------------

زوہیب دیر رات تک آفس میں رہا ----- رات کے دس بجے وہ تھکا ہارا سا آفس سے لوٹا تھا ---- کل رات شہلا کو اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ شکر کا سانس لیتا وہاں سے گیسٹ روم آگیا تھا اور صبح اس کے اٹھنے سے پہلے ہی فریش ہوکر بنا ناشتہ کیے آفس جا چکا تھا ------

کوٹ بازو پر ڈالے شرٹ کے اپر کے بٹن کھولے کف کہنیوں تک فولڈ کیے چہرے پر تھکن کے واضح آثار لیے وہ اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا -----

پر نظر سامنے ٹھہر گئی جہاں وہ بیڈ پر بیٹھی بڑی حسرت سے ہاتھ میں پکڑے سیگریٹ کو دیکھ رہی تھی ----- یہ سیگریٹ شہلا کو بیڈ کے سائیڈ ڈرائر سے ملا تھا ----اور دیکھتے ہی آنکھیں چمکیں -----

وہ جو زوہیب کی باتوں کو سوچتی خود سے وعدہ کر چکی تھی کہ اب کبھی اس کو ہاتھ نہیں لگائے گی پر جیسے ہی اس نے کھولا تو اندر سے پورا پیکٹ نکلا تھا اور اب وہ دیکھ کر سوچ رہی تھی کہ پیے یا نا----

ابھی فیصلہ کرتی کہ نظر دروازے میں کھڑے رف سے حلیے میں زوہیب پر گئی جو اس حالت میں بھی دل دھڑکا گیا تھا پر اس کے چہرے پر چٹانوں کیسی سختی چھائی تھی ------ اور آنکھیں لمحہ بالمحہ سرخ ہو رہی تھیں ------

شہلا اس کو یوں دیکھ کر سگریٹ نیچے پھینکتی ڈر کر کھڑی ہوئی-----

بلیک شلوار قمیض میں دوپٹے کے بغیر تراشیدہ بال شانوں پر بکھرے تھے ----- اور چہرہ اس کو دیکھ کر زردی مائل ہو گیا تھا ------

زوہیب ہاتھ کی مٹھی بھینچے آگے آیا اور کوٹ بیڈ پر پھینک کر اس کو نظر انداز کرتا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر ریسٹ واچ اتارنے لگا-----

وہ انتظار کر رہا تھا کہ وہاں کھڑا وجود بنا کسی چوں چراں کے کمرے سے نکل جائے گا اس کا دماغ شہلا کے ہاتھ میں سیگریٹ دیکھ کر ہی بھنا اٹھا تھا کہ دل کیا اس کی گردن دبا کر قصہ تمام کر ڈالے --- اپر سے تمام حشر سامانیوں کے ساتھ کھڑی تھی کہ اسے خود کی بھی پرواہ تک نہیں تھی دوپٹہ اسے دیکھنے پر بھی پورے کمرے میں کہیں نظر نہیں آیا تھا اور زوہیب کا یہ سوچ کر مزید غصہ بڑھا کہ وہ اسی طرح گھر میں پھرتی رہی

ہو گی ملازموں کے سامنے گئی ہوگی ایک پل کو تو آئینے میں اس کے سراپے کو دیکھ کر اس کے دل نے بیٹ مس کی پر پھر غصہ عود آیا-----دفعتاً کمرے میں اس کی بھاری آواز گونجی------

آؤٹ-----

وہ رخ موڑے بڑی تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا تھا----

پر شہلا اپنے جگہ سے ایک انچ نہیں ہلی تھی اور یہی چیز زوہیب کا پارہ ہائی کر گئی---

تم گئی نہیں ڈیم اٹ----!!اب کی بار وہ دھاڑا تھا---جو اس کے سامنے کھڑی اس کے ضبط کا امتحان لے رہی تھی بڑی مشکل سے وہ سرکش جزبوں کو منہ زور ہونے سے روک رہا تھا کیونکہ سامنے کھڑی اس کی باغی بیوی اپنے حلیے سے بے پرواہ اس کے جزبات بھڑکا گئی تھی ---

میں کہیں نہیں جاؤں گی----وہ ڈرتے ہوئے ہٹ دھرمی سے گویا ہوئ ---

شہلا فلحال میرے کمرے سے اپنی شکل گم کرو ورنہ تمہارا حشر بگاڑ دوں گا---- وہ طیش کے عالم میں دھاڑا تھا اس کا چہرہ غصہ ضبط کرنے میں سرخ ہو گیا تھا---

زوہیب میں نے سگریٹ نہیں -----آہہہہ------

ابھی وہ بات مکمل کرتی اس سے پہلے ہی آندھی طوفان بنا زوہیب اس کے بال بے دردی سے مٹھی میں جکڑ چکا تھا کہ درد سے شہلا کراہ اٹھی-------

------------------------------

جب میں نے کہا ہے کہ دفع ہو جاؤ تو کیوں ڈھیٹوں کی طرح کھڑی ہو۔۔۔۔۔میری ایک بار کہی ہوئی بات کیوں نہیں سنتی تم ۔۔۔۔ سلی گرل ۔۔۔۔!!!!

وہ اس کے بال بے دردی سے مٹھی میں دبوچے اس کے چہرے پر پھنکار رہا تھا کہ زوہیب کی غصے بھری گرم سانسیں اس کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں ۔۔۔۔۔

زوہیب مجھے تکلیف ہو رہی ہے ۔۔۔۔ شہلا اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی بمشکل بولی۔۔۔۔

اچھا تو وہ ہے نا سگریٹ پیو ۔۔۔۔۔ کم کرو اپنا درد ۔۔۔۔۔ یہی تو کرنے والی تھی تم۔۔۔۔ ویسے کتنی بہادر ہو نا تم ۔۔۔اور بے شرمی کی تو حد ختم کر دی ہے ۔۔۔۔ جاؤ پیو ۔۔۔۔ کھل کر پیو ۔۔۔۔ میرے روکنے کے باوجود تم پینے لگی تھی ۔۔۔۔۔

زوہیب میں نے پی تو نہیں نا۔۔۔۔۔

اور اس کی یہ بات اس کا دماغ ہی تو گھما گئی تھی ۔۔۔۔

وٹ دا ہیل از دس ۔۔۔۔۔۔

تم نے اسے چھوا ہی کیوں ۔۔۔۔۔۔!!!

کیا میں نے تمہیں واضح نہیں بتایا تھا ---

بولو----!!

جواب دو ----- !!!

اپر سے کہہ رہی ہو کہ پیا تو نہیں نا ----- مطلب میں نا آتا تم تو پی چکی ہوتی ---- ؟؟!

زوہیب نے اس کو زور سے صوفے کی طرف دھکا دیا تھا کہ وہ اوندھے منہ صوفے پر جا گری -----

کس مٹی کی بنی ہو تم ---- زرا احساس نہیں ---- کم از کم آپ اپنا اچھا برا تو سمجھو سوچو کچھ ----

وہ انتہائی غصے سے بول رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کو اپنی زندگی سے نکال باہر پھینکے------

وہ غصہ ضبط کرنے کی آخری حدوں کو چھو رہا تھا---

جبکہ شہلا صوفے پر پڑی اب کانپ رہی تھی وہ فوراً سے سیدھی ہوئی تھی ----

زوہیب میں ----- اس کی بات بیچ میں ہی رہ گئی کہ زوہیب اتنی ہی تیزی سے اس کی بات کاٹ گیا ----

جاؤ------ وہ بھاری آواز میں بولا تھا ---

وہ اس کو کہتا ڈریسنگ روم سے اپنی ٹراؤزر لے کر واشروم بند ہو گیا ---

جبکہ شہلا اب روتی وہیں بیٹھی تھی ----

وہ جو سوچ رہی تھی کہ اب کچھ غلط نہیں ہوگا کبھی بھی زوہیب کو ناراض نہیں کرے گی پر ایک بار پھر وہ زوہیب کی نظروں سے گر چکی تھی -----

وہ شرمندہ سی وہیں بیٹھی ہاتھ مسل کر اپنی کیفیت پرقابو پا رہی تھی ----

کچھ دیر بعد بلیک ٹراؤزر میں شرٹ لیس گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ باہر نکلا تھا تو وہ جو غصہ ٹھنڈا کر کے آیا تھا کہ ایک بار سے شہلا کو دیکھ کر وہ لب بھینچ گیا جو آج اسے زچ کرنے پے تلی ہوئی تھی ----

اب اگر تم دو سیکنڈ میں یہاں سے نہیں گئی تمہاری اس نازک جان کو میرے عتاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا ----

جبکہ شہلا اس کو دیکھ کر اس کی بات کی نفی کرتی اس کی جانب پیش رفت کرتی وہ تیزی سے اٹھی اور بغیر کچھ سوچے سمجھے وہ اس کے سینے سے لپٹ کر شدت سے رونے لگی ----

اس کی حرکت پر زوہیب سانس تک روک گیا ایک لمحے کو وہ حیران ہوا تھا ---- وہ اس کے نازک سراپے کو خود سے لپٹا دیکھ رہا تھا جو اس کی پشت پر ہاتھ باندھ کر اس کے سینے سے لگی آنسوں بہا رہی تھی ---- وہ جو غصہ کرنا چاہتا تھا شہلا کا یہ عمل اس کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھا گیا تھا -----

سوری ----- سو سوری زوہیب----

میں نے نہیں پی سچ میں ----

اور اگر تم نہیں آتے تو شاید میں پی لیتی ---

مجھے نہیں پتا تھا یہاں سگریٹ پڑے ہیں ---- جب نظر آئے تو میں خود سے کیا وعدہ توڑنے لگی تھی پر شکر ہے نہیں توڑا----

مجھے تمہاری ضرورت ہے زوہیب ---- پلیز اس عادت کو ختم کرنے میں میری ہیلپ کرو ---- ڈانٹو غصہ کرو چیخو چلاؤ پر کمرے سے مت نکالو ----مجھے نہیں جانا ---بس تمہارے پاس رہنا ہے ---- اور تمہارا ڈر ہوگا تو سچی میں سگریٹ کو دیکھوں گی بھی نہیں ----- شہلا سوں سوں کرتی بولی----

اس کی آخری بات پر زوہیب کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ----

تو تم مجھ سے ڈرتی ہو ----وہ یوں ہی کھڑا سنجیدہ آواز میں استفسار کرنے لگا----

جج جی ----

ہمم ----اور میری ہیلپ چاہیے--- ؟؟

جی-----

مطلب سگریٹ چھڑوانے میں ---؟؟ پھر سے پوچھا گیا تھا--

جی ----

ٹھیک ہے پھر اب جب جب تمہیں طلب ہوگی بس مجھے بتانا---کہتے ہی زوہیب نے ایک ہاتھ اس کی کمر اور دوسرا سر کے پیچھے لے جاکر اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالے اس کے لبوں پر جھک چکا تھا---

ایک تو پہلے ہی اس کی جزبات بھڑکا گئی تھی اپر سے اپیل بھی کر رہی تھی تو زوہیب بے خودی میں پوری شدت سے اس کے نازک لبوں پر جھکا تھا---وہ بغیر کسی مزاحمت کے اس کے حصار میں کھڑی تھی جبکہ اس کا مزاحمت نا کرنا زوہیب کو مزید شے دے گیا تھا کہ وہ مسرور سا ہوتا پوری شدت سے اس کی سانسوں پر دسترس لے چکا تھا-----

کچھ دیر بعد وہ دور ہوا اور مخمور نگاہوں سے اسے دیکھا جو پھولا تنفس برقرار کر رہی تھی -----

اسے اب سمجھ آئی تھی زوہیب کی بات کی اور وہ کانوں تک سرخ پڑ چکی تھی تو مطلب وہ اس طلب کی بات کر رہا تھا------

میرا کہا مانو گی ----؟؟؟ اس کے سرخ چہرے کو نگاہوں میں رکھے وہ سوال کر رہا تھا----

شہلا نے سر ہلایا----

اپنی دوستوں سے رابطہ ختم کر دو گی ؟

جی ----

سگریٹ؟؟؟

کبھی نہیں پیوں گی ---- وہ نظریں جھکائے بولی----

وہ تو اب میں پینے بھی نہیں دوں گا کہ سگریٹ کی جگہ تمہیں میری سانسیں پینی ہوں گی ---- زوہیب کہہ کر ایک بات پھر سے اس پر جھکا تھا اور یوں ہی اس کو لیے بیڈ کی جانب بڑھا -----

جبکہ شہلا خاموش پر سکون اس کے حصار میں اپنی پوری رضامندی کے ساتھ اپنا آپ اس کو سونپ چکی تھی ایک بار زوہیب نے اپنا حق زبردستی وصول کیا تھا اور آج شہلا اپنی مرضی سے خود کو اپنے شریکِ حیات کے سپرد کر چکی تھی ----

کبھی کبھی جھک جانا بہتر ہوتا ہے وہ بھی تب جب آپ کو پتا ہو کہ آپ غلطی پر ہیں اور سامنے والا آپ کی اصلاح چاہتا ہے تو بغیر انا کا مسئلہ بنائے غلطی تسلیم کر کے سامنے والے سے معافی مانگ لینے میں کوئی قباحت نہیں ----

آج شہلا نے اپنی غلطی پر معافی مانگنے کے ساتھ اسے سدھارنے کا بھی عہد کیا تھا --- اس نے انا کا پہاڑ کھڑا نہیں کیا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ زوہیب صحیح ہے اور وہ غلط -----

اور آج زوہیب کو اس پر جتنا غصہ آیا تھا اس سے بڑھ کر وہ اپنا پیار اس پر نچھاور کر رہا تھا اور اپنے پیار میں بھیگو رہا تھا-----

بہت مشکلوں کے بعد دونوں میں کچھ ٹھیک ہوا تھا اور اس میں زوہیب کا بڑا کردار تھا کہ وہ شہلا کو اچھے برے سے واقف کروانے میں کامیاب ہو گیا تھا ---

---------------------------

برھان کا سارا دن بہت مصروف گزرا تھا پر جس مقصد کے تحت آیا تھا وہ اچھے سے ہو گیا تھا کہ اس کی میٹنگ بہت اچھی گزری تھی اور کل صبح ان کی واپسی کی فلائٹ تھی ---

وہ جیسے ہی آیا سامنے ہی اوپن سٹائل نئے طرز کے بنے کچن میں زرش کھڑی کچھ پکا رہی تھی ----

جب سے وہ آئی تھی برھان کی لو دیتی نظریں خود پر محسوس کر کے نظریں چرائے چھپنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی کہ برھان کی کالی چمک دار آنکھوں میں الگ ہی جنون تھا ---وہ لحظہ بھر کو اسے دیکھتا اور پھر لیپ ٹاپ پر مگن ہو جاتا --- اس کے دیکھنے کے انداز سے ہی زرش کپکپا اٹھتی کہ وہ مخمور سا بنا پلک جھپکائے اس کو یک ٹک دیکھتا اس کی نظروں کی تپش سے زرش کو اپنے گال دہکتے ہوئے محسوس ہوتے اور نتیجتاً وہ وہاں سے اٹھ کر سیٹنگ ایریا آجاتی پر وہاں بھی برھان اس کے پیچھے آجاتا --- جبکہ زرش خود کو اس کی موجودگی سے لاپرواہ ظاہر کرنے کے لیے فون لے کر بیٹھ جاتی ----

ابھی وہ وائٹ کیپری پر لائٹ پرپل کلر کی گھٹنوں تک آتی شرٹ پہنے دوپٹہ دائیں کندھے پر ڈال نکھری نکھری سی چمچ ہلاتی اس کی موجودگی سے یکسر انجان تھی ----

کیا ہو رہا ہے -----

وہ گھمبیر آواز میں بول کر کوٹ اور لیپ ٹاپ والا بیگ میز پر رکھے اس کی جانب آیا---

مجھے بھوک لگی تو میں کھانا بنا رہی تھی -----

زرش اس کی نظروں سے گھبراتی بولی ----

پانی پلاؤ---- وہ اس کے پاس آکر اسکے بالوں کو لبوں سے چھو کر کچھ قدم دور ہوتا بولا---

زرش نے فوراً گلاس میں اپنی انڈیل کر اس کے سامنے کیا---

برھان نے اس کے ہاتھ سے گلاس لبوں سے لگایا اور اس کا گھبرایا روپ دیکھا----

رہنے دو ---- میں فریش ہوکر آتا پھر باہر جائیں گے ----چلو گی ؟؟؟؟ ساتھ ہی اس کی رائے جانی ----

جی ----زرش خوشی سے چہک اٹھی کہ اس کا واقعی دل تھا باہر جانے کو----

تو چلو آؤ-----

کہاں؟؟؟

میرا ڈریس نکال دو ---- برھان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اپنے ساتھ کھینچتا کمرے میں لایا---- اور اسی طرح ڈریسنگ روم میں بڑھا----

زرش اپنے لبوں کو تر کرتی ہمت کر کے کبرڈ سے اس کے لیے سفید شرٹ اور بلیک جینز نکالی---

شکریہ مائی لیڈی---- برھان اس کی گال پر لب رکھتا واشروم بند ہو گیا جبکہ وہ پہلے تو سٹپٹائی اور پھر ہلکا سا مسکرا دی ---- اور پھر اپنا وائٹ کلر کا حجاب نکال کر وہ پہنا تب تک برھان بھی فریش ہو کر آگیا اور وہ دونوں مسکراتے ایک دوسرے کے سنگ، برھان زرش کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے گاڑی میں بیٹھے تھے

------

---------------------------

حسان ماہم کو لیے وہاں سے درانی مینشن چھوڑ گیا تھا جبکہ احمر اپنی مولانی کے اٹھتے کی اپنے ہاتھ سے کھانا کھلا کر خیال رکھنے کی تاکید کرتا شیر کے روپ میں وہاں سے نکلا تھا ----

اس وقت وہ دونوں بوس کے سامنے بیٹھے تھے ---

تم دونوں غدار ہو -----

ثبوت؟؟؟ شیر دل سخت آواز میں بولا تھا----

اور کیا ثبوت دوں جب سے تم لوگ میرے ساتھ شامل ہوئے ہو میرا نقصان ہی تو ہو رہا ہے -----

بڑی جلدی نہیں تمہیں پتا چلا---- شانی طنزیہ بولا----

خیر اب کیا کرو گے جب چڑیا چگ گئ کھیت ---- یہ فقرہ شیر نے بولا---

میں تم دونوں کا چھوڑوں گا نہیں ---- بوس تلملا اٹھا ---- اور اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا انہوں نے فوراً سے ان پر گن تان دیں-----

تمہیں یقین ہے کہ یہ کام ہم نے کیا ہے جبکہ ہم نے تو تمہاری مدد کی ہے----

شیر دل دلچسپی سے اسے دیکھتا بولا---

ہاں مجھے یقین ہے ---

چلو دیکھ لیتے ہیں پر میری ایک بات یاد رکھو غدار تمہارا کوئی اپنا ہی آدمی ہے -----

لے جاؤ انہیں --- بوس نے اپنے آدمیوں کو کہا تو وہ ان کو دھکیلتے ہوئے وہاں سے بیسمنٹ لے آئے---

دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیے کہ ان کا پلین کامیاب ہوا تھا جبکہ دوسری جانب موجود سمیر شاہ لیپ ٹاپ کی سکرین پر چلتے مناظر دیکھ کر مسکرا اٹھا ----

شیر دل اور شانی دونوں کی شرٹ کے بٹن میں سپاہی کیمرا لگا تھا وہ جن جن راہداریوں سے گزر رہے تھے وہ سب دوسری طرف بیٹھا سمیر دیکھ رہا تھا ----

جگہ جگہ انہیں ڈبے ہی نظر آئے جن میں اسلحہ اور منشیات تھی ----- ایک یہی وہ جگہ تھی جہاں پر شیر شانی کو جانا الاؤ نہیں تھا اور نا ہی وہ جاتے تھے پر سمیر کے کہنے پر انہیں اس جگہ کا مکمل جائزہ لینا تھا کہ جان سکیں بوس نے یہاں کیا کیا رکھا ہوا ہے ---- جس چیز پر ان کا شک تھا وہ یہاں آکر سچ ثابت ہوا تھا --- کہ بوس نے بہت سے بچوں کو وہاں قید رکھا ہوا تھا جن کو وہ نشے کا عادی بنا کر وہاں سے اپنے سالے کو سپلائی کرتا تھا ---- ان میں بہت سی نوجوان کم سن اور کم عمر کی لڑکیاں بھی شامل تھیں ---- یہ کام اس نے شیر شانی سے بھی مخفی رکھا تھا ---- جبکہ اختر نے ہی ان کو کچھ غیر معمولی بتایا تھا کہ وہاں جانے کی اجازت چند ایک آدمیوں کے کسی کو نا تھی -----

عابد جوئیہ تمہارا کھیل ختم ---------

سمیر زیر لب مسکرایا ---- بہت مشکل سے یہ آدمی ہاتھ آیا تھا اب اس کا کام تمام ہونے والا تھا اور اسے وہ خود اپنے ہاتھوں سے سزا دے گا ---- اپنے ماں باپ اور بہن کا سوچ کر ہی اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی ------

تبھی لاڈ بھری آواز اس کی کانوں میں گونجی---

سمیر-------

جی جان سمیر----

وہ فوراً سے اپنی بیوی کی جانب متوجہ ہوا ---

مجھے نہیں کھانا کچھ ------ سجل منہ بناتی بولی---

کیوں جان، کیوں نہیں کھانا-----

دیکھیں بوا سوپ لیے میری پیچھے ہی آرہی ہے ----

سجل منہ بناتی اس کے ساتھ بیٹھتی بولی ----

جب سے وہ پریگننٹ ہوئی تھی تب سے اس کی حالت کافی خراب تھی ---- ایسا سومی کی بار بھی ہوا تھا تبھی تو سمیر اور بوا جی جان سے اس کا خیال رکھ رہے تھے ---- ساتھ سومی بھی اپنی مام کی طبیعت کو لے کر کافی ڈسٹرب تھا ----

بہو رانی ----- تبھی بوا کی تھکی سی آواز آئ----

دیکھو سمیر بیٹا بہو سوپ نہیں پی رہی اور اب مجھے ہی اس کی خاطر اپر آنا پڑا ہے ---- وہ پھولی سانسوں میں بولی-----

بوا آپ یہ مجھے دیں اور جا کر چھوڑے شاہ کو دیکھیں ---- سمیر اٹھا اور ان کے ہاتھ سے باؤل لیا ---

سمیر نہیں نا-----

سجل ------- تھوڑا سا میری جان---

نہیں سمیر مجھے ووملنگ ہو جاتی --- مجھے نہیں کھانا کچھ ----

وہ چڑچڑی سی ہوئی----

جبکہ سمیر جانتا تھا سومی کی بار بھی اس کی حالت کافی خراب تھی اس لیے تو اپنی جان کو پھر سے اس حالت میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا پر بیٹیوں کی خواہش بھی تو تھی-----

اوکے میری جان بس تھوڑا سا پی لو ----

وہ اس کے پاس کاؤچ پر بیٹھا اور اپنے ہاتھ سے پلانے لگا ----

جبکہ سجل منہ کے زاویے بناتی ڈر ڈر اس کے ہاتھ سے پینے لگی ------

-------------------------

کون ہو تم ----؟؟؟

انجلینا رسیوں سے جکڑی ہوئی تھی کہ کوئی کمرا کھولے اندر آیا ----

کمرے میں اندھیرا ہونے کے باعث وہ آنے والے کو دیکھ نا پائی پر باہر سے آتی چھن کر روشنی کمرے میں داخل ہونے سے اسے کوئی وجود نظر آیا جو قدموں کی دھمک چھوڑتا سوئچ بورڈ کی جانب بڑھا اور سیکنڈ میں کمرا روشنیوں میں نہا گیا-----

تم مجھے اپنا خیرخواہ بھی سمجھ سکتی ہو----

سمیر قاتلانہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے بولا------

سمیر شاہ------- انجلینا کی منہ سے نکلا----

تو تم ہو میرے باپ کے دشمن ایس ایس پی سمیر شاہ-------

جی بلکل میں ہوں دشمن کا دشمن ------- سمیر شاہ -----

سمیر اس کو دیکھ کر سنجیدہ آواز میں بولا----

جبکہ انجلینا کی نظریں اب اس کے چہرے پر جمی تھیں --- اس کے باپ نے اس کو تصویر دیکھائی تھی تب سے وہ اس کو دیکھتی رہ گئی تھی جو پولیس یونیفارم میں گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا اپنی ٹیم سے کوئی بات کر رہا تھا اور اب وہ اپنے سامنے دیکھ رہی تھی وہ تو تصویر سے بھی زیادہ پیارا اور ہنڈسم لگ رہا تھا---

تم پیارے ہو پر افسوس کے میرے دشمن ہو ------ انجلینا مزے سے بولی ---

ہوں ں ں ----- اور تم انتہائی بدصورت لڑکی ہو اپر سے میرے دشمن کی بیٹی بھی ہو ----- سمیر ہاتھ میں پسٹل پکڑ کر اسی کے انداز میں بولا-----

تم۔ سمجھ تو گئی ہو گی میرے یہاں آنے کا مقصد اب بنا کسی دیری کے اپنا بیان ریکارڈ کرواؤ-----

سمیر نے کہتے ہی باہر کی جانب کھڑی سخت تاثرات سجائے کانسٹیبل کو اشارہ کیا جو سر ہلاتی انجلینا کے پیچھے جا کھڑی ہوئی----

اور اگر نا بتایا تو ایس ایس پی صاحب؟؟؟؟

تو تم ہمارے کسی کام کی نہیں ، ویسے تمہارے باپ کا سر کچلنے کے لیے اتنی انفارمیشن ہمارے پاس موجود ہیں تمہیں تو بس ایک موقع دیا ہے یہاں سے بچ کر جانے کا---- پر شاید تمہیں یہاں کی قید پسند آگئ ہے ایسا؟؟؟؟،،

جبکہ انجلینا اس کو خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی ----

اب بتاؤ ------؟؟؟

کبھی نہیں -----

اوکے ----- کہتے ہی سمیر نے گولی اس کے پاؤں میں چلائی ----

پر نشانہ فرش تھا----- انجلینا یکدم گھبرا اٹھی -----

سکینہ------

جی سر -------

اس سے اس کے غلیظ باپ اور خبیث ماموں کے متعلق ساری انفارمیشن لو ----- نا بولے تو اس کی خاطر تواضع کرو اچھے سے ، اگر منہ کھولے تو ٹھیک ورنہ تمہیں اجازت ہے اسے ختم کر دینا اور لاش اس کے باپ کو بطورِ خاص تحفہ بھجوا دینا ----

سمیر کہتا ایک آخری کاٹ دار نظر انجلینا کے دھواں دھواں ہوئے چہرے پر ڈال کر وہاں سے نکلتا چلا گیا کہ اب اسے ایک اور خاص کام کرنا تھا ---

اختر کہاں ہے بلاؤ اسے ----

بوس وہ تو ابھی تک نہیں آیا---اس کا آدمی سر جھکائے بولا---

کیا مطلب ---اب تک تو آجانا چاہیے---- فون کرو اسے ---- بوس کو انجانے خدشے نے گھیر لیا تھا --

بوس نمبر بند جا رہا ہے -----

اور اب جاکر عابد جوئیہ کو پسینے چھوٹے تھے ---- اسے اپنی بیٹی کی فکر تھی تبھی اس کا آدمی آیا---

بوس!!!

وہ وہ----

یہ کیا تم لوگوں نے وہ وہ لگا رکھی ہے بکو جلدی ----- بوس تلملا اٹھا تھا ----

جبھی دو آدمی ایک بوکس لے آئے ویسا ہی جیسا میچل کی دفع تھا---

یہ دیکھ کر بوس کی آنکھیں پوری وا ہو چکیں تھیں دل بے ساختہ کسی انہونی کا عندیہ دے گیا تھا ----

بوس کو دیر نہیں لگی جاننے میں کہ اس میں کون ہے پر پھر بھی وہ اپنے شک کو مات دینا چاہتا تھا تبھی آگے بڑھ کر کانپتے ہاتھوں سے ڈبہ چاک کیا جیسے ہی نظر اندر گئی وہ دو قدم پیچھے ہوا تھا اور گرنے کے انداز میں صوفے پر ڈھ سا گیا ----

ا ان انجلینا---- میری بچی------ نن نہیں تم انجلینا نہیں ہو ---- وہ سرگوشی میں خود سے بولا----

بوس یہ آپ کے لیے ہے -- اس کے آدمی نے لفافہ اس کے سامنے ٹیبل پر رکھا تھا -----

بوس نے کانپتے ہاتھوں اور غائبی دماغ سے وہ لفافہ کھولا اندر سے سفید رنگ کا کاغذ نکلا جس پر لکھی تحریر پڑھ کر بوس کے پیروں تلے سے زمین سرک گئی تھی -----

"تمہیں کیا لگا تھا کہ میں تمہاری بیٹی کو جانے دوں گا ---- ہرگز نہیں اب محسوس کرو وہ درد جو میں نے کیا تھا ---- بہت شوق ہے نا تمہیں آگ لگانے کا ----- تم نے جلانا چاہا تھا نا میرے ماں باپ کو----لو دیکھ لو ---- میں نے بدلہ لیا بلکل اسی طرح سسکا سسکا کر تمہاری بیٹی کو مارا اور جلایا بھی ہے ---

تمہاری بیٹی تمہارے ظلم کی بھینٹ چڑھی گئی---- پر ابھی میرا بدلہ ختم نہیں ہوا میرا انتظار کرو میں میں دشمنی سود سمیت نبھانے والا بندہ ہوں ------

تمہارا دشمن------- سمیر شاہ --------"

بوس عبارت پڑھ کر پاگل سا ہو گیا تھا ---- وہ پاگلوں کی طرح اسی ڈبے کی جانب بڑھا جہاں جلی ہوئی لاش کسی سفید کپڑے میں بندھی ہوئی تھی کہ کوئی بھی دیکھتا تو خوف سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ----

انجلینا ---- میری انجلینا--- میری بچی ----- بوس کہ آہ و بکا سسکنا جاری تھا --------

-------------------------------

زرش کہا ہو تم -----؟؟

پک آپ دی کال ڈیم اٹ----

برھان دھاڑا تھا وہ ہر جگہ دیکھ چکا تھا زرش کا کوئی اتا پتا نا تھا -----

افففف پاگل لڑکی کہاں ہو -----برھان کا دل کسی انہونی سے گھبرا رہا تھا -----

تبھی دوسری جانب سے کال اٹھالی گئی----

زرش کہاں ہو تم -----؟؟؟

بب برھان وہ وہ -----زرش پھولی سانسوں کی وجہ سے بول نہیں پا رہی تھی ----

کیا وہ زر کہاں ہو تم پلیز بتاؤ-----

وہ میرے پیچھے ------آہہہہہ----

تبھی برھان کو زرش کے چیخنے کی آواز آئی تھی اور ساتھ ہی کال کٹ چکی تھی ------

زرش ------- ہیلو -----

وٹ دا ہیل -----

برہان نے زور سے ہاتھ کی مٹھی بھینچ کر خود پر کنٹرول کیا-----

اچانک ایک خیال سے اس کی آنکھیں چمکیں برہان نے جلدی سے زرش کی لوکیشن ٹریس کی جو اسے اپنے سے کچھ منٹ کی مسافت پر شو ہوئی جو کہ آگے بڑھ رہی تھی زرش شاید بھاگ رہی تھی برہان نے اس سے یہی اندازہ لگایا اور اور اسی تیزی سے گاڑی میں بیٹھ کر اسی جانب دوڑائی----

وہ لوگ ڈنر کر رہے تھے کہ برہان کو ایک ضروری کال آئی جوکہ اس کے مینیجر کی تھی---- برہان زرش کو آرام سے کھانے کا کہہ کر وہاں سے اٹھ کر باہر آیااور کال سننے لگا----

زرش جو انہماق سے کھانے میں مگن تھی کہ دائیں طرف بیٹھے فرنگیوں کے ٹولے پر نظر پڑی جو اسی کی طرف دیکھ کر سر گوشی میں ایک دوسرے سے بات کر رہے تھے ---- زرش کو کچھ عجیب سا لگا پر مسلسل ان کی نظروں سے زچ ہوتی وہ کھانا چھوڑ کر اپنا فون اٹھاتی برہان کو دیکھنے باہر آئی-----

ادھر ادھر دیکھینے پر وہ نظر نا آیا تو زرش پریشان سی پارکنگ کی جانب بڑھی ----

ہیے ے ے ے بے بی ----

?What are you doing here alone

(تم یہاں اکیلی کیا کر رہی ہو)

?What are we looking for

(ہماری تلاش ہے کیا)

Come here

(یہاں آؤ)

اس کو سہما ہوا دیکھ کر ایک بولا -----

Who are you

(کون ہو تم لوگ )

Get out

( دفع ہو جاؤ)

زرش ہمت کرتی بولی-----

We are not going anywhere where but you are coming to us

ہم کہیں نہیں جا رہے بلکہ تم ہمارے پاس آرہی ہو -----

ان میں سے ایک لڑکا بولا اور زرش کو بازو سے دبوچ لیا -----

...Leave.... I say just leave me.... Bloody people

زرش اس کی گرفت میں جھٹپٹائی اور زور دار تھپڑ اس فرنگی کے چہرے پر رسید کیا---

یو بچ ----- !!

Now save yourself from me

(اب تم خود کو مجھ سے بچا لو)

کہتے ہی اس نے ہاتھ اس کے حجاب کی جانب بڑھایا ہی تھا زرش نے پھرتی سے پیچھے ہٹی اور بنا پیچھے دیکھے اندھا دھند بھاگی ----

وہ فرنگی اس کو ہاتھ سے پھسلتے دیکھ کر دوسروں سے بولا اور چار لڑکوں کا ٹولا اس کے پیچھے ہو لیا----

وہ آگے دیکھنے کی بجائے پیچھے دیکھ رہی تھی جو لڑکے بلکل اسکے نزدیک تھے ابھی کچھ قدم ہی دوری پر تھی کہ زرش کی ہیل ٹوٹی اور وہ اوندھے منہ سڑک پر گری ----اسی لمحے اس کے ہاتھ میں زور سے پکڑا فون بجا---- رومن رنگ کالنگ دیکھ کر اس نے جلدی سے کان سے لگایا دوسری طرف پریشان برھان کو بتانا چاہا پر ان لڑکوں کو اپنے سر پر کھڑا دیکھ کر اس کی خوف کے مارے اس سے بولا نہیں جا رہا تھا جب تیزی سے ایک لڑکے نے اس کے ہاتھ سے فون چھینا کہ زرش کی چیخ نکل گئی وہ اسے دور پھینک چکا تھا------

برھان ہوٹیل کی بیک سائیڈ پر آکر کال سننے لگا تھا کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو زرش کہیں نہیں تھی ---
برھان پریشان ہو اٹھا اور ہوٹیل سے باہر پارکنگ تک جا کر دیکھا پر زرش دور دور تک نہیں تھی وہ پریشانی کے

عالم میں واپس اسی جگہ آیا اور ویٹر سے پوچھا جس نے لاعلمی کا اظہار کیا اس نے جلدی سے بل ٹیبل پر رکھا اور باہر آکر یہاں وہاں دیکھنے لگا -----

کچھ سوچ کر اس نے کال کی تھی جہاں زرش کی ڈری اور بوکھلائ ہوئی آواز اس کے کانوں میں پڑی ----

برھان کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا وہ فل سپیڈ سے گاڑی اسی جانب لے آیا --- کچھ فاصلے پر اسے چار لڑکے نظر آئے جن کے اس کی طرف پشت تھی ----- اور وہ جھکے روڈ پر بیٹھے وجود سے کچھ کہہ رہے تھے برھان کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ سڑک پر بیٹھا وجود اس کی بیوی تھی -----

برھان نے گاڑی کو بریک لگائی اور تیزی سے گاڑی سے نکلا-----

وہ جو زرش کر ارگرد کھڑے تھے اور مسلسل ہنس رہے تھے کسی کو آتے دیکھ کر چونکے گاڑی کی ہیڈ لائٹ کی وجہ سے وہ سامنے والے کو دیکھ نہیں پا رہے تھے ----

ہیےےے مین----- گو بیک ----- ان میں سے ایک دھاڑا-----

جبکہ زرش خوف سے کپکپاتی ان لڑکوں کو اپنے سر پر کھڑے دیکھ کر سامنے مسیحا کو دیکھ رہی تھی جو اب جینز سے بیلٹ نکال کر اسے ہاتھ پر لپیٹ چکا تھا -----

وہ چاروں ایک ساتھ اس کی جانب بڑھے جو خونخوار نظروں سے ان کو دیکھ رہا تھا ----

شی از مائی لیڈی ----- برھان نے برفیلے لہجے میں کہا ----

اوہو یو ٹرائی ٹو میک ہیرو-----

وہ چاروں قہقہہ لگانے لگے جبکہ زرش برہان کی آواز سن کر ہیل سے دوسرا پاؤں آزاد کرواتی خوشی سے اس کی جانب بڑھی اور برہان کی پشت کے پیچھے چھپ گئی----

وائے نوٹ ----- کم اینڈ فائٹ ود می ----- برہان نے ان کو اکسایا اور زرش کا ہاتھ دبا کر اسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھا----

دیکھتے ہی دیکھتے برہان نے دائیں بائیں بیلٹ چلایا کہ ان لڑکوں کی چیخیں بلند ہو اٹھی تھیں ----- وہ لڑائی کچھ خاص جانتے نہیں تھے پر اپنے دفاع کے لیے وہ برہان کو مارنے کے لیے آگے بڑھتے پر اس کا پڑنے والا بیلٹ چابک کی طرح ان کو لگتا-----

برہان نے خوب بیلٹ سے دھلائی کرنے کے بعد اب اپنے سیکھے کراٹوں کی زور آزمائی کرتا منٹوں میں ان کو نڈھال کر چکا تھا---- وہ چاروں سڑک پر پڑے کراہ رہے تھے ---- ایک آخری بار برہان ان کو ایک ایک ٹھوکر رسید کرتا لہو لہان کر کے پوکٹ سے فون نکال کر وہاں کی پولیس کو اطلاع دی اور زرش کی جانب بڑھا

----

تم ٹھیک ہو میری جان -----!!!؟ برہان نے پیار سے اس کا گال سہلایا----اور زرش روتی ہوئی اس کے سینے سے لگ گئی----

ششششش بس کچھ نہیں ہوا----

یہ بتاؤ تم ٹھیک ہو ---- برھان اسے سینے میں بھینچے پیار سے پوچھ رہا تھا ----

جی ---- وہ فقط اتنا کی بول پائی تھی ----

جبکہ برھان اسے سینے سے لگائے اس کی پشت سہلا رہا تھا --

آپ کہاں تھے میں نے اتنا دیکھا پر نظر نہیں آئے اور یہ لڑکے میرے پیچھے لگ گئے------ وہ اس کے سینے سے لگی بولی---

سوری جان میں ضروری کال سن رہا تھا اور یوں ہی چلتے چلتے بیک سائیڈ پر چلا گیا مجھے بلکل اندازہ نہیں تھا کہ تم میرے پیچھے آؤ گی ----

برھان نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر لبوں سے اس کے آنسوں چنے تھے -----

میں تو کھانا کھا رہی تھی پر یہ لڑکے مجھے دیکھ کر آپس میں کچھ بات کر رہے تھے اس لیے میں آپ کے پیچھے باہر آئ---- وہ صفائی دیتی بولی---

ششششش بس----- اب نہیں رونا ----- برھان کو ان فرنگیوں پر انتہا کا غصہ تھا پر یہاں کا قانون بھی وہ جانتا تھا جبھی دل کھول کر انھیں مارا پر جان سے نہیں مارا تھا ---- کچھ دیر میں پولیس پہنچ چکی تھی برھان

نے انہیں سب بتایا اور خود زرش کو لے کر گاڑی میں آیا اور زرش کا سر اپنے بازو سے لگا گاڑی ڈرائیو وے ہو ڈال دی -------

-----------------------------------

رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب اسے اپنے اپر وزن کا احساس ہوا ---- جان تو تب نکلی جب اپنی گردن گرم سانسوں سے سلگتی ہوئی محسوس ہوئ ---- زرش نے فوراً سے آنکھیں کھولیں پر اپنے اپر جھکے وجود کو دیکھ کر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ڈور گئی---- مقابل کو جب اسے کے جاگنے کا علم ہوا تو اس کی گرفت میں شدت در آئی تھی وہ زرش کو خود میں بھینچے دیوانہ وار اس کی گردن پر لمس چھوڑتا اس کے چودہ طبق روشن کر گیا------

زیرو بلب کی روشنی میں وہ پوری آنکھیں کھولے اپنے اپر جھکے برھان کو دیکھ رہی تھی جو اس کی ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسائے اس پر مکمل جھکا ہوا تھا--- زرش کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا-----

شدید بے بسی در آئ تھی وہ بنا کچھ بولے اپنی گردن اور کندھے پر اس کا دہکتا لمس محسوس کرتی آنکھیں میچے ہوئے تھی -----

برھان اس کی مزاحمت نا کرنے پر جزبات کی شدت میں بہکتا گستاخیاں کر رہا تھا وہ اس کی گردن سے چہرہ نکال کر اسے کے پنکھڑیوں جیسے لبوں پر جھکا تھا-----

اس کی پکڑ میں اتنی شدت تھی کہ زرش کی آنکھوں سے آنسوں نکلنے لگے ---کچھ دیر بعد وہ خود کو سیراب کرکے دور ہوا اور مزید گستاخی کرتا کہ زرش نے اس کے سینے پر دونوں بازو رکھ کر خود سے دور کرنا چاہا پر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ نہیں ہلا تھا --

برہان کو اس کا مزاحمت کرنا سخت ناگوار گزرا تھا ----- وہ لب بھینچے اس کی مزاحمت کو بے کار بناتا خود میں قید کر گیا --

پلیز سر چھوڑیں ------

زرش روتی ہوئی سخت مزاحمت کرتی بولی ---

کیوں ؟؟؟؟ کیا تم نہیں چاہتی کہ ہمارے درمیان موجود رشتہ آگے بڑھے ----؟

کیا تم اس رشتے کی نزاکتوں سے واقف نہیں ہونا چاہتی---؟

آج نہیں زرش مجھے مت روکو----- میں چاہتا کہ میں تمہیں مکمل اپنا بنا لوں --- تم محسوس کرو مجھے ہمارے درمیان موجود مضبوط پاکیزہ رشتے کو ----

برہان خمار آلود آواز میں بولا تھا ---اس کی نظریں زرش کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں ---وہ اس وقت سب بھول گیا تھا اس نے زرش کو اپنانے کا فیصلہ کب سے کر لیا تھا اور آج اس پر عمل کرنے کا سوچ رہا تھا --- وہ زرش کے حقوق کی حق تلفی نہیں کر سکتا تھا---اور کچھ ان کے رشتے کا اثر تھا کہ زرش

پوری طرح اس کے دل پر قابض ہو چکی تھی ---- وہ چاہ کر بھی اپنی لاحاصل محبت کے بارے نہیں سوچ سکتا تھا---- اسے بس زرش کا احساس تھا---

,,میں اس رشتے کو آگے نہیں بڑھانا چاہتی ----,,

زرش کے الفاظ برہان کو حیران کر گئے -----

وہ کس قدر تکلیف سے بولی تھی وہی جانتی تھی یہ بات ہی اس کی جان لے رہی تھی کہ وہ صرف بہک کر اس کے قریب آیا ہے جبکہ محبت تو وہ کسی اور سے کرتا ہے تو کیسے وہ اپنا آپ اس کے حوالے کر دیتی جس کے دل میں کوئی اور بسا ہے -----

وجہ؟؟؟؟؟ وہ طیش کے عالم میں دھاڑا تھا ---کہ زرش اس کے حصار میں ڈر کر اسی کے سینے میں چھپنے لگی---

آپ مجھے پیار نہیں کرتے ---- وہ مدھم آواز میں بول کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی -----

ایسا کس نے کہا تم سے ----- برہان اب پیچھے ہوا اور اٹھ کر بیٹھا ساتھ زرش کو بھی کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ زرش بس دیکھتی رہ گئی جو اب اس کو سینے سے لگائے بال سہلا رہا تھا---

میں نے سنا ہے ---- آپ کسی اور سے پیار کرتے ہیں ----

ایک سایہ سا برھان کے چہرے پر لہرایا تھا ----

کس سے سنا ہے -----؟؟

آپ سے ----اپ کسی سے کہہ رہے تھے ---- زرش نے اس رات کی سنی بات اس کے گوشوار کر دی ----

برھان نے لمبی سانس کھینچی-----

تم پھر سے سننا چاہو گی میں کس سے پیار کرتا ہوں ؟؟؟

زرش نے اس سے دور ہوتے نا میں سر ہلایا --- وہ کہاں سن سکتی تھی یا برداشت کر سکتی تھی اس کیے آنسوں پیتی ا سے ممکن حد تک فاصلہ بنایا---

پر میں پھر بھی بتانا چاہوں گا ----- میں تم سے پیار کرتا ہوں زرش -----!!!

جبکہ زرش حیران نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی ---

یہ سچ ہے کہ میں کسی اور سے محبت کرتا تھا پر جب سے میرا تم سے نکاح ہوا ہے خدا گواہ ہے کہ میں نے اس کے بارے ایک پل بھی نہیں سوچا صرف تم ہی میری سوچوں پر قابض رہی ہو --- تمہارا معصوم چہرہ مجھے کچھ اور سوچنے نہیں دیتا تھا --- تمہیں لے میں کافی ڈسٹرب تھا مجھے لگا میں زیادتی کر رہا ہوں --- تمہیں مجھ سے بہتر لائف پارٹنر مل سکتا تھا کیونکہ اس وقت میرے دل میں صرف وہ انجانی لڑکی تھی پر آہستہ آہستہ مجھے

احساس ہو گیا کہ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا کبھی تمہاری فکر میں گھلتا سوچتا تو کبھی تمہارا چہرہ چھم سے آنکھوں کے پردے پر آکر مجھے تمہیں سوچنے پر مجبور کر دیتا ----

میں جس سے محبت کرتا تھا یہ میں جان گیا ہوں کہ وہ میری قسمت میں نہیں تھی پر جو میرے پاس ہے وہ اس محبت سے بھی بڑھ کر ہے جسے اللہ نے میرے لیے حلال کیا ہے --- تم میری محرم ہو تو میں کیوں اس کو سوچوں جو مجھے مل نہیں سکتی -----

جس طرح ہمارا نکاح ہوا مجھے بلکل بھی علم نہیں تھا اور وہ سب میرا وقتی ری ایکشن تھا اس میں تمہارا میرا کوئی قصور نہیں ہم دونوں نے ایسے ہی ملنا تھا اور یہی اللہ کی رضا ہے ----

زرش خاموشی سے اس کو سن رہی تھی ----- کیا آپ اب بھی اس لڑکی سے محبت کرتے ہیں -----؟

میں نہیں جانتا زرش ---- میں اتنا جانتا ہوں کہ اب میری محبت صرف اور صرف میری شریک حیات ہے ---- میں تمہیں اتنی محبت اتنی عزت اتنا پیار دینا چاہتا ہوں جو میں نے اپنی بیوی کے لیے محفوظ رکھا تھا ----

کیا مجھے اجازت ہے---- وہ اس کے جھکے سر کو دیکھ کر اجازت مانگ رہا تھا ----

زرش نے لرزتی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر تھوڑا قریب ہو کر اس کے سینے سے لگ گئی-----

برھان کھل کر مسکرایا اور کسی متاعِ جاں کی طرح خود میں بھینچ لیا تھا----

وہ اسے خود سے لگائے اس کی کان میں سرگوشیاں کرتا اس کی روح تک کو معتبر کر گیا تھا----

زرش آج خوش تھی بہت خوش کے وہ اپنے شوہر کے دل میں اپنا مقام بنا چکی تھی کہ آج خود برھان نے اس سے اقرار کیا تھا ---- جہاں وہ اداس تھی اب خوش تھی بے انتہا خوش --- اس نے برھان کی پہلی محبت کے بارے نا کوئی سوال پوچھا تھا نا برا بھلا کہا تھا --- وہ اس کا شوہر تھا اس کی طرف پورے دل سے متوجہ ہو چکا تھا تو وہ اس محبت کا نام لے کر اپنے شوہر کو اس طرف مائل نہیں کرنا چاہتی تھی وہ برھان کے دل و دماغ پر قابض ہو کر ادھوری محبت کو ختم کر کے وہاں راج کرنا چاہتی تھی اور آج وہ کامیاب ہوئی تھی ----- یہ دونوں کے ملن کی رات تھی جہاں خوشیاں ان کی منتظر تھیں --- دونوں سب کچھ بھلائے ایک دوسری کی ذات میں گم تھے ---- آج دونوں مکمل ہو گئے تھے دونوں کے رشتے کو تکمیل مل چکی تھی ----

شیر شانی تم لوگوں نے ٹھیک کہا تھا اختر تھا غدار --- اس نے میری بیٹی کو اس ظالم کے حوالے کیا جس نے میری بیٹی کو مار کر جلا دیا --- بوس بھیگی آواز میں بولا-----

شیر شانی اس کے سامنے براجمان تھے کہ وہ جانتے تھے کچھ گھنٹوں بعد بوس دوڑتا ان کے پاس آئے گا اور وہی ہوا تھا----

اب تم ہم سے کیا چاہتے ہو ------؟؟؟ شیر سگریٹ کا کشش لیتا بولا----

میں چاہتا ہوں تم مجھے اس کی بہن دو میں اس کا بھی وہی حشر کروں جو اس نے میری بیٹی کا کیا ہے ------ بوس طیش کے عالم میں پھنکارا تھا --اور اگر میں نا دوں تو؟؟؟؟

تو تمہیں ابھی ختم کر دوں گا اور اس لڑکی کو ڈھونڈ نکالوں گا----- تم نے کہا تھا تمہارے اصولوں میں لڑکی کہیں نہیں ہے بدلہ لینے کے لیے، تو سمیر شاہ نے کیوں یہ کیا میری بیٹی کو کیوں مارا------ اب تم مجھے اس کی بہن دو اور اس معاملے سے دور ہو جاؤ-----

نا میں اب اس معاملے سے دور ہو سکتا ہوں اور نا اس کی بہن دے سکتا ہوں------- وہ مزے سے بول کر بوس کا سلگا گیا---

تم چاہتے کیا ہو---؟؟؟؟

تمہارا کھیل ختم ہوچکا ہے------ بوس----

بوس کو سنگین غلطی کا احساس ہوا تھا--- مطلب کیا ہے تمہارا-----؟؟

مطلب صاف ہے کہ سمیر شاہ تمہارے بارے جان کر تمہیں مکمل برباد کر چکا ہے--- اب تم کچھ نہیں کر سکتے سوائے اپنے گناہوں کو قبول کرنے کے------ شیر کا اطمینان قابلِ دید تھا-----

جبکہ بوس حیرانگی سے شیر شانی کو تک رہا تھا---- الفاظ جیسے ساتھ نہیں دے رہے تھے----

دو منٹ ہی گزرے تھے کہ باہر سے لگاتار گولیوں بھی آوازیں آنے لگیں اور دیکھتے ہی دیکھتے پولیس اس کے بنگلے کو حراست میں لے چکی تھی اور سمیر شاہ پوری شان سے چلتا اہلکاروں کے ساتھ اسکے سامنے آن کھڑا ہوا تھا--- عابد جوئیہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے کبھی شیر تو کبھی سمیر شاہ کو دیکھتا جن کے چہرے سرد و سپاٹ تھے-----

تینوں بوس کو عبرتناک سزا دینے کے لیے خود پر ضبط کر رہے تھے ------

بوس بغیر کچھ بولے سن سا کھڑا تھا کہ شیر شانی کے سامنے وہ کوئ حرکت کرنے سے قاصر تھا ----

اب سے تمہاری سزا شروع ---- عابد جوئیہ ---- تم پل پل موت مانگو گے پر تمہاری زندگی ہی تمہاری سزا ہوگی ---- سمیر شاہ اس کے سامنے آکر اس کی آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں گاڑھے بولا کہ بوس خوفزدہ ہوکر دو دو قدم ہی ھے ہٹا تھا ------

تبھی شیر نے آکر بوس کا چہرہ تھپڑ مارنے کے انداز میں تھپتھپایا---- پھر ملاقات ہوگی ----- شیر دل بول کر سمیر کی طرف متوجہ ہوا ----

تھینکس -------- سمیر شاہ دلفریب انداز میں میں مسکرایا اور شیر شانی دونوں کو ایک ساتھ گلے لگایا---

بوس جو خفیہ جیب سے پسٹل نکال کر سمیر کو مارنے والا تھا دوسری طرف سمیر سے بغلگیر ہوا احمر سامنے لگے شیشے میں بوس کا ترچھا رخ دیکھ چکا تھا کہ اس کے ہاتھ میں پسٹل احمر کا دماغ گھما گئ---- پلک جھپکتے ہی وہ اپنی پسٹل نکال کر سمیر کو تھوڑا دور کرتا مڑا اور اس کے ہاتھ پر فائر کیا ----- دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے پر فائر کیا تھا ---- بوس کی پسٹل سے نکلتی گولی احمر کے سینے میں پیوست ہوئی تھی اور دوسری طرف احمر کی پسٹل سے نکلنے والی گولی بوس کے ہاتھ کے آر پار ہو گئ تھی ----- بوس جو سمیر کو مارنے والا تھایکدم آگ کا گولہ اس کی ہاتھ میں پیوست ہوا کہ ایک چیخ بوس کے منہ سے نکلی اور پسٹل چھوٹ کر زمین پر گر گیا------

شیر دل۔۔۔۔۔۔ شانی اس اچانک ہوئی کاروائی پر چیخ کر شیر کی طرف لپکا جو سینے پر ہاتھ کا دباؤ بڑھائے کھڑا بوس کو گھور رہا تھا۔۔۔۔۔

پولیس کے اہلکار فوراً سے بوس کو پکڑ کر ہتھ کڑی لگا چکے تھے اس کے سارے آدمی پکڑے جا چکے تھے جبکہ بوس اپنے خون آلود ہاتھ کو دیکھتا درد برداشت کرتا شیر دل کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔ جبکہ احمر اپنی نیلے لینز والی آنکھیں عابد پر گاڑھے بنا پلک جھپکائے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

سمیر شاہ ۔۔۔۔۔ تمہارا آدمی تو سمجھو گیا۔۔۔۔۔۔ عابد جوئیہ قہقہہ لگا کر بولا تھا۔۔۔۔

جبکہ سمیر احمر کو دیکھ رہا تھا جس کا سینے پر رکھا پورا ہاتھ خون سے بھر چکا تھا۔۔۔۔ سمیر لمحے میں اس تک پہنچا تھا۔۔۔۔

بھائی۔۔۔۔ سرگوشی میں احمر نے سمیر کو متوجہ کیا تھا۔۔۔۔

بول بھائی کی جان ۔۔۔۔۔ سمیر اس کا ہاتھ ہٹا کر وہاں اپنا ہاتھ رکھ کر ایک ہاتھ اس کی پشت پر کی جاکر خود میں بھینچ چکا تھا۔۔۔۔

اسے سزا میں خود دوں گا۔۔۔۔ وہ ابھی تک عابد جوئیہ کو دیکھ رہا تھا جس کے قہقہے کو اس کی بنا پلک جھپکائے سرد نیکی آنکھوں نے بریک لگا کر اسے خوف میں مبتلا کر ڈالا تھا۔۔۔۔۔

مل کر تڑپائیں گے۔۔۔۔ سمیر اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔

حسان احمر کی پشت سے لپٹا دونوں کے گرد گھیرا بنا گیا۔۔۔۔۔

بیوی نہیں میں تیری ----- احمر ہلکا سا حسان کی جانب جھک کر جتاتے ہوئے بولا تھا--- جو اس کی پشت سے لپٹا کھڑا تھا ----

کمینے تجھے پیار راس نہیں -----

راس ہے اگر بیوی کرے تو ---- وہ سمیر کو دیکھ کر مسکراتی آواز میں بولا جبکہ سمیر اب کھا جانے والی نظروں سے اسے گھور رہا تھا جس کا خون نکل کر شرٹ بھیگو رہا تھا اور وہ یہاں کھڑا رشتے جتلا رہا تھا---

تبھی احمر لڑکھڑایا تھا کہ حسان اور سمیر نے بروقت سنبھالا تھا---

میری فکر مت کریں سالے صاحب بیسمنٹ میں جائیں -----

وہ مدھم آواز میں بولا تھا کہ لمحہ بالمحہ اس کی حالت خراب ہوتی جا رہی تھی ---- حسان کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں ----

تبھی وہاں ایمبولینس کا سائرن سنائی دیا تھا ساتھ میڈیا کے نمائیندے پہنچے تھے کہ سمیر یہاں آنے سے پہلے عابد جوئیہ کی ویڈو وائرل کر چکا تھا جوکہ بڑے بڑے نیوز چینل کی زینت بنی تھی اور کچھ ہی وقت میں وہ وہاں پہنچ چکے تھے ----- حسان احمر کو لے کر ان کی نظروں سے اوجھل ہوا تھا ---

سمیر نے سب بچوں اور لڑکیوں کو بازیاب کروا لیا تھا اور اب ان سب کو پولیس وین میں ہوسپیٹل لے جایا جا رہا تھا کہ جہاں ان کا چیک اپ ہونا تھا جبکہ سمیر عابد جوئیہ کے چہرے کا نقشہ بگاڑنے کے بعد اس کو کالر سے کھینچتے ہوئے وہاں سے لے گیا تھا --------

---------------------

برھان زرش کو سینے سے لگائے پوری طرح خود میں قید کیے اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے نیند میں تھا----

زرش کی آنکھ کھلی تو اپنے اپر چھائے برھان کو دیکھا جو دونوں ہاتھ اس کی کمر میں ڈالے آدھا اس پر جھکا نیند میں مدہوش تھا-----

ساری رات برھان نے جگائے رکھا تھا بڑی مشکل سے اس کو رہائی ملی تھی --- اور بھوک کی وجہ سے وہ جلد ہی بیدار ہو گئی----گزری رات کو یاد کر کے اسے ڈھیروں شرم نے آن گھیرا تھا کہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا گردن اور ہونٹ پر جلن سی محسوس ہوئی تھی بے ساختہ ہاتھ لبوں پر لگایا تو اس کے منہ سے سسکی نکلی تھی ----- برھان کے عمل میں اتنی شدت تھی کہ زرش رات کی بوکھلائ ہوئی تھی -----

برھان ------اسے خود سے دور ہٹاتی وہ سرگوشی میں بولی---پر وہ ایک انچ نہیں ہلا تھا----

برھان دور ہٹیں نا------

اوہوں سونے دو----- اب کی بار چہرہ اس کی گردن میں چھپایا تھا---کہ زرش سٹپٹائ تھی ---

سو جائیں مجھے تو چھوڑیں ----- اسے برھان سے شرم آرہی تھی وہ جلد از جلد اس کے حصار سے نکلنا چاہ رہی تھی -----

تمہارے ساتھ سونا ہے اب چپ کر کے سو جاؤ----- وہ نیند میں ڈوبی آواز میں بولا------

زرش خاموشی ہو کر اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی ------

تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اسے اپنی گردن پر دہکتا لمس محسوس ہوا برھان دیوانہ وار اس کی گردن پر جھکا وہاں اپنا لمس چھوڑ رہا تھا ---

آپ کو تو سونا تھا نا ---- زرش تیز دھڑکنوں سے بولی-----

جب حسین بیوی باہوں میں ہو تو نیند کیسے آسکتی ہے ---- وہ گھمبیر خمار میں ڈوبی آواز میں بولا تھا ------

اس کو رات والے موڈ میں آتا دیکھ کر زرش کو اپنی جان جاتی محسوس ہوئی-----

مجھے بھوک لگی ہے ----اس کو لبوں پر جھکتا دیکھ کر زرش اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر بولی------

مجھے بھی،،، کہتے ہی وہ ایک بار پھر سے زرش کو بوکھلانے پر مجبور کر گیا کہ اس کے دل کے مقام پر لب رکھتے وہ دور ہوا اور اس کا شرمایا لجھایا اپنے رنگ میں رنگا سلونا روپ دیکھا جو آنکھیں میچے اس کے حصار میں بکھری ہوئی تھی ---- برھان شدت بھری مہر اس کی پیشانی پر ثبت کر کے وہ اٹھا اور واشروم بند ہو گیا-----

اس کے جاتے ہی زرش مسکرا کر دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا گئی---

-------------------

برھان کی لو دیتی نظریں زرش پر جمی تھیں اس کی موجودگی میں وہ ناشتہ برائے نام کر رہی تھی -----

زر----

جی-----

ناشتہ کرو------

کر رہی ہوں-----

ٹھیک سے کرو تمہیں اس کی زیادہ ضرورت ---- وہ معنی خیزی سے کہہ کر وہاں سے اٹھ گیا کہ زرش صحیح سے ناشتہ کرے----

برھان وہاں سے اٹھ کر لاؤنج میں آیا---

سر یہ آپ کے لیے آیا ہے ------- ملازمہ نے ایک لفافہ برھان کو پکڑایا----

ٹھیک ہے اس نے جیسے ہی کھولا اندر سے مالدیپ کی دو ٹیکس نکلیں-----

برھان نا سمجھی سے دیکھ رہا تھا جبھی فون کی بپ بجی-------

احمر کا وائس میسج تھا-----

سرپرائز بڈی ------ بھابھی ماں کے ساتھ ہنی مون پر جائیں اور آفس کی ٹینشن چھوڑ دیں میں سنبھال لوں گا----

برھان احمر کے سرپرائز پر مسکرایا تھا کہ ان کی تو آج واپسی کی فلیٹ تھی اور احمر ان کو مالدیپ بھیج رہا تھا ----

یقیناً یہ سرپرائز زرش کو شوکڈ کرنے والا تھا-----

---------------------------

شہلا میں بدلاؤ دیکھ کر اس کے ڈیڈ اور بھائی اسے معاف کر چکے تھے ---

وہ پہلی کی طرح دونوں کی لاڈلی بن گئی تھی ---- جواد صاحب کی فرمائش پر وہ سب کے لیے چائے بنا کر لائ تھی ایک چائے ہی تو تھی جو اس نے اپنے ڈیڈ کی خاطر بنانا سیکھی تھی ------

وہ سب بیٹھے جازب کے رشتے کی بات کر رہے تھے -----

شہلا اور زوہیب کو خوش دیکھ کر سب گھر والے خوش تھے ----- سمبنہ بیگم نے رمشا کے بارے بتایا تھا شہلا کو بھی وہ کیوٹ سی لڑکی اپنے بھائی کے لیے بہت پسند آئ تھی ---- بس جازب ہی سب کی رائے پر ٹیڑھے میڑھے منہ بنا رہا تھا جیسے اسے کوئی دلچسپی نہیں پر اندر تو اس کے لڈو پھوٹ رہے تھے ---- وہ میک اپ کی دوکان کو نوکر بنانا چاہتا تھا پر دل میں تو وہ اس سے برعکس جزبات رکھتا تھا اب دیکھنا یہ تھا کہ وہ ملازمہ بناتا ہے یا ملکہ ------

بس بھئ فائنل ہے کل جا رہے ہیں ہم رشتہ لینے ----- شہلا نے چہک کر سب کو آگاہ کیا تھا ---

ہاں جی جیسے ہماری بیٹی چاہے گی تو ہم سجل کو بھی بلا لیں گے کل ---- اور کل ہی کھوتے کا رشتہ پکا کر آئیں گے ---- جواد صاحب جازب کو دیکھ کر بولے ----

زوہیب مخمور نگاہوں سے شہلا کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جو اس کی قربت میں مزید نکھر کر پیاری بن گئی تھی

----وہ اور جازب کچھ دیر پہلے ہی آفس سے آئے تھے اور سب کے ساتھ ڈنر کر کے اب وہ چائے پیتے ساتھ باتیں کر رہے تھے ----

شہلا جازب کی کسی بات پر مسکرا رہی تھی کہ اچانک نظر زوہیب پر پڑی جو لو دیتی نظروں سے اسے ہی گھور رہا تھا -----

زوہیب کو مسلسل دیکھتا پا کر شہلا نے اشارہ کیا----

پر زوہیب کی نظروں کا پیغام سمجھ کر وہ بلش کرتی نظریں جھکا گئی----

زوہیب اسے کمرے میں جانے کا کہہ رہا تھا اور وہ اس کی نظروں سے گھبراتی چائے کا کپ لبوں سے لگا گئی-----

شہلا اپنی دوستوں سے رابطہ ختم کر چکی تھی کافی حد تک وہ خود کو چینج کر گئی تھی زیادہ سے زیادہ وقت وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ گزار رہی تھی اسے سب کچھ اچھا اور نیا نیا سا لگ رہا تھا ---- اپنی فیملی کے لیے اس میں محبت جاگی تھی جو کہ بہت سکون دے رہی تھی --- اس کے بعد اس نے سگریٹ کو بھی ہاتھ نہیں لگایا تھا اور نا ہی اپنا فون کو ہاتھ لگایا---- شہلا کی پیش قدمی کے بعد زوہیب کے سارے ڈر ختم ہو چکے تھے وہ پورے دل سے شہلا کو اپنا بنا چکا تھا اگلی صبح زوہیب نے فون شہلا کو واپس دیا تھا جسے شہلا آف کر کے اپنے پرانے کمرے کے دراز میں چھوڑ آئی تھی------

شہلا کا ہر پل مسکراتا چہرہ دیکھ کر اس کی ماں اور سمرینہ بیگم نے خوب پیار کیا تھا اور اس کی نظر اتاری تھی-----

زوہیب اسے نظروں سے وارن کرتا سب کو گڈ نائٹ بول کر کمرے میں چلا گیا-----

سب کے ساتھ باتیں کرکے آدھے گھنٹے کے بعد شہلا زوہیب کے سو جانے کا خیال کرکے اپنے کمرے میں آئی ----

اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا جہاں زوہیب بیڈ پر کمفرٹ اوڑھے سو رہا تھا ----

کمرے میں اے سی کے باعث کافی خنکی تھی کہ زوہیب نے اے سی کی ٹھنڈک بڑھا دی تھی----

وہ آہستہ سے پھونک پھونک کر قدم رکھتی کبرڈ سے ڈریس نکال کر واشروم میں بند ہو گئی کچھ دیر بعد وہ سلک کی مہرون کلر کی سلیولیس نائٹی زیب تن کیے باہر آئی بالوں میں برش کرکے انہیں کھلا چھوڑا اور ہاتھوں بازوؤں پر لوشن لگا کر اپنی سائیڈ پر آکر کمفرٹ میں گھس گئی-----

اس نے ایک نظر زوہیب کو دیکھا جو کروٹ کے بل لیٹا شاید نیند میں تھا اسے یہی لگا تھا---- شہلا کو آنکھیں موندے چند پل ہی ہوئے تھے جب اسے اپنے پیٹ پر کچھ رینگتا محسوس ہوا-----

شہلا نے ڈر کر آنکھیں کھولیں جہاں زوہیب کہنی کے بل لیٹا اسے ہی دیکھ رہا تھا اور اس کا ہاتھ شہلا کے پیٹ پر رینگ رہا تھا ----

شہلا نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑا ----- اسے پکڑنے کی دیر تھی کہ وہ اسے اپنی جانب کھینچ کر اس کے اپر آگیا تھا ----- شہلا کچھ کہتی اس سے پہلے ہی وہ اس کی بولتی بند کر چکا تھا -----

شہلا کا نائٹی میں سراپا زوہیب کو گستاخیاں کرنے پر اکسا رہا تھا اور وہ پوری شدت سے اس پر جھکا اپنی پیاس بجا رہا تھا ------

اس نے شہلا کو بولنے کا موقع تک نا دیا تھا وہ بس اسے محسوس کرنا چاہتا تھا ----اس بار زوہیب کے ہر عمل میں اتنی شدّت تھی کہ شہلا نے بے اختیار اس کے سینے میں چہرہ چھپایا تھا ------

-----------------------------------

حسان احمر کو ہوسپیٹل لے آیا تھا---- احمر کی حالت کافی ناساز تھی کہ بہت سا بلڈ ضائع ہو چکا تھا ----

حسان پریشان سا ہوسپیٹل کے کوریڈور میں یہاں وہاں ٹہل رہا تھا ---- ڈاکٹر کے کہنے پر وہ بلڈ کا انتظام کر چکا تھا اندر احمر کا آپریشن تھا اور باہر حسان اکیلا کھڑا اللہ سے دعائیں کر رہا تھا ----

فلحال وہ گھر بتا کر سب کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا ----

سمیر عابد کو جیل میں بند کر کے اس پر خفیہ ڈیوٹی اور پہرے لگا کر وہ حسان سے ہوسپیٹل کا پوچھ کر پریشان سا اس کے پاس آیا تھا ----

سمیر کو دیکھ کر حسان اس کے سینے سے لگا تھا ---- وہ جانتا تھا کہ دونوں کی ایک دوسرے میں جان بستی ہے ان کی دوستی بے مثال تھی ----

سمیر کی تسلی دینے پر وہ کچھ سنبھلا تھا اب ڈاکٹر کے نکلنے کا انتظار تھا -----

کچھ دیر بعد ان کا انتظار ختم ہوا جب ڈاکٹر باہر آیا اور احمر کی حالت کا بتایا کہ وہ اب خطرے سے باہر ہے ----- گولی نکال لی گئی تھی ---

سمیر اور حسان سن کر بہت خوش ہوئے تھے ----

وہ دونوں اس وقت عابد کے متعلق بات کررہے تھے جب احمر کا فون رنگ ہوا جو کہ حسان کے پاس تھا -----

کہاں ہو احمر ----- وجاہت صاحب کی کرخت آواز گونجی -----

حسان ان کو اس وقت بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا جبھی جھوٹ بولا اور رات دیر سے گھر آنے کا بتا کر وجاہت صاحب کی سنے بغیر کال بند کر دی -----

حسان نے سمیر کو گھر بھیج دیا کہ وہ احمر کے پاس ہے ---- سمیر جانا تو نہیں چاہتا تھا پر سجل کی طبیعت کی پیش نظر وہ حسان سے ملکر اور احمر کو دیکھتا وہاں سے چلا گیا تھا ------

-----------------------------------------

صبح ہوتے ہی درانی مینشن حسان کی فیملی اور ہمدانی ہاؤس کے مکین ہوسپیٹل میں جمع تھے۔۔۔

حسان صبح ہی سب کو پہلے احمر کے گولی لگنے اور پھر خطرے سے باہر ہونے کا بتایا تھا کچھ ہی لمحوں میں سب ہوسپیٹل کے کمرے میں حسان کی کلاس لے رہے تھے اور احمر تکیے پر سر رکھے حسان کی عزت افزائی انجوائے کر رہا تھا۔۔

جبکہ حسان احمر کو سلواتیں سناتا بڑبڑا رہا تھا۔۔۔

وجاہت صاحب کا غصے کا کوئی گراف نہیں تھا۔۔۔ وہ حسان پر طنز کے تیر چلانے کے بعد اب احمر کی جانب متوجہ ہوا تھا جس نے میسنہ سا منہ بنا کر سمیر کو دیکھا تھا۔۔۔

سمیر نے بات گول مول کرکے وجاہت صاحب کو شانت کیا تھا کہ گھر آتے ہوئے ان کا سامنا چوروں سے ہو گیا تھا اور اسی ہاتھا پائی میں گولی احمر کو لگی تھی۔۔۔۔

سمیر کی بات پر جہاں سب ٹھنڈے ہوئے تھے وہیں سب کو غصہ حسان پر تھا کہ اس نے اسی وقت کیوں نا بتایا اور اکیلا ہی احمر کے پاس ہوسپیٹل رہا تھا۔۔۔

حسان بالوں میں ہاتھ پھیرتا سب کی باتوں کا بغیر برا بنائے ماہم کو دیکھ رہا تھا جو شہلا کے پاس کھڑی سجل کے بارے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔

شہلا نے اس کی طبیعت کے بارے بتایا جسے سن کر ماہم بہت خوش ہوئی تھی ----- وہ اپنے چہرے پر حسان کی نظروں کی تپش محسوس کر رہی تھی پر انجام بنی رہی ------

(سمیر سجل سومی اور بوا کو صبح ہی شاہ ولا لے آیا تھا سجل نے بھی ہوسپیٹل آنے کا کہا پر سمیر نے منع کر دیا کہ وہ آرام کرے بعد میں لے چلے گا ساتھ ہی زرش اور برھان کا بھی بتایا کہ وہ ہنی مون پر پر گئے ہیں---- سجل کو بہت خوشی ہوئی تھی کہ اس کی بہن اپنے گھر خوش ہے ------

سجل اس نے ایمان کے بارے پوچھا-----

سمیر نے اسے آج ہی ایمان کے آنے کا بتایا اور اس کے گال پر لب رکھ کر اسے ہداہت دیتا پولیس اسٹیشن آیا تھا اور وہاں عابد کو ناشتہ میں ڈنڈے کھلا کر وہ ہوسپیٹل آیا تھا------)

جانی بڑا خوش ہو رہا تھا نا اب میں بھابھی کو لینے جا رہا بھائی نے کہا ہے ----

حسان مسکراتا احمر کی جانب جھک کر اس کے کان میں بولا----

جبکہ احمر کے ماتھے پر بل پڑے ----

حسی تو ایسا نہیں کرے گا کچھ دن مجھے مولانی کے پاس رہنا ہے ---- احمر مدھم آواز میں غرایا---

جگر میں ایسا ہی کروں گا ----- میری شادی رکوائی تھی تو میں کیسے تجھے بھابھی کے پاس رہنے دوں اگر ماہم تیری بہن ہے تو ایمان میری بہن ہے اور میں اپنی بہن کو اپنے بڑے بھائی کے گھر لے جا رہا ---چل میرا بیٹا اب تو ریسٹ کر ---- حسان نے اس کی گال تھپتھپائ-----

جبکہ احمر نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا اور سمیر کو دیکھا-----

جس نے ائیبرو آچکائی اور پھر پنے سسر سے باتوں میں مصروف ہو گیا----

احمر لب بھینچ کر رہ گیا----

حسی---- اس نے وارننگ کیسے انداز میں حسان کو روکا-----پر حسان جانتا تھا کہ وہ اپنی طبیعت کی پروہ کیے بغیر وہاں جائے گا اس لیے سنی انسنی کرتا وہاں سے چلا گیا-------

ایمان احمر کے ساتھ حسان اور ماہم کو دیکھ کر کافی حیران ہوئی تھی پر اسے زیادہ دیر نہیں لگی جاننے میں کہ حسان شانی ہے وہیں ماہم کو دیکھ کر کافی حیران ہوئی تھی ---پر ماہم نے ایمان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا کر اسے باتوں میں لگا کر اس کے زہن میں سارے پنپتے سوالوں کے جواب اپنے طریقے سے دے کر اسے ریلیکس کر چکی تھی ----

اس کے کچھ دیر بعد وہ دونوں وہاں سے نکل گئے تھے اور احمر ایمان کو ضروری ہدایات دیتا سیکیورٹی سسٹم چیک کر کے اسے اپنے جلد آنے کا کہہ کر چلا گیا تھا کہ سمیر کا بار بار فون آرہا تھا انہیں بوس کا کھیل تمام کرنا تھا جبھی وہ ایمان کے چہرے پر جھکا اور ایک شدت بھری گستاخی کرتا اس کو ہونق بنا چھوڑ کر تیزی سے نکلا تھا----

---

ایمان پھولے منہ سے خفا خفا سی لاونج میں بیٹھی ٹی وی پر کوئی پروگرام دیکھ رہی تھی --- سوچوں کا رخ احمر کی جانب تھا جو گیا واپس آنا ہی جیسے بھول گیا تھا--- لاشعوری طور پر وہ اس کی انتظار میں تھی --کہ وہ یہاں

اکیلے رہ کر تھک چکی تھی ملازمہ نے جیسے اپنا منہ سی رکھا تھا کسی بھی بات کا جواب نہیں دیتی تھی یہ سب احمر کی کارستانی تھی ---- اور اب جبکہ اسے پتا چل چکا تھا شیر دل ہی احمر ہے تو ٹینشن فری ہو گئ تھی پر اب دل سے بھورے بلے کا انتظار کر رہی تھی جسے ایک دن بیت چکا تھا -----

وہ اتنی مگن انداز میں بیٹھی تھی کہ اسے کسی دوسرے وجود کے آنے کی خبر تک نا ہوئی----

حسان نے ایمان کو دیکھ کر گلا کھنکارا تھا ----

حسان بھائی آپ----- ایمان کو دیکھ کر خشگوار حیرت ہوئی----

جی بہنا آپ کا چھوٹا پر آپ سے بڑا بھائی---- حسان دھپ سے صوفے پر گر کر سمیر کے حوالے سے اپنا بتا گیا ----

اس کی بات پر ایمان مسکرا دی ----

اکیلے آئے آپ---- وہ نظریں جھکا کر بولی-----

کیوں چھوٹی چوہیا کسی اور کا انتظار کر رہی تھی کیا ---- حسان نے دانتوں تلے لب دبایا-----

اس کی بات پر ایمان نے گڑبڑا کر نظریں اپر کیے گھورنے کے انداز میں حسان کو دیکھا-----

پکی میری بہن لگ رہی ہو ----- حسان اس کے گھورنے پر چیڑا گیا----

میں آپکی بہن ہی ہوں تو لگ رہی نا------ایمان بھی بہن لفظ پر زور دیتی میدان میں کود پڑی-----

اووووو ہاں مجھے یاد آیا میری ایک بہن بھی تھی --- غالباً وہ تم ہی ہو چھوٹی چوہیا ------

اچھا!!!!! پھر آپ بڑے چوہے ---------ایمان آنکھیں پٹپٹا کر بولی-----

خدا کا خوف کرو لڑکی اپنے بڑے بھائی کو چاہا بول رہی ---- حسان مصنوعی صدمے سے کنگ آواز میں بولا-----میں بتاؤں گا سمیر بھائی کو---

میں نے تو آپ کو چوہا بولا مجھ سے بڑے تو آپ نا---

تم چھوٹی چوہی مجھے چوہا بول رہی ----

جبکہ ایمان اس کی بات پر کھلکھلا اٹھی ------

اس کی کھنکتی آواز ہوسپیٹل میں پڑے احمر کے دل کو سکون بخش گئی تھی ----- مولانی کی آواز سن کر وہ ایک دم فریش ہو اٹھا تھا-----

وہ جتنا ظالم صحیح حسان کی شادی رکوائی پر حسان اتنا ظالم نا تھا اس لیے احسان کرنے والے انداز میں چپکے سے کال ملا ڈالی تھی ---- احمر جو تپا ہوا تھا اس پر اس کی کال کرنے پر فوراً سے اٹھائ ارادہ حسان کی عزت کرنے کا تھا پر مولانی کی خوبصورت آواز پر چونکا تھا اور دم سادھے ان کی گفتگو سننے لگا ------ابھی وہ خود کو مکمل پر سکون کرتا حسان نے کال بند کر دی تھی ---- جبکہ احمر اس کی اس حرکت پر بس گھور کر رہ گیا---- ( تو ایک بار میرے ہاتھ لگ جا حسی )-----احمت نے دانت کچکچائے -----

اچھا پیاری بہنا آپ جلدی سے ریڈی ہو جاؤ ------ حسان نے عجلت دیکھائی----

کیوں بھائی-----

آپ کے لیے سرپرائز ہے ------ میں تب تک چائے پی لوں ---- حسان نے ملازمہ سے چائے کا کپ لیتے کہا-----

جبکہ ایمان سر ہلا کر تیار ہونے کی غرض آپنے کمرے میں چلی گئی ------

------------------------------

حسان ایمان کو گھر چھوڑ کر چلا گیا تھا ---- اب ایمان سمیر کی سینے سے لگی بیٹھی تھی جبکہ اس کی گود میں بیٹھا سومی اپنی پھوپھو کے آنسوں صاف کر رہا تھا ----- سمیر نے ساری بات اپنے طریقے سے ایمان کو بتائ تھی ایمان کو یہ سن کر کافی حیرانگی ہوئی تھی ---- ایک ایک کر کے سمیر نے ساری بات سجل اور ایمان کو بتائی ----یہاں تک کہ نکاح کا بھی بتایا تھا وہ دونوں شوکڈ سی بیٹھی تھی سجل کو یہ صدمہ لگا کہ ایمان کا نکاح کب کیسے ہوا وغیرہ وغیرہ ---جب ایمان نے احمر حسان کے بارے پوچھا کہ آپ کیسے جانتے تب سمیر نے بتایا کہ وہ دونوں آرمی آفیسرز ہے ----- اور یہاں وہ دونوں سر پکڑ کر بیٹھ گئیں تھیں -----

احمر نے ہی سمیر کو میسج کیا تھا کہ آدھا سچ وہ بتا چکا ہے اور آدھا وہ خود بتائے ---- تب سمیر نے دانت پیسے تھے ----کہ وہ اس کی چالاکی نسمجھتا تھا پر خیر سمیر کو بتانا تھا سو اس نے ایک ایک کر کے سوال کرتی اپنی بہن اور بیوی کو دیکھا اور پھر ایک ایک کر کے ان کے جوابات دینے شروع کر دیے------

سمیر نے احمر سے ہوئی ملاقات سے لے کر عابد جوئیہ کو پکڑنے تک سا اسے ے تک ساری بات ان کو بتا ڈالی تھی -----

سجل جو ایمان کے نکاح کا سن کر ناراض ہوئی تھی اب سمیر کی بات سمجھ کر اپنی بہن جیسی نند کے لیے پورے دل سے خوش ہوئی تھی ---وہیں ایمان رو رہی تھی ---- وہ حسان کے ساتھ جیسے ہی گھر آئی سمیر کے سینے سے لگ کر کافی روئ تھی تب سجل بھی بوکھلا گئی تھی ایمان کے رونے کا اسے بھی علم نہیں تھا سوائے سمیر کے وہ روتی ہوئی سمیر سے پوچھ رہی تھی اور سمیر کہاں اپنی بہن کو روتا دیکھ سکتا تھا اس لیے اسے اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھایا دوسری جانب سجل کو اور ساری بات بتا دی----- ان کو سختی سے منع کیا تھا کہ ابھی یہ دونوں باتیں (ایمان کا نکاح اور احمر حسان کا سیکریٹ ) فلحال کسی کو بھی پتا نا چلے----

جبکہ-ایمان کو اب شیر دل اور شانی والے حلیے کی سمجھ آئی تھی --- وہ خوش تھی کہ اس کے دونوں بھائیوں اور شوہر نے اس کی دل و جان سے حفاظت کی تھی ---اور اس عابد کا کو بھی پکڑ ڈالا تھا---- اس کے دل نے بیٹ مس کی تھی ---سب غلط فہمیاں بدگمانیاں پیدا ہونے سے پہلے ہی قتل ہو چکی تھیں ----

سجل کو وہ لمبا چوڑا بھورے بالوں اور بھوری بیئرڈ ،گہری آنکھوں والا یونانی دیوتا اپنی مانو کے لیے پرفیکٹ لگا تھا ---- وہ ایمان کو دیکھ کر مسکرائے جا رہی تھی اور ایمان اس کی معنی خیز مسکراہٹ پر پہلو بدل کر رہ جاتی

-----

تبھی سومی جو سکول سے آیا تھا اپنی پھوپھو کو دیکھ کر اس کی جانب بھاگا----

سومی کو دیکھ کر ایمان فرطِ جذبات سے رو پڑی اور اسے خون میں بھینچے چٹا چٹا چومتی گود میں لے کر بیٹھ گئی----

تبھی سمیر نے ایمان کے سر پر ہاتھ رکھا اور اسے رونے سے روکا----

اور سومی بھی اپنی پھوپھو کے آنسوں صاف کر رہا تھا----

ڈئیر پھوپھو آپ مت روں اب تو ہمارے گھر دو دو پرنسز آنے والی ہیں نا----

ایمان کے آنسوؤں کو بریک لگی اور نا سمجھی سے اپنے بھائی اور بھابھی کو دیکھا----

مطلب----

میری کیوٹ کیوٹ ،میوٹ میوٹ ،سافٹ سافٹ سی بلکل آپکی طرح بہنیں آرہی ہیں نا----سومی اپنی پھوپھو پر فدا ہوتا اس کی چیک کو چھو کر خوشی سے بولا----

جبکہ ایمان کا چہرہ چمکا اور سمیر کی جانب دیکھا----

بھیا بھابھی----!!!!! ایمان نے دونوں نسے پوچھا جو اب مسکرا رہے تھے----

بلکل بھیا کی جان ------ پھر سے پھوپھو بننے والی------

واؤ ماشاءاللہ ----- ہمارے سومی کی کرائم پارٹنرز آرہی ---- ایمان چہک اٹھی اور سومی کے ماتھے پر پیار کرتی سجل سے ملی-----

جبکہ سمیر مطمئین سا اپنے گھر کی رونق کو دیکھ رہا تھا جس کے چہرے کی چمک دیدنی تھی کہ اس نے ایک بار بھی سمیر کے فیصلے یعنی احمر کو غلط نہیں ٹھہرایا تھا اور یہی بات سمیر کی ساری بے چینی اور ڈر کا گلہ

گھونٹ گئ تھی ---- اس کا مطلب ایمان کو کوئی اعتراض نہیں ---- احمر تو ویسے ہی اپنی مولانی کا دیوانہ تھا سمیر نے مسکرا کر سر جھٹکا اور ان تینوں کی جانب متوجہ ہو گیا جو کسی بات پر قہقہے لگا رہے تھے -------

--------------------

احمر ڈسچارج ہوکر گھر آگیا تھا سب نے کسی چھوٹے بچے کی طرح اس کا خیال رکھا ہوا تھا ---- اور حسان وہ تو ہوسپیٹل سے اس کے ساتھ اس کے کمرے میں شفٹ ہو گیا تھا --- احمر نے خوب واویلا مچایا تھا کہ اگر اس کو گھر میں رکھنا ہے تو حسان بھی رہے گا اس کے ساتھ ---- چاہو نچار حسان کو بھی اس کے ساتھ رکنا پڑا تھا کیونکہ وجاہت صاحب نے حسان کو کہا تھا ---- اگر حسان منع کرتا تو احمر نے ایک دن گھر میں نہیں ٹکنا تھا کجا کہ اب دو ہفتے ہونے کو آئے تھے اور وہ آرام سے ٹکا ہوا تھا ماہم سے دونوں فرمائشی کھانے پکوا رہے تھے --- روز کی نئی ڈش ماہم بناتی اور ان کے سامنے پیش کرتی اس دوران حسان کی بے باک نظریں ماہم پر جمیں ہوتی ---- فواد صاحب اور ان کی فیملی کا بھی آنا جانا لگا رہتا تھا--- جازب کی ان دونوں سے خوب دوستی ہو چکی تھی وہ روز رات کو واپسی پر ان سے ہیلو ہائے کر جاتا مقصد احمر کی طبیعت کا پوچھنا ہوتا تھا --- باقی سب بھی دو دنوں بعد آتے جاتے رہتے تھے ----

سب کی کیئر پیار اور ڈانٹ ڈپٹ سے احمر مکمل صحتیاب ہو چکا تھا پر بی جان نے ابھی بھی اس کو سختی سے منع کر رکھا تھا کہ کچھ دن اور وہ آرام کرے احمر نے وجاہت صاحب سے کہا ان کا بھی یہی موقف تھا یہاں تک کہ حسان اور ماہم بھی ان کے ساتھ مل گئے---- ان کا کہنا تھا کہ بڑی مشکل سے یہ اتنے دن گھر میں ٹکا ہے کچھ دن اور بھول جائے ادھر اُدھر جانا ---- جبکہ احمر اب صرف اپنے بڑی اور بھابھی ماں کا

انتظار کر رہا تھا جو پہنچنے ہی والے تھے اور پھر کسی کی نہیں سنی جانی تھی سوائے احمر پر اس کی سوچ غلط ثابت ہونی تھی -----

برھان زرش واپس آرہے تھے اس بات کا صرف احمر کو پتا تھا انھوں نے کسی کو بھی بتانے سے منع کیا تھا

----

احمر کی بے چینی انگ انگ سے چھلک رہی تھی کہ اتنے دنوں سے اپنی مولانی کی سلونی صورت نہیں دیکھی تھی اپر سے احمر کے کسی کال میسج کا جواب تک نہیں دے رہی تھی جبکہ احمر کی حقیقت میں اب بس ہو چکی تھی اسے اس کی مولانی کے پاس جانا تھا اور یہاں ظالم سماج بیچ میں ٹانگ اڑا رہا تھا --- اسے تو رہ رہ کر حسان پر غصہ تھا جو اس کی مدد کرنے کی بجائے باقی سب کے ساتھ مل گیا تھا اس دن کا بدلہ احمر نے حسان کو دو راتیں صوفے پر سلا کر لیا تھا --- (وہ بیچارا نیند میں تھا کہ احمر نے ٹانگ مار کر اسے گرا دیا --- حسان ہڑبڑا کر اٹھا اور خود سے کمبل اٹھا کر بیڈ پر گھورے احمر کو دیکھا اور چپ چاپ صوفے پر چل دیا کہ وہ بھی جانتا تھا احمر کس بات کی بھڑاس نکال رہا --- اگلی رات پھر یہی ہوا تھا اس سے آگے بھی وہ حسان کو فرش کی باہوں میں دھکیلتا کہ حسان نے احمر سے سوری کی تھی جس کی معافی اسے مولانی کی آواز سن کر ملی تھی ---وہ تو اس کی کال نہیں اٹھا رہی تھی تو حسان کی آفر پر اسے معاف کرتا مولانی کی آواز سننے لگا جو دونوں بہن بھائی مزاق کر رہے تھے ساتھ ان کے ماہم بھی شامل ہوچکی تھی جبکہ دوسری جانب موجود ایمان اس بات سے بے خبر تھی کہ احمر اس کی ہر بات سن رہا ہے باتوں کا مرکز احمر بنا ہوا تھا اور ایمان دل کھول کر اپنی بھڑاس نکال رہی تھی ) -----

وہ لاونج میں بیزار سا صوفے پر لیٹا ہوا تھا بی جی جان اس کے پاس بیٹھی تسبیح کر رہی تھی اور وجاہت صاحب ،حسان اور ماہم لڈو کھیل رہے تھے ----

مجھے باہر جانا ہے کچھ کام ہے ---- احمر نے وجاہت صاحب کو کہا--- پر وہ تو ایسے کان بند کر کے بیٹھے رہے جیسے سنا ہی نا ہو----

ڈیڈ اب میں بلکل ٹھیک ہوں یار ------ وہ پھر سے بولا -----

تو----؟؟

تو یہ کہ میں باہر جا رہا----

خبردار جو تم صوفے سے اٹھے بھی تو ابھی آرام کرو نہیں ہو ٹھیک---- بہت مشکل سے تو ان کا بندر ہاتھ لگا تھا وہ بھی اگلا پچھلا سب حساب لے رہے تھے ----

ڈیڈ یار آپ ظالم تو نا تھے ---- احمر چڑ کر بولا---

بیٹا جی میں اب بھی نہیں ہوں ---وہ مصروف سے بولے---

مجھے یونی جانا ہے یار پیپرز کا شیڈول پتا کرنا--- اب کی بار احمر نے نیو بہانہ گھڑا------

وہ میں لے آیا ہوں حسان نے دانتوں کی نمائش کرتے کہا-----

احمر نے کشن اس کی جانب پھینکا جیسے وہ مہارت سے کیچ کر گیا----

آپ لوگ مجھ پر پابندی نہیں لگا سکتے----- احمر کھولتے دماغ سے چبا چبا کر بولا-----

ہم لگا چکے ہیں اتنے دن سے تو تم قید( بقول تمہارے) اور کیا ثبوت چاہیے--- وجاہت صاحب اپنے بیٹے کو تپانے کے لیے مسکرا کر بولے-----

احمر نے بی جی کی طرف دیکھا تو وہ اس کا گال تھپتھپا کر واپس سے اپنے کام میں مشغول ہو گئ-----

بی جی آپ بھی -----!!! احمر نے معصوم بنا کر ان کی گود میں سر رکھا---

ایسا نہیں تھا کہ وہ باہر نہیں جا سکتا تھا مسئلہ یہ تھا کہ گھر والے سائے کی طرح اس سے چپکے ہوئے تھے کہ وہ اس کی کڑی سے کڑی نگرانی کر رہے تھے جن میں نمبر ون پے حسان تھا اور ان کی موجودگی میں چاہ کر بھی نہیں جا سکتا تھا---- رات کے وقت وہ کافی دفع اٹھا تھا پر حسان کوشش ناکام بنا دیتا ----

یہ لو بھئی------ اب تم واپس گھر جاؤ----

یہ کیا انکل آپ نے میری تیسری گوٹی بھی مار ڈالی----- حسان صدمے سے بولا---

ہاہاہاہاہاہا------ جن تو گیا----- ماہم اس کی شکل دیکھ کر قہقہے لگاتی بولی---

مت بھولو ابھی میں زندہ ہوں میری ایک گوٹی تمہارے پیچھے ہے اب بچ کر دیکھاؤ ---- حسان نے دانت پیسے اور جیسے ہی اپنی باری چلی دانے پر دو آئے تھے اس کے ساتھ ہی ماہم بھی اپنا سامنہ لے کر گھر جا کر بیٹھ گئی-----

اور اب قہقہہ حسان کا گونجا تھا-----

اسلام علیکم----!

لاؤنج میں قدم رکھتے ہی وہ دونوں یک زبان بولے----

وعلیکم السلام-----

سب سے پہلے بی جی نے جواب دیا تھا----

سب ان کے یوں آنے پر بہت خوش ہوئے تھے----

ارے بیٹا بتایا نہیں آپ لوگ آرہے -----

ڈیڈ ہم نے سوچا سرپرائز کردیں پر یہاں آکر تو ہم سرپرائزڈ ہو گئے-----

وہ کیسے سب نے تعجب سے دیکھا جبکہ احمر اب صوفے سے سر ٹکائے پڑا تھا کہ اسے اندازہ تھا----

آج احمر گھر پر حیرت------؟؟؟

یہ تو کچھ نہیں بیٹا یہ نالائق تو پچھلے دو ہفتوں سے گھر پر ہے-----

وٹ!!!!!یہ کیسے ممکن--؟؟ برھان زرش کافی حیران ہوئے ---

اور وجاہت صاحب نے ان کو احمر کو گولی لگنے کا بتایا----

وہ دونوں پریشان سے ہو کر اس کی جانب بڑھے ----

جب برھان نے اسے خود میں زور سے بھینچا کہ اس کی آنکھیں نم ہو گئیں -----

بڑی میں ٹھیک ہوں یار بس ان کو بولو مجھے اجازت دیں قید کر رکھا --- احمر نے لگے ہاتھوں اپنا دکھڑا بھی بتا ڈالا تھا ----

نہیں اب تو میرا بھی یہی موقف ہے کل سوچیں گے کچھ، پر آج تو بلکل نہیں کہ یہ وقت ہم سب ساتھ گزاریں گے بڑی مشکل سے ہاتھ آتے ہو---- برھان اس کے بال بگاڑتا بولا--- جبکہ احمر اب کی بار زور سے ان کے گلے لگا تھا-----

تکلیف ہوئی تھی ------ ؟؟؟

آپ نہیں تھے نا اس لیے ہوئی----

اب آگیا ہوں نا تمہارے چہرے پر بارہ بجے نا دیکھو--- برھان نے اس کا گال تھپتھپایا تھا-----

احمر نے زرش کے آگے اپنا سر جھکایا اور ان سے پیار لیا۔۔۔ کچھ ہی دنوں میں وہ زرش کو بلکل زوہیب کی طرح عزیز ہو گیا تھا۔۔۔۔

سب مسکراتے لاونج میں پڑے صوفوں پر بیٹھے اور باتیں کرنے لگے ماہم زرش کچن کی جانب بڑھیں۔۔۔۔ ماہم نے کافی منع کیا کہ وہ لوگ تھک گئے ہوں گے پر زرش بغیر سنے ماہم کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹ کر کچن میں لے آئی تھی ۔۔۔۔۔۔

\-----------------------

رات کے تین بجے کا وقت تھا جب وہ اٹھا اور حسان کو دیکھا جو مزے سے اس کے بیڈ پر پھیل کر سو رہا تھا احمر نے کبرڈ سے اپنی شرٹ نکالیں اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر کھڑکی سے کود گیا۔۔۔کہ اس کی برداشت جواب دے گئی تھی ۔۔۔۔ جب تک مولانی کو محسوس نہیں کرتا دل بے قرار رہنا تھا ۔۔۔۔ وہ اس کی قربت کے لیے تڑپ رہا تھا۔۔۔۔

رات کے اندھیرے میں وہ چور راستے سے جیسے ہی اس کے کمرے میں آیا ایمان اپنے کمرے سے غائب تھی ۔۔۔اور یہ دیکھ کر احمر کو اپنا رہا سہا سکون بھی جاتا محسوس ہوا ۔۔۔۔

اسے مولانی پر بے تحاشہ غصہ آیا دل کر رہا تھا وہ ابھی سامنے ہو اور وہ اپنی تمام شدتیں اس پر نچھاور کرکے اس کے چودہ طبق روشن کر دے۔۔۔۔

وہ جب سے آئی تھی تب سے سومی کے ساتھ اس کے روم میں سوتی تھی ----اور آج وہ تینوں سجل کے میکے رکے ہوئے تھے اور ادھر سے زرش ماہم کو ساتھ لے کر شام میں ہی حمدانی ہاؤس چلیں گئیں تھیں ---- کہ صبح سب نے جازب کی منگنی کرنے جانا تھا جس سے جازب اور رمشا دونوں انجان تھے -----

احمر کو یقین تھا کہ مولانی اس سے پوچھے بغیر نہیں جائے گی --- پر یہاں آکر اسے کا دماغ بھنا اٹھا تھا اور اس کا حساب وہ ایمان سے بہت جلد بے باک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا-----

وہ نہیں پر اس کی خوشبو اس کمرے میں بسی تھی وہ قدم با قدم بڑھا اور پورے استحقاق سے اسکی کی الماری کھولی ایک دلکش مسکراہٹ اس کے لبوں پر رقص ہوئی تھی ---احمر نے ایمان کا سفید رنگ کا دوپٹہ نکالا اور اسے ہاتھ میں بھینچ کر اس کی خوشبو میں گہرا سانس بھرا-----

سائیں ------

اپنی چھوٹی سی جان کی دشمن بن رہی ہو یقین کرو مجھے زرا بھی رحم نہیں آئے گا-----

وہ گھمبیر آواز میں بولا اور اس کا دوپٹہ پکڑے پورے حق سے ایمان کے بیڈ پر اڑا ترچھا دراز ہو گیا اور اس کا دوپٹہ اپنے چہرے پر ڈال کر آنکھیں موند گیا -----

میرے صبر کی برداشت ختم ہورہی ہے مولانی---- تم۔مجھے تڑپا کر اپنے حق میں غلط کر رہی ہو-----

میرا دل تمہاری قربت کے لیے تڑپ رہا ہے اور تم دل کھول کر اسے انگاروں پر گھسیٹ رہی ہو ---

پر یہ آخری بار،، اس کے بعد سے تمہاری آتی جاتی ہر سانس پر میر اختیار ہوگا--- میں تمہاری سانوں کو خود میں قید کر کے دنیا سے غافل کر دوں گا ----

وہ جذب کے عالم میں بولا تھا -----اور ایک گہرا سانس اس کی خوشبو میں بھر کر اپنے رگو پے میں بسایا تھا----

---------------

آج عابد جوئیہ کی ہئیرنگ تھی اسے سزائے موت سنا دی گئی تھی ---- سمیر شاہ سے مار کھانے کے بعد وہ جج کے فیصلے سے خوش ہوا تھا کہ وہ سمیر کی پل پل تڑپانے کے طریقے سے چھٹکارا حاصل کر لے گا---

پولیس وین میں پولیس کی گاڑیوں میں اسے سینٹرل جیل لے جایا جا رہا تھا--- سمیر کو اس کی مسکراہٹ زہر لگی تھی وہ اتنی آسانی سے اسے مرنے نہیں دے سکتا تھا----

سمیر سارا پلین ترتیب دے چکا تھا جبھی گاڑی جھٹکا کھا کر رکی تھی ---

ڈرائیور نے گاڑی خراب ہونے کی اطلاع دی --- سب اہلکار اتر کر سمیر کی جانب آئے تھے تبھی کوئی وین کی جانب بڑھا تھا کہ اچانک سے دھواں سا پھیل گیا---

احمر حسان آسانی سے اپنا کام کرکے جا چکے تھے کہ ٹھیک تین منٹ بعد ایک دھماکہ سا ہوا تھا وین جل اٹھی تھی ---- سمیر اور سب اہلکار اس جانب بڑھے جہاں آگے کے شعلے بلند ہو رہے تھے ---- ایک پراسرار مسکراہٹ سمیر نے سمیر کے لبوں کو چھوا تھا----

------------------------------

اس کی موت کی تصدیق کر دی گئی تھی عابد جوئیہ کی لاش اسی وین سے جلی ہوئی ملی تھی ----

مزید چند سوالات کے جوابات اور ثبوت پیش کرنے کے بعد سمیر کرسی سے اٹھا تھا جبکہ کمال صاحب بس گھور کر رہے گئے تھے --- وہ جانتے تھے عابد جوئیہ کہاں ہے ----

سمیر نے آنکھ ونک کی اور چہرے پر سنجیدہ تاثرات سجائے وہاں سے نکلتا چلا گیا ----

عابد جوئیہ کرسی پر بندھا خوف سے اپنے سامنے کھڑے اس انجانے شخص کو دیکھ رہا تھا جو لہو رنگ آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا -----

تبھی احمر آگے بڑھا اور اس کے منہ پر پنچ مارا تھا ---- دیکھتے ہی دیکھتے ایک ساتھ کئی مکے اس کے چہرے کا نقشہ بگاڑ گئے تھے ---- ہمت کیسے ہوئی تیری کمینے انسان ---- تم نے میری بیوی پر یہ نظریں رکھیں ---- تیری آنکھیں نوچ لوں گا میں ---- احمر جنونی ہوتا اس وقت کوئی پاگل ہی لگ رہا تھا کہ اس نے تین انگلیوں سے اس کی ایک آنکھ پھوڑ ڈالی تھی کہ کمرے میں اس کی دردناک چیخیں گونج اٹھیں----

اس کے کانوں میں بوس کی جملے گونج رہے تھے جو اس نے شیردل سے کہے تھے ----اس وقت وہ جتنی مشکل سے برداشت کرتا تھا آج وہ سارے بدلے لے رہا تھا------

اس زبان سے تونے میری بیوی کا نام لیا تھا ---- احمر نے اس کے چہرے کو دبوچا جو پورا لال ہو چکا تھا --- خون تواتر اس کے چہرے پر بہہ رہا تھا عابد کا ایک ہاتھ اس کی آنکھ پر تھا جس کو احمر نکال چکا تھا ---

اس نے ایک ہی جست سے اس کے کا جبڑا دونوں ہاتھوں میں دبوچ کر پوری طاقت سے دبایا تھا کہ چیخ آئی تھی اور عابد کی زبان اسے کے دانتوں تلے آکر کچل گئی تھی --- عابد کو اپنی موت قریب تر ہوتی نظر ائی ----منہ سے خون ابل کر باہر آرہا تھا ----

جبکہ احمر کی آنکھیں چمکیں تھیں --اسے تکلیف دے کر وہ پراسرار سا مسکرا رہا تھا ----

اس گندے دماغ میں تونے میری بیوی کے لیے غلط سوچا اسے اغوا کرنے کے پلین بنائے احمر نے اس کو بالوں سے پکڑ کر اس کا سر پوری طاقت سے سامنے پڑے ٹیبل پر دے مارا تھا کہ وحشت ناک چیخیں اس پورے سیل میں گونج اٹھیں تھیں ----

ان گندے ہاتھوں سے تونے میری بیوی کو چھوا تھا نا --- اب وہ ماضی کا بدلہ لے رہا تھا اور یہاں اس کی برداشت جواب دے گئی تھی اس نے پوری قوت سے خنجر اسے کے ہاتھ میں پیوست کیا تھا ---

اس کے وجود پر کپکپا طاری ہو گیا تھا اور وہ درد برداشت مسکراتے ہوئے کرسی سے لڑھک گیا -----

حسان ------- اس کی دھاڑ گونجی تھی وہ جو اپنے آفس میں تھا اس کی پکار پر دوڑا چلا آیا ہر سننے دیکھ کر ہونق رہ گیا ---

اس گند کا علاج کرواؤ --- پر یاد سے یہ مرنا نہیں چاہیے---- وہ سرد آواز میں بولا ----

اس کا یہ روپ حسان کو بھی ڈرا دیتا تھا --- بہت کم وہ اس روپ میں آتا تھا اور جب آتا تو دشمن کے چیتھڑے بکھیر رکھتا تھا ----

حسان نے بس سر ہلایا اور باہر کھڑے اپنے آدمی کو اشارہ کیا ----

-------------------------

جازب اور رمشا کی منگنی ہو چکی تھی شادی رمشا کے پیپرز کے بعد طے پانی تھی ----

ان دونوں کو اسی وقت پتا چلا تھا دونوں نے خوب واویلا مچایا تھا پر کسی نے ایک نا سنی اور ان کی منگنی کروا دی ----

جازب کے دل میں لڈو پھوٹ رہے تھے کہ وہ رمشا کو نوکر بنائے گا تو دوسری جانب رمشا اسے خونخوار نظروں سے گھورتی آگے کا پلین بنا رہی تھی ----

ایک دوسرے کو رنگ پہناتے وقت دونوں نے زور سے ایک دوست کے ہاتھوں کو مروڑا تھا ---- دونوں کی آنکھوں میں واضح چیلنج تھا -----

ان دنوں زوہیب اور شہلا بھی ہنی مون سے ہوکر آگئے تھے ---- دونوں میں پہلے سے بھی زیادہ محبت ہو گئی تھی ----

شہلا زوہیب کے رنگ میں رنگ چکی تھی اور بہوں کی ساری زمہ داریاں سنبھال لیں تھیں--- ان دنوں وہ کھانا بنانا سیکھ رہی تھی ----

-------------------

ایمان زرش اپنے پیپرز میں مصروف تھیں ----

آج ان کا لاسٹ پیپر تھا-----

ایمان نے پوری طرح احمر کو اگنور کیا ہوا تھا---- احمر روز اسے کال کرتا میسج کرتا پر ایمان کی طرف سے مکمل چپ تھی----

جب سے وہ ہوسپیٹل سے گھر آیا تھا ایمان سے ایک بار بھی نہیں ملا تھا---- پر صبر کر گیا کہ ایمان اپنے پیپر دے لے وہ جانتا تھا اس کا کافی ہرج ہوا ہے پڑھائ میں اس لیے وہ اسے وقت دے رہا تھا----

برھان نے زرش کے پیپرز کی تیاری کروائی تھی ---- زرش کبھی سو جاتی تو کھینچ کر اسے اٹھاتا اور اپنے سینے سے لگائے اس کو پیپر یاد کرواتا---

ماہم کے فائنل ائیر کے ایگزیمز ان سے پہلے ہو چکے تھے اس لیے وہ بلکل فری تھی ---- اور آج کل ہیکنگ سیکھ رہی تھی------

احمر اور حسان جوکہ یونیورسٹی میں سٹوڈنٹ بن کر گئے ہوئے تھے کہ وہاں پر عابد جوئیہ کے آدمی تھے جو لڑکیوں کو اغوا کرتے تھے ---- ایمان کی تصویر اس کے آدمی نے عابد کو دیکھائی تھی تو وہ پاگل ہو چکا تھا اور اس طرح وہ لوگ ایمان پر نظر رکھے ہوئے تھے اور ان پر احمر کی نظریں تھیں وہیں سے اسے پتا چلا تھا اور وہ لوگ شیر شانی بن کر اس سے ملے تھے -----

اب ان کا کام ختم ہو گیا تھا تو وہ لوگ واپس اپنی ڈیوٹی جوائن کرنے والے تھے چیف نے انھیں چار مہینے کی چھٹیاں دیں تھیں اس کے بعد وہ ایک اور بہت اہم مشن کے لیے جانے والے تھے ----

احمر کی مشکو حرکتوں سے وجاہت صاحب کافی پریشان تھے جب کمال صاحب نے سب کو ان تینوں کے بارے بتا دیا تھا--- سب کافی حیران ہوئے تھے---- وہ جو احمر کو نکما کہتے تھے کہ فخر محسوس کر رہے تھے

----

برھان کو احمر پہلے ہی بتا چکا تھا اس لیے وہ اپنے ڈیڈ کے سامنے اسکی طرف داری کرتا تھا جب وجاہت صاحب کو معلوم ہوا تھا تو وہ خوب ناراض ہوئے تھے بعد میں دونوں بیٹوں کے منانے سے مان راضی بھی ہو گۓ تھے

-----

------------------

شہلا کچن میں کھڑی کھانا بنا رہی تھی کہ ایک دم سے سر گھومتا محسوس ہوا ----

سمرینہ بیگم جو ابھی کچن کی آئی تھی اس کو سر تھامے دیکھ پریشانی سے س کی جانب بڑھی ---

شہلا کیا ہوا---

پتا نہیں امی میرا سر ---- وہ چکراتے سر سے بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑی ---

زوہیب جازب---- جلدی آو---- باقی سب لاونج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ سمرینہ بیگم کی پریشان آوز پر اس جانب بڑھے ---

کیا ہوا شہلا کو ----- زوہیب پریشان سا بولا---

اور فوراً سے جھک کر اسے باہوں میں اٹھایا۔۔۔

جازب نے جلدی سے ڈاکٹر کو کال کی تھی ۔۔۔۔

وہ سب اس کے کمرے کی جانب بڑھے ۔۔۔۔

کیا ہوا ڈاکٹر۔۔۔۔ وہ اور جازب ڈاکٹر کی جانب بڑھے جو مسکرا رہی تھی ۔۔۔۔

شی از فائن۔۔۔۔ ڈاکٹر اطمینان سے بولی ۔۔۔

کیا مطلب ہے آپ کا وہ بے ہوش پڑی ہے اور آپ کہہ رہی شی از فائن۔۔۔۔ زوہیب کڑے تیوروں سے بولا۔۔۔

ڈاکٹر بتائیں کیا ہوا میری بہن کو ۔۔۔ جازب بھی غصے سے بولا۔۔۔

جبکہ ڈاکٹر پریشان ہو گئی۔۔۔۔

مبارک ہو آپ کو مسٹر حمدانی آپکی ۔۔۔۔۔۔

کیا مطلب آپ کا میری بیوی بیمار ہے اور آپ مبارک دے رہی ہو ۔۔۔ زوہیب انہتائی طیش میں دھاڑا۔۔۔۔

جبکہ اس کی ماں اور تائ جو کب سے خاموش کھڑی تھیں بول پڑیں۔۔۔۔

تم چپ۔کر جاؤ پہلے پوری بات تو سن لو ۔۔۔۔ انھوں نے جھاڑ پلائی ۔۔۔۔

ڈاکٹر نے زوہیب کو نظر انداز کیے ان دونوں خواتین کو بتایا۔۔۔

آپ کی بہوں پریگننٹ ہے --- ویکنس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی تھیں میں نے انجیکشن لگا دیا اور یہ کچھ میڈیسن ہیں جو آپ نے ان کو دینی ہیں -----

سب کی چہرے خوشی سے کھل اٹھے تھے --- زوہیب کی آنکھوں کی چمک دیدنی تھی وہ فوراً نسے اندر بڑھا جہاں شہلا لیٹی ہوئی تھی ---

باقی سب نیچے چلے گئے -----

زوہیب آرام سے شہلا کے پاس لیٹا اور اس کی پیشانی پر اپنا لمس چھوڑا--- جو زردی مائل رنگت لیے لیٹی ہوئی تھی---

تھینک یو مائی لو اتنی بڑی خوشی دینے کے لیے ----- وہ سر گوشی میں اس کے کان میں بولا اور آہستہ سے اس کے گرد حصار باندھ کر اس پر جھکا شہلا کے نقش کو جابجا اپنے لمس سے معتبر کرنے لگا -----

اپنے چہرے پر دہکتی سانسوں اور وزن سے اس نے اپنی آنکھیں کھولیں----

زوہیب -------

شہلا اس کی جسارتوں سے سرخ پڑتی بولی----

مبارک ہو جان ----- زوہیب گھمبیر آواز میں بول کر اس کے بالوں میں چہرہ چھپایا----

کیسی مبارک----- شہلا نے حیرانگی سے پوچھا----

زوہیب نے چہرہ اس کے بالوں سے نکالے مخمور نگاہوں سے اسے دیکھا ----

اس کے لبوں پر شریر سی مسکراہٹ دوڑ رہی تھی ---

میرے تنگ کرنے کا اجر ----- وہ بے باکی سے بولا---

جبکہ شہلا سرخ پڑتی کچھ معاملہ سمجھ چکی تھی----

مجھے مبارک نہیں دو گی ---- زوہیب نے انگوٹھے سے اس کا گال سہلایا--

مطلب----- شہلا نے اٹکتے پوچھا ----

زوہیب نے ہاتھ اس کے پیٹ پر رکھا کہ شہلا یکدم کان کی لو تک سرخ پڑی -----

ہمارے بے بی کی مبارک ---- زوہیب اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بوجھل آواز میں بولا-----

آپ کو بھی مبارک ہو --- شہلا کہہ کر لب دانتوں میں دبا کر اسے دیکھنے لگی--- جو خشمگین نظروں سے اسے دیکھتا اس پر مکمل جھک کر اسے پر قابض ہوتا فرار اور مزاحمت کی تمام راہیں مسدود کر گیا تھا---

------------------------

شاہ ولا کے مکین بڑے سے لاونج میں بیٹھے تھے جہاں ایمان اور سومی زورو شور سے سمیت کر مری چلنے کا کہہ رہے تھے---

ایمان کے پیپر ختم ہوئے تھے اتنے دنوں سے دیو کی قید میں تھی پھر پیپرز نے قید کر لیا تھا--- اب اس کا بہت دل تھا گھومنے جانے کا---

پلیز بھیا مان جائیں نا----- ایمان منہ بسورتی بولی---

ڈیڈ مانا جائیں نا ،،،پھوپھو دیکھنا ڈیڈ مان جائیں گے ---- سومی نے اسے تسلی دی ----

پر بیٹا مجھے چھٹیاں نہیں ملیں گی اور سجل کی بھی طبیعت ٹھیک نہیں --- سمیر نے بہانہ گھڑا-----

میں ٹھیک ہوں سمیر اور میرا بھی بہت دل ہے پر فضا مقام میں جانے کو--- سجل نے جھٹ سے کہا ----

سمیر نے دانت پیسے-----

مجھے چھٹیاں نہیں ملیں گی ----

آخری کوشش کی کہ وہ سجل کی طبیعت کی پیش نظر نہیں جانا چاہ رہا تھا----

بھیا پھر میں اور سومی چلے جاتے ہیں نا ساتھ زرش اور رمشا بھی ہوں گی ---- ایمان نے کہا ---

بیٹا میں ایسے اکیلے آپ کو نہیں جانے دے سکتا ---- سمیر نے ایمان کی من موہنی صورت دیکھ کر کہا ----

پلیز بھیا------ پلیز پلیز----

اوکے سمیر نے ہتھیار گرا دیے تھے----

دفعتاً احمر کی آواز گونجی۔۔۔کوئی کہیں نہیں جائے گا۔۔۔۔ شادی کے بعد اپنے شوہر کے ساتھ گھومنا پھرنا

۔۔۔۔۔

بھاری سخت آواز پر ایمان کی سیٹی گم ہوئ۔۔۔۔۔

جبکہ سومی دوڑ کر احمر کے گلے لگا۔۔۔۔

چاچو۔۔۔

میرا بچہ ۔۔۔۔۔۔

احمر نے اس کے بال بگاڑے اور ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔۔

اس کی اور سومی کی دوستی مینشن میں ہی ہوئی تھی وہ اکثر مینشن آتا تھا تو زرش اسے اپنے پاس روک لیتی اور یوں دونوں میں دوستی ہوگئ تھی ۔۔۔۔

ایمان سانس روکے اس کو دیکھ رہی تھی جو سنجیدہ سا کافی پیارا لگ رہا تھا ۔۔۔۔

یہ لو اپکی فیورٹ گیم ۔۔۔۔

احمر نے اس کو گیم پکڑائی جسے لے کر وہ احمر کا گال چوم کر تھینکیو بولتا اپنے کمرے میں چلا گیا ۔۔۔۔

احمر ایمان پر نظریں گاڑھے آگے بڑھا جو وائٹ لونگ شرٹ اور وائٹ ٹراؤزر میں ریڈ کلر کا دوپٹہ سر پر لیے نظریں جھکائے بیٹھی تھی ---

یہ سمیر سجل کے سامنے ان کی پہلی ملاقات تھی ---

وہ قدم با قدم چلتا اس کے پاس آیا ---- ایمان کا دل کانوں میں دھڑک رہا تھا----- جبھی وہ ایک گہری نظر اس پر ڈال کر آگے بڑھ کر سمیر کی جانب آیا اور اسے گلے ملا-----

سجل ایمان کی حالت دیکھ کر مسکراہٹ دبا رہی تھی وہ اس کے بہت قریب آکر ساتھ بیٹھی سجل کے آگے تھوڑا سا جھکا-----

اسلام علیکم بھابھی ----- احمر نے سر سجل کے سامنے جھکایا کر پیار لیا---

واعلیکم السلام ------ کیسے ہو-----

میں ٹھیک بھابھی آپکی طبیعت کیسی ہے ---

جی اللہ کا شکر ہے----

سجل نے مسکرا کر کہا اور ایمان کے پاس بیٹھ گئی جبکہ احمر سمیر کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا ----

اوو ہو کسی سے رہا نہیں گیا پیپر ختم ہوتے ہی فوراً پہنچ آیا--- سجل نے ایمان کو چھیڑا----

ایمان کا دل سپیڈوں سے دھڑک رہا تھا ---

نا کریں بھابھی -----

کیا نا کروں بھئیئ--- جیسے اس کے انداز لگتا جلدی ہے رخصتی کروا لے لگا ----

جبکہ ایمان سرخ ہوتی وہاں سے اٹھنے لگی ---

وہ جو دونوں کسی اہم کیس کے متعلق ڈسکس کر رہے تھے ایمان کو اٹھتے دیکھ احمر کے ماتھے پر بل پڑے

----

ایک اور ضروری بات کرنے آیا تھا میں ---- مجھے اب ایمان کی رخصتی چاہیے----

وہ ایمان پر نظریں جمائے بولا--- ایمان کے بڑھتے قدموں کو بریک لگی ------

ہمم اس بارے ایمان کی مرضی جاننا پڑے گی --- سمیر نے ایمان کو دیکھ کر کہا ----

مانو گڑیا-----

وہ جو یہاں سے بھاگنے کے پر تول رہی تھی سمیر کی پکار پر کی ---

جی-----

تم کیا چاہتی ہو -----

ایمان نے احمر کو دیکھا جو وارننگ دیتی نظروں سے اسے گھور رہا تھا کہ اس کے جواب کا احمر کو علم تھا ---

نکاح ہو چکا ہے اب رخصتی کرنی ہے تو رائے کیسی --- احمر نے بھاری آواز میں کہا----

ایمان اس کی نظروں سے ہراساں ہو کر سمیر کی جانب بڑھی ----

بھیا مجھے شادی نہیں کرنی ---- ایمان سوں سوں کرتی سمیر کے سینے سے لگی بولی---

جبکہ احمر کا تو دماغ ہی گھوم گیا تھا اس کی نا پر---

تصحیح بیگم رخصتی بولو اور تمہاری نا کی کوئی گنجائش نہیں ----- وہ بھی بگڑے تاثرات لیے چبا چبا کر بولا----

تمہیں بھی تصحیح کرنے کی ضرورت ہے --- بیگم نہیں منکوحہ بولو---- سمیر بھی سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے اس کو دیکھ کر کر بولا---

منکوحہ ہے بیگم بھی بن جائے گی بس آپ رخصتی کا انتظام کریں ----احمر دل جلا دینے والی مسکراہٹ پاس کرتا بولا جبکہ نظریں ایمان پر ٹکیں تھیں---

تم میرے ہی سامنے میری بہن پر رعب جھاڑو گے --- احمر درانی------!!!

آپ کی بہن میری بیوی ہے سالے صاحب----

میں نے رخصتی نہیں دی اور نا دوں گا ---- سمیر سرد آنکھوں سے وارن کرتا بولا---

کل تک ، صرف کل تک کا وقت سالے صاحب، سوچ کر کوئی آس پاس کی ڈیٹ رکھیں ورنہ ----------

بیوی تو میں اپنی لے جاؤں گا چاہے آپکی رضامندی شامل ہو یا نہیں ---- احمر نے سمیر کو جلانے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی ----

بسسسس------ بہت ہو گیا ---- بھیا مجھے نہیں جانا اس کے پاس اور نا ہی کوئی رخصتی ہوگی ----- ایمان تیزی سے کہہ کر وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی---- پر جان بوجھ کر وہ احمر کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا چکی تھی جو سرخ نگاہوں سے اس کی پشت تکتا جبڑے بھینچ گیا-----

تمہارا دماغ سیٹ کر لیتا ہوں میں ---- وہ بڑبڑایا----اس سے کہاں برداشت تھا کہ اس کی مولانی اب پل بھی اس سے دور رہے اور وہ ہے کہ رخصت ہونے سے انکار کر رہی ----احمر کا غصے سے برا حال تھا---

سن لیا نہیں کرنا چاہتی میری بہن کوئی رخصتی---- سمیر شان سے سفید شلوار قمیض میں کندھوں پر آف وائٹ شال لیے ٹانگ پر ٹانگ جمائے احمر سے بولا----

آپ کی بہن کا دماغ ہل گیا ہے شاید، پر میں ٹھکانے پر لگا دوں گا آپ جلد از جلد میری بیوی میرے ساتھ رخصت کرنے کی تیاریاں کریں کل آئے گی میری فیملی سارے معاملات میری منشا کے مطابق طے ہونے چاہیں -----وہ بھی سمیر کو حکم دیتا بلیک سوٹ پہنے کف کہنیوں تک فولڈ کیے بھورے بال پیشانی پر

بکھرے تھے سنجیدہ سا انتہا کا ہینڈسم لگ رہا تھا -----کہ سمیر کی گھوریوں کی پرواہ کیے بغیر شان سے چلتا اس کو حکم صادر کرتا باہر کی جانب بڑھا-----

وہ دونوں ایسے ہی تھے ---- ایک پل میں گہرے دوست اور بھائی تو دوسرے پل میں رقیب ---

اس کی ہٹ دھرمی اور زدی پن سے سمیر اچھی طرح واقف تھا ---وہ جو کہتا ویسا ہی کرتا تھا ----

سب اسے ایمان کو راضی کرنا تھا ---- ورنہ اس کا الزام اس خود سر اکھڑ مزاج نے اسے ہی دینا تھا ----

جبکہ سجل جو کچن سے نکلتے وقت ان کے گفتگو اور انداز دیکھ اور سن چکی تھی ہونقوں کی طرح کبھی سمیر تو کبھی جاتے احمر کو دیکھ رہی تھی -----

سمیر -----

اس کی پکار پر اس نے دیکھا ----

یہ سب ----

تم نہیں سمجھو گی چلو آؤ کمرے میں چلیں ---- سمیر گھمبیر آواز میں بولا اور سجل کے لبوں کے چھو کر اسے اپنے حصار میں لیے کمرے میں چلا گیا ----

-------

برھان آفس سے گھر آیا سب لاونج میں بیٹھے تھے اس نے کسی کی تلاش میں نظریں دوڑائیں پر وہ نظر نا آئی----

جا پتر فریش ہو جا---

ہمم ٹھیک ہے بی جی ---

وہ جیسے ہی کمرے میں آیا زرش کہیں نا دیکھی ----

برھان نے اسے آج اپنے جلدی آنے کا کہا تھا کہ اتنے دنوں سے وہ اس کو ٹائم دے رہا تھا اور آج تو بالکل اس دوری پر آمادہ نہیں تھا ---- اور یہ بات وہ زرش کو پہلے پیپر والے دن بتا چکا تھا --- اور آج صبح بھی تو کہہ کر گیا تھا کہ وہ اس کے لیے اچھا سا تیار ہو -----

وہ پرسوچ انداز میں ڈریس لے کر واشروم بند ہو گیا کچھ دیر بعد فریش سا باہر آیا--- زرش اب تک روم میں نہیں آئی تھی ----

برھان بال سیٹ کر کے نیچے آیا ----

بی جی زرش کہاں ہے ----

اس کا صبر جواب دے چکا تھا جبھی پوچھ لیا---

پتر وہ تو گھر گئی ہے ---- کہہ رہی تھی تجھ سے پوچھ کر کچھ دنوں کے لیے رکنے جا رہی ہے ----

جبکہ برھان کو اس کی حرکت پر تپ چڑھی تھی ----

جی بی جی پوچھا تھا مجھے یاد نہیں رہا -----

برھان بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنے اندر اٹھتے غصے کے ابال پر لب بھینچ کر کنٹرول کرنے لگا---

بھائی چائے----رمشا نے کہا---

نہیں گڑیا رہنے دو مجھے کچھ ضروری کام ہے ---- وہ کہہ کر گاڑی کی کیز لیتا جلدی سے نکلا ---

چہرہ حددرجہ سنجیدہ تھا کہ بی جی نے روکنا مناسب نا سمجھا اور وہ تن فن کرتا طیش کے عالم میں حمدانی ہاؤس کی جانب گاڑی موڑ گیا----

دس منٹ کے اندر تیار ہوکر باہر آؤ----میں پہنچ رہا ہوں --- اس نے تحکم بھرے انداز میں میسج کیا ۔

وہ جو شہلا کے پاس بیٹھی باتوں میں مگن تھی جبکہ دل میں ایک انجانا سا ڈر بھی تھا کہ نجانے برھان کیسا ری ایکٹ کرے ---- دفعتاً فون کی بجتی بپ نے اس کی توجہ کھینچی ----

زرش نے فون اٹھایا تو لائف لائن کا میسج جگمگا رہا تھا---- اس نے دھڑکتے دل سے میسج کھولا اندر لکھا اس کا تحکم بھرے انداز میں لکھا میسج اس کے اوسان خطا کر گیا--گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ میں پکڑے کپ سے چائے چھلک کر اس کے کپڑوں پر گری ----زرش کے ماتھے پر پسینے کی ننھے قطرے چمکنے لگے تھے ----

وہ کیسے بھول گئی تھی کہ برہان اسے بخش دے گا یہ حرکت کر کے اس نے برہان کے جنون کو بھڑکا ڈالا تھا ---- کتنی چاہت سے وہ اسے اپنے لیے تیار ہونے کا کہہ کر گیا تھا اور زرش اس کی لو دیتی نظروں اس کے جنون اس کی محبت سے گھبرا کر میکے آگئ تھی -----

کیا ہوا زرش طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری---- شہلا سیب کا ٹکڑا میں میں رکھ کر بولی--- تعجب سے اس کی گھبرائ ہوئ رنگت دیکھی تھی----

ہا ہاں ٹھیک ہوں ---- وہ اپنی پیشانی پر آیا پسینہ صاف کرتی بولی--- اب کیا بتاتی کہ دن با دن برہان کی بڑھتی جسارتوں اس کی معنی خیز نظروں اور اس کے لمس سے وہ کس قدر بوکھلا جاتی تھی --- وہ برہان کو پسند کرتی تھی اس کی خواہش تھی کہ برہان کے دل پر راج کرے اور جب اس کی مراد برلائ وہ بڑے دھڑلے سے اس کے وجود اس کی روح تک میں اتر کر اسے اپنی شدتوں سے آگاہ کرتا اسے گھرانے پر مجبور کر دیتا تھا--- اس کا یہی جنون بھرا لمس کی شدت سے زرش روہانسی ہوجاتی تھی ----

تو گھبرا کیوں رہی ہو -----

کک چھ نہیں بھابھی وہ برہان لینے آرہے تو---- وہ فون ٹیبل پر رکھتی ہلکا سا مسکرا کر بولی----

ارے تو اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے ---- وہ اس کی پریشان صورت دیکھ کر بولی---

وہ وہ بھابھی انہوں نے منع کیا تھا کہ آج میں کہیں نا جاؤں --اور میں بنا بتائے آگئی --- وہ انگلیاں مروڑتے بولی-----

جبکہ اس کی بات سمجھ کر شہلا معنی خیز سا مسکرائی----

اوو تو یہ بات ہے پھر تو تمہیں نہیں آنا چاہئے تھا آخر کو برھان بھائی کو اتنے دن بعد تو اپنی بیوی سے رومانس------

شہلا نے بات ادھوری چھوڑ کر اس کا سرخ چہرہ دیکھا جو نچلا لب کچل رہی تھی ----

وہ ناراض ہوں گے ---- زرش ممنائی---

تو مناؤ نا-----

کیسے ----؟؟؟

دیکھو ایسے موقع پر جیسے بندھ باندھے جاتے وہ میں تمہیں بتاتی ہوں ------ زرش جیسے جیسے سنتی گئی کانوں سے دھواں نکلنے لگا تھا----

نہیں بھابھی مجھ سے یہ نہیں ہوگا---- وہ گھبرا کر اٹھی ---

تو پھر تمہاری بچت نہیں ہے آج---- شہلا کندھے آچکا کر ویسے ہی سیب کھانے لگی---- کہ زوہیب کو انہیں طریقوں سے روکنے کی کوشش کرتی تھی پر وہ الگ بات اس کا زوہیب پر الٹا اثر پڑتا تھا اور وہ بس گھور کر رہ جاتی ----

بھابھی پلیز آپ برہان کو منع کردیں ----

یہ تم میاں بیوی کا مسئلہ ہے میں بیچ میں پڑوں گی تو تمہارا شوہر اور ناراض ہوجائے گا ---- چلو شاباش جاؤ اب تیار ہو وہ پہنچنے والا ہوگا--- شہلا اس کی حالت سے محظوظ ہوتی شرارت سے بولی زرش پیر پٹخ کر اندر چلی گئی-----

میں کیوں ڈر رہی ہوں بس گھر ہی تو آئی ہوں اتنے دنوں سے نہیں آئی تھی اور ویسے بھی بی جی ڈیڈ کی اجازت سے آئی ہوں ----

وہ بڑبڑاتی تیار ہونے لگی اور خود کو آنے والے وقت کے لیے تیار کرنے لگی ---- اس کی ساری دلیلیں دھری رہ جاتی تھی یہ سوچ کر اس کا دل زور سے دھڑکا تھا-----

پھر سے بپ بجی تھی --- زرش نے کانپتے ہاتھوں سے میسج اوپن کیا ----

تو برہان کا میسج جگمگا رہا تھا---

نیچے آؤ-----

زرش حواس باختہ سی میسج دیکھے لب کچلنے لگی اس نے بے دردی سے لب کو دانتوں تلے کچلا تھا کہ دانتوں کے نشان واضح پڑ گئے تھے----

وہ تیزی سے اپنا ہینڈ بیگ اور فون لے کر باہر آئی---

ارے بیٹا کہاں جا رہی ہو۔۔۔۔ اس کو تیزی سے زینے اترتے دیکھ سمرینہ بیگم بولی

وہ مام برھان باہر آئے ہیں لینے ۔۔۔۔

اتنی جلدی۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو آئی ہو ۔۔۔

جبکہ زرش ان کی بات پر سٹپٹائی تھی ۔۔۔

وہ مام ہم نے ان کے دوست کی طرف جانا تھا آج میں بھول گئی تھی اس لیے لینے آئے ہیں ۔۔۔۔۔ زرش جھوٹ بول کر جلدی سے پاس آئی اور سمرینہ بیگم کے گلے میں جھول گئی۔۔۔

اچھا تو اندر تو بلاؤ بچے کو۔۔۔۔

مام ابھی جلدی ہے وہ نہیں آئیں گے ۔۔۔ اوکے مام میں پھر آؤں گی ۔۔۔ وہ سمرینہ بیگم کا گال چومتی باہر کی جانب بڑھی ۔۔۔

آگئے آپ کے میاں جی ۔۔۔۔

شہلا شرارت سے بولی۔۔۔

جبکہ وہ گھور کر آگے بڑھ گئی گیٹ کے باہر وہ اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے اسی کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

زرش کو آتا دیکھ فوراً سے ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ہوا۔۔۔

زرش مرتی کیا نا کرتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی فرنٹ ڈور کھول کر بیٹھی ۔۔۔

وہ چور نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جس کا چہرہ سنجیدہ سا تھا کہ اس کے بیٹھتے ہی گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا

---- سارا راستہ دونوں میں معنی خیز سی خاموشی تھی -----

وہ سوچوں میں اس قدر محو تھی کہ گاڑی کے جھٹکا کھا کر رکنے سے ہوش میں آئی-----

برھان سیٹ بیلٹ کھولے اسے نظر انداز کرتا مینشن کے اندورنی حصے کی جانب بڑھ گیا----

ارے بیٹا کہاں گئے تھے --- بی جی برھان کو آتا دیکھ بولی----

آپ کی بہو کو لینے---- وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر بی جی کے ساتھ بیٹھا اور سر ان کی گود میں رکھ لیا---

تبھی زرش وہاں آئی----

ارے پر کیوں کچھ دیر پہلے ہی بچی گئی تھی ----

آپکی بچی نے کہا کہ مجھے لے جاؤ میرا یہاں دل نہیں لگ رہا یقین نہیں تو پوچھ لیں---- برھان اس کے حیران چہرہ کو دیکھتا گمبھیر آواز میں بولا جبکہ آنکھوں میں شرارت تھی ----

جبکہ زرش بس آنکھیں چھوٹی کیے گھور کر رہ گئی----

یہ تو اچھی بات ہے ہماری بچی کا ہمارے سوا دل نہیں لگتا---- بی جی پیار سے بولیں----

کھانا لگوائیں بی جی بھوک لگی ہے -----

جاؤ بیٹا کھانا لگاؤ---بی جی نے زرش سے کہا

زرش برھان کی نظروں سے خائف ہوتی ہینڈ بیگ صوفے پر رکھے کچن میں چلی گئی---

----

دو سیکنڈ میں روم میں آؤ----برھان کا آج بخشنے کا کوئی موڈ نہیں تھا اس لیے ڈنر کرنے بعد سرگوشی میں زرش کو باور کرواتا سیڑھیاں پھلانگتا روم میں بند ہو گیا---

احمر ڈنر کر کے باہر نکل گیا جبکہ بی جی وجاہت صاحب اپنے کمروں میں چلے گئے--- ماہم اور زرش رہ گئی تھیں ----

جبھی اس کا فون جگمگانے لگا حسان کالنگ دیکھ کر وہ باہر لان میں نکل گئی----

اب زرش تذبذب کا شکار انگلیاں چٹخا رہی تھی --- ایک گہرا سانس بھر کر ملازمہ کو برتن سمیٹنے کا کہہ کر خود دھڑکتے دل اور سرخ چہرے سے کمرے کی جانب بڑھی -----

اس نے جیسے ہی دروازہ دھکیلا برھان بالکنی میں کھڑا شاید اسی کا انتظار کر رہا تھا-----

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی----

برھان ---- آواز اتنی مدھم تھی کہ وہ بھی بمشکل سے سن پایا تھا---اس کی آواز میں واضح ڈر تھا-----

برھان ایک ہی جست میں پلٹا اور اس کو بازوؤں سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ پن کیا----

کس سے پوچھ کر گئی تھی---- وہ دھاڑا تھا---اس کے جارحانہ تیور دیکھ کر زرش کی سانس سینے میں اٹکی ----

وہ میں مام ڈیڈ---- زرش سہمی نظروں سے بولنے کی سعی کرنے لگی ----

آج ----- آج ہی کیوں زرش ---- میں نے کیا کہا تھا تم سے ----- برہان سرد آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا ---

وہ میں ڈر گئی تھی ---اس کے اپنی باہوں کی گرفت میں وہ آنکھیں میچے بولی تھی -----

برہان کا سارا غصہ سواہ ہوا تھا---- آنکھوں میں جزبات کی سرخی پھیلنے لگی تھی ----- وہ اس کے مزید قریب ہوا تھا---

کیوں ---- کس سے---- مجھ سے ---- میرے پیار سے ،،،میرے شدت بھرے انداز سے ---- یا میری جنونیت سے ----- وہ ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر جزبات سے بوجھل آواز میں بولا--

جبکہ زرش کا تنفس بکھرنے لگا تھا --- برہان کی گرم سانسوں کے تھپیڑے اس کے چہرے سے ٹکرا کر اسے سرخ اناری کر گئے تھے -----

اس کو بولتے نا دیکھ برہان نے اس کی کمر پر دباؤ ڈالا----

س سب سے ---- وہ اس کی شرٹ کو مٹھی میں جکڑے کپکپاتی آواز میں بولی-----

لگنا بھی چاہئے اتنے دنوں سے تم کو بخشا ہوا تھا آج میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ----

وہ کہہ کر اس کی گردن پر دیوانہ وار جھکا تھا ---- جبکہ زرش نڈھال سی دیوار کے ساتھ لگے اسکے رحم و کرم پر کھڑی تھی ----

جبھی برھان نے دوپٹہ اس کے گلے سے کھینچ کر فرش پر پھینکا اور اس کو باہوں میں اٹھائے بیڈ کی سمت بڑھا تھا----

تم مجھ سے بھاگ رہی تھی زرش --- میرے جنون سے بھاگ رہی تھی --- تم نے یہ غلطی کرکے میرے جزبات کو اور بھڑکا دیا ہے میری شدتوں میں اضافہ تمہاری مجھ سے چھپنے کی کوشش نے کیا ہے --- اب مجھے میرے جنون اور میری شدتوں کو برداشت کرنا تم پر فرض ہو گیا ہے --- جتنا دور جاؤ گی میں اتنا تمہارے قریب آؤں گا اتنا کہ ہمارے درمیان بال بھر کی مسافت بھی باقی نہیں رہے گی ---- وہ اسے بیڈ پر لٹا کر اسے اپر گھٹا کی طرح چھایا اس کے کان میں سرگوشیاں کرتا مکمل اس پر قابض ہوتا اس کی سانسوں کو خود میں قید کیے فرار کی راہیں مسدود کرگیا اسے خود میں بھینچ کر اپنے جنون کی داستان رقم کرتا چلا گیا اور زرش بغیر مزاحمت کے اس کے حصار میں بکھرتی چلی گئی تھی جسے وہ بڑی چاہت سے سمیٹتا خود میں گم کر چکا تھا۔

-------------

کیا آپ تیار ہیں اس مشن کے لیے---؟

یس سر-----

سال بھی لگ سکتا ہے یا اس سے بھی زیادہ ---سامنے بیٹھی شخصیت نے اس کا بغور جائزہ لیا---

مجھے کوئی مسئلہ نہیں سر پر میں کوشش کروں گا کہ مشن جلد از جلد کمپلیٹ کروں-----

اگر آپ چاہیں تم ہم آپ کی جگہ کسی اور کو دے دیتے ہیں ---- وہ جانتا تھا کہ ابھی ہی ایک مشن مکمل کیا ہے کہ پھر سے دوسرا جبکہ اس میں بہت وقت لگ جاتا تھا پر یہ آفیسرز پر انحصار ہوتا تھا کہ وہ کتنی جلدی کامیابی حاصل کرتے ہیں ----

نو سر اس کی کمانڈ میں ہی لوں گا اور ٹیم میں اپنی مرضی سے سیلیکٹ کروں گا ------

اوکے ----

پھر آپ اپنی ٹیم میمبرز چوز کریں بہت جلد آپ کو تمام تر تفصیلات سے آگاہ کر دیا جائے گا ----

اوکے سر ---- وہ سیلوٹ کرتا باہر کی جانب آیا---- ایک سرد سانس خارج کی تھی --- نظروں کے سامنے وہ پری پیکر چہرہ گھوم گیا تھا تھا -----

اوہوں مولانی اب بہت جلد تمہیں میری باہوں میں آنا ہے کہ پھر پتا نہیں کب ملوں تم سے ----

اس سے پہلے میں تمہیں ہمارے رشتے کا احساس اس کی نزاکتوں اس کی خوبصورتی اور اپنے عشق سے متعارف کروانا چاہتا ہوں --- وہ ہلکا سا مسکرایا تھا کہ وہ دل و دماغ کی رضا مندی سے وہ فیصلہ لے چکا تھا جسے گھر والوں کے سامنے بتانا تھا ----

ہمم تو شاہ سائیں بہت دنوں سے آپ ہمیں فراموش کر رہیں ہیں آج احساس دلایا جائے اور کچھ حساب کتاب بھی چکتا کیے جائیں---- وہ بڑبڑایا آنکھوں میں سرخ ڈورے پڑنے لگے تھے چیرے پر چٹانوں کی مانند

سخت تاثرات سجائے گاڑی میں بیٹھا تھا کہ اس کے زہن کے پردوں پر ایمان کا رخصتی سے انکار کرنا گھوم رہا تھا---

آج وہ اس کے انکار کرنے پر سزا دینے کا ارادہ رکھتا تھا---

---------------------

کیا ہے حسان ،،،سونے دو،، کیوں بار بار تنگ کر رہے ہو----

ماہم جھنجھلا کر بولی ---پچھلے ایک گھنٹے سے وہ ماہم کو تنگ کر رہا تھا--

کیوں سونے دوں ----؟حسان نے سوال داغا۔

مجھے نیند آرہی ہے---ماہم دانت پیستے پہلے والا جملہ دوہرایا جو کب سے کہہ رہی تھی۔

پر مجھے نہیں ---

تو میں کیا کروں---- ماہم نے آنکھیں گھمائیں---

میرے ساتھ جاگو---- اطمینان سے خواہش بتائی----

کبھی نہیں -----

اچھا نا ماہم ہم بے بیز کے نام سوچتے ہیں---- حسان مسکراہٹ دبا کر اسے کے ری ایکشن کا انتظار کرنے لگا----

کس کے بے بیز----؟

ہمارے اور کس کے ------

حسان بدتمیز ---- جن کہیں کے ،کیا فضول بول رہے ہو----

ماہم خجالت مٹاتی اس پر چڑھ دوڑی ----

فضول نہیں ہے جان جاں ہم تو یہاں شادی کے چکروں میں ہیں اور آپ ہیں کہ فضول کہہ رہی -------

حسان نے اپنا پلین بتایا----

تو -----!؟؟

تو یہہ کہ جلدی شادی ہوگی تو جلدی بچے آئیں گے بعد میں ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہوگا نام سوچنے کا تو ابھی سوچ لیتے ہیں ----

اس کی بے باکی پر ماہم کا چہرہ حیا اور غصے کی شدت سے تپ اٹھا -----

کچھ شرم کر لو بے شرم جن-----

جب حسین چڑیل چمٹ جائے تو شرم ڈر کر بھاگ جاتی ہے---

مرو تم-----

لو اتنی جلدی کہاں ابھی تو آپ کی روح کی اترنا باقی ہے اور پھر ہمارے بچے آنا باقی ہیں -----

حسان بے شرمی سے بول کر ماہم کا تپا غصے بھرا چہرہ تصور میں لاکر گہرا مسکرایا----

تبھی ماہم بغیر کوئی جواب دیے اس کی بے باکی پر دو حرف بھیجے اور کال بند کر کے دل پر ہاتھ رکھا--- جہاں دھڑکنوں نے ادھم مچایا ہوا تھا---- وہ گہرے سانس لیتی دونوں ہاتھ اپنے سرخ ہوتے گالوں پر رکھے اور بیڈ پر ڈھ سی گئی---

افف اس کی باتوں سے حال ہو گیا تھا تو اس کی قربت میں کیا ہوگا--- ماہم نے سوچ کر جھرجھری سی لی اور بلینکٹ سر تک اوڑھ لیا------

منہ میں جلتا سیگریٹ دبائے وہ آرام سے چلتا بالکنی تک آیا اور ایک ہی جست میں گلاس ڈور دھکیل کر استحقاق سے کمرے میں قدم رکھے تھے---اندازے کے مطابق نیم اندھیرے نے استقبال کیا تھا نظریں ادھر ادھر بھٹکنے کی بجائے بیڈ پر پڑے وجود پر پڑیں تھیں جو پوری شان کے ساتھ اپنے بیڈ پر براجمان چہرے پر دنیا جہان کی معصومیت سموئے اس کا چین و سکون نیندیں چرا کر خود خواب خرگوشی کے مزے لوٹ رہی تھی

----

احمر نے سرد سانس بھری ---- سیگریٹ کی طلب یکدم ختم ہوئی تھی وجہ سامنے لیٹی خود سے بیگانہ اس کی بیوی تھی جس کو دیکھ کر جزبات میں طلسم سا برپا ہوا تھا---- سیگریٹ کو نیچے پھینک کر پاؤں تلے روند کر بھاری قدم بیڈ کی جانب بڑھائے ---

احمر بیڈ پر اس کے قریب بیٹھا اور جھک کر پنے پاؤں کو بھاری بوٹوں سے آزاد کر کے اس کے انتہائی قریب ہو کر لیٹا تھا ------ والہانہ نظریں اس پر جمی تھیں--- برف جیسی رنگت پر خوبصورت نقوش ، چھوٹی سی کھڑی ناک ، گلابی رخسار ،سرخ گلاب کی پنکھڑیوں کی مانند لب ، سنہری آنکھوں پر سایہ افگن لمبی گھنی مژگان ،شہد رنگ بال تکیے پر بکھرے ، مدھم سانسیں لیتی وہ احمر کے بھڑکتے جزبات میں آگ پر تیل کا کام کر گئی تھی

---

اسکا چہرہ سپاٹ تھا جبکہ دل اس کی قربت اس کے لمس کے لیے مچل رہا تھا پر وہ اتنی آسانی سے اسے بخشنے والا نہیں تھا ---

کہ پل پل مولانی نے اسے تڑپایا تھا --اس کے فون کالز ، میسجز کے بدلے چپ سادھ رکھی تھی وہ تو اس بات کا حساب کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اس پر اس کی جان بوجھ کر کی سنگین غلطی (رخصتی سے انکار) احمر کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا گئ تھی ---

کیا سوچ کر اس نے انکار کیا تھا --وہ تو اسے حاصل کرنے میں پل نا لگائے اس کے انکار کی کیا فوقیت تھی کہ وہ احمر کو اپنے قریب آنے اس کی قربت حاصل کرنے سے روک سکے --- وہ چاہ کر بھی احمر کو نہیں روک سکتی تھی اس کے جنون سے وہ واقف تھی اس پر ایمان کا انکار وہ بھی اپنے بھائی کے سامنے----- احمر کے اشتعال کو ہوا دے گیا تھا----

احمر سرخ آنکھوں سے اس کے نقوش کو ازبر کر رہا تھا ---

پیار اور غصہ بیک وقت آیا ہوا تھا ----

اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ریشمی سلکی بال ہاتھ میں لے کر ان کی نرماہٹ محسوس کی اور پھر جھٹکے سے وہ اس پر جھک چکا تھا یوں کہ اپنا سارا وزن ایمان پر ڈالے اس کی گردن میں چہرہ چھپائے اپنی شیو رگڑی ----

گردن پر چھبن سے ایمان کسمسائ ----

تبھی احمر نے اس کی گردن پر دانت گاڑھ دیے----

اب کی بار درد کی شدت سے ایمان کی نیند بھک سے اڑی تھی ---

احمر جان چکا تھا کہ وہ جاگ چکی ہے تب جس جگہ دانت گاڑھے تھے اسی جگہ اپنا دہکتا لمس رکھا ----

انکار کی وجہ ---- !!!

وہ اپنی من منمانیاں کرتا گھمبیر سرسراتی آواز میں بولا----

جبکہ ایمان اپنے اپر اس کا وزن نا برداشت کرتے اس کو دور کرنے کی تگ و دو میں ہانپنے لگی تھی ----

اس کی مزاحمت پر احمر نے چہرہ اس کی گردن سے نکال کر اسے دیکھا---

جو بلکل خاموش آنسوں بہاتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھے دور دھکیلنے کی کوشش کر رہی تھی----

جواب نا پا کر احمر کا میٹر شارٹ ہوا تھا---اسے ایمان پر ٹوٹ کر پیار آرہا تھا پر غصہ رکاوٹ بن گیا تھا--- وہ پوری طرح ایمان پر چھایا اس کے بازؤں پر اپنی آہنی گرفت جما چکا تھا کہ سوائے سانس لینے کے حرکت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا---

بولو سائیں-----!

ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری ----؟

کیا سوچ کر تم نے انکار کیا-----!!

احمر پیشانی پر تیوری چڑھائے اس سے استفسار کر رہا تھا---

تمہیں لگتا ہے کہ تمہارے انکار کی میری نظر میں ویلیو ہے -----؟؟

میرا یہاں پل پل مشکل سے کٹ رہا ہے اور تم ہو کہ انکار کر رہی ہو-----ڈیم اٹ ---

احمر درانی اس کے جبڑے کو اپنے ہاتھ کی سخت گرفت میں دبوچ کر دھاڑا تھا----

وہ بہت غصے میں تھا اس کا دل کر رہا تھا ابھی مولانی کو رخصت کروا کر لے جائے---- غصے کی شدت سے آنکھیں لہو رنگ ہو چکی تھیں ----- وہ مولانی کے لیے دن با دن شدت پسند ہوتا جا رہا تھا ----- آج ایمان کی ناراضگی میں کہی بات اس کے کانوں میں ہتھوڑے کی مانند گونج رہی تھی ----

جبکہ ایمان اس دیو ہیکل یونانی دیوتا کو اپنے اپر حاوی دیکھ کر سانس تک روک گئی تھی ----

وہ ناراض تھی اس سے --- جو اتنے دنوں سے بھولے ہوئے تھا اور اب اچانک سے آکر حق جتا رہا تھا ----سنہری آنکھوں میں ہلکورے لیتا پانی چھلکنے کو بے تاب تھا --

جبکہ احمر اس کے دائیں بائیں ہاتھ رکھے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا ----

وہ آج اچھی طرح سے اس کا دماغ ٹھکانے لگانے کا سوچ چکا تھا --- تبھی کوئی رعایت برتے بغیر اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑا تھا------

آہہ-----احمر مجھے درد ہو رہا ہے ----

ایمان روتی ہوئی بولی----

احمر نے گرفت ڈھیلی کی اور بغور اس کا چہرہ دیکھا ---- جو لب بھینچے بنا اس کے سوال کا جواب دیے زخمی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی--- احمر کو اپنا دل ان نین کٹوروں میں ڈوبتا محسوس ہوا--- غصہ جیسے بھول

گیا تھا ایک اور جزبہ سر چڑھ کر بول رہا تھا اس نازک جان کو خود میں سمو لینے کا ----پر ابھی خود پر قابو رکھے وہ جھٹکے سے اس پر سے اٹھا پاؤں بیڈ کے نیچے لٹکائے شوز پہننے لگا---

ایمان بھی بھیگی پلکوں سے فوراً باٹھ بیٹھی ---

احمر نے گردن ہلکی سی گھما کر اسے دیکھا جو سراپا قیامت بنی اسے ہی دیکھ رہی تھی --- احمر کی نظریں اس کی گردن پر پڑی جو اس کی گستاخیوں اور شدت سے سرخ پڑ چکی تھی --- سرخ دھبے جابجا تھے وہیں کالر بون سے زرا اپر دانتوں کے نشان واضح تھے --- احمر کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ----

اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنی انگلی ان دانتوں کے نشان پر رکھی -----

نہیں بتانا چاہتی --- تمہاری مرضی پر اب تم سے ان غلطیوں کا حساب ہماری ویڈنگ نائٹ لوں گا اپنے طریقے سے ----

جتنی غلطیاں کرو گی وہ سب جمع ہوتی رہیں گی اور پھر شادی کی رات ---- یو نو----احمر نے بات ادھوری چھوڑی ---

اب سے ہماری ملاقات ٹھیک ہماری مہندی کی رات ہو گی---- وہ اس کے سرخ تپے چہرے کو گہری نظروں سے دیکھتا اٹھا اور بالکنی کی جانب قدم بڑھائے--- ساتھ ہی اگلی ملاقات کا بھی بتا چکا تھا----

ایمان کا دل دھک دھک کر رہا تھا---- وہ تنفس بحال کرتی اسے جاتا دیکھ رہی تھی ---

میں ناراض ہوں-------

اس نے ہمت کر کے کہا تھا---

میں منا لوں گا ---- تم پوری طرح میری دسترس میں آجاؤ پھر میرے منانے سے پہلے ہی مان جایا کرو گی اور دوبارہ ناراض ہونے کا تصور بھی نہیں کرو گی ---- وہ بنا مڑے اپنی لمبی چوڑی دلیل سے اس کے چودہ طبق روشن کرتا اس کی ناراضگی کو ختم کر چکا تھا---

جس کام کے لیے آیا تھا اس کا اچھے سے مولانی کو سبق سیکھا چکا تھا وہ اس کو باور کرواتا اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا------

--------------

آج اتوار کا دن تھا سب گھر میں ہی موجود تھے ---جب وہ نک سک سا تیار بلیک جینز پر وائٹ شرٹ پہنے جس میں اس کا ورزشی جسم ،چوڑا سینا ، پھولے ہوئے مسلز واضح طور پر شرٹ کے اپر سے دکھ رہے تھے ---

مجھے آپ سب سے ضروری بات کرنی ہے----

وہ صوفے پر آرام دہ حالت میں بیٹھ کر ایک نظر سب کو دیکھ کر بولا----

سب نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا-----

میں شادی کرنا چاہتا ہوں ----

اس نے کہہ کر نظریں فون کی سکرین پر جما لیں---

جبکہ باقی سب کے چہرے پر خشگوار حیرت تھی ----

نکاح میں کر چکا ہوں اب بس رخصتی کروانی ہے ----اب کی بار اس نے بم پھوڑا تھا--- نچلا لب دبائے چور نظروں سے ان کے چہروں کو دیکھا تھا-----

نکاح کر چکے ہو تو رخصتی کروا کر بھی لے آنا تھا ہمیں بتانے کی کیا ضرورت تھی ---- وجاہت صاحب غم و غصے سے طنزیہ بولے----

احمر نے ایک نظر وجاہت صاحب کو دیکھا---

آئی ایم سوری ڈیڈ----- میں جانتا ہوں آپ سب کو سن کر کافی برا لگ رہا ہے پر حالات ہی کچھ ایسے تھے کہ میں بتا نہیں سکتا تھا یہ سب میرے مشن کے دوران ہی ہوا اگر میں بتا دیتا تو شاید میں اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہوتا---- اس وقت اس نکاح کو مخفی رکھنا ضروری تھا ،اتنا ہی ضروری اس کی حفاظت ضروری تھی جس کی حفاظت کے لیےنکاح کرنا پڑا کیونکہ بنا کسی رشتے سے میں اپنے پاس نہیں رکھ سکتا تھا اس کی عزت میرے لیے بیت عزیز تھی جس کی بنا پر سمیر شاہ کی رضامندی سے مجھے ایمان سے نکاح کرنا پڑا اور میری بھی یہی خواہش تھی ----

اب کی بار دوسرا بم پھوڑا تھا ---ساتھ ہی لمبی چوڑی تفصیل سے ان کو حالات سے آگاہ کیا------

ایمان سے نکاح-----!!!

زرش اور ماہم بیک وقت بولیں----- نہیں بلکہ چیخیں تھیں ----

احمر نے مسکراہٹ دبائے زرا سا سر ہلایا----

جبکہ برھان کے چہرے پر سایہ سا لہرایا تھا----

وہ سپاٹ نظروں سے احمر کو دیکھ رہا تھا----

سمیر بھائ کی مرضی سے ---؟؟؟ کیسے ----؟؟؟

زرش نے تجسّس سے پوچھا----

احمر نے بات گول مول کر کے عابد جوئیہ اور سمیر کی دشمنی کے حوالے سے بتایا اور عابد جوئیہ غیر ملکی گینگ کا حصہ تھاجو ان کا مشن تھا پھر ایمان کا پیچھا کرنا، سمیر کو دھمکی، ایمان اور اپنی نکاح کا بتایا ----

یہ سن کر سب کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے بی جی کو ایمان پہلے ہی احمر کے لیے پسند آئ تھی

----

اب آج آپ لوگ جا رہے ہیں رخصتی کی ڈیٹ فکس کرنے ---تین سے چار دن میں ڈیٹ فائنل کریں----- احمر نے حکم صادر کیا تھا----

ہاں ہاں کیوں نہیں ہم سب آج ہی جائیں گے ---- بی جی احمر کا ماتھا چومتی بولی----

برھان نے سن کر سرد سانس بھری----اسے اب ایمان سے کوئی واسطہ نہیں تھا---- اس کی شادی ہو چکی تھی جو اس کی رگوں میں بسنے لگی تھی ---- اس نے سر جھٹکا کہ اب وہ اس کے چھوٹے بھائی کی بیوی تھی اس کے بارے سوچنا بھی گناہ تھا--

میں سب کے لیے میٹھا بنا کر لاتی ہوں ----

زرش چہک کر اٹھی تبھی اپنا سر تھام کر واپس صوفے پر گری ----

کیا ہوا--- ماہم نے جلدی سے تھاما---

بی جی جو کافی دنوں سے اس کی حالت نوٹ کر رہی تھی اب شک یقین میں بدل گیا تھا---

پتر چکر آرہے ہیں کیا---

جی بی جی ----

جی بھی متلا رہا ہے کیا---

جی ----

تبھی خوشی سے بولی----

مبارک ہوں برہان پتر -----

کس بات کی مبارک وہ جو پریشانی سے اسے تھام کر باہر لے جا رہا تھا کہ رکا----

باپ بننے والا ہے تو ---

کیا ----

خوشی اور حیرت سے برہان نے زرش کو دیکھا جو سب کے سامنے شرم سے چہرہ جھکائے کھڑی تھی ----

احمر خوشی سے برہان کے گلے لگا---

سب ایک دوسرے کو مبارک دے رہے تھے ----

احمر اور ماہم چاچو اور پھوپھو بنے پر کافی خوش لگ رہے تھے ---- وجاہت صاحب اور بی جی دادا دادی بننے پر خوش تھے --- جبکہ برہان اور زرش کی تو بات کی الگ تھی ---

کچھ دیر بعد ڈاکٹر نے آکر وہی بتایا جو بی جی نے کہا تھا-----

وہ اسے ریسٹ کی تلقین اور کچھ ضروری ہدایات دیتی چلی گئی----

وجاہت صاحب سمیر شاہ کو شام میں اپنی فیملی کے ساتھ آنے اور ڈنر شاہ ولا میں کرنے کا بتا چکے تھے ----

سمیر جانتا تھا کہ سب کیوں آرہے ہیں---

----------------

افففف کیا ہے ----- آنکھیں کہاں ہیں تمہاری-----

رمشا جو مال آئی تھی کسی سے بری طرح ٹکرائی کہ اس کے بیگ زمین بوس ہوئے تھے---

وہ تو گھومنے گئی ہوئیں ہیں ---- مقابل مسکراہٹ دبائے رمشا کو سلگا گیا---

رمشا جو زمین سے اپنے بیگ اٹھا رہی تھی جازب کی آواز پر جھٹ سے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو دونوں ہاتھ جینز کی پاکٹ میں میں ڈالے اطمینان سے کھڑا تھا---

جازب اسے عجلت میں مال سے نکلتے دیکھ چکا تھا جبھی جان بوجھ کر اس سے ٹکرایا--- یہ بھی متوجہ کرنے کا ایک طریقہ تھا---

تم------

ڈاکو تم میرا پیچھا کر رہے تھے ---- وہ بیگ وہیں چھوڑے سیدھے ہوتی چلائی----

خوش فہمی----- وہ بول کر یہاں وہاں دیکھنے لگا---

مجھ سے ٹکرائے کیوں -----؟؟

میں کب ٹکرایا--- تم خود ٹکریں مارتی پھر رہی ہو---مجھے بھی مار دی تم نے ، بکری نا ہو تو---- وہ اپنا بازو سہلاتا مصنوعی دکھ سے بولا---

یہ ٹکریں مارنا تو تم بکروں کا کام ہے ---- ڈاکو--- ساری میری چیزیں گرا دیں اٹھا کر دو----

وہ ہاتھ کمر پر ٹکائے جازب کو آنکھیں دیکھا کر بال ایک ادا سے پیچھے جھٹکتی رعب سے بولی۔۔۔۔

وٹ۔۔۔۔؟؟؟

می۔۔۔۔۔!!

جازب نے حیران کن ہوتے پوچھا۔۔۔

یس یو۔۔۔۔ رمشا نے دانت پیستے کہا۔۔۔۔

یو وانٹ می ٹوپک اٹ اپ!!! جازب نے خود کی جانب انگلی کیے ایک بار پھر سے پوچھا۔۔۔۔۔

ہاں ہاں تم۔۔۔ تم ہی۔۔۔۔ سمجھ آرہی ہے تم مطلب تمممم۔۔۔ تم خود۔۔۔۔ اٹھا کر دو میرا سامان۔۔۔۔۔۔
رمشا تو پھٹ پڑی تھی اس کے بار بار پوچھنے پر۔۔۔۔۔

عقل سے پیدل انسان۔۔۔

اتنا بڑا ٹوکرا دماغ سے خالی سجایا ہوا ہے۔۔۔ ایک بار کہی بات بھیجے میں نہیں گھستی۔۔۔۔وہ بآواز بڑبڑائی۔۔۔

ٹوکری تو تمہارے سر پر بھی ہے جو میک سے بھری ہوئی ہے اور کوئی بات سوجھتی نہیں۔۔۔ کچرا رانی نا ہو تو۔۔۔۔

جازب کہاں پیچھے رہنے والا تھا سیکنڈوں میں حساب چلتا کر گیا۔۔۔۔

وٹ۔۔۔۔

کیا بکواس کی ہے-----

بکواس نہیں میڈم ہم ناچیز نے تو آپ کی تعریف کی ہے ---- کچراااااا رانی------

ساتھ رانی بھی تو بنا دیا ہے نا---- جازب لفظ چبا چبا کر بولتا رمشا کو سلگا گیا---

یو ڈائنو----

دفع ہو جاؤ یہاں سے میں تمہارا منہ نوچ لوں گی----- رمشا چیخ پڑی تھی ----

ہیےےےے کچرا رانی ----- آواز نیچی ----- میں بہت نازک سا بندہ ہوں کان کے پردے تو مت پھاڑو----- اور منہ نوچنے والی خواہش تو مجھے بھی بہت ہے --- وہ معنی خیزی سے بولا---

جبکہ رمشا کا تو سر کی گھوم گیا اس کی بات پر-----ڈائنو،،،سانڈھ ریچھ ،بدتمیز آدمی،،،، یہ رشتہ آج ابھی اور اسی وقت ختم ---- منحوس انسان --- پکڑو اپنی رنگ آج کے بعد میرے سامنے مت آنا-----

رمشا چیخ کر رنگ ہاتھ سے نکال کر اس کی چوڑی ہتھیلی پر رکھ چکی تھی ----

جبکہ جازب اس کے رنگ اتارنے پر پیچ و تاب کھاتا اس کو دیکھ رہا تھا جو تن فن کرتی اپنے بیگ اٹھا کر منہ میں القابات سے نوازتی باہر نکل گئی-----

اووووو رمشا بے بی تمہاری چال میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا ----- اس کا حساب تو چکانا ہی پڑے گا ----- وہ سمجھ چکا تھا رمشا نے جان بوجھ کر لڑائی کو طول دے کر وجہ تلاش کرنی چاہی تاکہ جازب کی نوکر بننے والی خواہش پر دریا نہریں چلا دے -----

تبھی جازب نے زہریلی مسکراہٹ سجا کر رمشا کی ماما کو کال کر ڈالی تھی ------

اسلام علیکم آنٹی ------

واعلیکم السلام ---- جازب بیٹا کیا حال ہیں ---

میں ٹھیک آنٹی آپ بتائیں طبیعت کیسی ہے----

شکر اللہ کا ---- آپ بتاؤ گھر سب کیسے ہیں ----

جی الحمدللہ---- آنٹی مجھے آپ سے بات کرنی ہے ----

جی بیٹا بولو----

وہ آنٹی رمشا مجھ سے لڑائی کر کے ابھی رنگ مرے منہ پے مار کر چلی گئی ہے ----- جازب نے ٹو دی پوائنٹ بات کر ڈالی---

کیا ----- ایسا کیا اسنے --- اس لڑکی نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا ---- لاڈ پیار نے بگاڑ ڈالا ہے ----- میں معذرت خواہ ہوں بیٹا ---- آج اس کا سارا لاڈ نکالتی ہوں---

کوئی بات نہیں آنٹی میں نے اس لیے آپ کو بتایا --- آپ پلیز اسے کچھ مت کہیں وہ اور لڑائی کرے گی کہ میں نے آپ سے شکایت لگائی ---- جازب پلین کامیاب ہوتے دیکھ مسکراہٹ دبائے بولا---

آپ گھر آجاؤ بیٹا ---- آپ کے سامنے وہ رنگ پہنے گی اور معافی بھی مانگے گی ----

جی آنٹی ----- جازب نے جلدی سے کہا اور سیٹی بجاتا رمشا کے پیچھے نکلا ------

ہوں ں ں چلتا پھرتا پالر ---- جازب سے پنگا از ناٹ چنگا ---- اب تم شادی کی تیاری کرو --- رمشا بے بی ------

تجھ کو ہی دلہن بناؤ گا ---- ورنہ کنوارا مر جاؤ گا ----- وہ بڑبڑایا ساتھ ہی گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر بیٹھ گیا -- جہاں رمشا بیگ پٹخ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ رہی تھی ----

تم کدھر ------ رمشا اس کو دیکھ کر سلگ اٹھی ---

جدھر تم ادھر ہم------

جازب اس کی رنگ اپنی چھوٹی انگلی میں اڑیسے سیٹ سے سر ٹکائے ریلیکس سا بیٹھ گیا ----

اترو------

میں نے کہا اترو ابھی کے ابھی ------

پالر میرا سر مت کھاؤ گاڑی اسٹارٹ کرو ----- ایمرجنسی جانا ہے مجھے ----

وہ یوں ہی آنکھیں موندے وارننگ کیسے انداز میں بولا----

تو اپنی گاڑی میں جاؤ نکلو میری گاڑی سے ------

اچھا نکال کر دیکھاؤ----- جازب نے آنکھیں وا کیے اپنی گرے آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈالی----

ایک پل کو رمشا گڑبڑائی تھی اس کی آنکھوں میں سنجیدگی دیکھ کر -----

یو پاگل انسان --- چاہتے کیا ہو-----

رمشا مجھے مجبور مت کرو کہ میں سختی کروں ساسو ماں نے بلایا ہے مجھے ---- اب مزید ایک لفظ بولے گاڑی چلاؤ------ نہیں تو اسی گاڑی کے نیچے دے دوں گا ------

جازب گھمبیر سخت آوز میں بولا -----

کہ رمشا اس کے بدلے تیور دیکھ کر یکدم چپ ہوئ اور گاڑی اسٹارٹ کردی ----

دل میں ہول اٹھ رہے تھے کہ نجانے اب اس کمینے نے کون سی شکایت لگائی تھی ---- یہ تو گھر جا کر ہی پتہ چلنا تھا ----

----------------------

سب کھانا کھا کر سیٹنگ ایریا میں آکر بیٹھے ہی تھے----

سمیر بیٹے آپ جانتے ہیں کہ ہم یہاں کس مقصد کے تحت آئے ہیں ----

وجاہت صاحب نے سمیر کو متوجہ کیا---

جی جی انکل پر میں ایمان کی رضا مندی پوچھنا چاہوں گا ----

ایمان بی جی اور زرش کے درمیان بیٹھی تھی دل مسلسل دھڑک دھڑک کر پاگل ہو رہا تھا---

درانی مینشن کے تمام افراد آئے تھے سوائے احمر کے ----

برھان نے ایک بھی نظر ایمان پر نہیں ڈالی تھی --- وہ سنجیدہ سا سمیر اور اپنے باپ کے ساتھ گفتگو میں مگن تھا ----

ابھی وہ کوئ جواب دیتی جبھی برھان کا فون رنگ ہوا تھا---

برھان نے گھور کر کال یس کی اور فون سپیکر پر ڈالا-----

برو ----- مولانی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے سالے صاحب کو بھی بتا دیں اور اسی ویک اینڈ پر رخصتی رکھیں --- باقی ان کے لڑکیوں کے جو چونچلے وہ کیا مھندی شھندی ،سنگیت ،وغیرہ وغیرہ بھلے ہی آج سے شروع کر دیں ------

کیوں بھابھی ماں ------ اپنی سنا کر احمر نے زرش کی تعید چاہی----

ہاں بلکل بیٹا جی ----- ویسے یہ تین دن کا وقفہ بھی کیوں رکھا آج ہی کروا لیتے ہیں نا رخصتی--- زرش نے وہیں سے بیٹھ کر اونچی آواز میں خفیف سا تنطز کیا--- جبکہ ایمان اس کی گھمبیر آواز پر دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا ------

جب سب تم نے ہی طے کرنا تھا تو ہمیں کیوں بھیجا--- خود ہی ساتھ آجاتے اور لے جاتے اپنی بیوی ----- وجاہت صاحب غصے سے بولے-----

ایسا تو میں کر لیتا پھر اعتراض آپ کو ہی ہونا تھا -----

سمیر نے اس کی بات سن کر دانت پیسے تھے----

ہو گیا تمہارا چل رکھ اب ہم بڑوں کو فائنل کر لینے دے ---

برھان نے مصنوعی جھڑکا اور کھٹاک سے فون بند کردیا-------

لو بھئی سب کچھ تو اس نے خود ہی فائنل کر دیا ہے اب ہم کیا فائنل کریں-----

وجی تین دن بعد اتوار ہے تو وہی دن رکھ لیتے ہیں رخصتی اور سوموار کو ولیمہ-----

پر بی جی اتنی جلدی ---- اب کی بار سمیر نے دل کی بات کی ---

جلدی ہو یا دیر پتر لڑکی نے اپنے گھر کا ہونا ہی ہے تو تین دن بعد کیوں نہیں -----بی جی نے سمجھانا چاہا---

سمیر تذبذب کا شکار ہوا کہ اپنی اکلوتی نازو پلی بہن کی رخصتی وہ بھی اتنی جلدی-----

ایمان------ بیٹا----- سمیر نے ایمان کو مخاطب کیا جو بلکل خاموش سب کی باتیں سن رہی تھی ----

جی بھیا----- جیسے آپ کی مرضی مجھے کوئی اعتراض نہیں ----- ایمان سر جھکائے بولی اور وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئ-----

احمر کی باتیں کانوں میں گونج رہی تھی چہرہ شرم کے مارے لال ٹماٹر ہو گیا تھا ----

تین دن بعد وہ اس کی دسترس میں اس کی ملکیت ہوگی ---- دل نے بیٹ مس کی تھی ---- وہ بیڈ پر گر کر اپنا چہرہ تکیے میں چھپا گئی-----

اس کے پیچھے پیچھے ماہم آئ تھی اس کو یوں دیکھ کر پریشان ہو اٹھی----

ایمان----- کیا ہوا---- اس کی پریشان آواز پر ایمان نے چہرہ تکیے سے نکالا---

اووو تم شرما رہی ہو ---- ماہم مسکراہٹ دبائے بولی----

جبکہ ایمان نے گھورا-----

یار یہ بہت جلدی ہے ------نا---

ہممم پر اب تمہارے میاں کا جو حکم ہے کسی کی مجال جو ٹال سکے ---- ماہم نے مسکراتے کہا اور اسے خود کے ساتھ لگایا----

جبکہ بڑے سب نیچے بیٹھے باقی کے معاملات طے کر رہے تھے----

کل رات کو ان کے فنکشن سٹارٹ ہونے تھے جس میں پہلے ابٹن تھا اور پھر سنگیت تھا اگلے دن مہندی تھی اور پھر بارات تھی ------ اور صبح سب عورتوں نے مل کر شوپنگ کرنی تھی اور لڑکوں نے شاہ والا اور مینشن کی سجاوٹ کروانی تھیں اور دوسرے تمام معاملات ان کے سپرد کیے تھے----

صبح ہی ہمدانی مینشن سے سب شاہ ولا آنے تھے اور پھر مینشن جانا تھا حسان بھی کل سے مینشن شفٹ ہو رہا تھا----

رمشا اور اس کی فیملی نے بھی کل سے ہی شاہ ولا آنا تھا---

کچھ عورتوں نے شاہ ولا میں رہ کر تیاریاں کروانی تھیں اور کچھ نے مینشن ---- وہیں لڑکوں کو بھی ڈیوائڈ کر دیا تھا------

زرش اور سجل سب کے لیے میٹھائی لے کر آئیں تھیں سب نے منہ میٹھا کیا تھا-----وہ دونوں ایمان کے کمرے میں چلیں آئیں بی جی نماز پڑھنے لگ گیئں اور وجاہت صاحب سومی صاحب کے ساتھ لان میں چہل

قدمی کے لیے آگئے جبکہ برہان اور سمیر مینیو ڈسائڈ کر رہے تھے۔اور باقی کے انتظامات دیکھ رہے تھے------

-----------------------------------

وہ دروازہ کھول کر اس اندھیرے میں ڈوبی بند کوٹھڑی میں آیا تھا--- جو اتنی چھوٹی تھی کہ بمشکل دو آدمی اندر تک سکتے تھے ---- عابد جوئیہ کا علاج کروانے کے بعد ادھر ہی پھینک دیا گیا تھا احمر سے مار کھانے آنکھ ضائع کروانے ہاتھوں کو نکارہ ہو جانے کے بعد اسے کچھ دن ہوسپیٹل میں سیکیورٹی ٹائٹ کرکے رکھا گیا تھا --- جلد ہی وہ صحت یاب ہو چکا تھا-----

سمیر کے اندر قدم رکھتے ہی وہ گھٹن زدہ چھوٹا سا کمرا روشنیوں میں نہا گیا----

عابد جوئیہ کی آنکھ چندھیا گئی تھی ---- اس نے آنکھ پر ہاتھ رکھا--- کچھ سامع بعد اپنے سامنے لمبے چوڑے پولیس یونیفارم میں کھڑے سمیر شاہ کو دیکھ کو دیکھ کر عابد جوئیہ گھوگھیا گیا تھا----

زبان تو کچلی جا چکی تھی تبھی وحشت ناک گھو گھو کی آوازیں آنا لگیں--- جیسے زخمی جانور اپنے سامنے موت کو دیکھ کر نکالتا ہے-----

کیسا لگ رہا ہے ----؟؟؟

سمیر نے سرد سپاٹ لہجے میں پوچھا-----

جبکہ عابد جوئیہ اس کی بات پر مسکرایا اور اس کا مسکرانا سمیر شاہ کو سیخ پا کر گیا ---- وہ۔ جانتا تھا اس کی مسکراہٹ محض سمیر کو چڑانے کے لیے ہے اور مقصد ان پر گزرے ہوئے حالات پر ہنسنا تھا-----

رسی جل گئی پر بل نہیں گئے ----- خیر آج یہ بل بھی نکالتے ہیں ----- سمیر نے اس کی مسکراہٹ پر زہر خند لہجے میں کہا اور اپنا بیلٹ نکال کر اس کا ہٹا بنائے اس کی گردن میں ڈالا-----

عابد جوئیہ کی آنکھیں باہر کو ابلیں اور پھر سے گھو گھو کرنے لگا ----

پر سمیر بنا سنے اپنے وعدے کے مطابق جو اس نے اپنے مرے ہوئے والدین سے کیا تھا ---- عابد جوئیہ کے گلے میں پٹا ڈال کر اسے یوں ہی گھسیٹتا باہر کی جانب بڑھا-----

طویل و عریض راہداریوں سے گزر کر وہ اس کو یوں ہی زمین پر گھسیٹتا باہر لایا جہاں گاڑی کے پاس احمر اور حسان کھڑے تھے --- سمیر نے اس کو جھٹکا دیا احمر کے قدموں میں گرایا------

احمر اس کی بوٹی بوٹی تن سے جدا ہونی چاہیے یہاں تک کہ اس غلیظ آدمی کی کوئی بھی ہڈی نا بچے -----

سمیر اس کے سینے پر پیر جمائے احمر سے بولا-----

بے فکر رہیں ایسا ہی ہوگا ----- اس آدمی کو عبرتناک سزا دینے کا وقت آن پہنچا ہے -----

تینوں کے آنکھوں میں اس وقت شعلوں کیسی لپک تھی ----- حسان کچھ فاصلے پر خونخوار ڈائمن کی رسی لیے کھڑا تھا جو کہ اپنے مالک کے ایک اشارے کا منتظر تھا ----جبکہ عابد جوئیہ ہراساں نظروں سے اپنے اپر کھڑے ان وجود کو دیکھ کر کپکپا رہا تھا ------

تبھی سمیر نے اپنے ہاتھ بیلٹ سے ہٹایا -----

اٹھ اور بھاگ اگر اپنی زندگی پیاری ہے تو ----

عابد جوئیہ گرتا پڑتا اٹھا اور بیلٹ یوں ہی گلے میں ڈالے بھاگا -----

کیا لگتا ہے آج یہ بچ جائے گا---- سمیر نے احمر کی جانب دیکھا ----

نا ممکن ------

اسے ڈائمن نوچ ڈالے گا اور اب اس کے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں -----

آپ اس کاانجام دیکھیں ------کہتے ہی احمر نے سیٹی بجائ کہ کہ اس کے اشارے کا منتظر بڑا بلیک رنگ کا زبان ہلاتا ڈوگ (ڈائمن) جو اپنے شکار کو بھاگتا دیکھ رہا تھا اشارہ ملتے ہی رسی چھڑوا کر بھاگا ------

اپنے پیچھے آتے بلیک رنگ کے بڑے سے خونخوار کتے کو دیکھ کر عابد جوئیہ کے بھاگنے میں تیزی آئ جو لمحہ با لمحہ اس کی جانب بڑھ رہا تھا -----

ڈائمن کے منہ سے رال ٹپک رہی تھی --- سرخ زبان ہلاتا وہ عابد جوئیہ کی جانب تیزی سے بھاگ رہا تھا ---

بھاگتے بھاگتے عابد ایک میدان میں آگیا تھا جو بنجر اور ویران سا تھا-----

دور کھڑے وہ تینوں اور ان کے آدمی سب یہ تماشہ دیکھ رہے تھے -----

سر وہ بھاگ جائے گا----

احمر کا ایک آدمی پریشانی سے بولا------

نہیں بھاگے گا احمر اطمینان سے بول کر گاڑی کے بونٹ پر بیٹھ گیا-----

تبھی ایک بار پھر سے سیٹی بجائ تھی اور یہ واضح اشارہ تھا کہ وہ عابد پر حملہ کر ڈالے----

اور اس سیٹی کی آواز سے ہی ڈائمن نے ایک بڑی زور دار چھلانگ عابد پر لگا کر اس کی گردن کو اپنے بڑے بڑے دانتوں میں دبوچا تھا------

دیکھتے ہی دیکھتے وہاں ڈائمن جیسے تین چار اور بلیک رنگ کے زبان ہلاتے بڑے بڑے کتوں نے عابد پر حملہ کیا تھا کہ اس کی چیخیں بلند ہوئیں تھیں ----

ڈائمن اور اس کے ساتھی عابد کو نوچ گھسیٹ رہے تھے --- عابد کے کپڑے تن سے پھٹ گئے تھے جسم سے جگہ جگہ لہو ٹپک رہا تھا--- اس کی فریاد آہیں سسکیاں وہاں کھڑے تینوں نفوس کے اندر جلتی آگ پر پھوار بن کر برس رہی تھیں -----

کچھ ہی دیر میں عابد جوئیہ کی بوٹی بوٹی نوچ لی گئی تھی وہ اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔۔۔۔ ڈائمن اور اس کے ساتھیوں نے عابد جوئیہ کا صفایا کر ڈالا تھا۔۔۔۔ جس کا حق دار تھا اس سے بھی بھیانک انجام کو پہنچا تھا

۔۔۔۔

سمیر نے گہرا سانس بھرا تھا اور نم نظروں سے آسمان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔۔

احمر نے سیٹی بجائی تھی کہ ڈائمن کو اور اس کے ساتھی مخصوص اشارہ ملتے ہی وہاں سے اپنے پنجرے میں جاکر بیٹھ گئے تھے ۔۔۔۔

عابد جوئیہ کی ہڈیاں جو رہ گئیں تھیں ان پر احمر نے پیٹرول چھڑکا اور لائٹر جلا کر اس پر پھینک کر وہ تینوں وہاں سے نکلے تھے ۔۔۔۔

گھر میں شادی کے ہنگامے عروج پر تھے اس لیے اپنا کام ختم کرکے سمیر شاہ ولا کی جانب اور احمر حسان مینشن کی جانب گاڑی موڑ گئے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایمان تم۔نے آج یہ پہننا ہے ---- زرش اور ماہم صبح ہی شاہ ولا آگئ تھیں کچھ آن لائن شاپنگ کی تو کچھ وہ ساری عورتیں مینشن ،ولا ،ہمدانی ہاؤس اور رمشا اس کی ماما بھابھی سب مل کر ابھی کر آئیں تھیں اور اس وقت شاہ والا کے بڑے سے لاونج میں بھکیرا ڈالے بیٹھیں تھیں -----

نہیں مانو تم یہ پہننا--- ماہم نے جھٹ سے ایک سی گرین شرارا اور ساتھ شارٹ شرٹ اس کے ساتھ لگائ----

ارے ایمان چھوڑو ان کو تم یہ والا ڈریس پہننا--- رمشا نے مہرون اور گرین امتزاج کا ڈریس نکالا---

جی نہیں ایمان اپنی بھابی کی چوائس کا پہنے گی تم لوگ بولتی بند رکھو ----- ایمان جانو تم یہ والا پہننا--- سجل نے لائٹ پنک کی شارٹ کرتی اور اور ساتھ گرین لہنگا دیکھایا-----

جبکہ ایمان لائٹ سے پینک سوٹ میں سفید دوپٹہ سر پر سلیقے سے سیٹ کیے دونوں بازوؤں کی کہنیوں ٹانگوں پر ٹکائے ہتھیلیوں کو لیفٹ رائٹ گال پر رکھے نچلا ہونٹ نکالے بچوں کی طرح پریشان سی سب کو دیکھ رہی تھی جبکہ بڑی عورتیں ساری دوسری سائیڈ پر بیٹھی ایمان کے باقی کے کپڑے اور گہنے دیکھ رہیں تھیں

------

ارے خاموش ہو جاؤ سب بچی کو پریشان کر دیا ہے ---- تم عورتوں نے مل کر -----

جازب اور حسان اندر آتے دیکھ چکے تھے جبھی بلند آواز میں بولے----

رمشا نے جاب کو دیکھ کر بری طرح پہلو بدلا جبکہ اس کا یہ نخرہ اس کی ماں سے مخفی نا رہا----- وہ بس گھور کر رہ گئی-----

بی جی اب آپ ہی پروبلم سولو کریں ---- کچھ ہی دیر میں ہماری بھابھی کی کیا حالت کر دی ہے ان بتوڑیوں نے -----

حسان ماہم کو دیکھ کر لب دبائے بولا جو اس دن کے بعد سے نو لفٹ کا بورڈ لگائے گھوم رہی تھی -----

کیا ہوا میری بچی کو ---- بی جی ایمان کو ساتھ لگاتی پیار سے بولی----

کون سا ڈریس پہنو سمجھ نہیں آرہا---- ایمان نے بی جی سے ملتے اپنا مدعا بیان کیا ----

کوئی بھی نہیں----- ان میں سے کوئی بھی نہیں کیونکہ تمہارے سارے سوٹ احمر کی پسند کے آنے ہیں اور آج کے لیے اس نے یہ ڈریس بھیجا ہے ہے -----

بی جی نے ملازمہ کے ہاتھ سے بڑا سا بیگ لے کر اس کی گود میں رکھا-----

جبکہ ایمان کا دل دھک دھک کرنے لگا تھا مطلب یہاں بھی اس کی مرضی چلنی تھی ایک طرف سے اچھا ہی تھا مسئلہ ہی حل ہو گیا نہیں تو کس کس کی مرضی کا پہنتی -----

ہم دیکھ لیں بی جی ----- ماہم۔نے جلدی سے بیگ اچک لیا ---

ہاں ہاں ضرور----

ماہم نے بیگ سے ڈبہ نکالا اور اس کو کھولا اندر لیمن کلر کا لہنگا کرتی تھی جس پر سونے کی تاروں سے نقشی لگی ہوئی تھی ریڈ کلر کے بڑے بڑے سٹون اور موتیوں سے جڑا وہ لہنگا انتہا کا خوبصورت تھا کہ دیکھنے سے من ہی نہیں بھر رہا تھا ---- ساتھ ہم۔رنگ دوپٹہ موتیوں اور سٹون سے جڑا ہوا تھا ----- اس کے باڈر پر انتہائی نفیس کام ہوا ہوا تھا ----- سرخ نگینے لیمن کلر پر جگ مگ کر رہے تھے -----

واؤ ----

امیزنگ----

ماشاءاللہ----

اتنا پیارا ----

سب نے دیکھ کر اپنے انداز میں تعریف کی جبکہ ایمان یک ٹک سی اپنے مایوں کے جوڑے کو دیکھے گئی---- دل پسلیوں سے ٹکرانے لگا تھا---- وہ نچلا لب دانتوں میں دبائے بیٹھی تھی ----

چلو چلو لڑکیوں جلدی کرو ------ تیار کرو ایمان کو پھر دلہے والے گھر بھی جانا ----

سمرینہ بیگم نے سب کو اٹھایا------

شہلا کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس نے کچھ دیر بعد زوہیب کے ساتھ آنا تھا باقی سب شاہ ولا میں جمع تھے

---- یہاں سے پھر سب نے مینشن جانا تھا ----

لڑکوں نے مل کر احمر کو بھی ابٹن لگانے کی پلاننگ کر رکھی تھی جس سے اسے مخفی رکھا تھا ------

شاہ ولا میں سب مہمان آچکے تھے ----

لڑکیاں سب فنکشن کی تیاری کر رہیں تھیں اور باقی عورتیں لاونج میں بیٹھیں باتیں کر رہی۔ تھیں وہیں ایک طرف کچھ لڑکیاں ڈھولک سجائے اپنے سروں سے سب کو ڈرا رہیں تھیں تو کہیں الکا جی بنی ہوئیں تھیں

----

شاہ ولا میں فل ہنگامہ برپا تھا-----

مرد حضرات مرادن خانے میں جمع تھے -----

ویسے بھی آج کے فنکشن میں مردوں کا کیا کام تبھی ان کو دور رکھا ہوا تھا -----

حسان جازب زوہیب سب نے مل کر شاہ ولا کو سجوایا تھا ---- ہر طرف لائٹیں اور پھول لگے ہوئے تھے

----

شاہ ولا میں خوب رونق لگی ہوئی تھی---- سجل کی ماں اور چاچی نے سب انتظامات سنبھالے ہوئے تھے اور ساتھ ساتھ بچوں کا بھی خیال رکھ رہیں تھیں---- سجل ،زرش اور شہلا تینوں ہی امید سے تھیں اس لیے ان کو کوئی کام نہیں کرنے دیا جا رہا تھا-----

رمشا ماہم پھرتی سے یہاں وہاں بھاگتی کام کرواتی پھر رہیں تھیں ----

وہیں نوکروں کی فوج ان کے درمیان گردش کر رہی تھی -----

لاونج میں سارے صوفے سیٹ ہٹا دیے گئے تھے ----

ایک بڑا سا جھولا گیندے کے پھولوں سے سجا رکھ دیا گیا تھا---- برقی قمقموں سے سجا جھولا جس پر اورنج کلر کی چادر بچھا کر سائیڈوں پر گرین دوپٹے ایک گرہ لگا کر باندھ کر جھولے کے اطراف جھول رہے تھے جس میں جگ مگ کرتی چھوٹیں چھوٹیں لائیٹس بہت خوبصورت منظر پیش کر رہی تھیں-----

زرش سجل اور شہلا نے ہلکی پھلکی ڈریسنگ کی تھیں --- تینوں پیلے جوڑوں میں بالوں میں موتیے کے پھول لڑیوں کی شکل چٹیا میں لگائے کانوں میں جھمکے اور ہاتھوں میں گجرے پہنے نک سک سی تیار میک اپ سے اپنے نین نقوش کو دو آتشہ کیے غضب ڈھا رہیں تھیں -----

وہیں اپنے شوہروں کی اداس شکلیں یاد کر کے ایک دوسرے سے نظریں چرا بھی رہیں تھیں -----

رمشا اور ماہم اندر ایمان کے پاس گھسی ہوئیں تھیں کہ سجل اور زرش تک کو اجازت نا دی تھی ----

ایمان نے پالر جانے سے انکار کیا تھا تو وہ دونوں اسے لیے نجانے کیا کیا ایکسپیریمنٹ کر رہیں تھیں -------

احمر کا دیا جوڑا پہنے ، بالوں کی درمیان سے مانگ نکال کر سائیڈوں سے چھوٹی چھوٹی چٹیا کیے پھولوں کے زیور پہنے ہلکے سا فاؤنڈیشن گوری رنگت پر لگائے ،سنہری آنکھوں پر مسکارا لگائے پنک لپ گلوز لگائے آسمان سے اتری پری لگ رہی تھی ------

اس نے ماہم رمشا کو خوب آنکھیں دیکھا کر ہیوی میک اپ سے بعض رکھنے کا کہا تھا -----

لیمن کلر کا لہنگا کرتی پر ریڈ سٹون اس پر سونے کی تاروں سے لگی نقشی ایمان سراپا قیامت بنی کھڑی تھی کہ کتنی دیر وہ دونوں بھی مبہوت اسے دیکھے گئیں-----

ایمان ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی نظریں جھکائے اپنے دل کی دھڑکنیں شمار کر رہی تھیں اور رمشا اس کا دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی ---- جبکہ ماہم اس کے میک اپ کو فائنل ٹچ دے رہی تھی ----

دفعتاً ماہم کے فون کی میسج ٹون بجی----

(مولانی کو مجھ سے پہلے کوئی نا دیکھے ماہم ------)

احمر کا میسج جگمگا رہا تھا-----

ماہم نے مسکراہٹ دبائی اور جلدی سے ایمان کا دوپٹہ سیٹ کیے دھڑا دھڑ تصویریں بنا ڈالیں----

کیا کر رہی ہو-----

تصویریں--------ماہم نے آنکھیں پٹپٹائیں------

کیوں------؟؟؟

تمہارے میاں کہہ رہے مجھ سے پہلے کوئی نا دیکھے وہی کر رہی -----

جبکہ ایمان بس گھور کر رہ گئی-----

ماہم بنا کوئی اثر لیے ڈھیر ساری مختلف اینگل سے لی ایمان کی پک سینڈ کر چکی تھی ----

بس اب ہمیں ڈسٹرب نہیں کرنا اوکے ----- آپ کی بیگم کو ہلدی لگانے والی سب -----

ماہم نے کہتے ہی فون رکھا اور ایمان کو دیکھا جو لرزتی ہاتھ مروڑ رہی تھی ----

چلو لڑکیوں کتنی دیر ہے ------ بی جی، زرش سمرینہ بیگم اور سجل کے ساتھ اپر آئیں-----

ماشاءاللہ------

میری بہو تو چاند لگ رہی ہے -----

اللہ نظرِ بد سے بچائے----

بی جی نے آتی ہی بلائیں لینا شروع کردیں-----

سب کا یہی حال تھا----

ایمان کو پیار کرکے اسے ساتھ لیے وہ سب نیچے بڑھیں تھیں-----

وہیں دوسری جانب موجود کسی کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا-----اتنا حسن ----

اتنا پیارا محبوب----

اتنی سندر----

اتنی پیاری پاکیزہ لڑکی اس روپ میں احمر کا سکون چین غارت کر گئ تھی ----

دل اس کی جانب ہمک رہا تھا---- کوئی نا دیکھے اس روپ میں اس کی مولانی کو بس وہ ہو پر ہائے یہ رسمیں----

احمر کا دل کیا سب کچھ تہس نہس کردے ----

بھلے یہ فنکشن عورتوں کا پر وہ بھی کیوں دیکھیں اس کی مولانی کو ----

اسے دیکھنے تعریف کرنے سراہنے کے سارے حق صرف احمر کے پاس تھے اور رہنے تھے تو کیوں یہ رسمیں-----

احمر کا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا------

وہ ہاتھ کی مٹھی بنائے ٹھوڑی پر ٹکائے یک ٹک سا اسے دیکھے گیا تھا------

ویٹ مولانی ----

انتظار کرنا کل میرا------

کل میری جان کی تعریف کروں گا---- وہ جزبات سے بوجھل آواز میں سرگوشی کرتا اس کی تصویر کو غور سے دیکھ رہا تھا جس میں ایمان ماہم کو گھور رہی تھی -----

--------------------------

ماہم اور رمشا نے پیلے فراق اور ساتھ لائٹ پنک بھاری ڈوپٹے پہن رکھے تھے ----

دونوں نے لائٹ سا میک اپ کیا ہوا تھا اور انتہا کی پیاری لگ رہیں تھیں ---

ایمان کو جھولے میں بیٹھا کر بی جی نے ڈھیروں پیسے وار ڈالے تھے----

باری باری سب نے رسمیں کیں ----

ایمان ہلدی میں رچی کافی پیاری اور معصوم سی لگ رہی تھی ----

روپ ٹوٹ کر آرہا تھا-----

وہیں باقی سب ناچ گانے میں لگی ہوئیں تھیں----

راحت فتح علی خان کا سونگ دھاگے توڑ لاؤ چاندنی سے نور کے آڈیٹوریم میں بج رہا تھا---- اور لڑکیاں اس پر جھومتی گاتی ساتھ ایمان کو رج رج کے ہلدی لگا رہی تھیں------

جبکہ ان سب کے بیچ چھوٹا لڑکا سومی صاحب سب کی مووی بنانے میں مگن تھا---

صرف واحد سومی تھا جیسے احمر نے اجازت دی تھی کہ وہ اس کی مولانی کی ویڈیوز بناتا رہے جس کام کو اس نے باخوبی انجام دیا تھا----

--------------------

ایمان کو ہلدی لگانے کے بعد وہ اسے کمرے میں لے آئ تھیں----

جبکہ لاؤنج میں اب مرد حضرات بھی آچکے تھے اور سب بیٹھے کھانے سے انصاف کرتے ساتھ باتوں میں مگن تھے----

باقی مہمان جا چکے تھے اب صرف فیملی والے ہی تھے---- ہمدانی فیملی---- اور رمشا کی فیملی تھی جبکہ درانی فیملی ہلدی لگا کر جا چکے تھی-------

زرش نے بہت کوشش کی رکنے کی پر برہان کے آگے ایک نا چلی---- اپنی بیوی کا سلونا روپ دیکھ کر وہ اس کی تعریف کیے بنا رہ نہیں سکتا تھا جس کے لیے زرش کا گھر جانا ضروری تھا----- تبھی زرش روہانسی سی برہان کے ساتھ گاڑی میں آکر بیٹھی-----

جبکہ ماہم حسان بی جی وجاہت صاحب پہلے ہی جا چکے تھے-----

----------

رمشا------ سجل نے آواز دی---

جی بھابھی-----

جاؤ زرا جازب کو تو بلاؤ کھانا کھا لے آکر -----

وہ تو سمیر بھائ کے ساتھ ہے ----

ہاں سمیر تو اندر ہیں پر جازب کب سے باہر کام میں لگا ہوا تھا بلاؤ اسے----- سجل نے پھر سے کہا---

رمشا منہ بناتی لان میں آئ------

اس دن جازب نے اس کی کافی عزت افزائی کرائی تھی اور نتیجتاً رمشا نے خود اپنا ہاتھ آگے کر کے دوبارہ سے رنگ پہنی تھی -------

اوئے--------

رمشا نے جازب کو بلایا-----

اوئے ڈائنو------

جبکہ جاذب جو باہر کھڑا رات کے فنکشن کی سیٹینگ کروا رہا تھا---- رمشا کی آواز پر چونکا----

کیا ہے پالر----- جاذب نے آنکھیں دیکھائیں---- کیونکہ سب اپنا کام چھوڑ کر ان کی جانب متوجہ ہو چکے تھے ------

چلو اندر---- حکم صادر کرتے انداز میں بولی---

کیوں----؟

بھابھی بلا رہی تمہیں -----

اوووو تو تم مجھے بلانے آئی ہو ----- واؤ----- مطلب تم ملازمہ بننے کی پریکٹس کر رہی ہو----جاذب اسے سلگا گیا-----

وٹ ربش----- آئے بڑے منہ دھو کے رکھو ---- آؤ اندر -----

رمشا آنکھیں دیکھاتی بولی-----

نہیں آرہا چلو نکلو------اب ---- جاذب اس کے دھونس جمانے پر دانت پیستا بولتا دوسری جانب بڑھ گیا ----

تم ڈائنوسار۔۔۔۔۔۔۔ نکلو کس کو بولا۔۔۔۔۔۔۔ رمشا تن فن کرتی اس کی جانب بڑھی اور زور سے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا۔۔۔۔

تمہاری تو۔۔۔ یہ کیا طریقہ ہے بدتمیز لڑکی۔۔۔۔۔۔

جازب بھپرا شیر بنا پلٹا اور اس کو بازو سے دبوچا۔۔۔۔۔۔

تم نے کسے کہا نکلو ہاں ۔۔۔۔۔۔۔ چلو اندر ۔۔۔۔۔ تمہیں تو میں لے کر جاؤں گی۔۔۔۔آج تم میرے ملازم بنو گے ۔۔۔۔۔

رمشا آنکھیں دیکھاتی بولی۔۔۔۔۔

جاؤ یار دماغ نا خراب کرو ۔۔۔۔۔ جازب نے ہاتھ جھٹکے تھے کہ رمشا لڑکھڑا کر توازن برقرار نا رکھتے ہوئے زمین پر گری ۔۔۔۔۔۔

تم ۔۔۔۔۔۔۔

تم نے مجھے دھکا دیا۔۔۔۔۔

چھپکلی رینگو یہاں سے کام کرنے دو سب دیکھ رہے ہیں ۔۔۔۔۔ جازب اکتا کر بولا۔۔۔۔۔۔

تمہیں تو میں چھوڑوں گی نہیں ----- رمشا تن فن کرتی اٹھی اور آؤ دیکھا نا تاؤ جازب کے گھنے جیل سے سیٹ بال مٹھی میں دبوچ لیے---

جبکہ وہاں کام کرنے والے ملازم ہق دق سے منہ کھولے ان دونوں کو دیکھی گئے----

اے ے ے ے ے ے ے لڑکی چھوڑو میرے بال ------

جازب شرمندہ سا دانت پیستا بولا -----

سومی سجل کے کہنے پر ان کو بلانے آیا تھا آگے سے ان کی لڑائی دیکھ کر چھوٹے چھوٹے ہاتھ منہ پر رکھ کر کھی کھی کرنے لگا-----

نہیں چلو اندر اب تو تم ایسے ہی جاؤ گے میرے ساتھ ------ رمشا ہانپتی ہوئی بولی------

اور یہاں جازب کی بس ہوئی تھی ------

نہیں جاتا پاگل لڑکی ----- جازب اس کے بال مٹھی میں پکڑ کر دھاڑا----

جبکہ ملازم ہاتھوں سے سامان گرائے منہ کھولے ان کو لڑتا دیکھ رہے تھے تو کبھی ایک دوسرے کو دیکھتے------

چھوڑو میرے بال ڈاکو وحشی----

اپنے بال جازب کی مٹھی میں دیکھ کر رمشا کا چہرہ لال بھبھوکا ہوا تھا۔۔۔

پہلے تم چھوڑو چھپکلیوں کی سردارنی کچرا رانی۔۔۔۔

دونوں ایک دوسرے کے بال مٹھیوں میں جکڑے جھلا رہے تھے ۔۔۔۔۔

وہیں سومی ہاتھ میں کیمرا پکڑے ان کی ویڈیو بنانے میں لگا تھا۔۔۔۔

آہہہ۔۔۔لوفر آدمی مجھے درد ہو رہا ہے میں نے کہا چھوڑو نہیں تو تمہیں گنجا کر دوں گی ۔۔۔۔۔۔

پہلے تم نے میرے جیل سے سجے ہئیر نا صرف خراب کیے بلکہ تشدد بھی کیا ہے بدلہ تو میں بھی لے کر رہوں گا ۔۔۔۔

جازب کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔۔۔

واؤ جازب ماموں آپ جیت رہے ہیں ۔۔۔۔ رمشا مامی ہار رہی ۔۔۔۔۔

سومی چہک کر بولا رمشا کا رہا سہا سکون بھی تہس کر چکا تھا ۔۔۔

اے چھوٹے چوزے اپنے مرغے ماموں کو دور کرو نہیں تو آج یہ قتل ہو جائے گا مجھ سے ۔۔۔۔۔ رمشا جازب کے بال مٹھی میں جکڑے سومی سے بولی۔۔۔۔۔

اور میں تمہارا چہرہ میک اپ سے عاری کردوں گا،،مرغی۔۔۔۔۔اگر تم نے مجھے یا میرے پارٹنر کو کچھ کہا تو۔۔۔۔

جازب خونخوار نظروں سے رمشا کو دیکھ کر بولا --- ہاتھ ہنوز بالوں میں الجھے ہوئے تھے -----

میں تمہاری یہ آنکھیں نوچ لوں گی ----- رمشا جھپٹائی تھی اور دونوں ہاتھوں سے جازب کے بال نوچ ڈالے تھے----

آہہہہ----- جاہل لڑکی ----- تم اپنے ہونے والے شوہر کو گنجا کرنا چاہتی ہوں میں تمہیں دیوار میں فٹ کردوں گا ----- پھوہڑ عورت ------ جازب درد کی شدت سے چلاتا اسے یوں ہی دھکیل کر دیوار کے ساتھ پن کر چکا تھا------

کیا ہو رہا ہے یہ -------

تبھی وہاں سب ان دونوں کی آوازیں اور لڑائی سن کر پہنچے تھے----

جہاں دونوں ایک دوسرے کو کھڑے خونخوار نظروں سے گھور رہے تھے ------

یہ کیا بچپنا ہے----- رمشا------ چھوڑو اسے----رمشا کی ماں چلائی----

یہ کیا بدتمیزی ہے جازب چھوڑو بچی کے بال-----

جواد صاحب اپنے نالائق بیٹے کو گھورتے بولے-----

ڈیڈ------

جازب منمنایا پر بال پھر بھی نا چھوڑے تھے -----

رمشا سنا نہیں----

مام -----

اس نے پہلے میرے بال پکڑے---

وٹ ---- تم جھوٹ بول رہی ہو----- جازب نے دانت کچکچائے تھے----

جبکہ باقی سب مسکراتے ہوئے بڑی فرصت سے انجوائے کر رہے تھے ---سب سے آگے سومی صاحب تھا جو اس مومنٹ کو کیپچر کر رہا تھا----

تم دونوں چھوڑو ایک دوسرے کے بال----- سجل پریشانی کے عالم میں آگے بڑھی اور ان کو چھڑانا چاہا----

نہیں سجل آج میں اس ڈائن کو نہیں چھوڑو گا اس نے مجھے بہت تنگ کیا ہے ---

جازب مدھم آواز میں بولا کہ آواز ان تینوں تک ہی رہی ----

وٹ تم باگڑ بلے میں بھی نہیں چھوڑوں گی ---- رمشا بھی اسی کے انداز میں تلملا اٹھی ----

کیا کھسر پھسر ہو رہی ہے چھوڑو رمشا----

اب کی بار اس کی ماں نے تنبیہ کی----

تبھی رمشا چاہو نچار غصے سے گھورتی اسے چھوڑ گئی---

جبکہ جازب نے مسکرا کر بڑے آہستہ انداز میں ایک بار تو اس کے سر کو پورا جھلا کر تب چھوڑے تھے ---

رمشا سی کر کے رہ گئی-----

تمہیں زرا شرم ہے جازب ----- یہ کیا بچوں کی طرح لڑ رہے تھے --- عمر دیکھو اپنی ---- قد دیکھو ---- اور اس معصوم سے کیا بیر پال لیا ہے تم ----

فواد صاحب جھاڑ پلاتے بولے----

ڈیڈ-----

اب معصوم لفظ کی توہین تو مت کریں مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا---

جازب دونوں ہاتھوں سے بال سیٹ کرتا بولا----

جبکہ سب کے چہروں پر دبی دبی ہنسی تھی وہیں رمشا ناک کے نتھنے پھلا کر جازب کو ایسے گھور رہی تھی گویا کھا جائے گی-----

اسے ایسے نے دیکھو تم----- صیح کہہ رہا ہے بچہ-----

مام بچہ -----

یہ اتنا لمبا تڑنگا انسان آپ کو بچہ لگ رہا ہے ----یہ لفظ بچہ پر تشدد ہو رہا ہے --- رمشا بھنا اٹھی ------

اب کی بار سب جا قہقہہ مشترکہ تھا---

واہ یار جازب کمال کر دیا تم نے ----- کیا لڑائی تھی---میں تو بڑا ایکسائیٹڈ ہوں جب یہ میدان ہمارے گھر میں سجا کرے گا--- زوہیب اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکراتی آواز میں بولا----

جبکہ سمیر کب سے کھڑا خاموشی سے سب ملاحظہ کر رہا تھا---

اگر جنگ سے فرصت مل گئی ہو تو اندر آنے کا شرف بخشیں گے جازب صاحب---- سمیر نے خفیف سا طنز کیا----

سمیر اور اس کی کافی اچھی تو نہیں پر بہتر بونڈنگ ہو گئی تھی --- جس میں زیادہ ہاتھ جازب جا ہی تھا اس نے سوری کرکے سب بات کلیئر کر دی تھی اب سمیر کے دل میں اس جانب سے سارے ڈر اور دھڑکے ختم ہو گئے تھے -----

یس وائے ناٹ----- جازب نے جھک کر سومی کو اٹھا لیا اور رمشا کو آنکھ ونک کرتا سمیر کے پیچھے ہو لیا----

جبکہ باقی سب بھی باتوں میں اندر بڑھے ---- اس دوران رمشا کہ والدہ اسے خوب ڈانٹ پلا چکی تھی --- جبکہ باقی خواتین رمشا کے اداس شکل پر فقط تسلی دے کر رہ گئیں---

جب سے ان کا رشتہ ہوا تھا ان کی لڑائیوں سے سب واقف تھے جانتے تھے کہ دونوں ایک دوسرے کو سامنے لاکر بچے بن جاتے ہیں تبھی کسی نے ان کو منع نہیں کیا تھا البتہ انجوائے ضرور کرتے تھے ---- یہ دونوں واحد تھے جہاں ملتے وہاں ان کی زبانی کلامی جنگ شروع ہوجاتی اس بار کچھ مزید سٹیپ بڑھائے تھے ------

--------------------------------

وائٹ کرتا شلوار پہنے وہ مغرور شہزادہ بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا گوری رنگت میں سرخ گھلی جو کہ غصے کا ثبوت تھی --- گلابی لب پیوست کیے کالی سحرانہ آنکھوں میں خفگی لیے وہ چڑ چڑا سا بیٹھا تھا ----

انداز نا چاہتے ہوئے برداشت کرنے والا تھا--- بھوری بیئرڈ پر جابجا ہلدی لگی تھی ---- بازوؤں کے کف کہنیوں تک فولڈ تھے ان پر بھی بی جی نے ہلدی لگائی تھی ----

جس پر احمر خفا سا ہو گیا تھا ----

شہزادوں جیسی آن بان والا احمر برہان کو اور زرش کو ملتجی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا ---

کہ اس کی جان چھڑائے نہیں تو سب الٹ دے گا -----

کیا کر رہا ہے ----- تمیز سے لگانا----

احمر اس کے ہلدی سے بھرے ہاتھ دیکھ کر وارننگ دیتا بولا۔۔۔۔۔

نا تو پھر کیا کرے گا تو۔۔۔۔۔ حسان نے آنکھیں دیکھائیں۔۔۔۔

میں تجھے پیس کر ہلدی میں میکس کردوں گا۔۔۔۔ احمر جھنجھلا کر بولا۔۔۔

کیونکہ ابھی سب عورتیں جو کچھ دیر پہلے ہی آئیں تھیں تھارج کے احمر کے چہرے پر ہلدی لگائی تھی کہ دولہے کو روپ ٹوٹ کر آئے۔۔۔۔۔ اور احمر کڑوا گھونٹ پی کر رہ گیا۔۔۔۔ اس کی بے بسی کا سب خوب فائدہ اٹھا رہے تھے۔۔۔۔۔۔

لیڈیز کے بعد اب مرد حضرات کی باری تھی جن میں حسان آخری نمبر پر تھا کہ احمر اس کے ہاتھ یوں دیکھ کر تپ اٹھا۔۔۔۔۔

باقی سب نے چٹکی کے برابر لگائی تھی اور حسان کی تو رگ رگ سے واقف تھا تبھی کڑے تیوروں سے بولا۔۔۔۔

چل وہ بعد کی بات پہلے زرا تو ہلدی سے رنگ جا بیٹا۔۔۔۔۔ حسان نے ڈرانے والے انداز میں ہاتھ اس کے آگے کیے۔۔۔۔۔

حسان نا کر۔۔۔۔۔ احمر چڑ کر بولا۔۔۔۔

ابے ہٹ ---- میرے یار کی شادی ہے تو میں تیری کوئی نہیں سننے والا زیادہ بولا تو اس کا سامان بھی ہے میرے پاس------ حسان بتیسی نکالے جمپ لگا کر آگے بڑھا اور دونوں ہاتھوں سے احمر کی بس نظر آنے والی آنکھوں کو بھی چھپا ڈالا تھا کہ ہلدی اس کے چہرے اور گردن پر لگائی-----

حسان----- احمر دھاڑا----

فلحال تو اپنا شیروں والا روپ اندر رکھ میں تیری نہیں سننے والا جبھی ہلدی سے بھرا باؤل اٹھا کر احمر کے سر پر الٹ دیا اور دوڑ لگا دی ----

یہ یہاں ہوا تھا احمر کا میٹر شارٹ----

حسان رک ----

میں کہتا ہوں رک جا کمینے----

احمر کی گمبھیر غصے بھری آواز گونجی ---

سب قہقہے لگاتے دلچسپی سے ان دونوں دوستوں کو دیکھ رہے تھے---

اب سین یوں تھا کہ آڈیٹوریم پر میرے یار کی شادی والا سونگ فل دھن میں بج رہا تھا اور وہ دونوں مہمانوں کو سب کو نظر انداز کیے صوفوں کے گرد بھاگ رہے تھے ----

نا یارا آج تو ہمارا دن تجھے زلیل کرنے کا ----

ہے نا گائز-----حسان نے سب سے تائید چاہی--

یسسسس--سب لڑکوں کی کورس میں آواز آئ تھی-----

تو بھول رہا ہے کہ تیری شہ رگ میرے گھر-----احمر نے زومعنی بات کی-----

حسان گڑبڑا گیا اور ماہم کو دیکھا جو سب کے سامنے شرم سے نظریں جھکا گئی----

ہاں تو----

تو یہ کہ رک جا وہیں نہیں تو میں بڑا کچھ کر سکتا-----

کچھ بھی کر آج تیری نہیں سننے والا---حسان جگرا بڑا کر کے بولا کہ احمر کے پیچھے برھان کو دبے قدموں آتا دیکھ چکا تھا----

احمر ٹشو سے اپنا چہرہ اور گردن صاف کر رہا تھا جبکہ سر پر پڑی ہلدی کچھ نیچے لڑھک چکی تھی تو کچھ بالوں سے چپک گئی تھی----

تبھی برھان،زوہیب اور جازب نے ہلدی سے بھرے ہاتھ لیے احمر پر دھاوا بول دیا تھا-----

وہیں اس کے کزنز بھی احمر پر چڑھ دوڑے ------

حسان کو تو پھر موقع مل گیا تھا ----- سب نے احمر پر ہلدی یوں رگڑی کہ اس کا دل چاہا ایک ایک کو اٹھا کر باہر پٹخ دے ----

کچھ ہی دیر میں وہ سارا کا سارا ہلدی کا حصہ بن چکا تھا ----

تجھے میں زندہ نہیں چھوڑوں گا ---- حسان ---- غصے کی شدت سے احمر غرا اٹھا---

پہلے ہم سے تو بچ میرے یار-------

حسان پر شوق نظروں سے اس کی تصویریں بناتا اپنی لٹل بہن ایمان صاحبہ کو سینڈ کر چکا تھا ------

سب مزے سے ان کی نوک جھوک انجوائے کر رہے تھے----

-----------------

زر------

جج جی ------ اپنی گردن پر اس کی گرم سانسیں محسوس کرکے زرش خود میں سمٹی------

مت اتارو انہیں----- برہان بوجھل آواز میں اس کے ہاتھ روک گیا----

وہ ابھی مہمانوں سے فارغ ہوکر کمرے میں آئی تھی کہ برہان جو بیڈ پر نیم دراز اسی کے انتظار میں تھا اٹھ کر اس کے پاس آیا------

کک کیوں----

میں نے تعریف کرنی ہے-----وہ مرر میں اس کی آنکھوں میں جھانک کر معنی خیز سے بولا------

جبکہ زرش کا چہرہ سرخ ہوا تھا---

مجھے نیند آرہی ہے ---- زرش منمنائ------

اوہوں ابھی نہیں ----- وہ اس کو سینے سے لگائے بھاری آواز میں بولا----

زرش بھی مسکرا کر اس کے گرد حصار باندھ کر اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئ----

دونوں کی دھڑکنیں میں انتشار برپا تھا------

برھان نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں کو آزاد کیا موتیے کے پھول ٹوٹی کر فرش پر گرے تھے سلکی بال لہرا کر پشت پر بکھرے ---- برھان نے اس کے سر پر لب رکھے اور ایک ہاتھ سے اسکے بال سہلانے لگا---

طبیعت ٹھیک ہے ----- فکریہ انداز میں بولا-----

جی ------ زرش اس کی گردن میں چہرہ چھپائے بولی---

برھان ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالے دوسرا اس کے بالوں سے نکال کر اس کی کمر پر سہلاتا پیٹ پر رکھا---کہ زرش نے اس کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچی------

میرا بے بی کیسا ہے ----- سرگوشی میں بولا-----

ٹٹ ٹھیک ہے------ زرش کانپتی آواز میں بولی------

گھر میں شادی کا ماحول ہے تم نے کوئی کام نہیں کرنا زیادہ سے زیادہ اپنا اور ہمارے بے بی کا خیال رکھنا ہے

---- برہان اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیے سمجھا رہا تھا----

جبکہ زرش مٹے مٹے سے میک اپ میں نظریں جھکائے برہان کے جزبات مزید بڑھا گئی-----

اس نے آہستہ سے اس کے گلے سے دوپٹہ نکال کر دور اچھالا-----

زرش نے ہراساں نظروں سے اسے دیکھا ---- برہان کی نظروں کا پیغام سمجھ کر وہ خود میں سمٹنے لگی----

اس نے احتیاط سے زرش کی جیولری نکالی ----- اس دوران وہ نگاہیں جھکائے کسی گڑیا کی مانند ایک ہی جگہ کھڑی انگلیاں مروڑ رہی تھی ------

برہان نے اسے شدت سے خود میں بھینچا اور اس کی گلابی چیکس کو لبوں سے چھوا تھا کہ زرش کی پلکیں لرز اٹھی----

برہان ------ وہ ہمت مجتمع کر کے تیز ہوتی سانسوں میں بولی----

اششششش------ چپ رہو میری جان-----

وہ اسے کے لبوں پر انگلی رکھ کر گھمبیر آواز میں خاموش کروا گیا-----

برھان نے اس کے مرمریں وجود کو نرمی سے اپنی باہوں میں اٹھالیا۔۔۔۔۔بیڈ پر لٹاتے ہوئے اس نے اس کا سر تکیے پر رکھا اور اس پر گھٹا کی مانند چھا گیا۔۔زرش کا نازک سراپا اس کے نیچے دب سا گیا تھا۔۔۔۔وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں قید کیے اپنا چہرہ اس کے چہرہ کے حد درجہ نزدیک لایا کہ برھان کی گرم سانسوں کی تپش سے زرش کو چہرہ جھلستا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔۔

وہ آنکھیں زور سے میچے اس کی قید میں پڑی تھی ۔۔۔۔ چہرہ شرم کے مارے سرخ اناری ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

برھان نے تشنہ لب اس کی پیشانی پر رکھے۔۔۔۔اور کان کی لو کو دانتوں میں دبائے دلفریب انداز میں سرگوشی کی ۔۔۔۔

ہے تیری عنایت تجھ سے ملی ہے ۔۔۔۔

ہونٹوں پے میرے ہنسی جو کھلی ہے۔۔۔

اسے میرا چہرہ چھپا بھی نا پائے۔۔۔۔

تجھے پا کے حاصل ہوئی جو خوشی ہے۔۔۔۔

جزبات سے چور بوجھل آواز میں سرگوشی کرتا وہ اس کے نازک پنکھڑیوں جیسے لبوں پر جھکا تھا۔۔۔۔

گرفت میں اتنی شدت اور جنون تھا کہ زرش تڑپ اٹھی ۔۔۔۔۔ برھان کی شدت میں اضافی ہو رہا تھا اور زرش کی سانسیں ابتر ہو رہیں تھیں ۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ شدت بھری گستاخی کر کے دور ہوا اس کے چہرے پر حیا کی لالی دیکھ کر برھان گہرا مسکرایا تھا----

برھان مجھے----- بے ہنگم ہوتی سانسوں کے مابین بولنے کے لیے لب وا کیے ہی تھے کہ برھان ایک بار پھر سے اس کے لفظوں کا گلہ گھونٹ گیا---ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ آف کر کے اس کے مخملیں سراپے کو خود میں سمیٹا تو وہ اس کے جزبات کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر میں تنکے کی مانند بہتی چلی گئی -----

میٹینگ میں احمر کی منتخب ٹیم کے تمام ممبر جمع تھے ----

احمر پرسوچ انداز میں کمانڈوز کی یونیفارم پہنے سینیئر چئر پر بیٹھا تھا سوچوں کا رخ مولانی تھی---- اس کی ٹیم بلیک یونیفارم پہنے اپنے سر کو دیکھ رہے تھے جو آرمی یونیفارم میں ڈیشنگ پرسنیلیٹی کے ساتھ ایک ہاتھ کی مٹھی بنائے ٹھوڑی کے نیچے ٹکائے ہاتھ میں پیپر ویٹ گھماتا کسی غیر مرئی نقطہ کو گھورتا خود سے بے پرواہ انتہا کا پیارا لگ رہا تھا - جبھی خاص بیل بجی -----

اور کچھ ہی دیر میں چیف اپنے آفیسرز کے ساتھ میٹینگ روم میں آئے تھے ---

سب ایک دم الرٹ ہوئے اور سیلوٹ پیش کیا تھا ------

سی جی کمانڈو آر یو ریڈی فار دس ٹاسک ؟؟؟

یس سر-----

اوکے ناو ایکسپلین اٹ-----

چیف احمر کی چئر پر بیٹھا تھا----

تبھی احمر دیوار گیر بڑی سی سکرین پر ایک ایک تصویر دیکھاتا اپنا پلین بتانے لگا ----

سب اس کی دیکھائی گئی ایک ایک تصویر اور ان کے بارے میں دی جانے والی انفارمیشن پوری توجہ سے دیکھ اور سن رہے تھے ----

عابد جوئیہ کے انڈر ورلڈ ڈان کو پکڑنے اور اس کا نیٹ ورک جوکہ تقریباً پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا اس کو پکڑنے کے متعلق اس بار کچھ خاص پلین بنا رہے تھے یہ۔مشن بہت خطرناک تھا ---- وہ سمیر اور حسان کو فیملی کے پاس ہی رہنے دینا چاہتا تھا تبھی احمر نے حسان اور سمیر کو نہیں بتایا تھا ----

وہ خود اکیلا جانا چاہتا تھا۔۔احمر جانتا تھا کہ حسان یہ سن کر ضرور بھڑکے گا پر اسے کہاں پرواہ تھی ----

---------------------

یہ تو کیا کہہ رہا ہے ---- کمینے تو میرے بغیر جائے گا -----!!!

حسان صدمے سے چلایا ------

جبکہ احمر خاموشی سے سگریٹ کے کشش لیتا فون میں اپنی سائیں کی ابٹن والی تصویر دیکھ رہا تھا ----

تو سن رہا ہے------؟؟؟ حسان تلملایا -----

نہیں ------ احمر اسے دیکھے بنا بولا----

یار احمر ----- میں تیرے ساتھ جاؤں گا ہم نے کوئی مشن اکیلے نہیں کیا تو اب کیسے تو مجھے نہیں لے جا رہا---- حسان نڈھال سا بولا-----

تو میری بہن اور اپنی بہن کا خیال رکھے گا ان کی حفاظت کرے گا---- عابد جوئیہ کے سالے کو اس کے مرنے کا علم ہو چکا ہے اور اس کے آدمی بھی یہاں پہنچ چکے ہیں -----

وہ یہاں اپنی بھانجی کو ڈھونڈنے اور عابد کو مارنے والوں کا پتا لگانے آئے ہیں------ احمر نے حسان کو آگاہ کیا ساتھ ہی رکنے کی تلقین کی تھی ---

پر احمر یار-----

بس جو کہا ہے وہ کرو ---- احمر نے حتمی لہجہ میں کہا تھا ---

ٹھیک ہے پر تو مجھے بتا کر جائے گا اور اس مشن کے حوالے سے ساری بات تفصیل سے بتاؤ مجھے ---- حسان احمر کی بات مان کر اس سے جشن کے حوالے سے پوچھا----

احمر اسے سارا پلین بتاتا چلا گیا کہ حسان کا آگاہ رہنا ضروری تھا آگے پتا نہیں کیسے حالات یوں کیسے نہیں تو حسان کا جاننا ضروری تھا جو ان کی بروقت مدد کر سکتا تھا -----

کب تک جانا ہے تجھے -----

ایک ہفتہ تک ---- احمر نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا----

-------------------------

مہندی کے فنکشن کا انتظام شاہ ولا کے بڑے سے لان میں کیا گیا تھا-------

فنکشن کمبائن رکھا گیا تھا----

ایان نے سمیر سے کہہ کر کہ وہ مہندی کا فنکشن گھر پر ہی کریں سو وہ اپنی بہن کی خواہش کا احترام کرتا سارا سسٹم ادھر ہی سیٹ کروا چکا تھا------

لان کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا----

رنگ برنگی چھتریاں لگا کر ان کے گرد لائیٹنگ کی گئی تھی جس کے نیچے بڑے خوبصورت انداز میں مہمانوں کے لیے بیٹھنے کے لیے صوفے سیٹ کیے گئے تھے------

اردگرد مصنوعی کھمبیاں لگائ گئی تھی -----

چاروں طرف سبز اور پیلے رنگ کے جالی دار پردے لٹک رہے تھے -----

سٹیج پر احمر ایمان کے لیے پھولوں سے سجا جھولا رکھا گیا تھا جس کے اپر پھولوں کی لڑیوں سے چھت بنائی گئی تھی ------

سٹیج پر رنگ برنگی لائیٹس لگائی گئی تھیں ---- جو کبھی گہرا نیلا رنگ دیتی ، کبھی سبز،سفید، تو کبھی ییلو-------

میوزک سسٹم میں ڈی جے نے ہلکی آواز میں مہندی کی مناسبت سے سونگ چلایا ہوا تھا جو ماحول پر خوب اثر طاری کر رہا تھا----

ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی ---ہوا سے لہراتے پردے رنگ برنگے پھول جھوم رہے تھے ---- لڑکیاں یہاں سے وہاں ٹہلتی ایک دوسرے سے ملتی اس ماحول کو خوب انجوائے کر رہی تھیں --

مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جاری تھا ---- سمیر شاہ اور ہمدانی ہاؤس کے مکین مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے

-----

وہیں لڑکیوں کی نظر بھٹک کر سمیر پر پڑ رہی تھی جو بلیک شلوار قمیض میں ملبوس آف وائٹ شال کندھے پر ڈالے ، بلیک ہی پشاوری چپل پہنے ، کلائی پر برانڈڈ واچ باندھے، بال نفاست سے سیٹ کیے آنکھوں میں چمک لیے عنابی لبوں کو آپس میں پیوست کیے ہلکی بڑھی ہوئی بیرڈ میں سومی کا ہاتھ پکڑے انتہا کا پیارا اور ہینڈسم لگ رہا تھا ------ اس کی گوری رنگت پر بلیک رنگ انتہا کا پیارا لگ رہا تھا --- سمیر شاہ سومی کی کسی بات پر مسکراتا ہوا لڑکیوں کے دل دھڑکا گیا تھا-----

اس کی پرسنیلٹی رعب و جلال ہی ایسا تھا کہ وہ جہاں ہوتا ماحول پر چھا جاتا تھا کہ لوگ مڑ مڑ کر ایس ایس پی سمیر شاہ کو دیکھتے جو سنجیدہ سا اپنے کام سے کام رکھنے والا بہت اٹریکٹ کرتا تھا ------

اس پر اس کا ایٹیٹیوڈ مقناطیسی صلاحیت رکھتا تھا ----

سومی بھی سمیر کی طرح کی ڈریسنگ کیے بلیک کرتا پاجامہ پہنے ،قمیض کے کف فولڈ کیے چھوٹی سی آف وائٹ شال اپنے ڈیڈ کی طرح کندھوں پر چھوٹی سی آف وائٹ ہی شال ڈالے، واچ پہنے ، پاؤں میں چھوٹی سی پشاوری چپل پہنے --- بال ماتھے پر بکھیرے سمیر شاہ کی کاربن کاپی ہی لگ رہا تھا---

دونوں باپ بیٹا انتہا کے پیارے لگ رہے تھے ---- کہ ان کی ڈریسنگ ہی شاہوں والی تھی جو کسی کو بھی اپنا گرویدہ بنا دیتی -----

سمرینہ بیگم تو نجانے کتنی بار دونوں کی نظر اتار چکی تھی ----- اب دونوں باپ بیٹا اینٹرس پر کھڑے مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہے تھے زوہیب اور جازب تیار ابھی تیار ہونے گئے تھے کہ سمیر شاہ نے سارے کام انہیں سے کروائے تھے اور اب بڑی مشکل سے سب کچھ کلیئر کر کے سمیر نے ان کو تیار ہونے کے لیے بھیجا تھا------

فواد صاحب جواد صاحب اور ان کی بیگمات باقی مہمانوں کو خوش آمدید کہتے خوشی سے ان سے مل رہے تھے------

تقریباً سارے مہمان آچکے تھے اب صرف درانی مینشن کے مکینوں کا انتظار تھا---- جبھی ایک ساتھ کئی گاڑیاں گیٹ سے اندر داخل ہوئیں تھیں ----

سب نے گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا تھا----

سمیر شاہ احمر کے بغلگیر ہوا تھا----- وہیں سومی بھی اپنے ڈیڈ کی دیکھا دیکھی احمر سے ملا تھا--- سومی چونکہ کافی چھوٹا تھا تو احمر نے جھک کر اس ننھے شاہ کو اٹھا لیا اور چٹا چٹ اس کے گال چوم ڈالے تھے ---- سومی نے بھی بدلے میں احمر کی بھوری بیرڈ پر لب رکھے ---- ان کے پیار پر سب مسکرانے لگے تھے

-----

باری باری احمر سب سے ملا تھا-----

ملنے ملانے کے بعد چاروں فیملیز کے افراد ایک ساتھ آگے بڑھے تھے لوگ بڑی محویت سے ان سب کو دیکھ رہے تھے جو ہنستے کھلکھلاتے کافی اچھے لگ رہے تھے ---- وہیں سب کی نظر احمر پر جمی تھیں ----

جو وائٹ سوٹ پر ہالف سلیو ویسکوٹ پہنے پیروں میں کھسا پہنے ، بھورے بال جیل سے سیٹ کیے جن میں سے کچھ ماتھے پر بکھیرے تھے ،، کف کہنیوں تک فولڈ کیے، گلابی لبوں پر مسکراہٹ سجائے حسان اور سمیر کے پاس کھڑا بہت پرکشش اور ہینڈسم لگ رہا تھا----

سب کی نظریں ہی نہیں ہٹ رہی تھیں اس کو دیکھ کسی یونانی دیوتا کا گمان ہوتا تھا--- گوری رنگت میں ہلکی سے سرخی گھلی تھی ---- سیاہ ذہانت سے بھرپور چمک دار آنکھیں جو سامنے والے کو پل میں پہچاننے کا ہنر رکھتی تھیں آج ان کی چمک دیدنی تھی -----

چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجائے وہ کئی لڑکیوں کو اپنا دیوانہ بنا گیا تھا----

شاہ ولا میں سب لڑکوں نے بلیک ڈریسنگ کر رکھی تھی جبکہ درانی مینشن کے لڑکوں نے وائٹ شلوار قمیض پہنے رکھے تھے ----

دونوں جانب کے لڑکے دل موہ لینے کی حد تک پیارے لگ رہے تھے ----

برھان اور حسان نے بھی سیم ڈریس پہنے تھے انہوں نے ہلکے ییلو کلر کے ویسکوٹ پہن ہوئے تھے ----

حسان احمر برھان نظر لگ جانے کی حد تک پیارے لگ رہے تھے ---- وہیں جازب اور زوہیب بھی ان کی ٹکر میں تھے ---- بلیک سوٹ پہنے بال نفاست سے سیٹ کیے دل دھڑکا گئے تھے -----

لڑکیاں ابھی تک کمرے میں بند تھیں ----- پر کوئی بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا کہ اب دل مزید انتظار پر آمادہ نہیں تھا ----

صبر کر آجائے گی بھابھی----- حسان نے دانتوں کی نمائش کرتے اس کی حالت پر چھیڑا----

تیری والی جو سامنے ہے اس لیے دانت نکل رہے ---- احمر نے لتاڑا-----

جبکہ حسان کھل کر کر مسکرایا-----

ابھی تو مجھے زہر لگ رہا ہے---- اس کے مسکرانے پر احمر نے گھورا----

احمر کو دیکھ کر لگ رہا تھا اگر مزید دیر ہوئی تو وہ خود جا کر اپنی مولانی کو اٹھا لائے گا ----

جبکہ حسان نفی میں سر ہلاتا جازب کی جانب متوجہ ہوا -----

زوہیب اور برھان آپس میں بات کر رہے تھے ----

سمیر شاہ بڑوں کے پاس بیٹھا تھا جہاں کچھ خاص میٹینگ چل رہی تھی ----- جو کہ ابھی وہ سب اعلان کرنے والے تھے ----

-----------------

کتنی دیر ہے لڑکیوں ------ دولہے والے ا گئے ہیں --- سمرینہ بیلم نے آکر ان کو ڈپٹا تھا---

سجل شہلا تو بالکل تیار تھیں اس لیے وہ ان کو جلدی تیار ہونے کا کہہ کر سمرینہ بیگم کے ساتھ ہی باہر نکل آئیں----

کہاں تھیں آپ --- ہم کب سے آپ کو ہیں تلاش کر رہیں تھیں -----

زرش اور ماہم دونوں کو دیکھ کر جلدی سے آگے بڑھیں------

ارے ہم بس تیار ہو رہی۔ تھیں سوری ---- سجل نے جلدی سے کہا اور ان سے گلے ملیں----

زرش اور ماہم نے سیم ڈریسنگ کی تھی دونوں نے گرین کلر کے لہنگے پہن رکھے تھے --- بی جی نے لڑ کر انہیں فل تیار ہونے کو کہا تھا جس پر انہیں سارے زیور بھی پہنا ڈالے تھے اس پر ہلکا پھلکا سا میک اپ کیے بہت خوبصورت لگ رہیں تھیں-----

برھان اور حسان کی تو نظریں ہی نہیں ہٹ رہی تھیں ----- اپنی تیاری پر فخر کرتی وہ دونوں نو لفٹ کا بورڈ لگائے ان کے پاس سے گزر کر حشر برپا کر گئی تھیں---- جس پر دونوں بعد میں حساب لینے کا سوچ کر دل پر پتھر رکھے گھوم رہے تھے جو ان کی دھڑکنوں میں انتشار برپا کرکے خود ان کی حالت سے حظ اٹھاتی قہقہے لگا رہی تھیں-----

آپی ہم ایمان کے پاس جا رہی ہیں آپ نیچے جائیں سمیر بھائی کب سے آپ کا پوچھ رہے----- اور زوہیب بھائی بھی -----

زرش ان کو کہتی اپر کی جانب بڑھی ماہم پہلے ہی جا چکی تھی ----

سجل اور شہلا نے لائٹ پنک لہنگے پہنے ہوئے تھے --- زیوروں سے لدی مہارت سے کیے میک اپ میں دونوں بہت خوبصورت لگ رہی تھیں-----

رمشا اور ایمان ابھی تک کمرے میں ہی تھیں جہاں رمشا بالکل تیار سی گرین فراک میں بال سٹریٹ کیے کمر پر کھلے چھوڑے دوپٹے کو ایک شانے پر سیٹ کیے ہلکی سی جیولری پہنے ہلکے سے میک اپ میں لبوں پر ڈارک ریڈ لپسٹک لگائے ہاتھوں میں سرخ گلاب کے گجرے پہنے ناک میں باریک سی نوز پن پہنے بہت پیاری لگ رہی تھی اس کا یہ روپ یقیناً کسی کی دل کی دنیا تہہ و بالا کرنے والا تھا --- اور اب ایمان کی تیاری میں بیوٹیشن کی ہیلپ کر رہی تھی -----

سب لڑکیاں ہی بہت پیاری لگ رہیں تھیں -----

---------------------

وہ جو سب لڑکے ہنسی مذاق کر رہے تھے فواد صاحب نے بلانے پر ان کی طرف بڑھے جہاں سب بڑے بیٹھے تھے ----

جازب اور حسان ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے جہاں تک مجھے لگتا ہے وہ سننے کے بعد یقیناً تم لوگ بھنگڑے ڈالو گے -----

وجاہت صاحب مسکرا کر بولے----- تو ان کی بات پر وہاں سب مسکرا اٹھے ----

کیا فیصلہ ------ جازب نے جلدی سے پوچھا ----

بھئ آج سب جمع ہیں موقع بھی اچھا ہے اس لیے ہم نے تم دونوں کی شادی کی تاریخ رکھ دی ہے -----

اب کی بار فواد صاحب نے بتایا--- جبکہ برھان اور سمیر ریلیکس بیٹھے تھے ----کہ جیسے پہلے سے ہی جانتے تھے-----

جبکہ یہ سنتے ہی دونوں کے چہرے پر دلفریب مسکراہٹ در آئ تھی -----

پرسوں سے تم لوگوں کے فنکشن اسٹارٹ ہوں گے بی جی حسان اور جازب کے سر پر پیار دیتی مزید بتانے لگی -----

سب کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے -----

ایک شادی ختم ہوگی پھر دو اور شروع ہو جائیں گی ----

------------------------

وہ دونوں جیسے ہی نیچے آئ تھیں یہ خبر سن کر کافی خوش ہوئیں اور جلدی سے ملازمہ کو مٹھائیاں لانے کا کہا تھا----

سمیر جو کب سے اپنی جان کا انتظار کر رہا تھا نظر بی جی کے پاس کھڑی سجل پر گئی تو پلٹنا بھول گئی تھی۔۔۔ وہ آنکھوں میں چاہت سموئے بنا پلک جھپکائے سجل کو دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔ اردگر سے جیسے وہ بھول گیا تھا ۔۔۔ یاد تھی تو سامنے وہ پری پیکر جس کے چہرے پر الگ ہی گلو تھا ۔۔۔۔ ماں بننے کی چمک چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ سمیر کا چین و قرار لوٹ گئی تھی ۔۔۔۔

اس کا سراپا جس میں واضح تبدیلی آتی اسے اور خوبصورت بنا رہی تھی ۔۔۔۔۔۔

اپنے اپر نظروں کی تپش محسوس کرکے سجل نے دائیں جانب دیکھا جہاں سمیر صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے ایک ہاتھ اس کی پشت پر پھیلائے دوسرے کی مٹھی بنا کر گود میں رکھے پرتپش نظروں سے اپنی رگ جاں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں جذبات کی شدت پر تاب نا لاتے وہ جلدی سے نظریں جھکا گئی۔۔۔ اس کا یہ عمل سمیر کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

احمر چہرے پر الجھن بھرے تاثرات سجائے مولانی کا انتظار کر رہا تھا سٹیج کے ایک طرف لڑکیاں اور لڑکے مہندی لگا کر رکھنا سونگ پر ڈانس کر رہے تھے ۔۔۔۔

جبھی ایک دم سے ڈی جے نے سونگ بدلا تھا ۔۔۔۔ احمر نے نظریں گھمائیں تو سامنے ہی وہ ییلو گرین کلر کے فراق میں چہرے پر گھونگھٹ نکالے سجل زرش ماہم شہلا رمشا کی ہمراہی چلتی آرہی تھی ۔۔۔۔

جبکہ سمیر زوہیب حسان جازب نے سرخ دوپٹے کے چاروں کونے تھام رکھے تھے جس کی چھاؤں میں ایمان دونوں ہاتھوں میں اپنا بھاری موتیوں سے جڑا ایمبرائیڈری سے مزین کلیوں والا فراک تھامے جوکہ احمر کی جانب سے بھیجا گیا تھا۔۔۔وہ لرزتی سمیر کے ساتھ لگی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کی جانب آرہی تھی۔۔۔۔۔

ایمان نے چند قدم ہی اٹھائے تھے جب احمر اس کی طرف بڑھا اور بغیر کسی کی پرواہ کیے سمیر کی جانب ہاتھ بڑھایا۔۔۔۔ جسے سمجھتے سمیر نے ایمان کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا تھا۔۔۔۔ینگ پارٹی کی جانب سے ہوٹنگ کا شور اٹھا تھا۔۔۔۔ جبکہ احمر ایمان کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھامے ایک بازو اس کے گرد ڈالے اپنے ساتھ لگائے سٹیج کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔

اس کے یوں قریب آنے اور ساتھ لگانے پر ایمان شرم سے دھری ہوتی اس خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی جوکہ ناممکن تھا۔۔۔

مولانی میں سب کے سامنے اٹھا کر لے جاؤں گا پھر شکایت تمہیں ہی ہوگی۔۔۔۔۔

اس کی مزاحمت پر احمر سرگوشی میں بول کر ایمان کو بوکھلانے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔

وہ اس کے گرد بازو کا گھیرا ڈالے اپنے سنگ سٹیج تک لایا تھا۔۔۔۔

اور اسے اپنے انتہائی قریب بیٹھایا تھا۔۔۔۔

ایمان کا ہاتھ وہ اپنے ہاتھ میں لیے اس کے گرد جھولے کی پشت پر اپنا دوسرا بازو پھیلایا تھا۔۔۔۔

اس کے یوں قریب ہوکر اپنے حصار میں لے کر بیٹھنے سے ایمان نے ہڑبڑاتے فاصلہ بنانا چاہا-----

ریلیکس ہو جاؤ مولانی اور اب اس طرح بیٹھنے کی عادت ڈال لو ---- احمر ہلکا سا بول کر بی جی کی جانب متوجہ ہوا جو ان دونوں پر نوٹوں کی گڈیاں وار رہی تھی -----

جبکہ ایمان کی حالت اب اس کی قربت میں خراب ہو رہی تھی ---- دل کی دھڑکن معمول سے بڑھ گئی تھی---

اس کی معنی خیز لہجہ اس کے لمس سے چھلکتی شدت ایمان کا تنفس بکھیر گئے---

ہم بھی تو دیکھیں کیسی لگ رہی ہماری بہو---- بی جی بول کر ایمان کا گھونگھٹ اٹھانا چاہا ---

بی جی سوائے فیملی کے ایمان کو اور کوئی نا دیکھے---احمر نے صاف لفظوں میں کہا تھا ---

جبکہ بی جی نے سمجھتے سر ہلایا تھا----

جیسے ہی اس نے ایمان کو دیکھا منہ سے بے ساختہ ماشاءاللہ نکلا تھا----

وہ لگ بھی تو اتنی خوبصورت رہی تھی ----

احمر کا دل ہمک ہمک کر پہلو میں بیٹھی اپنی متاعِ جاں کو دیکھنے کا کر رہا تھا --- اس کی گرفت لمحہ بالمحہ ایمان کے ہاتھوں پر مضبوط ہو رہی تھی ----

احمر سب دیکھ رہے ہیں ---- وہ ہلکا سا منمنائ-اور ہاتھ چھڑانا چاہا---

دیکھنے دو----- وہ لاپرواہی سے بولا جبکہ ایمان اپنے بھورے بلے کو گھور بھی نا سکی---- تبھی اسکے ہاتھ میں قید اپنے ہاتھ پر دوپٹہ رکھ کر چھپا دیا----- احمر اس کی حرکت پر ہلکا سا مسکرایا تھا ---- تبھی سب عورتیں سٹیج پر جمع ہوتی رسم کرنے لگیں----

باری باری سب ان دونوں کو مہندی لگا رہے تھےاس دوران احمر نے ایک منٹ کے لیے بھی ایمان کا ہاتھ آزاد نہیں کیا تھا نا ہی اپنے بازو کے حصار سے نکالا----

اپر سے اس کی گستاخیاں کرتا کمر پر رینگتا ہاتھ ---- ایمان روہانسی ہوئی تھی ----

احمر نہیں کریں نا----- وہ دھڑکتے دل سے بولی-----

جبکہ وہ سنی انسنی کر گیا---

جیسے ہی مہندی کی رسم ختم ہوئ ایمان اٹھنے کے پر تولنے لگی -----

بیٹھی رہو آرام سے----- احمر غصے سے بولا----

میں تھک گئی ہوں -----

میں تھکن اتار دوں گا ابھی بیٹھو۔۔۔۔۔ احمر نے بے باک انداز میں سرگوشی کی ۔۔۔ایمان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔۔۔۔ دل گویا کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔۔

اس کے ہاتھ میں واضح کپکپاہٹ ہوئی تھی احمر اس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسائے انگوٹھے سے اس کا نرم ہاتھ سہلانے لگا ۔۔۔

جبکہ ایمان کوس رہی تھی کہ کیا ضرورت تھی کمبائن رکھنے کی اب پاس بیٹھا اس کی روح میں بسا شخص اس اپنی حرکتوں سے خود میں الجھائے بیٹھا تھا کہ ایمان اس کی قربت کے حصار سے نکل نہیں پائی تھی ۔۔۔۔

اسے نہیں پتا تھا کون کون مہندی لگا کر گیا ہے کیا بولا ہے وہ تو صرف دل و جان سے اپنے بھورے بلے کی جانب متوجہ تھی جس کی معنی خیز سرگوشیوں سے چہرہ تپتا ہوا محسوس ہو رہا تھا ۔۔۔ احمر اس کی حالت سے محظوظ ہوتا اس کے دل کی دھڑکن باخوبی سن رہا تھا ۔۔۔۔۔

اس کی بات کی پیش نظر کسی کی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ وہ اس کی مولانی کا یہ سندر روپ دیکھے ۔۔۔۔ گھر کی عورتوں نے ہی ایمان کو دیکھا تھا اور ان دونوں کو خوب ساری دعائیں دے ڈالی تھیں۔۔۔۔۔۔

جبکہ احمر کا ضبط اب جواب دے رہا تھا پاس بیٹھی خوشبوؤں میں بسی اس کی جان اس کا امتحان لے رہی تھی ۔۔۔۔

جیسے ہی سب سٹیج سے اترے احمر نے ایمان کی کمر پر گرفت مضبوط کرتے اسے خود سے قریب تر کر لیا----

گھونگھٹ کے اندر ایمان کی حالت غیر ہوئی تھی ----

احمر کی ہاتھ کی تپش سے اسے اپنی کمر جلتی محسوس ہوئی ----

احمر -----

وہ سرگوشی میں بولی----- کہ مزید اس کی قربت سہنا ایمان کے بس میں نا تھا --

جب تک میں نہیں دیکھ لیتا تم چینج نہیں کرو گی ---- اپنی انگلیاں سے دباؤ بڑھاتے واضح وارننگ دی تھی ----

پر آپ مجھے نہیں دیکھ سکتے ------

کیوں --- احمر نے تیوری چڑھائ----- اس کی گرم سانسیں ایمان کو اپنے کان پر محسوس ہو رہی تھیں----

کیونکہ میں مایوں میں بیٹھی ہوں اس لیے کل تک آپ مجھے----

اشتشش مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ----- تم میری بیوی ہو میں جب چاہے دیکھ سکتا ہوں چھو سکتا ہوں تمہارے قریب بہت قریب آسکتا ہوں اور اس سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا تم بھی نہیں ----

اگر چیلنج کیا تو کل کی بجائے آج ہی اٹھا کر لے جاؤں گا------ احمر اس کی بات بیچ میں ہی کاٹ کر گھمبیر آواز میں بولا------

ہاتھ کی انگلیاں اس کی پیٹھ سہلاتی ایمان کا تنفس معمول پر نہیں آنے دے رہی تھیں---- اس کی دھمکی پر ایمان کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئی تھیں ---- بے ساختہ اس نے احمر کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی اور گہرے گہرے سانس بھرنے لگی -----

احمر اپنے معنی خیز جملوں سے ہی اس کی جان نکالنے کے در پے تھا تو آگے اس کی ننھی سی جان پر کیا گزرنی تھی یہ سوچ کر ہی اس نے جھرجھری سی لی ---

اس کی حالت کی پیش نظر احمر اپنے جزبات کو تھپک تھپک کر سلاتا اس سے کچھ فاصلے پر ہوا کہ وہ خود کو ریلیکس کر سکے----

---------

مہندی کی رسم ختم ہوتے ہی سب لڑکیاں لڑکے پھر سے ڈانس کرنے لگے تھے ----

کہ اچانک سے لائیٹس آف ہوئیں اور ایک سپورٹ لائٹ آن ہوئ----

احمر ایمان کے بالکل سامنے ہی ایک اور سیٹج بنایا گیا تھا جس پر اس وقت جازب سومی اور حسان ہاتھ میں مائیک پکڑے کھڑے تھے ----

لیڈیز اینڈ جینٹل مین-----!!!

جیسے کہ آپ جانتے ہیں آج میری پھوپھو کی مہندی ہے یہ بولنے والا سومی تھا---اور میرے دوست کی مہندی ہے یہ جازب نے کہا تھا--- اور میری بہن پلس دوست کی مہندی ہے جسے مزید یادگار بنانے کے لیے ہم نے کپل ڈانس کی پرفارمینس رکھی ہے ----- یہ حسان نے کہا تھا----

ایک اور بات ہار جیت اس میں نہیں ہے ---- جازب نے کہا---

کپل آئیں گے اور ہمارے سیلیکٹ کیے سونگ پر پرفامنس کریں گے جن کو جج ہمارے آج کے پیارے دلہا دلہن کریں گے ----اور اب حسان نے کہا---

نا کی کوئی گنجائش نہیں ہے ----- سومی نے بھی ٹکڑا لگایا کہ سب کے چہروں پر مسکراہٹ کھل گئی-----

تو اب ہم ایک چٹ نکالیں گے جس جوڑی کا نام آئے گا وہ بنا نا ، نو کیے یہاں آئے گی ----

اوکے--------

حسان نے سب کو وارن کیا ----

اور سومی سے کہا کہ وہ چٹ نکالے---- جیسے پہلے ہی جازب اور سومی نام لکھ کر ایک شیشے کے جار میں ڈال چکے تھے ----

جبکہ باقی حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سجائے ان کو دیکھ رہے تھے -----

ایک طرف سب لڑکیاں کھڑی تھیں تو دوسری جانب سب لڑکے کھڑے تھے -----

جبکہ بڑے سب ایک طرف ہوکر بیٹھ گئے کہ اب بچوں کے ناچ گانے میں ان کا کیا کام تھا----

سمیر اور برھان بھی ان کے ساتھ اندر کی جانب بڑھے کہ زوہیب یاسر اور جنید نے ان کو روک لیا تھا ----
جس پر دونوں گھور کر رہ گئے----

یاسر اور جنید کچھ دیر پہلے ہی آئے تھے ------ اور اب ہنسی مذاق کرتے محفل میں چار چاند لگا چکے تھے
----

ہمم تو ہماری پہلی جوڑی ہے ---------!!!؛؛؛؛

کون سومی----- جازب نے جلدی سے پوچھا----

بتاتا ہوں بتاتا ہوں ---- سومی مائیک میں کھلکھلاتے اپنے ہاتھ ہونٹوں پر رکھ گیا -----

اس کی حرکت پر سب کو ٹوٹ کر اس چھوٹے شاہ پر پیار آیا تھا ----

ایمان جو گھونگھٹ سے اپنے بھتیجے کو دیکھ رہی تھی دل و جان سے مسکرائی-----

جبکہ احمر جھولے کی پشت سے ٹیک لگائے ویسکوٹ اتار کر ایمان کی گود میں رکھ چکا تھا ----

سب کی معنی خیز نظریں ایمان پر ٹکیں تھیں وہ تو شکر تھا کہ ایمان گھونگھٹ میں تھی ورنہ سب کی نظروں سے خائف ہوتی ادھر ہی بے ہوش ہو چکی ہوتی ----

ادھر دے دو ایمان ---- زرش اس کی حالت سمجھتی ویسکوٹ لے چکی تھی ----

دو نمبری انگریز میری دوست کو تنگ مت کرو----- زرش نے آنکھیں دیکھائیں جو خشمگین نظروں سے اپنی مولانی کو گھور رہا تھا ----

میں نے کب کیا تنگ---- ہاں البتہ کل کی گارنٹی نہیں دے سکتا ---- احمر زرش کو دیکھا سنجیدہ آواز میں بولا جبکہ آنکھوں میں شرارت واضح تھی ----

اس کے جملے پر زرش یکدم سٹپٹائی وہیں ایمان نے اپنے ناخن احمر کے ہاتھ کی پشت پرگاڑھے تھے---- کچھ تو شرم کر لیں ----

یہ تمہارا ڈیپارٹمنٹ ہے ----- احمر اطمینان سے بولا----

ایمان اس کے ہاتھ پر چٹکی کاٹ کر سومی کی جانب متوجہ ہوئی----

کالی بلی------- احمر بڑبڑایا----

بھورا بلا----- ایمان بھی ہلکی سی آواز میں بولی ---

احمر نے سن کر لب دانتوں تلے دبایا---- اس وقت وہ بہت پیارا لگ رہا تھا کہ لڑکیاں تو لڑکیاں لڑکے بھی اس خوبصورت نوجوان کو دیکھ رہے تھے----

پہلی پرفارمنس زیبی مامو اور شہلا مامی کی ہے-----

سومی نے سب کو بتایا تھا----

یکدم سے تالیاں اور ہوٹنگ کی آواز آئ تھی ----

تبھی زوہیب اور شہلا سٹیج پر آئے----- ایک بار پھر سے ہوٹنگ ہوئی تھی اچانک سے سب لائیٹس آف ہوتی فوکس لائٹ ان دونوں پر آن ہوئ تھی -----

ان کے آتے ہی دی جے نے سونگ پلے کیا تھا-----

سانسوں کو جینے کا اشارہ مل گیا

ڈوبا میں تجھ میں تو کنارا مل گیا

زندگی کا پتہ دوبارہ مل گیا

تو ملا تو خدا کا سہارا مل گیا

دونوں ایک دوسرے میں کھوئے ہلکے ہلکے سٹیپ لیتے اردگرد سے بیگانہ ہوگئے تھے ----

تو ملا تو خدا کا سہارا مل گیا

غم زدہ غم زدہ دل یہ تھا غم زدہ

بن تیرے دل یہ تھا غم زدہ

شہلا دنوں ہاتھ زوہیب کی گردن میں ڈالے ہوئے تھی جبکہ زوہیب کے دونوں ہاتھ اس کی کمر سے لپٹے تھے گانے کے ہر بول پر وہ ہلکا ہلکا سٹیپ لیتے کسی اور ہی دنیا کی سیر کو نکل چکے تھے ---- سب دم سادھے ان کو دیکھ رہے تھے ----

آرام دے تو مجھے برسوں کا ہوں میں تھکا

پلکوں پے راتیں لیے تیرے واسطے میں جگا

میرے ہر درد کی گہرائی کو محسوس کرتا ہے تو

تیری آنکھوں سے غم تیرا مجھے معلوم ہونے لگا

تو ملا تو خدا کا سہارا مل گیا

جیسے ہی گانا ختم ہوا وہ دونوں فسوں خیز لمحوں سے باہر نکلے تھے ---- سب نے ایک بار پھر سے ہوٹنگ کی تھی -----

اوکے اوکے تو اب ہماری نیکسٹ جوڑی ہے -------!!!!!

کون ہے ---- بھئ------ جازب نے بے چین ہوتے پوچھا-----

افففف ماموں زرا صبر تو کریں----- سومی نے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر کہا---

اچھا جی میرے ابا---- اب بتا بھی چکو----- جازب کے من میں پھر سے کھلبلی سی مچی -----

اس کی جلد بازی پر سب مسکرائے بنا نا رہ سکے -----

نیکسٹ جوڑی ہے ----

حسان چاچو اور ماہم چاچی کی-------- سومی نے جوش سے کہا-----

حسان ماہم کا ہاتھ پکڑے سٹیج تک لایا----- اسی وقت ڈی جے نے حسان کے دل کی آرزو کے مطابق سونگ پلے کیا------

تیرے در پر صنم چلے آئے

تو نا آیا تو ہم چلے آئے

تیرے در پر صنم چلے آئے

تو نا آیا تو ہم چلے آئے

چلے ائے-------- چلے آئےےےےے-----

ماہم کو درمیان میں کھڑا کر کے حسان کچھ فاصلے پر جا کر دکھی سا منہ بنا کر ہلکے ہلکے سٹیپ لے کر انگلیوں سے چلے آنے کا اشارہ کرتا سب کو ہنسا گیا تھا---

وہیں احمر اور ایمان بھی کھل کر ہنسے تھے کہ گانے کا ایک ایک لفظ حسان کے دل کی حالت بیان کر رہا تھا ---- ہر دوسرے دن بعد احمر کے بہانے وہ ماہم سے ملنے ان کے گھر جو پہنچ جایا کرتا تھا----

اس کے منہ کے زاویے بنانے پر ماہم مسکراہٹ لیے سر جھکا گئی---

بن تیرے کوئی آس بھی نا رہی

اتنا ترسے کہ پیاس بھی نا رہی

بن تیرے کوئی آس بھی نا رہی

اتنا ترسے کہ پیاس بھی نا رہی

اتنا ترسے کہ پیاس بھی نا رہی

لڑکھڑائے قدم چلے آئے

لڑکھڑائے قدم چلے آئے ے ے ے ے ے ے

اب وہ ماہم کے اردگرد گھومتا اس کو اپنے دل کی حالت بتاتا تھوڑا سا لڑکھڑا کر بھی دیکھایا تھا کہ سب کے قہقہے گونجے تھے ---

تبھی ماہم کا ہاتھ پکڑ کر ہلکا سا جھٹکا دیا تھا کہ وہ لہرا کر اس کے سینے سے آلگی تھی ----وہ اس کو تھامے چھوٹے چھوٹے سٹیپ لیتا اس کا سرخ چہرہ دیکھ رہا تھا جو نظریں جھکائے اس کی حصار میں ہلکا ہلکا لرز رہی تھی--

تیرے در پر صنم چلے آئے

تو نا آیا تو ہم چلے آئے

تو نا آیا تو ہم چلے آئے ے ے ے

چلے آئے، چلے ائے ے ے ے ے ے ے

گانا ختم ہوتے ہی ماہم تیزی سے اس کا حصار توڑ کر نیچے اتری تھی ---- ان کی زبردست پرفارمینس پر سب نے ہوٹنگ کر کے خوب داد دی تھی -----

احمر کو ایک ضروری کال آئی تو وہ ایمان کے پاس اٹھ کر کافی فاصلے پر کال سننے چلا گیا۔۔۔اس کی چھوڑی جگہ پر ماہم اور شہلا دھپ سے بیٹھ گئیں۔۔۔۔

بڑے رومنٹک ہیں تمہارے میاں تو۔۔۔ ایمان نے چھیڑا۔۔۔۔

تمہارے والے سے کم ہی ہیں ۔۔۔ماہم جلدی سے بولی کہ ایمان اس کی بات پر جھینپ گئی۔۔۔ ایمان کو بے تحاشہ خود پر ترس سا آیا تھا۔۔۔۔ کہ کل تو وہ مکمل طور پر اپنے بلے کی قید میں ہوگی ۔۔۔

اچھا اب نیکسٹ ہیں ۔۔۔میرے پیارے برھان چاچو اور زرش آنی۔۔۔۔

سومی اپنی شال سنبھلا کر ایک بار پھر جوش سے بولا ۔۔۔۔

سب نے کلیپینگ کر کے ان کو متوجہ کیا۔۔۔

آجائیں برھان بھائی۔۔۔۔۔ حسان نے کان کھجاتے کہا کیونکہ برھان ان تینوں کو گھور رہا تھا ۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور زرش کا ہاتھ تھامے اپنے ساتھ سٹیج پر لایا۔۔۔

تبھی زرش کا پسندیدہ سونگ ڈی جے نے پلے کیا تھا۔۔۔۔

ملے ہو تم ہم کو بڑے نصیبوں سے

چرایا ہے میں نے قسمت کی لکیروں سے

زرش والہانہ محبت آنکھوں میں سموئے برھان کے حصار میں گھیری اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھ رہی تھی

----

گانے کے بول زرش کے دل کی حالت بیان کر رہے تھے ---- وہ شروع سے ہی اپنے سر سے محبت کرنے لگی تھی اور پھر کیسے قسمت نے پاسا پلٹ کر دونوں کو ملا دیا تھا تب زرش کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا تھا وہ برھان کے دل میں اپنے لیے جزبات احساسات اور محبت پیدا کر چکی تھی--اب اسے کوئی سروکار نا تھا کہ برھان کس سے محبت کرتا تھا اب وہ اس کے دل پر حکمرانی کر رہی تھی تو پچھلی ساری کڑویں یادیں بھلا چکی تھی -----

ملے ہو تم ہم کو بڑے نصیبوں سے

چرایا ہے میں نے قسمت کی لکیروں سے

تیری محبت سے سانسیں ملی ہیں

سدا رہنا دل میں قریب ہو کے

ملے ہو تم ہم کو بڑے نصیبوں سے

چرایا ہے میں نے قسمت کی لکیروں سے

برھان زرش کی کمر میں دونوں ہاتھ ڈالے خود کے قریب کیے اس کے پاؤں اپنے پاؤں پر ٹکائے کھڑا تھا جبکہ زرش دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھے ایک دوسرے کی آنکھوں میں محبت کے دیپ روشن کیے چھوٹے چھوٹے سٹیپ لیے جھوم رہے تھے ---

فاصلے پر کھڑا احمر کال بند کر کے دونوں بازو سینے پر باندھے اپنے بڑی اور بھابھی ماں کو نہایت محبت اور چاہت سے دیکھ رہا تھا اسے بہت اچھا لگا تھا دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر ----

پر فیکٹ برو---- وہ ہلکا سا بڑبڑایا اور اپنی مولانی کو دیکھا جو اسے گھونگھٹ میں الجھی الجھی سی لگ رہی تھی ----

تیری چاہتوں میں کتنا تڑپے ہیں

ساون بھی کتنے تجھ بن برسے ہیں

زندگی میں میری ساری جو بھی کمی تھی

تیرے آجانے سے اب نہیں رہی

سدا ہی رہنا تم میرے قریب ہو کے

چرایا ہے میں نے قسمت کی لکیروں سے

سب مبہوت ہو کر ان دونوں کو دیکھ رہے تھے جو ایک دوسرے میں کھوئے اپنے دل کا حال نظروں ہی نظروں سے کہہ رہے تھے ----

باہوں میں تیری اب یارا جنت ہے

مانگی خدا سے تو وہ منت ہے

تیری وفا کا سہارا ملا ہے

تیری ہی وجہ سے اب میں زندہ ہوں

تیری محبت سے زرا امیر ہو کے

چرایا ہے میں نے قسمت کی لکیروں سے

ملے ہو تم ہم کو بڑے نصیبوں سے -------

جیسے ہی گانا ختم ہوا سب کی کلیپینگ اور ہوٹنگ سے دونوں حقیقت کی دنیا میں لوٹے تھے ---- زرش کا چہرہ برھان کی قربت میں سرخ اناری ہو چکا تھا --- برھان اسے اپنے ساتھ لگائے آرام سے سٹیج سے نیچے لایا تھا---اور اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھایا --- جب سے زرش پریگننٹ ہوئی تھی برھان حد سے زیادہ اس کا خیال

رکھ رہا تھا --- اس لیے تو حسان کے کہنے پر ان کو گھورا تھا پھر سب کے اسرار پر وہ اسے ساتھ لگائے سٹیج پر آیا تھا اور گانے پر بہت ہی ہلکے سٹیپ لے رہا تھا تاکہ زرش کمفرٹیبل رہے -----

زرش نے ہلکی سی گردن گھما کر سٹیج پر ایمان کے ساتھ بیٹھی سب لڑکیوں پر نظر ڈالی جو معنی خیز مسکراہٹ لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی ----

وہ فوراً سے نظروں کا رخ پھیر گئی ---- اور توجہ سومی کی جانب لگائی جو اب نیکسٹ جوڑی کو سٹیج پر بلانے کی دعوت دے رہا تھا------

نیکسٹ جوڑی ہے جازب ماموں اور رمشا مامی ----- یےےےےےےےےے

پر پلیز ماموں مامی ادھر لڑائی نہیں کرنی ----- سومی چہک کر بولتا ان کی لڑائی کا سوچ کر چھوٹا سا قہقہہ لگا اٹھا تھا ----

اس کے یوں قہقہہ لگانے پر سب جان وارنے والی نظروں سے دیکھ کر خود بھی مسکرا رہے تھے -----

بہت شرارتی ہو تم چھوٹے چوزے ----

جازب جو سٹیج پر اس کے ساتھ ہی کھڑا تھا رمشا کی جانب دیکھ کر سومی سے بولا-----

آجائیں رمشا مامی------- سومی نے مائیک میں بلایا---

جبکہ رمشا جو کسی لڑکے کے ساتھ کھڑی کھلکھلا رہی تھی سومی کی جانب متوجہ ہوئی---

نہیں سومی مجھے نہیں کرنا ڈانس ------

رمشا جازب کو اگنور کرتی بولی اور پھر سے اس لڑکے سے باتیں کرنے لگی ----

جازب خون آشام نظروں سے دونوں کو گھور رہا تھا --- اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا رمشا کو یوں کیسی غیر کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کرنا تبھی سب کو اگنور کرتا جارحانہ تیور لیے نیچے آیا اور بغیر اس کی سنے ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لیے سٹیج پر لایا------

چھوڑو میرا ہاتھ----- رمشا جھٹپٹائی----

شٹ اپ ----اس کا حساب تو بعد میں لوں گا ابھی میرا ساتھ دو ----- جازب بمشکل مدھم آواز میں بولا-----

رمشا ہاتھ چھڑا کر جانے لگی کہ میوزک سسٹم میں گانا پلے ہوا تھا ----

جازب اس کے من موہنی صورت کو دیکھ رہا تھا جو آج بہت خوبصورت لگ رہی تھی وہیں غصہ بھی حد سے زیادہ تھا جسے وہ فلحال کے لیے ضبط کیے کھڑا تھا------

وہ ایک بار پھر سے جانے لگی تھی کہ جازب نے کلائی تھام لی اور اسے سخت نظروں سے وارن کرتا دور ہوا تھا---وہ گانے کے بول پر اس کے مطابق سٹیپ لینے لگا ساتھ ہی سب لڑکے اس کے پیچھے اس کی طرح آکر ساتھ دیتے اس کی طرح سٹیپ لینے لگے -----

ہولے ہولے--------

ہولے ہولے--------

ہولے ہولے سے ہوا لگتی ہے

ہولے ہولے سے دوا لگتی ہے

ہولے ہولے سے دعا لگتی ہے نااا

لڑکوں کی اس دھماکے دار پرفارمنس پر سب یک ٹک دیکھ رہے تھے جو برابر سٹیپ لے رہے تھے جیسے پہلے سے ہی پریکٹس کی ہو جبکہ رمشا کے سٹیج کے بیچوں بیچ کھڑی تھی جس کے گرد جازب گھوم رہا تھا اور دل کا حال بتا رہا تھا---- ڈی جے نے بھی کیا گانا لگایا تھا---- صحیح ہی تو تھا کہ ان دونوں کو لڑائی سے فرصت ملتی تو ان میں ہولے ہولے ہی پیار ہونا تھا جو کہ ہولے سے ہو بھی رہا تھا-------

ہائے ے ے ے ہولے ہولے چندا بڑھتا ہے

ہولے ہولے گھونگھٹ اٹھتا ہے

ہولے ہولے سے نشہ چڑھتا ہے نااا

تو صبر تا کر میرے یار

زرا سانس تو لے دلدار

چل فکر نو گولی مار مار

اے دن جندڑی دے چار

جازب رمشا کی آنکھوں میں دیکھتا گانے کے یہ بول جیسے اس پر جتا رہا تھا ---

ہولے ہولے ہو جائے گا پیار جھلیا

ہولے ہولے ہو جائے گا پیار

ہولے ہولے ہو جائے گا پیار جھلیا

ہولے ہولے ----------

جازب اب رمشا سے دور ہوکر پیچھے کھڑے لڑکوں کے ساتھ گانے پر سٹیپ لے رہا تھا---

عشق دی گلیاں تنگ ہیں شرمو شرمیلے بند ہیں

خود سے خود کی کیسی یہ جنگ ہے ے ے ے ے ے

پل پل یہ دل گھبرائے

پل پل یہ دل شرمائے

کچھ کہتا ہے اور کچھ کر جائے

کیسی یہ پہیلی موہے دل مر جانا

عشق میں جلتی بڑا جرمانہ

تو صبر تو کر میرے یار

زرا سانس تو لے دلدار

چل فکر نو گولی مار مار

اے دن جندڑی دے چار

ہولے ہولے ہو جائے گا پیار جھلیا

ہولے ہولے ہو جائے گا پیار

جیسے ہی گانا ختم ہوا سب نے ان کے نام کی خوب ہوٹنگ کی تھی ----- رمشا نے تو کچھ نہیں کیا تھا کمال تو لڑکے کر گئے تھے -----

سب نے ان کے ڈانس کی خوب ساری تعریفیں کر ڈالیں تھیں------

اچھا اچھا تو اب نیکسٹ ہیں ------- سومی چٹ کھول کر حیران ہوا اور ایک نظر دور صوفے پر بیٹھے مہمانوں سے بات کرتے سمیر پر ڈالی جو کافی سنجیدہ لگ رہا تھا تو دوسری نظر اپنی ماں پر ڈالی جو اسی کی طرف دیکھتی ایکسائیٹڈ سی نیکسٹ پرفارمینس کا ویٹ کر رہی تھی -----

حسان چاچو ---- سومی نے حسان کو اگلے نام دیکھائے چہرے پر زرا سا ڈر بھی تھا -----

کچھ نہیں ہوتا بولو تم ------

حسان نے تسلی دی -----

اب جو نیکسٹ ہیں پلیز غور سے سنے ----- انکار نہیں کرنا اور یہاں آکر اپنی پرفارمینس ہر حال میں کرنی ہے

اچھاااا-----سومی۔کسی خدشے کے تحت بولا-----

ایسا بھی کون ہے ---- رمشا نے آنکھیں سکیڑیں-----

سب باری ہے میرے پیارے ماما پاپا کی -------

مما ڈیڈ ------ آجائیں--------

جبکہ سمیر نہیں وہیں بیٹھے بیٹھے سومی کو گھورا تھا ----- اسے یہ سب عجیب لگتا تھا اور نا ہی کوئی شوق تھا تھا------

وہ ویسے ہی بیٹھا خونخوار نظروں سے جازب کو گھور رہا تھا جو اسے زچ کرنے کا کوئی موقع جانے نا دیتا تھا ---

سمیر بھائ------ آئیں ----- جازب مسکراہٹ دباتا بولا----

جی ہاں سالے صاحب ہم بھی تو دیکھیں کتنا دم ہے آپ میں ----- احمر نے سمیر کو سلگایا-----

جبکہ سمیر کا دل کر رہا تھا ان سب کو دو دو جڑ دے -----

دم کی بات تو مت ہی کرو میری بیوی بہتر جانتی ----- سمیر گھمبیر آواز میں معنی خیزی سے بول کر وہاں موجود سب کو سٹپٹانے پر مجبور کر گیا---- سجل شرم سے دوہری ہوتی سر جھکا گئی-----

بات پرفارمینس کی ہو رہی ہے---- جازب دانت نکالتے بولا

میں بھی پرفارمنس کی ہی بات کر رہا---- سمیر کا اطمینان قابلِ دید تھا----

تو ہوجائے پھر ---- اب سب لڑکوں نے یک زبان کہا تھا کہ ناچار سمیر کو اٹھنا ہی پڑا----

اس کے اٹھتے ہی زرش رمشا ماہم اور شہلا سجل کو پکڑ کر سٹیج تک لائیں کہ سمیر نے بڑی اچانک سے اس کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکے سے اپنے قریب تر کر لیا-----

تبھی ان دونوں کے لیے سونگ پلے ہوا تھا-----

یوں ہی نہیں تجھ پے دل یہ فدا ہے

سب تو علیحدہ سب سے جدا ہے

یوں ہی نہیں تجھ پے دل۔یہ۔فدا ہے

سب سے تو علیحدہ سب سے جدا ہے

ناممکن تجھ سا کوئی چہرہ مل پاناااااا

سمیر تو پہلے ہی اپنی بیوی کا دیوانہ تھا اپر سے سونگ مزید دیوانہ کر گیا تھا۔۔۔۔

وہ سجل کی پشت سینے سے لگائے ایک ہاتھ پہلو سے گزارکر پیٹ پر جما تھا اور دوسرا اس کے رائٹ شولڈر کے اپر سے گزر کر بیوٹی بون سے ٹچ ہوتا دوسرے شولڈر تک لپٹا تھا۔۔۔۔ سجل کے دونوں ہاتھ اپنے پیٹ پر موجود اس کی ہاتھ پر جمے تھے۔۔۔۔ سمیر پوری طرح سجل کو اپنی قید میں کیے ہلکے ہلکے موو کروا رہا تھا۔۔۔۔ اس کی گرم سانسیں سجل کی گردن پر پڑ رہی تھیں۔۔۔۔ وہ خود میں سمٹتی سرخ چہرے سے نظریں جھکائے ہوئے تھی۔۔۔۔

دل میرا چاہے جب بھی تو آئے

تجھ سے میں کہہ دوں واپس نا جانا

باہوں میں تیری ساری شب جاگوں

اب سمیر سجل کو گھما کر اس کا رخ اپنی جانب کر چکا تھا اور اسے خود سے لگائے دو انگلیوں ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر چہرہ اپنے روبرو کیا تھا ----

سب حیران نظروں سے ایس ایس پی سمیر شاہ کو دیکھ رہے تھے جو ہر وقت سنجیدہ مزاج رہتا تھا پر آج اس کی اپنی بیوی کے لیے رومنٹک سائیڈ دیکھ خوشگواریت ہوئی تھی ----

ان دونوں کا کپل بے تحاشہ اچھا لگ رہا تھا ----

ملو گے کبھی جو تم

بتائیں گے کیا ہو تم

ملو اب اکیلے رہا جائے نا ---

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر گانے کے یہ الفاظ جتلا رہا تھا کہ جب سے شادی کے دن رکھے تھے سجل ایمان کے ساتھ ہی سوتی تھی اور اب سمیر گانے کے زریعے اسے وارن کر گیا تھا ساتھ ہی اپنا حال بھی بتا ڈالا تھا -----

بہت ہی ضروری ہو

ختم ساری دوری ہو

کوئی فاصلہ اب سہا جائے نا

مشکل ہے دل کو بن تیرے سمجھانا!!!!!

دل میرا چاہے جب بھی تو آئے

تجھ سے میں کہہ دوں واپس نا جانا

باہوں نہیں تیری ساری شب جاگوں

آنکھوں سے دیکھوں صبح کا آنا

وہ دونوں ایک دوسرے میں مکمل کھوئے ہوئے تھے ۔۔۔ جبکہ سومی آنکھیں بڑی کیے اپنے مام ڈیڈ کو دیکھ رہا تھا ۔۔۔ اس کی حالت پر جازب اور حسان قہقہہ لگا اٹھے تھے جبھی جازب نے اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں پر رکھ کر دیکھنے سے روکا ۔۔۔۔۔

عجب دل کی حالت ہو

جو تیری زیارت ہو

نظر کو نظارا کوئی بھائے نا

یہ وہ بے قراری ہے جو دریا سی جاری ہے

تیرا عشق مجھ کو بہا جائے نا

ساحل کی طرح تو مجھ کو بچانا!!!!

دل میرا چاہے جب بھی تو آئے

تجھ سے میں کہہ دوں واپس نا جانا-----

جیسے ہی سونگ ختم ہوا تھا--- دونوں ہی فسوں خیز لمحوں سے نکلے تھے --- ان کی پرفارمنس نے سب کو حیران کر دیا تھا تبھی ینگ پارٹی نے زور دار ہوٹنگ کی تھی جبکہ سمیر ہلکا سا مسکرا کر اپنی رگ جاں کو نیچے لایا تھا-----

اچھا تو اب باری ہے ےےےےےے------ احمر چاچو کی -----

سومی نے چہک کر کہا تھا ----

وٹ ------ !!! دور کھڑے احمر کو جیسے کرنٹ لگا تھا----

جازب اور حسان نے لسٹ میں صرف احمر کا نام ڈالا تھا اگر اس کی مولانی کا لکھتے اور پرفارمنس کا کہتے تو احمر سب کے سامنے اپنی سائیں کو تو کبھی نا آنے دیتا البتہ ان کی گردنیں ضرور چٹخا دینی تھیں--

جی ہاں چاچو آپ میری پھوپھو کے لیے پیارا سا سونگ سنگ کریں گے ----- سومی نے آنکھیں پٹپٹائیں-----

یہ سن کر ایمان کا دل زوروں سے دھڑکا تھا -----

وہ میں اکیلے میں اپنی بیوی کو سناؤں گا اب سمیٹو سب تھک گئ ہوگی میری بیوی-----

احمر نے سمیر کو نظر انداز کرتے ان سب کو گھمبیر آواز میں حکم صادر کیا ----

ایک پل میں سب اس کی آواز اور دہشت سے گھبرائے تھے ----

سمیر اب باقاعدہ احمر کو گھور رہا تھا -----

کیا یار احمر یہ بولو نا کہ تمہیں کوئی گانا نہیں آتا بس لوگوں کو دھمکانا آتا ہے ------ حسان نے تیز آواز سے مائیک میں کہا-----

ہاں ہاں بھئی ہم بھی سننا چاہتے ہیں آخر کو کتنا پیار ہے دولہے کو دلہن سے ،،،آج گانے کے زریعے بیان ہو جائے----

لڑکیوں میں سے کسی نے ہانک لگائی تھی ---

احمر نے بھنویں اچکائ تھی جیسے اب ان کو بتائے گا کہ کتنا پیار ہے ----

یہ تو وہ اپنی سائیں کو بتائے گا کہ پیار نہیں بلکہ عشق ہے ----

میں آپ کو کیوں بتاؤں گا جس سے ہے اسی کو بتاؤں گا نا----- احمر شان سے چلتا دونوں ہاتھ پاکٹ میں ڈالے سٹیج تک آیا-----

بھورے بال بے ترتیب ماتھے پر بکھرے تھے ایک ہاتھ سے مائیک پکڑے دوسرا پاکٹ میں ڈالے چہرے پر ہلکی سے مسکان سجائے کھڑا ایمان کی جانب دیکھتا بہت خوبصورت لگ رہا تھا----

سب اس یونانی دیوتا کو دیکھ رہے تھے پر اس کی نظریں مولانی پر ٹکی تھیں ----

تبھی اس نے ڈی جے کی جانب اشارہ کیا تھا اور میوزک پلے ہوا تھا-----

میوزک آن ہوتے ہی ساری لائیٹس آف ہوئیں تھی اور احمر پر ایک فوکس لائٹ آن ہوئ تھی ----- نہایت خوبصورت آواز میں احمر نے گانے کا اسٹارٹ لیا تھا---

ہم تیرے بن اب رہ نہیں سکتے

تیرے بنا کیا وجود میرا

احمر نے ایمان کی جانب دیکھا تھا------ فسوں خیز لمحے ماحول پر چھائے تھے -------

ہم تیرے بن اب رہ نہیں سکتے

تیرے بنا کیا وجود میرا

تجھ سے جدا گر ہو جائیں گے

تو خود سے ہی ہو جائیں گے جدا!!!!

اس نے جزب کے عالم میں یہ الفاظ ایمان تک پہنچائے تھے ----

کیونکہ تم ہی ہو

اب تم ہی ہو

زندگی اب تم ہی ہوو

اووو چین بھی

میرا درد بھی

میری عاشقی اب تم ہی ہووو

احمر نے اب پاکٹ سے ہاتھ نکال کر ایمان کی جانب اشارہ کرکے پھر اپنی جانب کیا تھا----- جبکہ ایمان کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا اس کے ہاتھ پاؤں پسینے سے بھیگ چکے تھے ----- وہ احمر کی اپنے لیے دیوانگی جانتی تھی تبھی تو اس کا حرف با حرف اس کے دل پر اثر کر رہا تھا------

تیرا میرا رشتہ ہے کیسا

اک پل دور گوارا نہیں

تیرے لیے ہر روز ہے جیتے

تجھ کو دیا میرا وقت سبھی

کوئی لمحہ میرا نا ہو تیرے بنا

ہر سانس پے نام تیرا!!!!!!

کیونکہ تم ہی ہو

اب تم ہی ہووو

زندگی اب تم ہی ہوووو

اوو چین بھی

میرا درد بھی

میری عاشقی اب تم ہی ہوووو

احمر کی خوبصورت آواز پر سب جھوم اٹھے تھے اور ہلکی ہلکی سی کلیپینگ شروع کر دی تھی -----وہ سٹیج سے اتر کر اس کی جانب آیا تھا ---- اور اس کے قدموں میں بیٹھ کر اس کا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھا تھا کہ۔ایمان کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں اسکا ہاتھ ہلکا سا کپکپا رہا تھا ---

تیرے لیے ہی جیا میں

خود کو جو یوں دے دیا ہے

تیری وفا نے مجھ کو سنبھالا

سارے غموں کو دل سے نکالا

تیرے ساتھ میرا ہے نصیب جڑا

تجھے پا کے ادھورا نا رہاااا

اممممم ----

کیونکہ تم ہی ہو

اب تم ہی ہو

زندگی اب تم ہی ہو

میرا چین بھی میرا درد بھی

میری عاشقی اب تم ہی ہووو

جیسے ہی احمر نے گانا ختم کیا اس کے ہاتھ کو سہلا کر اس کی ہتھیلی پر لب رکھے تھے ----

اس کی آنکھوں میں بھی ہلکی سی نمی تھی شاید بہت جلد وہ اپنی مولانی سے دور ہو رہا تھا اس لیے ----- وہ یوں بیٹھا لب اس کی ہتھیلی پر جمائے ہوئے تھے ---

ایمان نے آنکھیں بند کر کے اس کے لمس کو محسوس کیا تھا -----

دونوں سب کے زور دار کلیپینگ کرنے سے ہوش میں آئے تھے -----

تبھی احمر اٹھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا ---- کچھ دیر وہ اکیلے رہنا چاہتا تھا ----- اس کے جاتے ہی ایمان نے بھی سجل سے کمرے میں جانے کو کہا تھا ----- زرش رمشا اور ماہم اسے کمرے میں لے گئیں تھیں -----

------------------------

وہ سب ایمان کو لے کر کمرے میں آئیں تھیں ----

آتے ہی ایمان بیڈ پر گری ----

کیا ہوا------ زرش نے پریشان ہوتے پوچھا -----

کچھ نہیں الجھن ہو رہی چینج کرنا ہے -----

اچھا تم ایسا کرو چینج کر لو اور کچھ دیر ریسٹ کرو پھر مہندی بھی لگانی ہے ----- زرش نے عجلت میں کہا -----

ایمان سر ہلا کر یوں ہی لیٹی رہی -----

تبھی ماہم کا کے فون کی بپ بجی ----

احمر کا میسج سکرین پر جما رہا تھا ---- ( سب کو باہر لے جاؤ مجھے مولانی سے ملنا ہے ) ----

ماہم مسکرائی اور ان دونوں کے بہانے سے باہر لے کر چلی گئی-----

ایمان ہنوز لیٹی احمر کے بارے سوچ رہی تھی کہ اچانک اٹھی اور سب سے پہلے دروازہ لاک کیا پھر کھڑکیاں اچھے سے بند کی اور بالکنی کی طرف کھلنے والا ڈور بھی جلدی سے لاک کیا ------

کہ کہیں وہ آنا جائے---- جب بھی اس سے ملتا تھا ایک الگ ہی جنون اس میں دیکھتی تھی جس کی شدتیں سہنا ایمان کے بس میں نا تھا ----

--------------------

فنکشن کے ختم ہوتے ہی کچھ مہمان چلے گئے تو کچھ شاہ ولا ہی رکے ہوئے تھے ---- اب سب ولا کے بڑے سے لاونج میں بیٹھے تھے کھانا کھانے کے بعد چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے ----

شہلا اپنی ماں کے پاس بیٹھی تھی اس طبیعت کچھ خراب سی لگ رہی تھی ----

شہلا تم اور زوہیب گھر چلے جاؤ میں اور تمہارے بابا کچھ دیر تک آئیں گے -----

نہیں مام مجھے نہیں جانا میں آج ادھر ہی رکوں گی -----شہلا نے فٹ سے منع کیا-----

بیٹا تمہاری طبیعت -----

کچھ نہیں ٹھیک ہوں میں ----- ابھی کچھ دیر والک کروں گی تو بہتر فیل کروں گی ---

شہلا کہتی اٹھی اور لان کی جانب قدم بڑھائے----

زوہیب بیٹا اسے گھر لے جاؤ ----- اس کی مام نے کہا ----

زوہیب تو پہلے ہی تیار بیٹھا تھا آج وہ کسی بھی صورت اسے یہاں نہیں رکنے سے سکتا تھا وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی کیسے وہ خود پر قابو کیے ہوئے تھا وہی جانتا تھا فوراً سے اس کے پیچھے آیا----

شہلا------

جی ------ وہ چہل قدمی کر رہی تھی زوہیب کی جانب متوجہ ہوئی----

گھر چلیں-----؟؟

نہیں نا مجھے آج نہیں جانا سب ادھر ہیں اور اتنا مزہ آرہا ----- وہ بال چہرے سے ہٹاتی بولی----

اور تمہیں کس نے کہا کہ میں آج یہاں رہنے دوں گا ---- زوہیب جزبات کی شدت سے بھاری ہوتی آواز میں بولا------

مان جاؤ نا ---- شہلا اس کی آنکھوں میں اٹل ارادے دیکھ کر جلدی سے بولی----

جبکہ وہ انسنی کرتا اس ک کلائی تھام گیا----

چلو -----زوہیب نے آنکھیں دیکھائیں----

میں نے نہیں جانا-----

تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں چلو اب ----

زوہیب مجھے رکنے دو نا آج -----وہ لاڈ سے بولی تھی---

کوئی نہیں لاڈ گھر جا کر ہمارے بیڈ روم میں کرنا تاکہ بدلے میں بھی کچھ دے سکوں---- وہ معنی خیزی سے بولا تھا----

کیا ہے زوہیب رکنے دو نا----

میری جان اگر تم یہاں رک گئی تو مجھے نیند کیسے آئے گی --- زوہیب گھمبیر آواز میں بول کر شہلا کی دھڑکنیں منتشر کر گیا-----

اچھا میں سجل کو بتا کر آتی ہوں ----- شہلا نے جلدی سے بول کر اندر کی جانب قدم اٹھائے تھے---

آپی کو میں فون پر بتا دوں گا وہ اس کی کوشش ناکام کرتا اسے اپنے شکنجے میں دوبوچے گھور کر بولا تھا-----

پلیز---- وہ منمنائی-----

نو ----- یک لفظی جواب دے کر وہ اس کے چہرے پر جھکا اور لبوں پر چھوٹی سی گستاخی کر کے پیچھے ہوا----

شہلا کا چہرہ سرخ ہوا تھا زبان جیسے تالوں سے چپک گئی تھی ----

زوہیب نے جھک کر اسے باہوں میں اٹھایا اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھا جبکہ شہلا جانتی تھی کہ وہ کسی صورت نہیں رکنے دے گا تبھی اس کی گردن میں بازو ڈال کر سینے پر سر ٹکائے آنکھیں موند گئی -----

-------------

رمشا کچن سے باہر نکلی ہی تھی کہ اچانک سے جازب سامنے آگیا---

اس کو دیکھ کر رمشا نے کڑوا سا منہ بنایا -----

جازب بغور اسے دیکھ رہا تھا-- میک اپ اب وہ ریمو کر چکی تھی سادگی میں وہ اور بھی پیاری لگ رہی تھی

-----

وہ دائیں طرف سے جانے لگی جازب اس کے سامنے آگیا ----

رمشا بنا کچھ بولے بائیں جانب سے نکلنے لگی تو وہ اس طرف سامنے آگیا---

کیا ہے ----- ??? رمشا نے تپ کر پوچھا------

آج تو بڑی لشکارے مار رہی تھی تم ---- جازب آنکھوں میں جلن سموئے اس کے چہرے کو دیکھ کر بولا----

تو---??

تو یہ کہ کون تھا جس کے ساتھ تم کھلکھلا رہی تھی ---- جازب نے غصے میں سے پوچھا----

جو بھی ہو تم سے مطلب ----- رمشا اس کے انداز پر جل بھن کر بولی----

مطلب تو سارے تمہیں مجھ سے ہی ہونے والے ہیں فلحال جو پوچھا ہے اس کا جواب دو---- جازب سینے پر بازو باندھے سرد آواز میں بولا---

اگر نا دوں تو ----- رمشا آنکھیں مٹکاتی بولی----

پھر میں اپنے طریقے سے اگلواؤں گا-----وہ بھڑک اٹھا تھا اس کی ہٹ دھرمی پر ---

اچھا تو کیا کرو گے ---- رمشا اس کے دھونس بھرے لہجے بہت پر تلملائی تھی --- انجانے میں وہ جازب کے غصے کو مزید ہوا دے گئی-----

تبھی وہ جارحانہ تیور لیے آگے بڑھا اور اس کے بازو سے دوبوچ کر ایک جھٹکا دیا کہ رمشا لہراتی اس کے سینے سے ٹکرائی---

وہ اسے یوں ہی گھسیٹتے کچن میں لایا ----

یہ کیا بدتمیزی ہے جازب ----- رمشا اپنے بازو پر اس کی سخت گرفت میں درد سے کہراتی بولی------

چپ ------- جو پوچھا ہے اس کا جواب دو -------وہ اسے یوں ہی گھسیٹ کر دیوار سے لگا چکا تھا

------

جبکہ رمشا اس کے تیور دیکھ کر گھبرائی تھی -----

پھر حلق تر کرتے بولی----

تمہیں جلن ہو رہی ہے---؟؟

ہاں ہو رہی ہے جلن کیونکہ تم میری ہونے والی بیوی ہو ---- مجھے یہ بالکل پسند نہیں کہ تم کسی سے بھی فری ہو -----

رمشا کے دل نے بیٹ مس کی تھی -----

تو اب میں ہنسوں بھی نا -----؟؟

اس کے الٹے جواب پر جازب کا دل کیا دو جڑ دے ------

کیوں تم اس کے ساتھ قہقہے لگا رہی تھی جبکہ میرے سامنے تو زہر اگلتی ہو ----- جازب دبی دبی آواز میں چلایا----

کیونکہ تم۔مجھے غصہ دلاتے ہو ۔۔۔۔۔۔اور اس لڑکے نے مجھے ہنسایا تھا اسلیے۔۔۔۔۔ اب کی بار پھر وہ بے تکا سا جواب دے گئی۔۔۔۔۔ جس سے جاذب کے اشتعال میں اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔

تبھی وہ تھوڑا سا اس کے اپر جھکا دونوں میں ایک انچ کا فاصلہ بچا تھا۔۔۔۔۔ اب بھی نہیں بتاؤں گی ۔۔۔۔۔ وہ آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈالے غرایا۔۔۔۔

جبکہ رمشا نے حلق تر کیا۔۔۔۔۔۔ جاذب کو بلکل قریب دیکھ کر اس کا چہرہ زرد پڑنے لگا تھا۔۔۔۔۔

وہ میرا دوست ہے جو کہ سمیر بھائی کا کزن ہے ۔۔۔۔۔

رمشا نے ڈرتے ہوئے بتایا۔۔۔۔

کر لیتا ہوں تمہارا بندو بست اور اس دوست کا بھی ۔۔۔اب اگر مجھے وہ تمہارے یا تم اس کے آس پاس بھی نظر آئی تو تمہارے اس دوست کی ہڈیاں توڑنے میں وقت نہیں لگاؤ گا ۔۔۔۔۔

جاذب دھمکی دے کر اسے خونخوار نظروں سے دیکھتا باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ خود کو پرسکون کرکے وہ اٹھی اور ڈریسنگ مرر میں دیکھ کر اپنے دوپٹے کو پنوں سے آزاد کرنے لگی ۔۔۔ کچھ دیر بعد اس نے دوپٹہ پنوں سے نکال کر سٹول پر رکھا ۔۔۔۔ اور کپڑے تبدیل کرنے کی غرض سے وارڈروب کی طرف بڑھی ۔۔۔۔۔

اپنے کام میں وہ اتنی مگن تھی کہ یہ بھی نا دیکھ سکی احمر آرام سے لاک کھول کر کمرے میں آکر بغیر آواز کے واپس سے لاک لگا چکا تھا اور اب آرام سے اس کی کاروائی دیکھ رہا تھا ---

جو دوپٹے کے بوجھ سے آزاد اپنا ڈریس نکال رہی تھی -----لمبے بال کمر پر لہرا رہے تھے------

دوپٹہ کے بغیر خود میں مگن وہ احمر کا دل دھڑکا گئی تھی----

تبھی وہ بے خود سا اس کی جانب بڑھا----

ایمان کی احمر کی طرف پشت تھی ---- اس کی نظریں ایمان کے خوبصورت نازک سراپے پر جمی تھیں----

کس سے پوچھ کر چینج کر رہی تھی ---وہ سرگوشی میں بول کر ایک ہی جست میں اس کو اپنی جانب کھینچ چکا تھا ---

آپ----!!!!

ایمان اس کی دھمکی کو یکسر فراموش کر گئ تھی کہ اب یوں سامنے دیکھ کر ہڑبڑا گئی ----

کیسے بھول گئی کہ وہ جو کہتا ہے اس پر عمل کر کے ہی رہتا ہے ------

وہ وہ میں تھک گئی تھی اس لیے---- ایمان اس کی آنکھوں میں جزبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھ کر خشک گلا تر کرتی ہلکا سا بولی---

اس لیے میرے حکم عدولی کر رہی تھی ---- ہمم ---وہ گھمبیر آواز میں بول کر بہت کچھ باور کروا گیا---

جبکہ ایمان فراک کو دونوں مٹھیوں میں جکڑے اس کے حصار میں نظریں جھکائے کپکپا رہی تھی ----اس کی سحر انگیز شخصیت رعب و جلال اس کی آنکھوں میں دکھتا اپنا عکس اس کا پر تپش آنچ دیتا لہجہ اس کے لمس کی حدت سے ایمان جیسی نازک جان لڑکی کی جان پر بن آئی تھی اس کی آنکھوں میں نمی پھیلنے لگی تھی ----دل کی دھڑکن معمول سے بڑھ گئی تھی ----

مولانی کیسے بھول گئی تم کہ میں نہیں آؤں گا---جتنے بھی راستے بند کرو پر تم تک پہنچنے سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا ---- اس کی کچھ دیر پہلے کی حفاظتی حد بندیاں کا حوالہ دیتا اس کے چھکے چھڑا گیا--- مخمور نگاہیں اس کے سادگی میں چاند کی طرح دمکتے چہرے پر جمی تھیں--- جو بنا میک اپ کے پھولوں کے زیور پہنے پیلا اور سبز رنگ کے کمبینیشن کا فراک زیب تن کیے احمر کے دل کی دنیا تہہ و بالا کر گئی تھی ---

تمہارا یہ روپ ،اس پر میرے نام کی چھائ سرخی، میرے نام کی مہندی،کیسے !کیسے نا آتا میں ---- اس کی حالت کی پیش نظر دونوں ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر اس کو اپنے سینے میں بھینچے ہلکا سا جھک کر سرگوشی میں بولتا اس کو بوکھلانے پر مجبور کر گیا--- مولانی تمہاری خوشبو ،تمہارا شرمانا ،میرے جنون سے تمہاری آنکھوں میں پھیلتی نمی،(اس کی آنکھوں میں نمی اترے دیکھ چکا تھا) --- تمہاری بوکھلاہٹ،مجھے گھورنا،ان سب نے

مجھے تمہارا اڈیکٹ کر دیا ہے --- تمہارا نشہ سر چڑھ کر بولنے لگا ہے سائیں---وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے گھمبیر جزبات سے بوجھل آواز میں بولا------

جب بھی اسے ٹوٹ کر پیار آتا وہ اپنی مولانی کو سائیں کہتا تھا---

ایمان کو لگا وہ اس کے جملوں سے بے ہوش ہو جائے گی --- سانسیں بکھرنے لگیں تھیں جبھی وہ دونوں ہاتھ اس کی پشت پر باندھ کر چہرہ اس کی گردن میں چھپا گئی----

وہ جو پہلے ہی مدہوش ہوا کھڑا تھا اس کے بازؤں کا حصار اور گردن پر پڑتی نرم گرم سانسیں اس کی جذبات میں طغیانی برپا کر گئیں------

احمر اس کے بالوں میں چہرہ سہلاتے اس کی کمر پر گرفت حد درجہ بڑھا گیا دل کر رہا تھا---- اس کے بس میں ہو تو وہ اپنی مولانی کو سینے میں ہی کہیں قید کرلے----- دونوں ایک دوسرے کی دھڑکنیں سن رہے تھے ----- ایمان کا نازک سراپا اس کا لمس احمر کو گستاخیاں کرنے اکسا رہا تھا-------

تبھی اس نے ایمان کے بالوں کو مٹھی کی ہلکی گرفت میں لے کر چہرہ اپر کیا-----

ایمان سرخ چہرہ سے،آنکھیں سختی سے بند کیے، گھنی لرزتی مژگان، کپکپاتے گلابی لب گہرے سانس بھرتی وہ احمر کے دل و دماغ پر نشہ کی طرح سوار ہوئ تھی----

وہ بے اختیار ہو کر اس کے چہرے پر جھکا تھا اور اس کے چہرے کے کے نقوش پر جابجا لمس چھوڑنے لگا

-----

اس کے لمس میں اتنی شدت اور دیوانگی تھی کہ ایمان کی سانسیں سینے میں اٹکنے لگیں---

چہرے سے وہ گردن تک آیا اور اس کی گردن پر جھک کر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑا-----

احمر کا ایک ہاتھ اس بالوں میں الجھا ہوا تھا اور دوسرا کمر سہلا رہا تھا---

احمر------

ایمن نے ہانپتے اسے سرگوشی میں پکارا-----

جبکہ وہ تو مکمل مدہوش اس پر جھکا کسی اور ہی جہاں کی سیر کو نکلا ہوا تھا------

اس سے پہلے کہ وہ مزید گستاخیاں کرتا احمر نے جھٹکے سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا جو لب سختی سے دانتوں تلے دبائے کھڑی تھی ----

اس نے جھٹکے سے اسے باہوں میں بھرا اور بیڈ کی جانب بڑھا -----

وہ مسلسل لب کچلتی نچلے لب کو زخمی کر چکی تھی ----

اسے بیڈ پر لٹا کر احمر اس پر جھکا---- احمر کے کلون کی خوشبو ایمان کے حواسوں پر بری طرح چھائی ہوئی تھی ---- احمر کی مخمور نگاہیں اس کے چہرے پر جمی تھیں ----

احمر نے انگوٹھے سے اس کے لب سہلائے------ ایمان کی سسکی نکلی تھی -----

یہ میرا حق ہے سائیں----- بوجھل آواز میں کہہ کر وہ اس پر جھکا اور اپنی سانسیں اس میں اتارنے لگا ------ اس کی گرفت میں نرمی تھی---- ایمان نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دور کرنا چاہا تو وہ اس کی کلائیاں تھام کر بیڈ سے لگا گیا------

کچھ دیر بعد خود کو سیراب کرنے کے بعد وہ اس سے دور ہو کر کان کے قریب جھکا------دونوں کی سانسیں پھولیں ہوئ تھیں----

خود کو مکمل میرا بننے کے لیے تیار کر لو---- کل میں تمہاری روح تک رسائی چاہتا ہوں ----تمہیں تم سے چرا کر اپنا بنانا چاہتا ہوں --- ہر سانس ہر دھڑکن پر اپنا نام چاہتا ہوں --- تمہیں پوری طرح اپنے رنگ میں رنگنا ہے ----کل کوئی مزاحمت کوئی گریز نہیں مولانی-----

سرگوشی میں بول کر اس کے کان کی لو کو لبوں میں دبایا-----

ایمان آنکھیں بند کیے اسے سن رہی تھی ---

احمر اس کی خوشبو میں گہرا سانس بھر کر اس کے سر پر لب رکھ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا----

نجانے کتنی دیر ایمان ہنوز لیٹی آنکھیں موندے اس کے لمس میں کھوئی ہوئی تھی ---

اسے ابھی تک احمر کی خوشبو اپنے اردگرد محسوس ہو رہی تھی اپنی سانسوں سے احمر کی سانسوں کی مہک آرہی تھی -----

اس کی جان لیوا سرگوشیاں کانوں میں گونج رہی تھیں کہ ایمان شرما کر چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی-----

................

اگلے دن بارات کے استقبال کے لیے شاہوں اور درانی کے شایان شان بہت خوبصورت بینکویٹ میں انتظام منعقد تھا-----

زوہیب ،جازب اور جنید بارات کے استقبال کے لیے سارے ارینجمنٹس دیکھ رہے تھے ---- حال کو بہت خوبصورتی سے سجایا ہوا تھا--- احمر کی بات پر عمل کرتے ہوئے عورتوں اور مردوں کا الگ انتظام تھا----

ایک حصے میں مرد حضرات تھے سمیر کے سینئیر آفیسرز،جونئیر، کولیگ سب دوست، جاننے والے ، رشتے دار سب مدعو تھے --- جبکہ دوسری جانب لیڈیز بنی سنوری تیار یہاں وہاں گھوم رہی تھیں-----

جبکہ سمیر اور ہمدانی والا کے بڑے سب اینٹرس پر کھڑے مہمانوں کا گرم جوشی سے استقبال کر رہے تھے----

کچھ ہی دیر میں بارات کا شور اٹھا تھا-----

بلیک رنگ کی بی ایم ڈبلیو ایک لائن میں آکر رکی تھیں اور درانی مینشن کے افراد اپنی اپنی گاڑیوں سے اترے تھے ---

ان کے اترتے ہی ساتھ آئے گارڈ نے گاڑیوں میں سے ساتھ لائے سامان نکالا تھا----

مٹھائیاں فروٹ ،ڈرائے فروٹ کی بہت سی ٹوکریاں اور بہت سے تھال جن میں لاتعداد تحائف تھے وہ لیے اندر بڑھے ----

جبکہ بارات کے آتے ہی سجل اور رمشا جوکہ ایمان کے پاس براءڈل روم میں تھیں فوراً سے نیچے آئیں----اور شہلا ایمان کے پاس ہی رک گئی----

جیسے ہی احمر حسان زوہیب اور یاسر کے ہمراہ اندر آیا سب کی نظریں اس خوبرو جوان پر جم سی گئیں جو بلیک شیروانی میں بھورے بال ماتھے پر بکھیرے سرخ لبوں پر دلکش مسکراہٹ سجائے کتنوں کو اپنا دیوانہ بنا گیا تھا -----

وہ لگ ہی اتنا خوبصورت رہا تھا کہ سب ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہے تھے جو اب سمیر سے مل رہا تھا-----

لمبا قد ،کسرتی جسامت گہری کالی آنکھوں میں چمک لیے ، سفید رنگت بھوری مونچھیں اور بھوری ہی ہلکی ہلکی بیرڈ ، سرخ لب اور اس کے نچلے لب کے کنارے پر تل اس پر بلیک رنگ پہنے وہ بہت خوبصورت اور ڈیشنگ لگ رہا تھا------

ہونٹوں پر ایک محسور کن مسکراہٹ رقصاں تھی -----آنکھوں فتح کی چمک تھی -----

پرسکون سا ہنستا مسکراتا احمر سمیر کو اس وقت بہت پیارا لگا تھا کہ ایک بار پھر سمیر نے اسے خود میں بھینچ لیا ------

جبکہ احمر نے بھی سمیر کے گرد حصار مضبوط کیا تھا۔۔۔وہ سمیر کی اپنے اور مولانی کے لیے محبت جانتا تھا جبھی تو اب وہ بڑے بھائی کا فرض ادا کر رہا تھا۔۔۔۔

دونوں ہی ایک دوسرے کی ٹکر کے تھے وہیں سمیر کو کبھی کبھی اس اڑیل کے سامنے جھکنا پڑتا تھا جو اپنی بات سے ٹس سے مس نا ہوتا۔۔۔ اس وقت احمر سمیر کو زہر لگتا تھا پر جب اسی کی بات درست ہوتی تو شہد سے بھی میٹھا لگتا تھا۔۔۔۔۔

سب گرم جوشی سے ان سے ملے تھے اور ساتھ آئے مہمانوں کو بھی بڑے اچھے سے ویلکم کیا تھا۔۔۔۔۔

زرش ماہم ، سجل اور رمشا سے ملیں تھیں ۔۔۔

سب بہت خوش نظر آرہے تھے سب کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے ۔۔۔

سمیر شاہ سومی،زوہیب جازب اور جنید نے آج وائٹ کلر کے شلوار قمیض پہنے ہوئے ہوئے تھے پاؤں میں ایک ہی طرح کے کھسے پہنے تھے ۔۔۔۔

مہنگی واچ کلائی پر باندے کف فولڈ کیے بال جیل سے سیٹ کیے لڑکی والے کی جانب سے لڑکے انتہا کے پیارے لگ رہے تھے ۔۔۔۔۔

حسب عادت سمیر نے شاہوں کے رواج کے مطابق شال گردن میں ڈال کر مفلر کی طرح دائیں کندھے پر ڈالی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔

اور چھوٹے شاہ نے بھی سیم طریقے سے شال اوڑھ رکھی تھی ۔۔۔۔۔

جبکہ لڑکے والوں کی جانب سے حسان برہان اور یاسر نے تھری پیس پینٹ کوٹ پہنے ہوئے تھے بال جیل سے سیٹ کیے تینوں ہی بلا کے ہینڈسم لگ رہے تھے -----

دونوں جانب کے لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کی ٹکر کے تھے ---

سجل زرش شہلا ماہم اور رمشا نے ایک جیسے ڈریس زیب تن کیے ہوئے تھے----انہوں نے شرارے اور لونگ اوپن شرٹس پہنی ہوئی تھیں ----

سجل نے مہرون ، زرش نے گولڈن ، شہلا نے آف وائٹ ، ماہم نے سکائی رنگ ، رمشا نے نارنجی اور ریڈ کلر کے امتزاج کا ڈریس پہنا ہوا تھا--- خوبصورت ہیئر اسٹائلز بنوائے ،نفاست سے کیے میک اپ میں ہلکی پھلکی جیولری پہنے پریاں لگ رہیں تھیں -----

احمر سب لڑکوں کے ساتھ مرد حضرات والے حصے کی جانب بڑھ گیا ---

سمیر نے احمر کا سب سے تعارف کروایا تھا -----

کمال صاحب بھی اپنی فیملی کے ہمراہ آئے ہوئے تھے ---احمر سمیر اور حسان بڑی گرم جوشی سے کمال صاحب سے ملے تھے ----

احمر کے بہت سے آفیسرز بھی آئے تھے چیف بھی کچھ دیر کے لیے آیا تھا ----

جن کو نہیں پتا تھا آرمی یونیفارم میں جوانوں کو دیکھ کر ان سب کو بھی حسان اور احمر کے بارے علم ہو چکا تھا ---- پر وہ سیکریٹ ایجنٹ ہیں اس بات کا سوائے فیملی کے کسی کو نہیں پتا تھا اور نا وہ بتانا چاہتے تھے ------

کچھ دیر تک ملنے ملانے کا سلسلہ جاری رہا،،، سب کو ینگ مین کافی اچھا لگا تھا -------

احمر سے وہاں آئے ایک ایک مہمان ملا تھا اور احمر بھی خوش اخلاقی سے ملا------

کچھ دیر بعد چیف اور باقی آفیسرز نے احمر کے ساتھ بہت سی پکس بنوائی تھیں اور اس کو شادی کی مبارک دیتے چلے گئے----

ان کے جاتے ہی بی جی کے بلاوے پر وہ سب لیڈیز والے حصے کی جانب آئے---

ان کے آتے ہی وہاں ہلچل سی مچی تھی ---- کہ سب عورتیں بڑی دیدہ دلیری سے دلہے صاحب کو نہار رہی تھیں جبکہ وہ کسی کی جانب متوجہ نا تھا اسے تو بس اپنی مولانی کا انتظار تھا----

احمر جو اس وقت سجل سے نہیں ملا تھا اب جا کر اس کے سامنے سر جھکایا----

سجل نے مسکرا کر اسے بڑوں کی طرح ڈھیروں دعائیں دے ڈالیں تھیں -----

وہ احمر کو اپنے ساتھ لیے سٹیج پر آئی اور اسے خوبصورتی سے سجے سٹیج پر رکھے صوفے پر بیٹھایا-----

زرش رمشا ماہم بھی ان کی جانب آ گئیں----

جبکہ لڑکے بھی فیملی کی عورتوں سے ملتے ہی سٹیج پر دھاوا بول دیا------

سمیر کو بی جی اور سمرینہ بیگم نے روک لیا وہ سمیر کو پیار دیتی اسے ڈھیروں دعائیں دے رہی تھی جس نے ماں باپ کے بعد ایمان کو کبھی کمی محسوس نا ہونے دی تھی اور آج بھی اتنے اچھے سے سب کچھ سنبھالے ہوئے تھا-----

سومی صاحب ان سب کی اپنی کیمرے میں تصویریں کولیکٹ کر رہا تھا ------

جنید نے بھی ان سب کی بہت سی تصویریں بنائیں تھیں ---- ڈرون کیمرے سے سب کی موی بھی بن رہی تھی ------

لڑکوں کی نظریں بار بار بھٹک کر اپنی بیویوں ، منکوحہ اور فیانسی کی جانب اٹھ رہیں تھیں تو وہیں لڑکیاں بھی چور نظروں سے اپنے اپنے شوہروں منکوح اور فیانسی کو دیکھ رہی تھیں -----

زوہیب نے شہلا کی تلاش میں نگاہیں گھمائیں تھیں ----

جبھی ماہم اور زرش سجل کو بتا کر برائیڈل روم کی جان بڑھیں تھیں -----

زرش بیچاری دونوں طرف ہلکان ہو رہی تھی ---- ایک طرف جان سے پیاری دوست تو دوسری جانب بھائیوں جیسا دیور تھا ----- وہ صبح ہی ایمان کے پاس آگئ تھی اور کافی دیر رکنے کے بعد وہ بارات سے کچھ دیر پہلے درانی مینشن گئی کی گھر کی بڑی بہو ہونے کے ناطے ساری زمہ داری اس کر تھی ----- پر وہ دونوں طرف سے برابر رہی -----

سمہینہ بیگم اور فواد صاحب درانی مینشن رکے تھے اور بارات کے ساتھ یہاں آئے تھے جبکہ جواد صاحب اور مسز جواد جازب اور رمشا کی فیملی ولا میں۔ رکے تھے ------

وہ جیسے ہی اندر گئیں ایک پل کو حیران رہ گئیں تھیں ---- بلڈ ریڈ کلر کے لہنگے میں ہم رنگ دوپٹہ سلیقے سے سر پر سیٹ کیے سنہری آنکھوں کو دو آتشہ بنائے نفاست سے کیے میک اپ میں لبوں پر بلڈ ریڈ ہی لپسٹک زیورات سے لدی پور پور سجائے وہ کوئی آسمان سے اتری حور لگ رہی تھی ----

سب سے زیادہ خوبصورت اسکی ماتھا پٹی اور ناک میں پہنی نتھ لگ رہی تھی -----

کئی لمحے وہ مبہوت سی اس حسن کی مورتی کو دیکھتی رہیں جو ہمیشہ سادگی میں رہ کر انتہا کی پیاری لگتی تھی اور آج تیار ہوکر تو اس کا روپ ہی نرالا تھا -----

بے ساختہ دونوں نے ماشاءاللہ پڑھا تھا -----

ایمان آئینے کے سامنے کرسی پر بیٹھی نظریں جھکائے ہوئے تھی ---- جب شہلا نے تیار ہونے کے بعد اسے آئینے میں دیکھنے کو کہا تھا تو وہ خود کو یوں دیکھ کر حیران رہ گئی تھی --- پھر احمر کا سوچ کر دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہو رہا تھا نجانے وہ پاگل دیوانہ کیا ری ایکٹ کرے گا -----

ایمان جان تم اتنی اتنی پیاری کوئی ڈول لگ رہی ہو پتا نہیں میرے دیور کا کیا حال کتنے والی ہو ----- زرش اس کے گرد باہوں کا ہار ڈالے اس کے گال پر لب رکھ کر پیار سے بولی ----

جبکہ ایمان نے بنا کچھ بولے اس کے ہاتھ پر زور سے چٹکی کاٹی ----

اووو تو تم اپنے میاں کا یہ حال کرنے والی ہو ---- ۔مطلب جب وہ پاس آئے گا تم چٹکی کاٹو گی ----- زرش مصنوعی صدمے سے بولی----

ماہم اور شہلا اس کی بات پر کھلکھلا اٹھیں جبکہ ایمان کے ہاتھ پیر پھولے تھے ---- کب سے وہ یہی سوچ رہی تھی اور اپر سے زرش کی باتیں -----

ویسے تمہارے میاں بے تاب نگاہوں سے تلاش کررہے ہیں ---- زرش نے شہلا کو زوہیب کا بتایا---

وہ مسکرا کر فوراً سے نیچے چلی گئی کہ اپنے شوہر کا دیدار کر سکے اور کروا بھی دے -------

ایمان تم ٹھیک ہو نا ---- ماہم نے اسے بالکل خاموش پا کر پوچھا ---

ہمممم بس گھبراہٹ ہو رہی ہے ---- ایمان روہانسی آواز میں مدھم سا بولی---

بس میری جان اس موقع پر تو سب لڑکیوں کو گھبراہٹ ہوتی ہے پر تم کیوں پریشان ہو رہی ہو تم جس کی دلہن ہو وہ آج تمہیں دیکھ کر دنیا بھول جائے گا ----

اسی کی تو پریشانی ہے ایمان ہلکا سا منمنائ جسے وہ دونوں سن کر مسکرا اٹھیں ----

ویسے ہونا بھی چاہیے ---- میرا دیور دیوانہ ہے تمہارا------ آج تو پتا نہیں کسی کی -----

زرش پلیز-------- اس سے پہلے کہ وہ جملہ مکمل کرتی ایمان نے نم آواز میں روکا ----

ارے میری جان رو کیوں رہی ہو ----- زرش سنجیدہ ہوئ-----

مجھے ڈر لگ رہا ہے زرش----- اب کے ایمان کی آواز کپکپائ تھی -----

کچھ نہیں ہوتا نا ڈر کیوں لگ رہا ہے وہ کوئ جن تھوڑی ہے ----- زرش نے اسے اپنے ساتھ لگایا تو دوسری طرف سے ماہم۔نے بھی ان کے گرد حصار باندھا تھا ------

تبھی سمرینہ بیگم آئیں ---

چلو لڑکیوں ایمان کو نیچے لے آؤ--- تیزی سے بولتے نظر ایمان پر پڑیں تو تعریف کیے بنا نا رہ سکیں---

سمرینہ بیگم نے آنکھوں میں لگا کاجل چھوٹی انگلی سے تھوڑا سے صاف کر کے ایمان کے کان کے پیچھے لگا----

اللہ نظر بد سے بچائے میرے بچوں کو ---- وہ ایمان کا محبت سے ماتھا چومتی بولیں اور اس کے سر پر سرخ باریک جالی دار دوپٹہ گرا دیا اسے ساتھ لیے آگے بڑھی----

احمر کی پوزیسونس سے اب سب اچھے سے واقف تھے اور دوسرا کسی بھی صورت ایمان کی چہرہ چھپائے بغیر نہیں لے جا سکتیں تھی ---

وہ۔ جیسے ہی برائیڈل روم سے باہر نکلی ---- سامنے ہی سمیر سومی حسان زوہیب جاذب اور جنید کھڑے تھے ----

سمیر نے آگے بڑھ کر ایمان کو اپنے حصار میں لیا تھا کہ ایمان کی آنکھوں سے آنسوں نکلنے لگے ----

بس میرا بچہ---- ہمیشہ اپنے بھائی کا سر فخر سے بلند رکھنا ---- زندگی میں کوئی بھی غم تمہیں چھو کر نا گزرے تمہاری ساری مصیبتیں مجھ سے گزر جائیں ----- زندگی کے کسی بھی موڑ پر کبھی بھی تم خود کو اکیلا نہیں پاؤ گی تمہارا بھیا ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے ---- میری گڑیا -----

سمیر اسے سینے سے لگائے کھڑا اس کے سر پر لب رکھ کر بولا تھا ---- سمیر کی آنکھوں میں بھی نمی اتر آئی تھی ---- جبھی جازب کی گود میں سومی اچک کر اپنی پھوپھو کے پاس ہوا اور گھونگھٹ کے اپر سے ہی ایمان کے گال پر لب رکھے ----

ایک۔طرف سمیر ایمان کو اپنے حصار میں لیے ہوئے تھا تو دوسری طرف چھوٹا شاہ اپنی پھوپھو کا ہاتھی پکڑے ہوئے تھا جبکہ لڑکے سب سرخ چنری کا ایمان کے اوپر سایہ کیے اس کے کونے پکڑے آگے بڑھے تھے

---

سرخ دوپٹے کی چھاؤں میں سمیر اور سومی کے ساتھ وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی آگے بڑھی -------

جیسے ہی ایمان ان سب کے ہمراہ حال میں انٹر ہوئی سب کی نگاہیں اس طرف اٹھیں تھیں -----

احمر برھان کے ساتھ بیٹھا کوئی بات کر رہا تھا کہ نظر سامنے اٹھی تو وہ پلک جھپکنا بھول گیا تھا----

بھاری سرخ لہنگے میں وہ اس کے لیے پور پور سجی اس کی دھڑکنیں بڑھا گئی تھی ------

احمر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا ---- جالی دار گھونگھٹ سے اس کا ہلکا ہلکا چہرہ نظر آرہا تھا --- چمکتی گوری رنگ پر سرخ دوپٹہ کا گھونگھٹ کیے وہ احمر کے دل پر بجلیاں گرا گئی تھی ----

دوپٹے کے حالے میں اس کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا -----

وہ جیسے ہی قدم آگے بڑھا رہی تھی دونوں اطراف راہداری بنائے لائن میں کھڑی لڑکیاں ہاتھوں میں پکڑے پھول ایمان کے آگے آگے گرا رہی تھیں جن کے اپر وہ چلتی احمر کی جانب بڑھ رہی تھی ----

یہ منظر اتنا خوبصورت تھا کہ سب حیرانگی سے دیکھ رہے تھے --- ساؤنڈ سسٹم میں ہلکا ہلکا میوزک بج رہا تھا -----

احمر نے اپنی جگہ سے قدم بڑھائے تھے اور آہستہ سے چلتا ان کے سامنے آکر رکا ----

سمیر نے ایمان کا ہاتھ احمر کو تھمایا تھا جبھی ہی وہ دلکشی سے مسکرا کر اس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کر گیا--- سمیر ایمان کے سر پر ہاتھ رکھ کر وہاں سے نکل کر سمرینہ بیگم کے پاس کھڑا ہوا----

احمر اسے لیے آگے بڑھا ہی تھا کہ جبھی سومی جازب ،زوہیب، جنید اور حسان جوکہ بہن اور دوست دونوں طرف برابر تھا وہ تینوں دوپٹے کے کونے سجل شہلا ماہم اور زرش کو پکڑائے احمراور ایمان کے سامنے کچھ فاصلے پر برابر کھڑے ہوئے تھے فرنٹ پے سومی اور باقی چاروں اس کے پیچھے تھے---ایمان اور احمر وہیں رک کر انہیں دیکھ رہے تھے جو راستہ روکے مسکرا رہے تھے --- تبھی ڈی جے نے سونگ پلے کیا تھا -----

اور وہ میوزک پر ایک جیسے سٹیپ لیتے سب کو حیران کر گئے ----

تاروں کا چمکتا گہنا ہو

تاروں کا چمکتا گہنا ہو

پھولوں کی مہکتی وادی ہو

پانچوں نے پاس کھڑی لڑکیوں کے ہاتھ میں تھامی پلیٹس سے پھول اٹھا کر ان کی راہ میں بچھائے تھے کہ سب لڑکیوں نے زور دار ہوٹنگ کی تھی ---

جبکہ احمر کھل کر مسکرایا تھا ------

اس گھر میں خوشحالی آئے

جس گھر میں تمہاری شادی ہو

اب انہوں نے احمر کی جانب اشارہ کر کے دعا کی صورت ہاتھ اٹھائے تھے ----

ان کی پرفارمنس لاجواب تھی ----

تاروں کا چمکتا گہنا ہو

پھولوں کی مہکتی وادی ہو

اس گھر میں خوشحالی آئے

جس گھر میں تمہاری شادی ہو

اب وہ پانچوں ان دونوں کے اردگرد گھومتے بڑے خوبصورت انداز میں کلیپینگ کر رہے تھے ----

یہ پھول تمہارے زیور ہیں

سومی نے اس بول پر اپنی چھوٹی سی مٹھی میں پھول بھر کر ان دونوں پر پھینکے تھے اور جلدی سے پیچھے ہوا---

یہ چاند تمہارا آئینہ

حسان نے اپر کی جانب اشارہ کرکے ایمان کے سر پر ہاتھ رکھا تھا---

تم جب ایسے شرماتی ہو

جازب ان دونوں کے سامنے آکر انگلی ٹھوڑی پر رکھے لڑکیوں کی طرح شرمانے کی ایکٹنگ کی تھی کہ سمیر سمیت سب کا قہقہہ گونجا تھا جبکہ احمر نے اسے آنکھیں دیکھائیں تو فٹ سے دور ہوا---

دولہے کا دھڑکتا ہے سینا

زوہیب نے اس بول پر احمر کے سینے پر ہاتھ سے تھپکی دی تھی ---

ہر آئینہ تم کو دیکھے

جنید نے اس بول پر اپنی جیب سے چھوڑا سا آئینہ نکال کر اپنے سامنے کیا اور بال سیٹ کرنے لگ گیا ایک بار پھر سب کے قہقہے گونجے----

تم تو ایسی شہزادی ہو

اس بول پر سومی اپنی پھوپھو کے قریب آتے اس سے لپٹ گیا تھا جبکہ ایمان کے چہرہ ان سب کے پیار اور سلوک سے کھل اٹھا تھا---

اس گھر میں خوشحالی آئے

جس گھر میں تمہاری شادی ہو

اب سمیر احمر اور ایمان کے پاس آیا تھا---

خوشیوں کے محلوں میں بیٹھو

کوئی غم نا تمہارے پاس آئے

نا عمر کا پہرا ہو تم پے

میرے دل کی دعا یہ رنگ لائے

گانے کے ان بول پر سمیر نے پیار سے ایک ہاتھ ایمان کی گال پر جبکہ دوسرا احمر کی گال پر رکھا تھا اور ان کو دعا دی تھی ----

اس منظر پر سب کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی---

رب ہنستا ہوا رکھے تم کو

تم تو ہسنے کی عادی ہو

اس بول پر سمیر نے ایمان کو سینے سے لگایا تھا جبکہ ایمان کی آنکھ سے آنسوں ٹوٹ کر گرے تھے ----

سب مبہوت سے ان بھائی بہن کا پیار دیکھ رہے تھے -----

احمر نے سمیر کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا جیسے تسلی دی تھی کہ وہ ہمیشہ اپنی مولانی کو ہنستا مسکراتا رکھے گا

----

اس گھر میں خوشحالی آئے

جس گھر میں تمہاری شادی ہو

ان الفاظ پر وہ پانچوں ان کے پاس چلے آئے اور ان کی بلائیں لینے لگے تھے ---- کہ سب روتے ہوئے مسکرا دیے تھے ---

احمر ایمان کا ہاتھ پکڑے اس خود سے لگائے سٹیج کی جانب بڑھا تھا جبکہ وہ پانچوں ان سے آگے ان کی راہ میں پھول ڈالتے جا رہے تھے ---

تاروں کا چمکتا گہنا ہو

پھولوں کی مہکتی وادی ہو

اس گھر میں خوشحالی آئے

جس گھر میں تمہاری شادی ہو

ان کے سٹیج تک پہنچتے ہی گانا ختم ہوا تھا سب نے زور دار ہوٹنگ کی تھی ------

لڑکوں کا ڈانس بہت زبردست تھا کہ سب نے ان کو خوب داد دی تھی -----

احمر نے ایمان کو سٹیج چڑھنے میں مشکل نا ہو کہ سب کو نظر انداز کرتا اپنی مولانی کو گود میں اٹھا لیا تھا ایمان سب کے سامنے احمر کی بے باکی پر سرخ ہوتی جھٹپٹائی تھی پر وہ اس پر گرفت مضبوط کرتا ا سب کے مزاق شرارت سیٹیوں پر مسکراتا اسے یوں ہی اٹھائے صوفے پر بیٹھایا تھا ----

اس کے بیٹھتے ہی ایمان زرا سا کھسک کر دور ہوئ---

کیا ہوا ------ احمر اس کی حالت کا سوچ کر نچلا لب دبائے معصومیت سے بولا اور خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ کر ہاتھ اپنے ہاتھ میں جکڑ لیا----

میری بلی کی ابھی سے بولتی بند ہو گئی ہے ہممم-----

احمر زرا جھک کر سرگوشی میں بول کر اس کی حالت غیر کر گیا----

کچھ دیر بعد بی جی اور باقی سب خواتینوں نے ضروری رسمیں کیں تھیں ----

ان کے بعد ماہم شہلا رمشا اور زرش نے دودھ پلائ کی رسم کے لیے سٹیج پر آئیں----

یہ تم دونوں کس خوشی میں ان کے ساتھ ملی ہو ---- برھان نے زرش اور ماہم کو گھورا ---

ایمان ہماری دوست اس خوشی میں ---- اس حساب سے ہم دولہے کی سالیاں بھی ہیں ----

زرش نے لمبا چوڑا جواب دیا -----

اس سے پہلے کہ وہاں نوک جھوک مزید آگے بڑھتی ---- احمر نے قصہ تمام کر دیا تھا کہ جیب سے نوٹوں کی گڈی نکال کر ان کی ہتھیلی پر رکھ دی ---

اس کی جلد بازی پر سب مسکرائے بنا نا رہ سکے ----

کچھ دیر تک ملنے ملانے کا سلسلہ جاری رہا تھا ---- فیملی کے لڑکیاں لڑکوں نے احمر ایمان کو کافی تنگ کیا اور معنی خیز جملے کسے تھے -----

اس کے بعد کھانے کا دور چلا تب احمر ایمان کی حسان اور جازب نے بہت سے پوز بنوا کر ان دونوں کی تصویریں بنائیں تھیں -----

ایمان کی حالت کی پیش نظر احمر نے اس کے بعد سے کوئی بھی معنی خیز جملہ نہیں بولا تھا---- پکس بنواتے ہوئے بھی وہ ایمان کی جھجھک اور اس کے سراپے میں کپکپاہٹ دیکھ چکا تھا --- دونوں کے دل آج الگ ہی لے پر دھڑک رہے تھے ------

احمر جلد از جلد اپنی مولانی کو اس شور شرابے سے دور کے جانا چاہتا تھا تبھی اس نے پاس آتے سمیر سے رخصتی کا کہا ----

اور کچھ دیر بعد ہی سمیر نے ایمان کو قرآن پاک کے سائے تلے احمر کے ساتھ رخصت کر دیا تھا ----

رخصتی کے وقت ایمان سمیر سجل اور سومی سے مل کر خوب روئ تھی ----

وہیں سمیر اور باقی سب کی آنکھوں میں بھی آنسوں آگئے تھے -----

سمیر کو احمر سے کہنے کی ضرورت ہی نا پڑی تھی کہ وہ اس کی بہن کو ہمیشہ خوش رکھے گا یہ بات سمیر باخوبی جانتا تھا-----

زرش ماہم اور بی جی نے ایمان کو احمر کے ساتھ گاڑی میں بیٹھایا تھا اس کے بیٹھتے ہی احمر نے گاڑی اسٹارٹ کی اور ایمان کو لیے کس ہوا کے جھونکے کی طرح فل سپیڈ سے وہاں سے نکلا تھا----

پیچھے درانی فیملی ان سب سے مل کر اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار درانی مینشن کی طرف گامزن ہوئے تھے

------

---------------------

گاڑی میں مکمل خاموشی تھی---- ایمان کا آگے سوچ سوچ کی ہی دل بیٹھا جا رہا تھا جبکہ احمر پرسکون سا ڈرائیو کر رہا تھا----

وہ اس کے ساتھ بیٹھی گھبراہٹ کے مارے انگلیاں مروڑ رہی تھی احمر اس کی حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا

----

جبھی کچھ دیر کے بعد اس نے گاڑی کو بریک لگائی----

ایمان جو خیالوں میں گم تھی ہڑبڑا کر ہوش میں ائی اور اس کی طرف دیکھا جو اب اتر کر اس کی جانب آرہا تھا

----

احمر نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اسے دیکھا جو اب تقریباً اپنے ہاتھوں کو لال کر چکی تھی----

اس نے ہلکے سے آگے جھک کر بغیر کچھ سمجھنے کا موقع دیے ایمان کو اپنی باہوں میں بھرا تھا---

احمر اسے باہوں میں اٹھائے اندر کی جانب بڑھا --- وہ اسے اپنے جنگل والے گھر لے آیا تھا --- اسے مولانی کے ساتھ تنہائی چاہیی تھی وہ اپنی بیوی کے ساتھ کچھ وقت اکیلے گزارنا چاہتا تھا ----

جیسے ہی وہ اندر آیا گھونگٹ کی اوٹ سے ایمان اس گھر کو دیکھ کر حیران ہوئی جس کا نقشہ ہی بلا ہوا تھا ----

پورا محل نما چھوڑا سا گھر سرخ اور سفید پھولوں سے سجا ہوا تھا ----

کوئی ایسا حصہ نا تھا جہاں پر پھول موجود نا ہوں ------

وہ مبہوت سی یہ سب سجاوٹ دیکھے گئ --- جبکہ احمر اپنی مولانی کو -----

احمر کے گرد حصار باندھے وہ اس کی جزبات کو بڑھا گئی تھی ---- تبھی وہ اسے لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھا ---

دونوں کی دھڑکنیں حددرجہ بڑھی ہوئیں تھی ----

مجھے نہیں جانا اندر ---

اس سے پہلے کے احمر ڈور اوپن کرتا اسے ایمان کی ہلکی سی آواز آئ---

جبکہ احمر نے جھک کر اسے دیکھا جو اس کے سینے پر سر ٹکائے گھبرائ ہوئی سی لگ رہی تھی ---

اچھا تو پھررات ادھر ہی گزارنی ہے کیا ---- احمر سرگوشی میں بولا --- کہ اس کی گرم سانسیں ایمان کو اپنے چہرے پر محسوس ہوئیں---

بے ساختہ اس نے نا میں سر ہلایا تھا کہ احمر مسکرایا اٹھا اور پاؤں سے دروازہ دھکیلے اندر آیا تھا ---

کمرے میں قدم رکھتے ہی دونوں کی دھڑکنیں۔ منتشر ہوئیں تھیں ----

پورا روم گلاب اور موتیوں کے پھولوں سے سجا ہوا تھا روشنی کے نام پر کینڈلز جل رہی تھیں----

بیڈ پر پھولوں سے ہارٹ شیپ بنا ہوا تھا اردگرد سرخ و سفید جالی دار پردے لگے ہوئے تھے جن کے اوپر گلاب اور موتیے کے پھولوں کی لڑیاں لٹک رہی تھیں ----پورا کمرہ خوشبو سے مہک رہا تھا ----

احمر نے جزبات پر قابو پاتے ایمان کو بیڈ پر بیٹھایا تھا -----

ایمان خود میں سمٹتی چہرہ مزید جھکا گئی تھی ---- دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کے در پے تھا ----

احمر نے ایک نظر اس پر ڈال کر اپنی شیروانی کے بٹن کھولے اور اسے نکال کر دور صوفے پر اچھال دیا جوکہ پھولوں سے بھرا ہوا تھا ---

وہ وارڈروب کی جانب بڑھا اور اپنا ٹراؤزر نکال کر واشروم میں بند ہو گیا ---

اس کے جاتے ہی ایمان نے اپنی رکی ہوئی سانسیں بحال کیں اور آگے کا سوچ کر پھر سے گھبراہٹ طاری ہونے لگی ------

دس منٹ بعد وہ فریش سا بال ٹاول سے رگڑتا شرٹ لیس ٹراؤزر پہنے باہر آیا ----

آئینے کے سامنے اپنے بالوں میں ٹاول پھیرتا نظریں ایمان کے عکس پر تھیں جو اب اپنا فیورٹ مشغلہ انگلیاں مروڑنا شروع کر چکی تھی ----

کمرے کا فسو خیز خواب ناک ماحول تنہائی پاس من چاہی بیوی سب نے مل کر احمر کے جزبات میں طغیانی برپا کر دی تھی -----

آنکھوں میں محبت کا خمار اتر آیا تھا ----- دل ہمک کر اس کو خود میں قید کرنے کا چاہا تھا کہ وہ ٹاول وہیں پھینکتا اس کی جانب بڑھا تھا اور ایمان کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر بیڈ پر لیٹ کر سر اس کی گود میں رکھا تھا کہ ایمان گڑبڑائی تھی ----

جبکہ وہ سکون محسوس کرتا آنکھیں موندے ہوئے تھا -----اس نے یوں ہی ایمان کے ہاتھ پکڑ کر ایک اپنے بالوں پر رکھا اور دوسرا دل کے مقام پر رکھ کر اپر اپنا ہاتھ رکھا ----

اس کے عمل سے ایمان سٹپٹائی پر اسے دور نہیں ہٹایا تھا ---- بنا کچھ کہے ہی وہ اس کی تیز ہوتی دھڑکنوں میں اپنے نام کی گونج سن چکی تھی ---- اس کی پیار محبت اور عشق کی تو وہ خود گواہ تھی ----

آج میں بہت خوش ہوں ---- بہت سکون میں ہوں --- کیونکہ تم میرے پاس ہو اور ہمیشہ رہو گی ----

اس وقت کا میں نے بہت انتظار کیا ہے --- اور صبر بھی ---

کہ آج تم میرے پاس میری بن کے میرے کمرے میں ہو ----

میرا دل ہمیشہ تمہارے لیے دھڑکا ہے سائیں----

تم ہی وہ پہلی اور آخری لڑکی ہو جس نے اس پر قبضہ جمایا ہے اسے دھڑکنا سیکھایا ہے اسے محبت سے عشق کی منزل تک پہنچایا ہے ---

تم میرا چین قرار سکون ہو ---- تم سے میں ہوں اور مجھ سے تم ہو ---- اس کی واحد ملکہ اس پر راج کرنے والی میرے جینے کی وجہ میرے دل-کی دھڑکن میری شاہ رگ ہو ---- احمر نے اس کے ہاتھ لبوں سے لگا کر ان پر دہکتا لمس چھوڑا تھا-----

تم میری رگوں میں خون بن کر دوڑنے لگی ہو سائیں اور آج سے میں بھی تمہاری رگوں میں خون بن کر دوڑوں گا ---- تمہارے دل وجود اور روح پر صرف میرا نام ہوگا ----

تمہاری دھڑکنوں میں بس احمر درانی بسے گا تمہاری سانسوں سے تم مجھے محسوس کرو گی ----

مولانی آج کی رات کہنے سننے کی نہیں ہے ---- آج میں تمہیں اپنا اور بس میرا بنا لینا چاہتا ہوں -----

احمر گمبھیر بوجھل آواز میں۔ سرگوشیاں کرتا ایمان کے دل و دماغ پر قبضہ جما چکا تھا کہ وہ دم سادھے اس کی سرگوشیاں سنتی رگو پے میں سرشاری سی ہوئی تھی----

احمر نے لیٹے لیٹے ہی اس کا گھونگھٹ سرکایا تھا---- وہ آہستہ آہستہ سے جالی دار دوپٹہ سرکا تھا تھا ---- ایمان نے آنکھیں زور سے میچیں تھیں ----- جیسے ہی وہ پردہ ہٹا تھا کہ نظریں اس کتاب چہرہ پر ٹھہر سی گئیں تھیں -----

کون تھی وہ کوئی حور کوئی اپسرا ---- جو آسمان سے اتر کر زمین پے آئی تھی تو صرف اس کے لیے --- ہاں وہ اس کی حور تھی جسے اس کے لیے بنایا گیا تھا احمر بغیر پلکیں جھپکائے اس حسن کی مورتی کو دیکھ رہا تھا جو ہتھیاروں سے لیس پور پور سجائے اس کی دلہن بنی اس کے چاروں شانے چت کر گئی تھی ----

احمر کتنی دیر اس کی گود میں سر رکھے اس کے خوبصورت چہرے کو نہارتا رہا-----

جبکہ ایمان اس کی آنکھوں کی تپش اور ان میں جھلکتے جزبات کی لپک سے سنہری آنکھیں زور سے بند کیے ہوئے تھی لرزتی پلکیں، کپکپاتے سرخ لب ، سرخ گال ، لرزتا وجود اس وقت وہ سراپا قیامت بنی احمر کو بن پیے ہی مدہوش کر چلی تھی ------

جبھی احمر نے ہاتھ میں پکڑا دوپٹہ دور اچھالا تھا اور ہاتھ اس کی گردن میں ڈالا کر ایمان کو خود پر جھکایا تھا

----

اس اچانک ہوئی کاروائی پر ایمان فٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں ---- سنہری آنکھیں گہری سیاہ چمکدار آنکھوں سے ٹکرائیں تھیں ---- لمحہ لگا تھا ان آنکھوں میں پیغام پڑھنے میں ----- کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی تھی ----- احمر مخمور نگاہوں سے اس کے چہرے کو قریب سے دیکھ رہا تھا جبھی اس کو مزید خود پر جھکایا تھا----

اب اس کی نگاہوں کا مرکز لپسٹک سے سجے کٹاؤ دار لب تھے جو اس کا امتحان لے رہے تھے ------

بے ساختہ احمر نے اس کے نچلے لرزتے لب کو اپنے دہکتے لبوب سے چھوا تھا کہ ایمان کی پیشانی پر پسینے کے ننھے قطرے چمکنے لگے تھے ---

اس کی نظر اس کے بھاری زیورات پر پڑی ----- جو بمشکل سب کیری کیے ہوئے تھی----

احمر اٹھ کھڑا ہوا اور اسے بھی اپنی باہوں میں بھر کر ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا کیا-----

مولانی کیا ضرورت تھی اتنے سارے زیورات کی میں تو پہلے ہی تمہارے عشق میں ڈوبا ہوں ---- احمر مسکراہٹ دبائے شرارت سے بولا --- وہ جو اس کی سامنے گڑیا کی مانند کھڑی تھی جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا ----- نظریں اس کے سینے سے ہو کر ہی پلٹ آئیں --- ایمان کے دل۔کی دھک دھک کبھی بڑھ جاتی تو کبھی سلو ہو جاتی ----

اس کی گبھراہٹ لمحہ بالمحہ بڑھتی جا رہی تھی ---- چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا تھا ----

وہ۔یوں ہی کھڑا اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا کہ من ہی نہیں بھر رہا تھا --- ایمان اس کی نظروں سے پزل ہوتی ہاتھوں میں پڑیں چوڑیاں اتارنے لگی ----

ابھی اس نے چھوا ہی تھا کہ احمر نے اس کے کو اپنی گرفت میں لیا---

انہیں مت اتارو ------ وہ بھاری بوجھل آواز میں بولا اور اسے اپنی جانب کھینچا کہ ایمان اس کے سینے سے آلگی تھی -----

احمر اس کی نازک کمر پر حصار باندھے اسے زور سے اپنے سینے میں بھینچ گیا ------

کتنی دیر تک وہ اسے خود سے لگائے محسوس کرتا رہا --- اس دوران وہ ایمان کا دوپٹہ پنوں سے آزاد کر کے اس کے بوجھ سے آزاد کرتا دور اچھال۔چکا تھا ----

اب ایمان اس کے سامنے بغیر دوپٹے کے کھڑی اس کے ضبط کا کڑا امتحان لے رہی تھی احمر نے ایک ایک کر کے اس کے سارے زیورات نکالے تھے -----

وہ بے ہنگم سانسوں کے مابین نچلا لب بری طرح کچل رہی تھی ---اس کا لمس اس کی جان نکالنے کو تھا--- تبھی احمر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا اور وہ استحقاق سے ایک ہاتھ اس کی کمر پر دوسرا بالوں میں پھنسا کر اس کی پن نکال کربال جوڑے سے آزاد کرتا اس کی نازک صراحی دار گردن پر جھکا تھا اور شدت بھری گستاخیاں کرتا چلا گیا-----

ایمان نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھیں اس کے لمس کی حدت سے خود میں سمٹتی اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے ہوئے تھی -----

تبھی وہ یوں ہی اس کی گردن پر لمس چھوڑتا اسے باہوں میں بھر کی بیڈ کی جانب بڑھا------

جبکہ ایمان اس کی شدتوں سے بحال ہوتی گہرے سانس لیتی اس کے گرد حصار باندھ گئی-----

احمر اسے نازک آبگینہ کی طرح احتیاط سے بیڈ پر لٹایا جو زرا سی بے احتیاطی پر ٹوٹ جائے گی ---- احمر اس کے اپر گھٹا کی طرح چھاتا گردن سے کندھے تک آیا تھا اور وہاں اپنا دہکتا پاگل کر دینے والا لمس چھوڑا کہ ایمان سختی سے لب بھینچ گئی------

تبھی احمر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو بکھرے تنفس سے خود سے بے پرواہ خوبصورت سراپے سے اس کے حصار میں لیٹی ہوئی تھی ---- احمر نے لب اس کی ٹھوڑی پر رکھے اور یوں ہی فاصلہ طے کرتا گرم لمس اس کی پیشانی پر چھوڑا-----

کمرے کا فسو خیز ماحول مزید گستاخیوں پر اکسا رہا تھا ----- جبھی اس نے ہاتھ اس کی کمر میں لے جا کر زپ کو جھٹکے سے کھینچا تھا کہ وہ کھلتی چلی گئی---- اس کی انگلیوں کی سرسراہٹ کمر پر محسوس کرکے ایمان نے فٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں اور احمر کو دیکھا جو آنکھوں میں خمار کی لالی لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا ------

تمہارے قریب بہت قریب روح میں اتر جانے کہ اجازت ہے ---- دھیمے آنچ دیتے لہجے میں احمر نے اس کے چہرے کے خوبصورت نقوش پر نگاہیں جمائے اجازت چاہی تھی ----

جبکہ ایمان جانتی تھی کہ آج وہ کسی صورت نہیں رکے گا تبھی یکدم سے سے اس کے ساتھ لپٹ کر گردن میں چہرہ چھپایا تھا کہ احمر اس کے خود سپردگی کے اظہار پر آسودگی سے مسکرایا اور اس کا چہرہ گردن سے نکال والہانہ انداز میں اس کی چہرے کے ہر نقوش پر مہر ثبت کرنے لگا---- اس کے عمل میں اتنا جون اور شدت تھی کہ ایمان کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا ----

اس کی شدتیں سہنا آج ایمان پر پر حالت لازم ہو چکا تھا -----

-----------------------------

صبح دس بجے کے قریب ایمان کی آنکھ کھلی تھی رات کا سوچتے ہی وہ یکدم سرخ پڑی تھی ساری رات وہ احمر کی سرگوشیاں اور شدتیں برداشت کرتی رہی تھی صبح ہی اس کی جان بخشی ہوئی تھی --- احمر کا خیال آتے ہی وہ۔یکدم چونکی اور دائیں جانب دیکھا احمر کی جگہ خالی تھی ایمان نے حیرت زدہ پورے کمرے میں نگاہیں دوڑائیں پر وہ کہیں نا دکھا اس وقت مرر پر خوبصورت رائیٹنگ میں ایک نوٹ لگا تھا اور ڈریسنگ پر ایک خوبصورت سا روز پڑا تھا ----

ایمان اپنی حالت کو دیکھ کر گہرا سانس بھرا کہ شکر تھا وہ نہیں تھا ورنہ ایمان شرم کے بارے ہوش کھو دیتی

-----

وہ خود کا بکھرا لباس سمیٹ کر کمبل ہٹا کر بیڈ سے اٹھی اور آگے بڑھ کر دوپٹے اٹھا کر کندھے پر ڈالا تھا

----

نظریں سرخ گلاب پر پڑیں ایمان نے اسے اٹھا کر ناک کے قریب لے جا کر اس کی خوشبو اپنی سانسوں میں اتاری تھی اور اس کی تحریر پڑھی---

(یہ خوبصورت سا روز میری روز کے لیے ----- )

میں کسی ضروری کام سے جا رہا ہوں ---- تھوڑی دیر تک آجاؤ گا ---- مائ لو---- تب تک تم خود کو پھر سے ریڈی کرو میری شدتیں جھلینے کے لیے ---

اس کے الفاظ میں چھپی شدت دیکھ کر ایمان کی حالت غیر ہونے لگی تھی -----ابھی تو رات والی شدتوں سے گھبرائ ہوئی تھی کہ ایک بار پھر سے ------اس کے وجود میں سنسناہٹ سی ڈور گئی تھی ----

اس نے آئینے میں خود کو دیکھا تھا اس کی گردن چہرہ سرخ پڑ گئے تھے ----

وہ گلاب کو وہیں رکھتی جلدی سے وارڈوب کی جانب بڑھی ---- پر وہاں احمر کے ٹراؤزر شرٹس دیکھ کر تپ اٹھی پھر پیر پٹختی ایک شرٹ ٹراؤزر لے کر واشروم میں بند ہو گئ ----

----------------------

آج شام ان کے ولیمے کا فنکشن تھا ----- ولا والے ہمدانی اور درانی فیملی سب اس فنکشن کی تیاریاں کر رہے تھے ---- حسان کی فیملی بھی مینشن میں ہی ٹھہری ہوئی تھی --- فنکشن کے لیے بینکویٹ میں سارے انتظامات برہان اور حسان دیکھ رہے تھے ----

احمر نے سب کو منع کیا تھا کہ کوئی بھی انہیں ڈسٹرب نا کریں وہ ٹائم پر بینکویٹ پہنچ جائیں گے اس لیے تو ابھی تک کسی کی کال نا آئی تھی اور نا ہی کوئی ان کے پیچھے آیا تھا ----

احمر اور اس کی ٹیم کو چیف نے بلایا تھا --- صبح اس کی آنکھ فون کی گھنٹی سے کھلی تھی اس نے یوں ہی آنکھیں موند کال پک کی تھی کہ آگے سے اسے فوراً پہنچنے کا حکم ملا ---- احمر نے اوکے کہہ کر کال کٹ کی اور اپنی باہوں میں بکھری چھوئی موئی سی اپنی بیوی کو دیکھا جو اس کے سینے پر سر رکھے اطمینان سے سو رہی تھی ----

احمر نے جھک کر اس کے ماتھے پر پیار دیا دل لبوں کو چھونے کا چاہا تھا جھک کر ان پر ہولے سے اپنے لب رکھے ----- اس کی نئ زندگی کی شروعات کی پہلی صبح تھی احمر اس کا شرمایا لجھایا روپ دیکھنا چاہتا تھا پر ابھی جلدی تھی اس لیے ایمان کا سر تکیے پر رکھ کر بلینکٹ اس پر درست کرتا وہ اٹھا اور فریش ہوکر ایک بار پھر سے اس کے گال پر شدت بھرا لمس چھوڑتا ایک نوٹ اس کے لیے لکھ کر جلدی سے وہاں سے نکلا تھا

-----

ایمان فریش ہوکر باہر آئ اور ٹاول سے بال خشک کرکے ان میں برش کرنے لگی --- سوچوں کا رخ احمر کی جانب تھا جو پتا نہیں کس کام کے سلسلے میں گیا تھا----

احمر کی شرٹ اس کے گھٹنوں تک آرہی تھی تھی جبکہ ٹراؤزر کے پائنچے کو فولڈ کیا ہوا تھا ----

نکھری نکھری سی احمر کی قربت میں اس کے رنگ میں رنگ کر اس کا روپ اور سہانا ہو گیا تھا ----

شفاف چہرے پر پانی کی بوندیں چمک رہی تھیں ---- اس نے غور سے خود کو آئینے میں دیکھا اس کا خوبصورت سراپا نکھر سا گیا تھا چہرے پر ہلکی ہلکی سی سرخی چھائی تھی گلابی خون چھلکاتے لب ، سنہری آنکھوں میں رت جگے کی لالی چھائی تھی وہ خود سے شرما کر جلدی سے پاس پڑا دوپٹہ اٹھا کر سر پر اوڑھ چکی تھی ----

بلیک ٹراؤزر شرٹ میں سرخ دوپٹہ اوڑھے گوری رنگ دمک رہی تھی ---- سادگی میں بھی بلا کی حسین لگتی تھی ---

وہ دوپٹہ اچھے سے کور کیے کمرے باہر نکلی کہ اب زور کی بھوک لگ رہی تھی -----

وہ زینے اتر کر جیسے ہی نیچے آئی ڈائیننگ ٹیبل پر بھاپ اڑاتا گرم ما گرم ناشتہ سجا ہوا تھا ----

ناشتہ دیکھ کر اس بھوک مزید چمک اٹھی تھی کہ وہ آگے بڑھ کر ایک۔کرسی پر براجمان ہو کر بڑے انحماق سے کھانے میں مگن ہو گئی-----

اس گھر میں وہ پہلے بھی رہ چکی تھی جبھی اسے کوئی ڈر خوف نا تھا -----

ابھی وہ کھا رہی تھی جب احمر لاؤنج میں آیا ---- ایمان اتنی مگن تھی کہ احمر کو بھی دیکھ نا سکی ----

جبکہ اسے ڈائنگ ٹیبل پر دیکھ کر وہ بھی اس کی جانب بڑھ آیا -----

اہممم اہممم----

ہنکار پر ایمان نے مڑ کر دیکھا وہ اس کے پیچھے ہی کھڑا اسے والہانہ۔نظروں سے دیکھ رہا تھا---

آپ----

ایمان ہاتھ میں نوالہ پکڑے ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہی تھی--- جبھی احمر نے آگے ہوکر اس کے ہاتھ سے وہ نوالہ کھا لیا-----

ہمم جی آپ کا شوہر مولانی----- احمر نے اسے کندھوں سے پکڑ کر کرسی سے ہٹایا اور خود اس کی جگہ بیٹھ کر اسے اپنی گود میں بیٹھا لیا---

یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ ایمان ہونق بنی اسے دیکھ رہی تھی -----

بہت پیاری لگ رہی ہو مولانی-----

احمر اس کو اتنے قریب سے اپنے کپڑوں میں دیکھ کر نہال ہوکر اس کے کان کی لو کو دانتوں میں دبائے آہستہ سا بول کر ایمان کی دھڑکنیں منتشر کر گیا---

ایمان کو وہ کافی پریشان اداس سا لگا تھا----- وہ اس کے چہرے پر اداسی دیکھ چکی تھی جبھی ایک ہاتھ اس کے سینے پر دوسرا اس کی گال پر رکھا---- دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے اس پیش رفت پر احمر کے دل نے بیٹ مس کی تھی -----

کیا ہوا ہے ----- ایمان مدھم آواز میں بولی----

جبکہ احمر پل بھر حیران ہوا تھا پھر اس کا ہاتھ ہٹا کر اپنے لبوں سے لگایا ------اسے ایمان پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا---

وہ بغیر کچھ کہے اسے دیکھ رہا تھا --- کیا کچھ نا تھا ان آنکھوں میں --کہ ایمان تاب نا لاتے ہوئے نگاہیں جھکا گئی----

کچھ نہیں سائیں---- احمر بوجھل آواز میں بول کر اس کے چہرے پر جھک کر جابجا لمس چھوڑتا چلا گیا -----

کافی دیر بعد اپنے اندر کی اضطرابی کیفیت پر قابو پا لینے کے بعد وہ دور ہوا اور اپنے ہاتھوں سے ایمان کو ناشتہ کروانے لگا ------

آپ نہیں کھائیں گے ------ ایمان نے اسے دیکھ کر کہا ----

آپ------- احمر نے حیران ہوتے آپ پر زور دیا ---- جبکہ ایمان سنہری آنکھوں سے اسے گھورتی اس کے سینے پر چٹکی کاٹی تھی کہ احمر کا قہقہہ گونجا---

ویسے یار یہ اتنی بڑی تبدیلی کیسے ائی---- وہ اب اسے باقاعدہ تنگ کر رہا تھا ------

احمر نا کریں --------

جبکہ ایمان شرم اور خفت چھپانے کو اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی----

آاا میری کالی جنگلی بلی میں تمہیں کھاؤں گا نا---- اب تم کھاؤ تاکہ بعد میں مجھے ڈسٹرب نا کرو--- وہ جزبات سے چور آواز میں بولا کہ ایمان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی------

ایمان نے اس کے سینے بہت ننھا سا مکہ مارا تھا---احمر مسکراتا اسے باہوں میں بھر کر کمرے کی جانب بڑھا جبکہ ایمان نے بوکھلا کر اسے دیکھا تھا جو شرارت سے آنکھ ونک کرتا اس کی ٹھوڑی کو چوم گیا----

احمر نووووو------ ایمان اس کی گردن کے گرد حصار باندھ کر روہانسی ہو کر بولی----

یس سائیں نو شو نہیں چلے گا------- مجھے بھی تو ناشتہ کرنے دو نا----

وہ اسے یوں ہی باہوں میں بھرے کمرے میں لاکر بیڈ پر لٹا چکا----

جبکہ ایمان کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئیں تھیں----

اسے بٹھا کر وہ ڈریسنگ کی جانب بڑھا اور اس میں سے ایک جیولری باکس نکالا-----

وہ اس کی طرف آیا اور جھٹکے سے اس کا دوپٹہ اتار کر دور اچھالا----

نم نم سی بھیگے ریشمی بالوں میں وہ اس کے کپڑوں میں کوئی چھوٹی سی خوبصورت سی پری لگ رہی تھی----

احمر نے اس کی آنکھوں پر لب رکھ کر انہیں بوجھل کر دیا----

وہ آنکھیں بند کر گئی تو احمر نے باکس سے پائل نکال کر اس کا ٹراؤزر اپر کیے پہنا دی-----

اس کے ہاتھوں کا لمس ٹخنوں پر محسوس کرکے ایمان نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں---

یہ کیا کر رہے------ ایمان نے پاؤں پیچھے کھینچنا چاہا تھا----

دیکھ نہیں رہی اپنی بلی کو رونمائی کا تحفہ دے رہا ----

احمر احمر مصنوعی رعب سے بولا---

ایمان کی نظر اس خوبصورت سی پائل پر پڑی تھی انتہائی نفیس گولڈ کی بنی تھی جس میں چھوٹے چھوٹے سے ریڈ گرین اور گولڈن کلر کے موتی لٹک رہے تھے ----- اسے گورے دودھیا پاؤں میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی -----

احمر نے جھک کر اس کی پائل پر لب رکھے تھے کہ وہ اندر تک کانپ گئی----

جبھی احمر نے اسے آرام سے بیڈ پر لٹایا اور خود پوری طرح اس کے اپر آگیا ----- ایمان کی سانسیں تیز تر ہوئیں تھیں ---- جبھی احمر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس میں ڈائمنڈ کی رنگ پہنائی ---- جس میں چھوٹے سے دل میں ان دونوں کے نام کا پہلا حرف لکھا ہوا تھا ----

ایمان مبہوت سی اسے دیکھے گئی ---- احمر نے اس کے ہاتھ کو لبوں سے چوما اور اسے دیکھا جو خوبصورت مسکان لیے دیکھ رہی تھی ---

جبھی احمر بے اختیار ہو کر اس کے لبوں پر جھکا تھا ---- اس کے گرفت میں رات سے کئی گنا بڑھ کر جنون اور شدت تھی کہ ایمان کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں اسے سانسیں رکتی محسوس ہوئیں پر وہ مدہوش اس پر جھکا ہاتھ اس کی گردن میں لیجا کر ہارٹ شیپ کا بنا ڈائمنڈ کا نیکلس پہنا چکا تھا ریڈ کلر کے ہارٹ میں ان دونوں کا سفید چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈ سے لکھا نام جگمگا رہا تھا جبکہ اس کے اردگرد چھوٹی سی تتلیاں بنی ہوئیں تھی جن میں گرین کلر کا رنگ بھرا تھا -----

ایمان کی سانسیں خود میں اتار کر اس کی حالت کی پیش نظر وہ دور ہوا --- احمر نے اپنی شرٹ کے بٹن کھول کر صوفے پر اچھال دی ----- اس کو شرٹ لیس دیکھ کر وہ آنکھیں سختی سے میچ گئی ------- احمر اپنی محبت سے اپنی لمس سے اس کا پور پور مہکاتا چلا گیا کہ وہ نڈھال سی اس کے گرد حصار باندھ کر چہرہ اس کے سینے میں چھپا لیا -------

-------------------------

شام کے وقت سب تیار بینکویٹ پہنچ چکے تھے سب مہمان بھی اچکے تھے سب بڑی شدت سے دلہا دلہن کا انتظار تھا -----

حال میں مدھم آواز میں میوزک چل رہا تھا ---- لڑکیاں سب آپس میں باتوں میں مگن تھی۔ اور لڑکے سب بڑوں کے پاس بیٹھے بزنس کے حوالے سے باتیں کر رہی۔ تھیں جبکہ بڑی خواتین سب آپس میں باتیں کر رہی تھیں -----

جبھی احمر ایمان کے آنے کا شور اٹھا اور احمر ایمان کو اپنے ساتھ لیے اینٹریس سے اندر بڑھ تھا کئی ستائش بھری نگاہیں دونوں پر اٹھیں تھیں اور پلٹنا بھول گئی تھیں-----

بلیک جینز پر وائٹ شرٹ پہنے بلیک ہالف سلیو ویسکوٹ پہنے بھورے بال ماتھے پر بکھیرے وہ انتہا کا ہینڈسم لگ رہا تھا ----- اس کے پہلو میں کھڑی اس کی مولانی سلور کلر کی پیروں کی چھوتی فراک پر ریڈ دوپٹہ جس پر سلور کلر ک کام ہوا تھا اچھی طرح اپنے سراپے پر سیٹ کیے کہ اس کا نازک سراپا مکمل چھپ گیا تھا

اس پر سلور کلر کا حجاب اوڑھ کر بڑی خوبصورتی سے چہرے پر نقاب لگائے وہ ڈھکی چھپی سی احمر کے ساتھ کھڑی انتہا کی پیاری لگ رہی تھی -----

دونوں ایک دوسرے کے ساتھ چل رہے تھے ---- وہ جیسے ہی آگے بڑھے اچانک سے ان پر پھولوں کی برسات ہوئی تھی اور یکدم سے ساری لائیٹس آف ہوتے ہی ایک فوکس لائٹ آن دونوں ہر جمی تھی ----

احمر ایمان کے گرد اپنا مضبوط حصار باندھے آگے بڑھا تھا ----

جیسے ہی وہ بڑھ رہے تھے دونوں پر پھولوں کی بارش ہوتی جارہی تھی ----

ساتھ ہی میوزک سسٹم میں سونگ پلے ہوا تھا -----

تو نے زندگی میں آکے

تو نے زندگی میں آکے زندگی ہووو

زندگی بدل دی

مدھم آواز میں چلتا میوزک جس پر دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے پھولوں کی راہدری پر سے گزر رہے تھے ----

کئ حسد بھری اور رشک بھری نگاہیں ان پر جمی تھیں-----

احمر نے اپنی تحفظ کا احساس دلاتے اس کے ہاتھ پر اپنا انگوٹھا سہلایا تھا ----

تو نے پیار یوں نبھا کے زندگی ہووو

زندگی بدل دی

اب گوارا نہیں کوئ اور بھی ہو

جو میری طرح یوں تم پے مرے

چھونا تو دور ہے اب نا منظور ہے

جو میری طرح تیرا ذکر بھی کرے

گانے کا ہر بول اس کے جزبات کی عکاسی کر رہا تھا جیسے وہ گانا نہیں احمر کے دل کی آواز تھی --- احمر ایمان کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرتے اسے باور کروایا تھا ---

تونے فاصلے مٹا کے

تونے فاصلے مٹا کے زندگی ہووو

زندگی بدل دی

تیری تعریف اگر آئینہ بھی کرے

توڑ دوں میں اسے دل میرا کہے

تو ہے میرا جنون میرے دل کا سکون

میں دیوانہ ہوں تیرا کوئی کچھ بھی کہے

سٹیج پر پہنچ کر احمر نے ایمان کا ہاتھ پکڑ کر اوپر چڑھنے میں مدد دی تھی وہ والہانہ نظریں سے ایمان کی جانب دیکھ رہا تھا جو اس کی نظروں کو اپنے چہرے پر محسوس کر کے نظریں جھکائے ہوئے تھی ---

یہ دیوانگی بڑھا کے

زندگی ہوووو

زندگی بدل دی

تو نے زندگی میں آ کے

زندگی ہوووو

زندگی بدل دی ---

وہ اسے اپنے برابر میں اپنے ساتھ بیٹھا چکا تھا جیسے ہی گانا ختم ہوا ساری لائٹس ان ہوئیں تھی اور سب سٹیج کی جانب بڑھے تھے -----

سمیر سجل اور سومی سن کے پاس آئے تھے ---- وہ دونوں ان کے آتے ہی فوراً سے اپنی جگہ سے کھڑے ہوکر نہایت عزت و احترام سے ان سے ملے تھے --- ایمان نے سمیر کے سینے سے لگ کر پیار وصول کیا تھا

----

فیملی کے سب لڑکیاں لڑکوں نے سٹیج پر دھاوا بول دیا تھا اب سب ایمان کو احمر کے حوالے سے چھیڑ رہی تھیں جبکہ لڑکوں کی ہمت نا تھی کہ وہ بھابھی کا نام لے کر احمر کو ٹیز کرے اس لیے وہ شرافت کا لبادہ اوڑھے احمر کو گھیرے بیٹھے تھے ----

بڑے سب ایک ساتھ بیٹھے اپنے بچوں کو ایک ساتھ ہنستا مسکراتا مزاق کرتا دیکھ خوش ہو رہے تھے ------

---------------

فنکشن نہایت خوش اسلوبی سے انجام ہوا تھا سب بہت اچھے سے ہو گیا تھا سب مہمان جا چکے تھے اب بس اپنے اپنے ہی رہ گئے تھے ----

احمر میں گھر -------- ایمان نے سرگوشی میں احمر سے بات کرنا چاہی کہ وہ گھر چلی جائے ابھی بات مکمل بھی نا ہوئی تھی کہ وہ بات کاٹ گیا --

ششششش بالکل نہیں مولانی ------ میرے پاس وقت بہت کم ہے اور میں تمہیں پل بھر کے لیے بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دے سکتا--- احمر شدید بے بسی لیے بولا تھا -----

وقت کم مطلب ----- ایمان تو اس کی بات سن کر ہول اٹھی ----

مطلب کے میں کم وقت کے لیے بھی تمہیں خود سے دور نہیں کرسکتا--- وہ جنونی انداز میں بولا -----

سالے صاحب ابھی میں اپنی بیوی کو نہیں بھیج سکتا------ اس سے پہلے کے سمیر کہتا احمر سب کی معنی خیز مسکراہٹ کی پرواہ کیے بغیر سمیر سے بولا-----

کبھی تم مجھے بھائی بھی بلاؤ گے -----!!!! سمیر نے اسے گھور کر احساس دلایا کہ وہ اس سے بڑا ہے بھائی ہی بول دے -----

ہاں جی بالکل بلائیں گے جب آپ کو ماموں کے عہدے پر فائز کریں گے ----

احمر شرارت سے بول کر نچلا لب دبائے چور نگاہوں سے اپنی مولانی کو دیکھا جو سٹپٹا کر یہاں وہاں دیکھ کر خفت دور کرنے لگی ----

جبکہ باقی سب اس کے یوں کہنے پر منہ کھولے دیکھ رہے تھے ---

بالکل اللہ میرے بچوں کو اولاد نرینہ عطا کرے -----

رہی سہی کسر بی جی نے پوری کردی جبکہ ایمان سجل اور زرش کی اوٹ میں ہوکر چھپنے کی کوشش کرنے لگی

----

ب

ویسے بڑے ہی کوئی جلد باز انسان ہو ---- پاس کھڑے حسان نے احمر کو مسکراتے دیکھ کر شرم دلانا چاہی

-----

تم نہیں چاہتے کہ جلد از جلد چاچو کے عہدے پر فائز ہو ------ احمر نے اسے گھورا----

شرم کر یار ------ آج ولیمہ ہوا ہے تیرا -----

جبکہ احمر بس مسکرا سکا ---- اسے نہیں پتا تھا کہ۔کتنا وقت لگے گا اس لیے اتنے سے وقت میں وہ جتنی مسکراہٹ اور خوشیاں سمیٹ سکتا تھا سمیٹ رہا تھا کہ آج رات تین بجے اس کی فلائٹ تھی اس سے پہلے اپنی مولانی کو دل و جان سے محسوس کرنا تھا ----- اس کے وجود پر اس کے د و دماغ پر اپنا عکس اپنا جنون اپنی محبت نچھاور کرنا تھی کہ اسے اپنے آپ میں اپنے اردگرد بس احمر نظر آئے وہ دور جا کر بھی اس کے دل پر حکمرانی چاہتا تھا -----

تو آج چیف کے پاس گیا تھا۔--حسان نے جانچتی نظروں سے دیکھا----

ہمممم------ احمر نے ہنکار بھرا-----

حسان اسے کھینچ کر سب سے الگ تھلگ لے آیا--- مطلب تو جا رہا ہے ----

ہاں -----

کب-----؟؟

رات تین بجے------

واپسی ---؟؟

کوئی پتا نہیں---

اور بھابھی ؟؟؟.

تم سب ہو نا اپنی جان سے بڑھ کر اس کا خیال رکھنا----- مجھے واپسی پر میری بیوی صحیح سلامت چاہیے

حسان -----

تو بھابھی کو کیا بتائے گا---؟؟؟

اسے بتا کی نہیں جا رہا کسی کو بھی نہیں پتا-----

بتا دے یار--- اگر بھابھی کو تیرے یوں چلے جانے کا معلوم ہوا تو پتہ نہیں کیسا ری ایکٹ کرے ---- حسان نے کہا---

نہیں آڈر نہیں ہے اور نا ہی اس مشن کے متعلق کسی کو بتا کر جا سکتا تو جانتا تو ہے ---- احمر عاجز آتا بولا تھا-----

ٹھیک ہے ائیرپورٹ تک میں تیرے ساتھ چلوں گا اور بھابھی کی فکر مت کرنا ہم سب اس کے پاس ہیں بس تو اپنا خیال رکھنا--- حسان اداس سا اس کے گلے لگا تھا-----

سوری یار تم لوگوں کی شادی پر نہیں ہوں گا پر میری بیوی ہوگی اور وہ یقیناً میری کمی محسوس نہیں ہونے دے گی ---- احمر حسان کو خود میں بھینچے بولا تھا-----

دونوں دوست اداس تھے ----- جبکہ ماہم دور کھڑی ان دونوں کی اداسی نوٹ کر چکی تھی جلد ہی وہ حسان سے پوچھنے کا ارادہ رکھتی تھی ----اتنا تو وہ جان گئ تھی کہ دونوں گھر والوں سے کچھ چھپا رہے ہیں ----

مزید تھوڑی دیر ٹھہر کر وہ سب اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار اپنے راستے گامزن ہوئے تھے ----

احمر ایمان کو اپنے ساتھ مینشن لے آیا تھا سیٹنگ ایریا میں بی جی زرش اور ماہم صوفے پر بیٹھیں انہیں کا انتظار کر رہی تھیں

اس سے پہلے کہ ایمان ان کی جانب بڑھتی وہ اس کی کوشش ناکام بنا گیا۔۔۔

تھک گئی ہوں گی آپ خواتین ۔۔۔۔سو جائیں باقی باتیں صبح کر لیجیے گا۔۔۔

وہ ان سب کو اپنی سناتا بغیر ان کی سنے ایمان کی کلائی پکڑے سیڑھیاں چڑھنے لگا جبکہ وہ سب ہونق بنی اسے دیکھتی رہ گئیں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سات ماہ بعد۔۔۔۔۔۔

احمر کہاں ہے۔۔۔۔۔؟؟بھیا۔۔۔

سمیر نے اس کی سپاٹ آواز پر نظریں اٹھا کر اپنی جان سے عزیز بہن کو دیکھا دل جیسے کٹ گیا تھا اس کی حالت پر۔۔

ویران آنکھیں،سوکھے لب بکھرے بال دوپٹہ کندھے پر جھول رہا تھا۔۔۔ بلیک شال اپنے بھرے بھرے وجود کے گرد لپیٹے وہ رف سے حلیے میں سیڑھیوں پر کھڑی سمیر کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

وہ آجائے گا۔۔۔۔۔ سمیر نظریں چراتا بولا۔۔۔

کب۔۔۔ ،،کب آئے گا،،، اس کی آواز رندھ گئی تھی حلق میں کانٹے چبھنے لگے تھے۔۔۔۔۔

اس کی حالت دیکھ کر بی جی زرش تو باقاعدہ بے آواز آنسوں بہانے لگ گئیں تھی۔۔۔

بہت جلد آجائے گا گڑیا۔۔۔ سمیر اٹھ کر اس کے پاس آیا۔۔۔۔

"وہ نہیں آئے گا بھیا ---- وہ بہت برا ہے ،،،اسے میرا کوئی خیال نہیں ،، اپنی عادت ڈال کر وہ بنا بتائے چلا گیا ،، میں کیسے رہوں ،، مجھے ہر وقت اس کی یاد آتی ہے ،، اتنے مہینوں سے اس نے فون تک نہیں کیا ---- "ایمان سمیر کے سینے سے لگی آنسوں بہاتی حال دل بتا رہی تھی -----

جبکہ سمیر کی اپنی آنکھیں نم ہوئیں تھیں وہ کیا بتاتا ایمان کو اسے خود نہیں پتا احمر کہاں ہے ----

بھیا اسے بلائیں ، اسے بتائیں میں مر جاؤں گی اس کے بغیر، اب کبھی ناراض نہیں ہوں گی نا غصہ کروں گی نا کبھی اس کے خلاف جاؤں گی جیسا وہ کہے گا ویسا کروں گی بس احمر کو لا دیں سمیر بھیا ---- ایمان روتی ہچکیاں بھرتی بولی ----

سب جیسے تڑپ کر اس کے پاس آ گئے تھے --- وجاہت صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا ----

بی جی اس کی حالت پر تڑپ اٹھی تھی مت رو میری بچی تمہاری طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں ، اپنا نہیں تو اس ننھی سی جان کا ہی خیال کر لے جو ابھی اس دنیا میں نہیں آیا ----- احمر جب آئے گا تو تیری یہ حالت دیکھ کر خوب واویلا مچائے گا ---- کہ میری بیوی اور بچے کا خیال کیوں نہیں رکھا ---- بی جی اس کا دل بہلاتی بولی----

وہ آئے گا نا----؟؟

ہاں میری شہزادی ---- وہ آئے گا -----

میں اس سے نہیں بولوں گی ---- وہ ہمیشہ مجھے سزا دیتا ہے --- وہ نروٹھے پن سے بولی تھی ---- دل کو جیسے تسلی ملی تھی --

پر احمر کہاں ہے یہ کوئی نہیں جانتا تھا---

سوائے حسان اور ماہم کے -----

ایمان کی حالت کی پیش نظر اب باقاعدہ ماہم اور حسان میں لڑائی رہتی تھی ----- وہ بتانا چاہتی تھی پر حسان نے سختی سے منع کیا تھا--- وہ اپنے مقصد کے بہت قریب تھے انہیں بس تھوڑا سا اور صبر کرنا تھا انہیں بہت احتیاط کی ضرورت تھی --- احمر سمیت وہاں موجود آفیسرز کی زندگیاں خطرے کے گرد منڈلا رہی تھیں

-----

دشمنوں میں گھس کر انہیں بھنک لگے بغیر ان کا قصہ تمام کرنا تھا جس کام کو وہ بڑی صفائی سے انجام دے رہے تھے ----

جاؤ زرش بچی کو کمرے میں۔ لے جاؤ -----بی جی اس کی حالت دیکھ کر بولی -----

ایمان جو سمیر کے سینے سے لگی کھڑی تھی ایک امید کے تحت اس کے چہرے کو دیکھا----

جاؤ بیٹا--- سمیر کو اس وقت احمر پے شدید غصہ آرہا تھا----- جو سب کو بنا بتائے ولیمے والی رات ہی چلا گیا تھا حسان سے پوچھنے پر اسنے بھی لاعلمی ظاہر کی تھی --- سمیر پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈتا پھر رہا تھا---- یہاں تک کے اس کے یونٹ سے ابھی پتا کروایا تھا--- پر اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ صاحب زادے ضرور کسی مشن پر تشریف لے گئے ہیں جو جب تک خود نا سامنے آئے اسے ڈھونڈنا حماقت کے سوا کچھ نہیں---

سمیر کے کہنے پر ایمان زرش کے ساتھ اپنے کمرے میں چلی گئی ----

اوکے انکل میں چلتا ہوں ---- سمیر ان سے مل کر باہر کی جانب بڑھ گیا -----

دو ماہ پہلے ہی اس کی پرموشن ہوئی تھی اپنی قابلیت جرات کی بنیاد پر ڈی آئی جی کے عہدے پر فائز ہوچکا تھا

------

آفس سے گھر جاتے وقت وہ روز ایمان سے ملنے آتا تھا اور روز ہی ایمان کا ایک ہی سوال ہوتا تھا احمر کہاں ہے

-----

اور وہ بھی روز ہی ایک جواب دیتا کہ جلد آجائے گا -----

----------------

سمیر جیسے ہی ولا میں آیا سامنے ہی اس کی کل کائنات چھوٹی سی فیملی آپس میں کھیلنے میں مگن تھی ----

سجل کچن میں رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی جبکہ لاؤنج میں سومان اپنی دونوں بہنوں کو مختلف ٹوائے دیکھتا انہیں سیکھا رہا تھا کہ ایسے چلتے ہیں اور ایسے کھیلا جاتا ہے -----

وہ کسی بڑے کی طرح ان کو کھلونوں کی ترتیب دے رہا تھا -----

وہ مسکراتا ہوا ان کی جانب بڑھا -----

پولیس یونیفارم میں وہ پہلے کی طرح بلا کا ہنڈسم لگ رہا تھا ---- اس نے بیئرڈ پہلے سے تھوڑی بڑی کر لی تھی وہیں گہری سیاہ آنکھیں ، شخصیت میں رکھ رکھاؤ اور کچھ وڈیروں جیسی جھلک دیکھتی تھی وہ اپنے باپ سکندر شاہ کی طرح لگ رہا تھا -----

دو ماہ پہلے ہی اس کی دو جڑواں بیٹیاں پیدا ہوئیں تھیں ---- نینا شاہ اور عدن شاہ ----

ایمان کی طرح وہ دونوں بھی اپنے باپ اور بھائی کی لاڈلی تھیں ----

شاہ والا ہمدانی ہاؤس کی ان دونوں پریوں میں جان بستی تھی -----

دونوں انتہا کی پیاری گول مٹول سی تھیں جڑواں ہونے کے باوجود دونوں کی اپنی اپنی خوبصورت شکل تھی ---- نینا شاہ ہوبہو سمیر شاہ کی کاپی تھی جبکہ عدن شاہ سجل کی کاپی تھی ---

کیا ہو رہا ہے ------

ہم کھیل رہے --- ٹو ان ون رو رہی تھی ڈیڈ بس انہیں کو خاموش کروایا ہے ابھی ---- وہ تھکا تھکا سا بولا---

سومی نے دونوں کا نام ٹو ان ون رکھا ہوا تھا -----

لگتا ہے آج میری شہزادیوں نے اپنے شہزادے بھائی کو بہت تنگ کیا ہے ------ سمیر مسکرا کر ان دونوں کے کاٹ کی جانب آیا اور ان کو اپنی گود میں اٹھا کر ان کی ننھی پیشانی پر بوسہ دیا ----

بہت سے بھی زیادہ ڈیڈ ----- یہ پھوپھو کی طرح صبر والی نہیں ہیں وہ تو بلکل تنگ نہیں کرتیں اور یہ رو رو کر ولا سر پر رکھ لیتی ہیں ----

سومی ٹوائے سمیٹ کر بڑوں کی طرح سمیر کو بتا رہا تھا کہ وہ اتنی بھی معصوم نہیں جتنا اس کا باپ سمجھ رہا تھا ------

اچھا تو بھائی کس لیے ہوتے ----؟؟؟

سمیر ان دونوں کو دیکھتا کندھے سے لگا کر بولا----

بھنوں کے ناز نکھرے اٹھانے کے لیے ان کے سائبان ،، جیسے آپ ہیں پھوپھو کے لیے ویسے میں ہوں ٹو ان ون کے لیے ----

سومی گہری باتیں کرتا ان کو محبت سے دیکھ کر بولا----

پھر -----؟؟

پر کیا ڈیڈ یہ ولا سر پر رکھیں یا پاؤں کے نیچے ان کا بھائی ہمیشہ ان کے ساتھ ہے -----

دیٹس لائک آ گڈ برادر ----

سمیر نے سومی کو محبت سے کہا ---- وہ بلکل اس کی کاپی تھا اب تو باتیں بھی سمیر شاہ کی طرح کرنے لگا تھا -----

سمیر نے ان دونوں کے گال چوم کر واپس ان کو جھولے میں لٹایا ----

سومی ماما کہاں ہیں آپکی----

کیچن میں ڈیڈ ---- وہ اپنی کاپی پر جھکا ہوم ورک کرتا بولا----

سمیر اسے کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر کچن میں آیا -----

وہ دبے قدموں اندر آیا -----

جہاں اس کی زندگی کھانا بنانے میں مصروف تھی -----

اس نے سجل کے گرد حصار باندھ کر اس کی پشت سینے سے لگائی اور شانے پر ٹھوڑی ٹکائ----

ہمارے لیے بھی کچھ وقت نکال لیں جان ---- شوہر تھکا ہارا گھر آیا ہے اس کی تھکن دور کرنے کا سامان کرو ----- وہ بوجھل آواز میں اس کے کان میں سرگوشی کرتا سجل کو سٹپٹانے پر مجبور کر گیا -----

آپ کے لیے ہی کھانا بنا رہی ہوں اور کپڑے آپ کے نکال کر بیڈ پر رکھے ہیں آپ کمرے میں جائیں میں چائے پانی لے آتی-----

سجل مسکراہٹ دبا کر اسے بتانے لگی -----

جبکہ سمیر اس کی چالاکی پر کھل کر مسکرایا---- تبھی اس کے گال پر شدت بھرا لمس چھوڑا-----

چائے لے کر کمرے میں آؤ---- وہ اس کی گردن پر ہلکی سی بائیٹ کرتا واپس مڑ گیا----

تینوں بچوں کے بعد بھی سجل اس کی شدتوں سے بوکھلا جاتی تھی ---وہ آج بھی اس سے ویسے ہی شرماتی تھی

----

ان کی زندگی پہلے سے بھی بہت حسین ہو چکی تھی ---- اس عرصے میں سمیر کے پیار میں زرا کمی نہیں آئی تھی ہاں زندگی کچھ زیادہ مصروف ہو گئی تھی وہ سارا دن بچوں میں لگی رہتی اور سمیر پر زمہ داری بڑی آگئ تی تو وہ رات دیر سے گھر آتا جب وہ سوئے ہوتے ،، تب سمیر اپنے بچوں کو بہت سا پیار کرتا اور پھر سجل کو باہوں میں بھر کر سو جاتا ------ آج وہ جلدی گھر آیا تھا تو سجل اس کی شدتوں سے بچ جائے یہ کیسے ہو سکتا تھا-----

کبھی کبھی ہی وہ جلدی گھر آتا تو اپنے بچوں کو جی بھر کر پیار دیتا تھا کہ پچھلے سارے دنوں کی کثر پوری ہو جاتی تھی -----

-------------------

زوہیب اور جازب شام کو گھر آئے تھے سامنے ہی لاؤنج میں سب بیٹھے باتیں کررہے تھے اور سمرینہ بیگم آفاق کو گود میں لیے بیٹھی تھی ----ان کی باتوں کا موضوع آفاق ہی تھا---- آفاق شہلا زوہیب کا ایک ماہ کا بہت ہی پیارا بیٹا تھا ---- جو بہت ہی سنجیدہ اور صبر والا تھا ----- اگر اس کو فیڈر نا بھی دو تو یوں پڑے رہتا پر

رونا تو جیسے آفاق توہین سمجھتا تھا ----- ایک ماہ میں وہ ایٹیٹیوڈ رکھتا تھا --- بڑے ہوکر تو کسی کو دیکھنا بھی گوارا نا کرتا ----

اسلام علیکم----

ان دونوں نے سب کو سلام کیا -----

کیا باتیں ہو رہی ہیں اور آفاق کیوں اتنا خاموش ہے ----- جازب نے آفاق کو دیکھ کر مسکرا کر کہا---

وہ ہمیشہ ہی خاموش رہتا ہے شہلا نے جازب کو گھورا ----

ہاں بھئی ---- نکھرے جو دیکھانے ہیں ---- جازب بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا---

باپ پر جو گیا ہے اب کی بار شہلا نے زوہیب کو دیکھ کر کہا جو خاموشی سے اپنے بیٹے کو گود میں لیے صوفے پر بیٹھ چکا تھا ----

اس کی بات پر زوہیب نے ائیبرو آچکائی ---- میں نے کب دیکھائیں ہیں نکھرے----

تو پھر یہ ایسا کیوں ہے ---- شہلا بھنا اٹھی -----

کہ وقت دیکھ کر وہ اسے فیڈر دیتی تھی کبھی دیر ہو جاتی تو بھوک برداشت کر لیتا پر روتا نہیں تھا ----

کبھی کبھی تو شہلا کو لگتا کہ وہ پتا نہیں بڑا ہوکر بولے گا بھی یا نہیں ---- کہیں اس کا بیٹا گونگا نا ہو---

کل ہی اس نے زوہیب سے کہا تھا تو زوہیب نے اچھا خاصا ڈانٹ دیا تھا تبھی شہلا کا موڈ سخت خراب تھا ---- کہ اس کے بیٹے نے اتنی سی عمر میں اپنی ماں کی انسلٹ کروادی دی تھی-----

جبکہ بڑے سب ان کو نوک جھوک انجوائے کر رہے تھے -----

نکھرے میں وہ تم پر گیا ہے تم میں تھوڑا نکھرا تھا----اب میرے ننھے سے آفاق میں ہے ----وہ اس کے گال پر لب رکھتا بولا----

آفاق اس کی گود میں پڑا خاموشی سے ان کو دیکھتا اپنے متعلق باتیں سن رہا تھا-----

اسے تو بخت سیدھا کرے گی اب ------ جازب نے پھر سے ٹکڑا لگایا----

بخت----!!!! اب کے سب نے بخت کا نام لیا تھا----

ہاں بخت اس کی منگ وہ ہی اس کی زبان کھلوائے گی اور کوئی نہیں ----- جازب فیوچر کا سوچ کر گہرا مسکراتا وہاں سے اٹھ گیا----

جبکہ اب سب کی نظریں آفاق پر تھیں اور پھر سب کھل کر مسکرائے تھے ------

-----------------------------

تم یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہو چھپکلی ----

وہ کوٹ اور بریف کیس صوفے پر رکھ کر اس سے بولا----

تم سے مطلب----- رمشا نے پلیٹ اپنے پیچھے چھپاتے کہا----

ابھی اس سب کے بعد بھی مجھ سے مطلب کی وضاحت چاہیئے کیا------جازب اس کے سراپے کو دیکھ کر معنی خیزی سے بولا تھا کہ شہلا گڑبڑائی------

تمہیں تمیز نہیں ----وہ خفت زدہ سی اس پر چڑھ دوڑی----

نہیں بلکل بھی نہیں ---- یہ میری بدتمیزیوں کا ہی تو نتیجہ ہے جو تمہارے قدموں تلے جنت آنے والی اور میں اس جنت کا دروازہ بننے والا----- جازب گہرا مسکرا کر اس کی جانب بڑھتا بولا----

رمشا سرخ پڑتی پاس پڑا کشن اٹھا کر اس کی جانب پھینکا جسے جاب قہقہہ لگاتے کیچ کر گیا تھا-----

اچھا میری بیگم کیا چھپا رہی ہے دیکھاؤ تو زرا ----- جازب نے اسے کی کمر کے پیچھے اشارہ کیا----

کیوں ----- ہے کوئی چیز تم ادھر ہی کھڑے رہو----- رمشا نے گھورا-----

رکو تم ---- پل میں وہ اس کو اپنی قید میں لیتا پلیٹ اٹھا چکا تھا جس میں کیری سلیقے سے کٹی اور مصالحہ سے لدی ہوئ تھیں-----

تم یہ کھا رہی ہو پالر------ جازب نے آنکھیں دیکھائیں---

ہاں نظر نہیں آرہا کیا دو واپس بڑا دل کر رہا میرا----- رمشا ہونٹوں پر زبان پھیرتی پلیٹ لینی چاہی-----

تمہارے دل کو تو میں بتاتا میری بچے کو مرچیں لگوا رہی ----- جازب پریشان سا بولا کیونکہ سی سی کرتی وہ سرخ چہرہ سے اسے ہی دیکھ رہی تھی ----

تمہیں زرا میرا خیال نہیں ایسے ہوتے شوہر ----- پلیٹ دور ہوتی دیکھ رمشا چیخ اٹھی ----

ہاں ایسے ہی ہوتے ہیں شوہر ------ بچا دے رہا ہو کیا چاہیے نا شکری عورت -----جازب بھی اسی کے انداز میں بولا------

تو کونسا تم پیدا کر رہے ---- اس لیے تمہیں میری حالت کا بھی نہیں پتا میرا دل کر رہا کھانے کو ---- رمشا روہانسی ہوئی---

بیگم صاحبہ اتنی تو کھالی ہیں اب کیا پلیٹ چاٹنی ہے کیا----- جازب نے اس پر طنز کیا--- کیونکہ اب صرف تین ہی کاشیں باقی پڑیں تھی اور ان کے لیے بھی رمشا مرنے مارنے پے تلی تھی ------

تمہیں کیا مسئلہ ہو رہا ہے ڈائنو---- وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر دھاڑی ----

بتا دوں ؟؟؟ جازب نے اس کے سراپے کو دیکھتے پوچھا--

بتاؤ-----

تبھی وہ اس کی جانب بڑھا اور سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کے سرخ لبوں کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا

-----

رمشا نے مزاحمت کی تھی کہ وہ اس کے دونوں ہاتھ پیچھے کمر پر لے جاکر مزید اس پر جھکا---کافی دیر بعد وہ دور ہوا تو اس کو دیکھا جو گہرے سانس لے رہی تھی ---

افففف اتنا تیز مصالحہ ------ میرے بے بی کو اپنے جیسا بنانا چاہتی ۔ہو----- ؟؟!جازب اس کو سینے میں بھینچے گھمبیر آواز میں بولا جبکہ رمشا کی زبان تالوں سے چپک گئی تھی ----

بے شرم انسان--- رمشا نے اس کے کندھے پر مکہ جڑ دیا---

صرف تمہارے لیے--- جازب شاعرانہ انداز میں بولا اور اسے باہوں میں اٹھا کر بیڈ کی جانب بڑھا تھا جبکہ رمشا اب جانتی تھی کہ وہ اپنی منمانیاں کرکے ہی دم لے گا اس لیے خود کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا-----

دونوں میں جنگیں اب بھی جاری تھیں پر اب پیار بھی بہت زیادہ تھا--- سات ماہ پہلے ہی ان کی شادی ہوئی تھی شروع شروع میں تو دونوں ایک دوسرے کو نیچا دیکھانے کی کوشش میں ہلکان ہوتے رہے ایک ہی کمرے میں ایک ہی بیڈ پر ان دونوں کی خوب لڑائی ہوئی تھی پھر آہستہ آہستہ دونوں کے دلوں میں جزبات پیدا

ہوتے چلے گئے تھے اب دونوں میں پیار بھی بہت تھا پر لڑائی اپنی جگہ تھی ---- ہر بات میں پہلے بحث ہوتی اور پھر ہوتا وہی جو جازب چاہتا تھا -----

رمشا اور جازب کی وجہ سے احمر کی وجہ سے جو ماحول اداس تھا ان کے مینشن جاتے ہی اداسی قہقہوں میں بدل جاتی تھی -----

وہ بوڑھے بھی ہوگئے تو بچوں کی طرح لڑنا نہیں چھوڑ سکتے تھے کیونکہ ایک چلتا پھرتی میک اپ کی دوکان تھی اور دوسرا ڈائنو------

-------------------------

ماہم یار چلو ڈاکٹر کے ، تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ----- حسان اس کی ہٹ دھرمی دیکھ کر اب منتوں پے اتر آیا تھا------

کہا نا مجھے نہیں جانا ----- ماہم چڑ کر بولی ---پانچ ماہ پہلے ہی انہیں خوشخبری ملی تھی ----

کیوں نہیں جانا آخر----

حسان میں اپنی شرط بتا چکی ہوں تمہیں زرا رحم نہیں آتا ایمان کو اس حالت میں دیکھ کر ----- وہ بھی تو ماں بننے والی ہے۔ احمر کے بچے کی فکر کے ناطے بتادو ایمان کو یا مجھے بتانے دو -----

چار مہینوں سے وہ یہی حسان کو کہہ رہی تھی کہ اس کی حالت دیکھ کر ماہم کو سارا غصہ حسان پے آتا تھا

-----

بتا دوں گا یار ایٹلیسٹ تم تو سمجھو----- ایک طرف احمر ہے تو دوسری جانب ایمان کس کی سنو میں آخر ----- دونوں ہی مجھے عزیز ہیں پر میں دوست سے کیا وعدہ نہیں توڑ سکتا ----- حسان بے بسی لیے بولا----

تو ٹھیک ہے اگر ایمان کو یا اس کے بچے کو کچھ ہوا تو زمہ دار تم ہو گے صرف تم ---- اس وقت احمر کو کیا جواب دو گے ہاں----- ماہم نے اسے آئینہ دیکھایا-------

جبکہ حسان اب سوچ میں پڑ گیا جتنا وہ چھپا سکتا تھا اتنا اس نے کیا اب دن بدن ایمان کی خراب ہوتی طبیعت اسے وعدہ توڑنے پر مجبور کر رہی تھی------ اور نا ہی اس نے ابھی تک احمر کو ایمان کے حوالے کچھ بتایا تھا کہ وہ سمندر پار بیٹھا تھا اگر یہ خبر سناتا تو پہلی فرست میں سب چھوڑ چھاڑ کر اپنی مولانی کے پاس پہنچ جاتا ----

حسان سوچ میں پڑ گیا----

ٹھیک ہے یار کل بتا دوں گا اب تم چلو گی -----؟؟ حسان نے یار مانتے کہا----

پرومس کرو---؟؟؟

ہمم چلو اب ------وہ فقط ہم کہتا اسے اپنے ساتھ لیے کمرے سے باہر نکلا-----

احمر ایمان کے ولیمے کے لگلے دن ہی ان کی شادی کے فنکشن اسٹارٹ ہو چکے تھے ------

شادی کے دوران احمر کی غیر موجودگی پر حسان نے یہی بتایا کہ وہ ایک ضروری کام سے گیا ہے لوٹ آئے گا -----

ایمان بھی شدت سے اس کے آنے کا انتظار کر رہی تھی پر شادی کے دوران اس نے احمر کی کمی محسوس نا ہونے دی تھی ہر رسم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔۔۔۔ دل کی اداسی وہ دل میں دبائے چہرے پر مسکراہٹ سجائے ہوئے تھی۔۔۔۔

جازب رمشا ،ماہم اور حسان کی شادی کے فنکشن اکٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔ سب نے بہت انجوائے کیا وہیں احمر کو مس بھی کیا تھا جبکہ حسان نے بڑی شدت سے احمر کی کمی محسوس کی تھی۔۔۔۔

ماہم کو برہان نے بڑے بھائی کی طرح رخصت کیا تھا تو وہیں وجاہت صاحب نے بیٹی کی طرح ماہم کو پیار دیا تھا بی جی نے بھی ماں کی طرح ماہم کو پیار دیا تھا۔۔۔۔ ماہم کو ماں باپ بھائی بھابھیوں کی روپ میں بہنیں مل گئی تھیں وہ بہت خوش تھی ان سب کے ساتھ اللہ نے ایک فیملی کے کر دوسری عطا کر دی تھی جو مینشن کی بیٹی کے حوالے سے جانی جاتی تھی۔۔۔۔۔۔

ان چاروں کی شادی دھوم دھام سے ہوئی تھی اس دوران جو حسان سے احمر کا پوچھتا وہ ایک ہی بات کرتا

۔۔۔۔

شادی ختم ہونے کے بعد بھی احمر نہیں آیا تو سب کی توپوں کا رخ اس کی جانب ہوا تب اس نے احمر کے کہنے پر جھوٹ بولا کہ وہ نہیں جانتا کہا ہے پر کسی ضروری کام کا کہہ کر نکلا تھا۔۔۔۔اور شادی میں میں نے اس لیے کہا کہ آپ سب پریشان نا ہوں کیونکہ مجھے بھی لگتا تھا کہ احمر اجائے گا۔۔۔۔۔ اس کی بات سن کر سب بہت زیادہ پریشان ہوئے تھے پر دل میں کہیں تسلی بھی تھی کہ وہ سیکریٹ ایجنٹ تھے بنا بتائے ہی غائب ہوتے اور بغیر برائے ہی سامنے آجاتے تھے۔۔۔۔ وجاہت صاحب اور برہان کو یہی سوچ کر کافی تسلی ملی تھی پر بی جی اور ایمان کا تو رو رو کر برا حال تھا۔۔۔۔۔۔ وجاہت صاحب نے ان دونوں کو احمر کی جانب کے متعلق آگاہ کیا اس میں ایسا ہوتا ہے وہ پریشان نا ہو احمر اجائے گا۔۔۔

شادی کے بعد ماہم نے حسان سے پوچھا تو اسے جھوٹ بول گیا پر ایک دن احمر سے بات کرتے وہ سن چکی تھی اس لیے مجبوراً حسان کو سب بتانا پڑا اور اسے بھی سختی سے منع کیا تھا ----

ناچاہتے ہوئے بھی ماہم چپ کر جاتی پر اب وہ کچھ دنوں سے حسان کو کہہ رہی تھی کہ بتا دے ---- کچھ نہیں ہوتا اسے تسلی مل جائے گی ---

کتنے دنوں سے دونوں میں سرد جنگ چل رہی تھی ----- احمر کے جانے کے بعد حسان اور سمیر ڈان کے آدمیوں کو پکڑ چکے تھے ---- ان کے حوالے سے بھی احمر نے کچھ خاص اشارے دیے تھے کہ وہ جلد ہی ان کی گردنوں تک پہنچ گئے تھے ------

------------------------

زرش ایمان کو اس کے کمرے میں لے کر آئی اور اسے سمجھا کر سلایا دیا تھا ----

ابھی وہ اس کے پاس بیٹھی ایمان کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی جب ملازمہ بخت کو لے کر اندر آئی---

بڑی بہو بے بی رو رہی ہے جی ---- بیگم صاحبہ نے کہا ہے آپ کو دوں اسے شاید بھوک لگی ہے ----

زرش نے سر ہلا کر اپنی بیٹی کو اس سے لیا---

آلے میلی پیاری گڑیا --- بھوک لگ رہی ---- ابھی ہم کھانا کھائیں گے --- اس سے پہلے ہم اپنے کمرے میں چلیں گے ---ہے نا بخت-----

زرش اس سے لاڈ کرتی ایمان کے سو جانے کا خیال کرکے اپنے کمرے میں آئی-----

ملازمہ سے بخت کا فیڈر بنوایا اور اب اسے بیڈ پر گود میں لیے بیٹھی فیڈ کروا رہی تھی ----

تبھی برھان کی ویڈیو کال آنے لگی---- وہ بزنس ٹوئر پر گیا ہوا تھا پر روز وقت نکال کر اپنی بیوی اور بیٹی سے گھنٹوں باتیں کرتا-----

زرش نے کیمرا آن کیا اور بخت کی جانب کیا ----

برھان اپنی بیٹی کو دیکھ کر بہت خوش ہوا تھا وہ کتنی دیر تک دونوں ماں بیٹی سے باتیں کرتا رہا تھا ------

(بخت برھان زرش کی ایک ماہ کی بیٹی تھی ---- اس کی پیدائش اور آفاق کی پیدائش ایک ہی دن ایک ہی ہوسپیٹل میں ہوئی تھی ----

ان دونوں کی پیدائش کے وقت سب فیملیز ہوسپیٹل ہی جمع تھیں ----

جب نرس نے زوہیب کا بیٹا اور برھان کو بیٹی کی پیدائش کی مبارک دی تو سب خوشی سے کھل اٹھے تھے

----

اسی وقت دونوں کے ماں باپ نے اپنے بچوں کے نام بھی رکھ کیے تھے ---

سب باری باری ان چھوٹے بچوں سے ملے تھے ایک بہت ہی روڈ لگ رہا تھا تو دوسری اتنی ہی پولائیٹ اور معصوم سی گڑیا لگ رہی تھی ----

سب کو یہاں جمع دیکھ کر زوہیب نے برھان نے سے انمول چیز مانگی تھی ----

برھان میں اپنے بیٹے آفاق کے لیے ہماری ننھی پری بختاور کا ہاتھ مانگتا ہوں ---- اس کی بات پر وہاں کھڑے سب نفوس حیران ہوئے تھے ----

جب زوہیب مزید بولا۔۔۔ مجھے لگتا ہے یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں ایک ہی وقت میں دونوں کی پیدائشیں ہوئیں ہیں اور ایک ہی وقت ہماری گود میں آئے ہیں ----- مجھے لگتا ہے آفاق اور بخت کو ساتھ جوڑ دینا چاہیے -----

پر زوہیب وہ بہت چھوٹے ہیں ---- برہان نے دھیمی آواز میں کہا -----

ہاں تو جب بڑے ہوں گے تب ہی شادی ہوگی نا ----- زوہیب بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا ---

پھر سب کی باہمی رضامندی کے ساتھ دونوں کے نام ایک دوسرے کے جڑ چکے تھے -----

اگر بڑے ہوکر بچوں کا فیصلہ یہ نا ہوا تو میں ان دونوں کا ساتھ دوں گا ---زوہیب نے ان کا خدشہ دور کیا تھا ---- تب برہان نے آفاق کو گود میں لیا اور زوہیب نے بخت کو لیا تھا--- وہ ننھا سا رووڈ آفاق برہان کی گود میں آکر اسے دیکھے گیا تھا---

میری بیٹی کو کبھی تکلیف مت دینا ---- برہان نے اس کے ماتھے پر لب رکھتے دھمکی آویز لہجے میں کہا تو سب کے قہقہے گونجے تھے -----)

-----------------

سات ماہ پہلے

احمر جیسے ہی ایمان کو کمرے میں لایا تھا اسے باہر نا جانے کی تعقید کرتا ڈریس لے کر واشروم بند ہو گیا تھا ----

اس کے جاتے ہی ایمان اس کی بات جو یکسر نظر انداز کرتی نیچے سب کے پاس آگئ تھی ----

کافی دیر وہ ان کے ساتھ بیٹھی باتیں کرتی رہی ------

رات کے گیارہ بجے وہ کمرے میں آئی تو احمر کو سیگریٹ پیتے دیکھا جو اضطرابی کیفیت میں صوفے پر بیٹھا پاؤں جھلاتا مسلسل سیگریٹ پے سیگریٹ پی رہا تھا----

اس کی حالت دیکھ کر ایمان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا جو اس کے منع کرنے کے باوجود اس کے خلاف جاتی باہر چلی گئی تھی----

مولانی میں نے کیا کہا تھا---- وہ بپھرا شیر بنا اس کی طرف آیا اور سرد آواز میں استفسار کیا-----

کیا ہو گیا ہے احمر وہ سب کیا سوچتے ----- ایمان ہلکا سا ممنائی---

اور میری فکر نہیں تمہیں کہ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا---- وہ بے لبسی سے بولا کی تین بجے اس کی فلائٹ تھی اور ایمان اس سے بھاگتی پھر رہی تھی----- ایمان بھی اپنی جگہ صحیح تھی پر وہ اس دل کا کیا کرتا----

کہا تھا نا کہ مجھے تم اپنے آس پاس چاہیے ایک پل بھی دور نہیں دیکھ سکتا------ تو کیوں نہیں مانی میری بات-- وہ اس کے بازو کو سخت گرفت لیتا نیچی آواز میں دھاڑا تھا-----

کیوں تم ہر وہ کام کرتی ہو جس سے میں منع کرتا---- وہ اسکو خود سے لگائے اس کی آنکھوں میں جھانک کر پوچھا تھا----

آپ بہت برے ہیں----- مجھے بات نہیں کرنی----- ایمان غصہ سے کہتی اس کی گرفت سے نکل کر ناراض ہوکر بیڈ کی جانب بڑھی اور بغیر چینج کیے بیڈ پر لیٹ کر کمبل سر تک تان لیا اسے احمر کا غصہ کرنا بہت برا لگا تھا----- جو اس چھوٹی سی بات پر یوں پوچھ تاچھ کر رہا تھا-----

وہ اتنا شدت پسند ہوتا جا رہا تھا کہ اسے کسی کے ساتھ بیٹھنے بھی نا دیتا تھا پر ایمان کو کیا پتا تھا کہ وہ بس کچھ پل اس کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا ---- تھوڑا ہی وقت بچا تھا اور اس میں بھی ایمان اس سے دور دور پھر رہی تھی ----غصہ تو آنا تھا -----

کچھ دیر تک وہ یوں ہی کھڑا اسے دیکھتا رہا اور پھر سیگریٹ اور لائٹر لے کر بالکنی میں آگیا---- وہ سیگریٹ پیتا کسی غیر مرئی نقطہ کو گھور رہا تھا جب ایمان کے سونے کا احساس ہوا تو واپس آیا اور اس کی سائیڈ پر اس کے ساتھ لیٹ کر اس کا سر اپنے سینے پر رکھا ایمان کا حجاب یوں ہی لپٹا ہوا تھا احمر نے احتیاط سے اس کا حجاب نکالا پھر دوپٹہ اتار کر سائیڈ پر رکھا اور اس کے بالوں میں چہرہ چھپا کر اس کی کمر پر گرفت مضبوط کی تھی -----

کافی دیر تک وہ اسے محسوس کرتا رہا جب وقت کا احساس ہوا تو لب بھینچ کر ایک شدت بھری گستاخی اس کی گردن پر کرکے اٹھا اور ڈریس چینج کرکے فل تیار ہوکر اسے دیکھا جو اس کی نیندیں لوٹ کر خود مزے سے سو رہی تھی ----

احمر بوجھل سانس بھر کر اس کی جانب آیا اور نہایت محبت سے اس کے چہرے کے نقوش پر مہر ثبت کی تھی ----- اور ایک آخری نظر اس پر ڈال کر اپنا لگیج لیے کمرے سے نکلتا چلا گیا ------

وہ وہاں سے ہیڈ کوارٹر آیا تھا جہاں انجلینا بلکل تیار تھی ----- سمیر شاہ نے انجلینا کو نہیں مارا تھا اسے آرمی کے حوالے کر دیا تھا ---- کتنے دنوں سے وہ آرمی کسٹڈی میں تھی جہاں اس سے پوچھ گچھ ہو رہی تھی --- انجلینا نے ہی ان کو ڈان کے بارے بتایا تھا -----

اور اس نے شرط رکھی تھی کہ اگر وہ اسے چھوڑنے کی ہامی بھریں تو وہ ان کو ڈان تک پہنچائے گی -----

اس کی شرط کو مد نظر رکھتے ہوئے چیف نے اس کے ساتھ ڈیل کر لی تھی ---- پر اس پر کسی صورت اعتبار نہیں کیا جا سکتا تھا اس لیے اس میں خفیہ چپ لگا دی تھی ------

انجلینا ان کی مدد کرنے کے لیے بلکل تیار تھی ----- وہ چاہ کر بھی ان کے ساتھ کوئی گیم نہیں کھیلی سکتی تھی----- جیسے ہی وہ ڈان کو پکڑا دے گی وہ آزاد ہوگی ------

اس لیے چیف نے احمر کا انتخاب کیا تھا کہ وہ بہت اچھے سے ہینڈل کر لے گا-----

کچھ دیر بعد احمر چیف سے مل کر انجلینا کو ساتھ لیے اپنی ٹیم کے ساتھ ائیرپورٹ کی جانب روانہ ہوئے تھے

----

احمر کی ٹیم کے کچھ ممبر ان کے ساتھ تھے جبکہ باقی اپنا حلیہ تبدیل کیے اسی جہاز میں احمر کے ساتھ تھے جن کے بارے انجلینا بے خبر تھی وہ اپنا گیٹ اپ بدلے انجلینا کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھے اور ساتھ ہی اپنے سر اور ٹیم ممبرز کی حفاظت کر رہے تھے -------

----

صبح-جب ایمان نکی آنکھ کھلی تو احمر کہیں بھی نہیں تھا---- صبح نسے شام تک جب انتظار کیا وہ واپس نہیں آیا تو ایمان کو لگا وہ اس سے ناراض ہو گیا ہے ----پھر حسان جازب کی شادی میں بھی نا تھا ---- ایمان نے سب گھر والوں سے پوچھا انھوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی ---اس نے حسان سے پوچھا تو حسان نے کا کہ کہیں ضروری کام سے گیا ہے ---- ان کی شادی بھی گزر گئی پر احمر نہیں آیا تھا تب حسان نے بھی لاعلمی کا مظاہرہ کیا تو ایمان کی حالت خراب ہونے لگی اتنی سی بات ہے وہ ناراض ہوکر نہیں چلا گیا اسے چھوڑ کر پتا نہیں کہاں چلا گیا تھا ایمان کو خود پر شدید غصہ آیا کہ اور احمر کی باتیں زہین میں گھومنے لگیں (مولانی میرے پاس وقت بہت کم ہے میں پل بھر کے لیے بھی خود سے دور نہیں کر سکتا ---) وہ بہت

پریشان تھی کہ احمر کہاں ہے اسے لگتا تھا کہ وہ۔اس کی بات کے خلاف جانے کی وجہ سے اس کے غصہ کرنے کی وجہ سے گیا ہے ---- پورے مینشن میں بولائی سی پھرتی تھی اس دوران وہ صرف ایک بار ہی ولا گئی تھی ---- کچھ دنوں بعد ایمان کے پریگننٹ ہونے کی خوشخبری ملی تھی سب بہت خوش تھے

----- مینشن کے مکین اس کا بہت خیال رکھ رہے ایمان بس احمر کے انتظار میں تھی ---- اس کے بارے سوچ سوچ کر اس نے اپنی حالت خراب کر لی تھی اس کے کہنے پر سمیر نے ہر جگہ سے پتا کروایا تھا --- سات ماہ ہو چکے تھے احمر کے بارے کوئی نہیں جانتا تھا ----- تبھی اس کی حالت کی پیش نظر حسان نے ایمان کو احمر کے حوالے بتا دیا تھا --- یہ سن کر اسے کچھ تسلی ہوئی تھی ---- وقت آہستہ آہستہ گزر رہا تھا ایمان کی ڈلیوری کا دن بھی آچکا تھا ---- اس نے نہایت خوبصورت دو جڑواں بچوں کو جنم دیا تھا ---- بیٹا اور بیٹی ----- سب فیملیز ایمان کے پاس ہوسپیٹل میں ہی تھی ---- جیسے ہی ایمان کو ہوش آیا وہ اپنے بچوں کو گود میں لے کر بہت سارا روئی تھی ---- سب کی آنکھیں نم تھیں وہ جانتے تھے کہ ایمان کیوں رو رہی ہے ---- بچوں کی پیدائش پر بھی وہ نا آیا تھا ---- ایمان نے شدت سے اسے یاد کیا تھا ----

وہ دونوں بچے بہت خوبصورت تھے ---- بیٹا احمر پر گیا تھا اور بیٹی ایمان کی طرح تھی --- بس آئیز کلر ڈفرنٹ تھے ---- بیٹے کی آنکھیں کرسٹل گرے تھیں جبکہ بیٹی کی آنکھیں گرین تھیں --- روئی جیسے گال برف جیسی رنگت دونوں بہن بھائی انتہا کے پیارے تھے -----

تین دن بعد ایمان ڈسچارج ہو کر مینشن آئی تھی سب پوری طرح نسے ان ک خیال رکھ رہے تھے ---- ایمان نے ابھی تک بچوں کے نام نہیں رکھے تھے ---- وہ چاہتی تھی احمر جب آئے گا تو خود رکھے گا ---- وہ یہ۔حق اس سے چھیننا نہیں چاہتی تھی ---- پر دل ہی دل میں اس پے بہت غصہ تھی ------

وقت گزرتا گیا دونوں بہن بھائی دو ماہ کے ہو چکے تھے سب کی جان بسی تھی ان دونوں میں ----- پر ابھی تک ان کے نام نہیں۔ رکھے تھے----

وہ دونوں اپنے ماموں کے گھر سے بھی ہو آئے تھے اور ہمدانی ہاؤس حسان کے گھر سے بھی ہو آئے تھے

-----

سومی کو اپنے چھوٹے کزن بہت پیارے لگے تھے پر جس نے اس کی توجہ کھینچی تھی وہ گرین آنکھوں والی گول مٹول سی اس کی پھوپھو کی بیٹی تھی جس میں سومی کو عجیب سی کشش نظر آتی تھی ---- وہ اس کی گرین آنکھوں اور اپنے باپ سے چرائے تل کا جو اس چھوٹی سی ننھی پری کے نچلے ہونٹ پے تھا سومی کو بری طرح اٹریکٹ کرتا تھا----وہ اس کا دیوانی ہو چلا تھا-----

ابھی بھی ولا والے سب مینشن ہی آئے ہوئے تھے آج سمیر کا آف تھا تو وہ سب کے ساتھ کافی ٹائم بعد انجوائے کر رہا تھا-----

مینشن میں حسان اور ہمدانی ہاؤس والے بھی جمع تھے -----

آفاق ،بخت ، نینا ،عدن سب ہی ایک سائیڈ پر اپنے اپنے کاٹ میں پڑے ننھے ہاتھ پاؤں چلاتے کھیل رہے تھے جبکہ وہ دونوں بہن بھائی سب کی گودوں میں گھوم رہے تھے ----- سمیر ایمان کی بیٹی کو اٹھائے بیٹھا تھا جبکہ اس کا بیٹا ابھی سب کی گودوں میں گھوم رہا تھا-----

وہ سب ہنسی مزاق میں مگن تھے ایمان بھی اب پہلے سے کافی بہتر ہو گئی تھی ان سب کے آنے سے اس کے چہرے پر بھی رونق آ گئی تھی --- حسان اور جازب ان سب کو خوب ہنسا رہے تھے ---- سب آپس میں ہنستے کھلکھلاتے ایک دوسرے کی باتوں کا جواب دے رہے تھے جب اچانک سے باہر کافی ساری گاڑیاں رکنے کی آواز آئی تھی سب گردنیں موڑے مینشن کے دروازے کی جانب دیکھ رہے تھے کہ جب ہی احمر

گاڑی سے اترا تھا لاونج میں جہاں سب بیٹھے آسانی سے باہر کا منظر دیکھ سکتے تھے ان کی جانب احمر کی پشت تھی وہ فل بلیک یونیفارم میں تھا ------ احمر آرمی جوانوں سے مصافحہ کرتا ان کا شکریہ ادا کر رہا تھا

------

سب حیران نظروں سے دیکھ رہے کہ یہ کون ہے جبھی احمر پلٹا تھا اور ان کو حیرت زدہ کرتا دروازے سے اندر کی جانب بڑھا تھا -----

پورے ایک سال بعد ----

ایک سال بعد وہ ان کے سامنے تھا جو پہلے سے بھی زیادہ پیارا ہو گیا تھا ------ جسامت میں وہ اور مضبوط اور چوڑا ہو گیا تھا برف جیسے رنگت بھوری بیرڈ جوکہ اب پہلے سے تھوڑی بڑھی ہوئی تھی کہ اب سے اس نے داڑھی بڑی رکھ لی تھی گہری سیاہ آنکھوں میں سنجیدگی تھی بھورے بال پیشانی پر بکھرے تھے چہرے پر سنجیدہ تاثرات سجائے وہ لمبا چوڑا خوبرو جوان دنگ کر دینے والی پرسنیلیٹی ، گن ہولسٹر لگائے ،دونوں ہاتھ پاکٹ میں ڈالے مضبوط قدم اٹھاتا ان سے کچھ فاصلے پر رکا تھا -----

اسلام علیکم۔!...

آواز گھمبیر اور رعب دار تھی-----

وعلیکم السلام---- سب سے پہلے بی جی حیرت کے سمندر سے نکلی تھی ----

"خیریت-----"

احمر ان سب کو اپنی طرف یوں تکتا پا کر ائبرو اچکائی..... جیسے وہ ایک سال بعد نہیں بلکہ ایک گھنٹے کے بعد ان کے سامنے ہو---احمر نے ایک نظر لائن میں پڑے کاٹ پر ڈالی جہاں وہ چھوٹی دنیا قلقاریاں بھرتے اپنی

دینا میں مگن تھے جبکہ دوسری نظر ان دو بچوں پے ڈالی جو ایک بی جی اور دوسرا سمپنہ بیلم کی گود میں تھا ----

احمر کا دل زور سے دھڑکا تھا ایک خوبصورت مسکراہٹ ہونٹوں پر چھپ دیکھلا کر غائب ہوئی تھی ----

پھر نظر اس دشمن جاں پر پڑی جو سی گرین کلر کا ڈیسنٹ سا ڈریس پہنے ہم رنگ دوپٹہ سر پر ٹکائے میک اپ سے پاک چہرہ لیے سنہری آنکھوں کو بڑا بڑا کیے اسے ہی دیکھ رہی تھی جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو وہ واقعی اس کے سامنے تھا-----

وہ سب ابھی تک اپنی کیفیت میں غرق تھے جب حسان نے انہیں باہر نکالا اور تیزی سے اٹھ کر احمر کے گلے لگا -----

مبارک ہو ----- حسان نے ہلکی سی سرگوشی کی ---- کہ کال پر اس نے احمر کو بتایا تھا کہ جب گھر آئے گا تو اس کے لیے سرپرائز ہوگا ---- اور اب مبارک دے کر احمر کے شک کو یقین میں بدل دیا تھا ----

جبکہ احمر گہرا مسکراتا اس کے کندھے پر مکہ جڑ دیا تھا ---

یہ کیوں بھائی----

مجھے نا بتانے کے لیے باقی حساب بعد میں لیتا ہوں---- احمر نے گھورا---

تبھی احمر برھان کی جانب بڑھا---

بڑی ------ آئی مس یو ---- احمر برھان کے گلے لگا تھا -----

مس یو ٹو ---- براھین نے اسے خود میں بھینچے کہا ---- تمہارے لیے بہت سے سرپرائز ہیں ----

تو مطلب آپ بابا بن گئے ہیں ---- احمر نے پوچھا ----

ہممم اور تم بھی ----- برہان کہہ کر مسکرایا-----

باری باری سب اس سے ملے تھے ----اس دوران ایمان اب بھی بنا چہرے پر کوئی تاثرات لیے اسے ہی گھور رہی تھی جب احمر نے سب کو اپنی جانب نا دیکھتا پا کر آنکھ ونک کی کی وہ یکدم ہڑبڑائ اور چہرہ جھکا لیا ----

اب احمر کا تعارف چھوٹی دنیا سے کروادیا جا رہا تھا ---- اسے سمیر کی دونوں بیٹیاں بہت پیاری لگیں تھیں --- پھر آفاق اور بخت سے ملا تھا-----

وہ دونوں اپنے ناموں کی طرح پیارے تھے ----

اس کی ننھی بھتیجی بخت ،بخت ہی تھی-----

اس کی نظریں ان دو بچوں پر ٹکیں تھیں جو ایک ایمان کی گود میں تو دوسری کو سجل نے اٹھایا تھا-----

بی جی نے ان بچوں کی اس کی گود میں دیا تھا تو ان کو دیکھ کر احمر کی آنکھوں میں نمی اتر آئی--- وہ اس کے بچے تھے ----- اس کی دنیا--- اس کی من چاہی بیوی سے اولاد----- اسے تو پتا بھی نہیں تھا کہ وہ باپ بن گیا ہے --- یہ خوبصورت احساس ہی دل کو تقویت بخش رہا تھا----

سب اس کے ایکسپریشن دیکھ رہے تھے جو اب باری باری دونوں کو پیار دے رہا تھا---- اسے اپنے بچوں کی کلرڈ آئیز بہت پسند آئیں تھی ---

ایمان کا دل دھک کر رہا تھا--- من میں پھول کھل اٹھے تھے ---- تو اس کا انتظار ختم ہوا تھا وہ اس کے سامنے اپنے بچوں کو پیار دے رہا تھا---- ایمان دم سادھے دیکھ رہی تھی -----

تم پر اور بھابھی پر گئے ہیں ---

جازب نے اس کو ان کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ چومتے دیکھ کر کہا----

تمہیں زیادہ کون پیارا لگا ہے ------ حسان نے کہا ----

دونوں ہی ہمارے وجود کا حصہ ہیں تو دونوں ہی لگے گے نا --- احمر جواب دیتا پھر سے ان پر جھک گیا

-----

وہ منظر ہی اتنا پیارا تھا کہ حسان نے جلدی سے اس کی تصویر بنا لی ---

ویسے تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے ابھی تک بچوں کے نام نہیں رکھے ---- برہان نے اسے دیکھتے کہا

---

جبکہ احمر نے حیرت سے سر اٹھا کر اسے پھر اپنی زندگی کو دیکھا جو ادھر ادھر دیکھتی اگنور کرنے کی کوشش کر رہی تھی --- اس کی ادا پر احمر کے دل نے بیٹ مس کی ---

ہاں بیٹا ایمان نے کہا ہے بچوں کے نام تم رکھو گے ---- بی جی نے شفقت بھرا ہاتھ اس کے سر پر رکھا-----

احمر کی نظریں ابھی تک ایمان پر تھیں جو اپنے چہرے پر نگاہوں کی تپش محسوس کرکے بے چین سی ہو رہی تھی -----

تبھی احمر نے ایک نظر سب پر ڈالی اور پھر اپنی گود میں پڑی بیٹی کو دیکھ کر اس کے کان کے پاس کہا

-----

پریام ------

اس کی پریوں جیسی صورت پر یہ نام پرفیکٹ لگا تھا -----

آج سے میری بیٹی کا نام پریام ہے ----- احمر نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اسے پاس کھڑی زرش کو پکڑایا---

پھر بیٹے کو گود میں لیا اور اس کی گہرے آنکھوں میں جھانکا--- وہ بھی بنا پلک جھپکائے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا-----

ارحام ------ احمر نے اپنے بیٹے کا نام رکھ کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا---

سب کو اس کے نام بہت پسند آئے تھے -----

کچھ دیر وہ یونہی سب سے باتیں کرتا رہا پھر سب ان سے مل کر بعد میں آنے کا کہہ کر چلے گئے----

اب صرف ولا والے ہی تھے--- احمر کو تھکا تھکا سا دیکھ کر بی جی نے اسے کمرے میں بھیجا کہ کچھ دیر ریسٹ کر لے ----

احمر سر ہلاتا اپنے کمرے میں چلا آیا---آتے ہی اس نے انٹرکام پر ملازمہ کو ایمان کے کمرے میں آنے کا حکم دیا ----

وہ ڈریس لے کر واشروم بند ہو گیا--- دس منٹ بعد فریش ہو کر باہر آیا پر ایمان ابھی تک کمرے میں نہیں آئی تھی ---- اس کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ چھا گئی-----

وہ تیار ہوکر باہر آیا--- وائٹ سوٹ میں وہ کف فولڈ کیے وجیہہ چہرے پر سنجیدگی طاری تھی---

لاؤنج بلکل خالی تھا-----

ایمان کہاں ہے ---- اس نے پاس کھڑی ملازمہ سے پوچھا---

وہ مجھے نہیں پتا صاحب جی ---- ملازمہ ڈر کر کہتی فوراً کچن میں غائب ہوگئی-----

کچھ سوچ کر احمر کے ماتھے پر بل پڑے تھے ----

وہ غصے سے کھولتا بی جی کے کمرے میں آیا---

ایمان کہاں ہے بی جی؟؟

احمر کی آواز پر بی جی نے تسبیح کرتے اس کے لال بھبھوکا چہرے کو دیکھا---جو ماتھے پر بل ڈالے کھڑا استفسار کر رہا تھا---

سمیر پتر لے کر گیا ہے ---- بی جی اسکا سرخ چہرہ دیکھ کر مسکراہٹ دبائے بولی---

اور وہ چلی گئی-----؟؟؟ لہجہ سرد ہوا تھا-- یقیناً اس کی وجہ سے گئی تھی ------ ناراضگی جو جتانی تھی ----

وہ تن فن کرتا بغیر سنے واپس اپنے کمرے میں آیا تھا---

میری بیوی کو کیوں لے کر گئے آپ--؟؟ احمر نے غصے سے کھولتے سمیر کو فون کیا تھا----

تمہاری بیوی میری بہن ہے شاید تم بھول گئے ہو---- سمیر نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا---

پر اب وہ صرف میری ہے----احمر کنپٹی سہلاتے اپنے اندر کے ابال کو کم کرنے کی کوشش کرنے لگا----

ایک سال تک تو مڑ کر دیکھا نہیں اور اب بیوی یاد آرہی ----

ایمان اور بچے اب یہیں رہیں گے ---- سمیر نے کھری کھری سنا کر احمر کے اشتعال میں اوراضافہ کیا تھا----

دیکھتا ہوں کیسے رہتی ہے وہ ---- احمر نے بڑبڑا کر کال کٹ کی -----

ابھی تو اپنے بچوں کو ٹھیک سے پیار بھی نہیں کیا تھا اور وہ ظالم بنی بچوں کو لے کر بھائی کے پاس جا چھپی تھی-----

ویٹ اینڈ واچ مولانی----

وہ گمبھیر آواز میں سرگوشی نما بولا تھا------

---------------

رات کے وقت وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر پریام ارحام پر جھکی ان کو پیار کرتی لاڈ کر رہی تھی ----

وہ دونوں بھی اپنی ماں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہاتھ پاؤں چلا رہے تھے ---- تبھی اچانک سے ٹھاہ کی آواز سے دروازہ کھولا----

ایمان نے ہڑبڑا کر گردن موڑ کر اس کی سمت دیکھا تو سامنے ہی غصے سے خود کو گھورتے احمر کو دیکھا-----

ایک سال پہلے بھی تم نے یہی غلطی دوہرائی تھی اور آج پھر وہی کر کے آئی ہو-----

احمر گمبھیر آواز میں بول کر اس کی جانب بڑھا------

جبکہ وہ سنہری آنکھوں کو بڑا کیے خوف سے اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ رہی تھی جو نجانے کیا سزا دینے والا تھا---

کیا سوچ کر تم یہاں چلی آئی کہ مجھ سے بچ جاؤ گی ہمممم-----

احمر نے جھٹکے سے اس کی کلائی پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تھا---

آپ بھی تو ایک سال تک دور رہے یہ سوچا آپ نے کہ میں کیسی رہی آپ کے بغیر اور ہماری چند گھنٹے کی دوری برداشت نہیں ہو رہی ----- ہم بھی پورا ایک سال ادھر ہی رہیں گے ---- ایمان اس سے اپنی کلائی آزاد کرواتی بیڈ کی دوسری سمت جا کھڑی ہوئی----

جبکہ احمر نے داد دینے والے انداز میں دیکھا----

رہ لو گی ---- آوز گمبھیر ہوئی تھی -----

آپ بھی تو رہ رہے تھے ---- ایمان ڈر کر قابو پاتی مضبوط لہجے میں بولی----

فوراً سے تیاری پکڑو گھر جا رہے ہم ---- وہ اس کی بات کو سرے سے اگنور کرتا اپنے بچوں کے پاس نیم دراز ہوا اور دونوں کو سینے پر لٹا لیا--- ایک بازو کا ارحام کے گرد اور دوسرا پریام کے گرد گھیرا بنایا اور سکون سے آنکھیں موندلیں ---- جبکہ وہ دونوں بھی اپنے باپ کے سینے پر سکون سے سر ٹکائے اپنے ڈیڈ کے پیار کو محسوس کر رہے تھے--

ایمان کو تپ چڑھی اس کے انداز پر جو معافی مانگنے کی بجائے حکم دے رہا تھا----

ہم ادھر ہی رہیں گے ----ایمان مضبوط لہجے میں بولی-----

اس کی بات پر احمر نے آنکھیں کھولیں-----

اور جن نظروں سے ایمان کو دیکھا کہ وہ اندر تک کانپ گئی اور فوراً سے ڈریسنگ روم بند ہو گئی----

کہ اگر زرا سی دیر کی تو اسی حال میں اٹھا کر کے جائے گا اور کسی میں ہمت نا تھی کہ وہ احمر کو روک سکے

-------

---------------

کچھ ہی دیر میں وہ اپنی کل کائنات کو لیے مینشن آیا تھا ----

پریام کو احمر نے اٹھا رکھا تھا جبکہ ارحام ایمان کے پاس تھا ---

یہ تم کہاں جا رہی ہو ---- ایمان کو بی جی کے کمرے کی طرف جاتا دیکھ احمر نے غصے سے پوچھا----

اب گھر تو آگئی ہوں اور کیا کروں ---- ایمان چڑ کر بولی----

اور تم ہمارے کمرے میں آؤ ملنا ہے مجھے تم سے ----- احمر گمبھیر آواز میں بے باکی سے کہتا اس کی دھڑکنیں منتشر کرتا ایمان کا ہاتھ پکڑے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا ----

کمرے میں آتے ہی ایمان ارحام کو جلدی سے کاٹ میں لٹا کر بالکنی میں آگئ----

اس کا دل نجانے کیوں رونے کا کر رہا تھا --- احمر کو سال بعد سامنے دیکھ کر وہ اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی ---- یہ آنسوں خوشی کے بھی تھے اور پچھلے گزرے وقت کا بھی کچھ دکھ تھا جس میں احمر اس کے قریب نا تھا ---

پری جان آپ ادھر آرام کریں بابا آپ کی مام کو منا لے ----- وہ پریام کو اس کے کاٹ میں لٹا کر ایمان کے پیچھے آیا-----

وہ اس کی جانب پشت کیے آنسوں بہا رہی تھی ---- جبھی احمر نے اس کے گرد حصار باندھ کر اس کی پشت سینے سے لگائے سر پر لب رکھے اور آنکھیں موند لیں-----

کتنا ترسا تھا وہ اپنی مولانی کے لیے---- اس کی قربت کے لیے---- کتنا تڑپا تھا وہ ---- کتنا بے بس تھا -----

اس نے زور سے ایمان کو خود میں بھینچا تھا ----

جبکہ ایمان کے رونے میں مزید شدت آئی تھی -----

وہ اسے رو لینے دینا چاہتا تھا اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہوگا احمر نے تڑپ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا---

جبھی ایمان ہچکیاں لیتی اس سے لپٹ گئی تھی ----

آپ بہت برے ہو ---- زرا میرا خیال نہیں آیا--- میں کتنا تڑپی ہوں--- مجھ سے مل کر بھی نہیں گئے تھے---- میں کتنا پریشان تھی ---- مجھے لگا میں مر جاؤں گی احمر---- ایمان اس کے سینے پر سر ٹکائے ہچکیاں بھرتی اسے اپنی گزری کیفیت بتا رہی تھی -----

جبکہ اس کی جواب کی پیش نظر احمر نے اس کے بالوں میں چہرہ چھپایا---- ایمان کو اپنی گردن پر نمی محسوس ہوئی---- وہ بنا بولے بھی بہت کچھ کہہ گیا تھا--- وہ رو رہا تھا ---- وہ مضبوط مرد ہجر کے دن یاد کرکے اپنی مولانی کے کندھے پر سر رکھے آنسوں بہا رہا تھا--- جبکہ ایمان کے آنسوؤں کو بریک لگی تھی

----

دونوں کی حالت ایک دوسرے سے مختلف نا تھی دونوں ہی ایک دوسرے کے لیے تڑپے تھے ---اس دوران احمر نے جیسے خود پر کنٹرول کیا تھا وہی جانتا تھا -----

آئی لو یو مولانی---- شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے---- مجھے زندگی میں انمول تحفے دینے کے لیے---- میری زندگی کو خوشیوں سے بھرنے کے لیے---- احمر اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیے گمبھیر آواز میں کہتا اس پر جھکا تھا اور جا بجا اسکے چہرے پر اپنا لمس چھوڑتا چلا گیا-----وہ اپنی سائیں کو محسوس کرنا چاہتا تھا اسے اپنے گزرے دن کی تڑپ بتانا چاہتا تھا اپنی شدتیں لٹانا چاہتا تھا اس کے جزبات کا سمندر انگڑائی لے کر بیدار ہوا تھا تبھی گہرے سانس بھرتی ایمان کو بازوؤں میں بھرا تھا اور کمرے کی جانب بڑھا----

ایمان نے گھبرا کر اس کی گردن میں چہرہ چھپایا تھا-----

---------------------------

درانی مینشن برقی قمقموں سے سجا ہوا تھا--- پورے مینشن کو درانیوں کے شایان شان سجایا گیا تھا--- رنگ برنگی لائیٹس اور خوبصورت پھولوں سے لان مہک رہا تھا---

آج مینشن میں احمر کے مشن میں کامیاب ہونے پر پارٹی رکھی تھی جس میں صرف فیملیز ہی شریک تھیں

-----

سب تیار آپس میں باتیں کرتے یہاں وہاں ٹہل رہے تھے---- میوزک سسٹم میں ہلکی آواز میں میوزک بج رہا تھا----

سب بہت خوش تھے سب کی زندگیاں بہت پرسکون تھیں--- وہ سب خوشی غم دکھ سکھ میں ایک دوسرے کے ساتھ تھے----

کل ان کی فلائٹ تھی درانی مینشن کے مکین ایک ساتھ عمرے پر جا رہے تھے------

ایمان ماہم اور رمشا کے پاس بیٹھی تھی ان دونوں کو ہی ڈاکٹر نے ڈلیوری ڈیٹ بتا دی تھی اس لیے سب ان کا حد سے زیادہ خیال رکھ رہے تھے---- وہ ان کو ضروری ہدایات بتا رہی تھی تبھی وہاں احمر چلا آیا----

کیا دو منٹ کے لیے میں اپنی بیوی چرا سکتا ہوں---- اس کے انداز پر وہ تینوں کھلکھلا اٹھیں تھیں---- احمر ایمان کو ساتھ لیے لان کے خاموش حصے میں آیا----

کیا ہوا--- ایمان نے پوچھا جبھی احمر نے جھک کر اس کے ماتھے پر لب رکھے تھے----پھر آنکھوں پر، پھر گال پر----اس سے پہلے کہ وہ مزید گستاخیاں کرتا ایمان نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر گردن نا میں ہلائی

اور سب کی جانب اشارہ کیا جہاں سب اکٹھے بیٹھیں تھے کوئ بھی ان کی طرف متوجہ نا تھا پر کسی بھی لمحے ہو سکتا تھا ----

اسی لمحے احمر نے اس کی گردن میں انتہائی نفیس لاکٹ پہنایا جس میں ہارٹ شیپ کا آدھا حصہ تھا ----

ایمان کی گردن میں پہلے سے احمر کا پہنایا ہارٹ شیپ کا لاکٹ چمک رہا تھا اس پر یہ ہارٹ شیپ کا آدھا حصہ جس کی چین چھوٹی تھی کہ وہ اس پورے دل سے اپر تھا ----- اس کی دودھیا گردن پر انتہا کا پیارا لگ رہا تھا

ایمان نے حیرانگی سے دیکھا جبھی احمر اس کے قریب ہوا تھا اور اس کی کمر میں ایک ہاتھ ڈال کر مزید قریب کیا اور دوسرے سے اپنی گردن سے باریک چین نکالی جس میں اسی کا آدھا حصہ تھا کہ جیسے ہی احمر تھوڑا سا اس کی جانب جھکا احمر کی گردن میں پڑی چین میں لٹکتا دل کا وہ آدھے حصے نے مقناطیسی کشش سے ایمان کی گردن میں لٹکتا آدھا حصہ اپنی جانب کھینچا تھا کہ ان دونوں کی گردنوں کے درمیان وہ دونوں ٹکڑے جڑ کر مکمل ہارٹ شیپ بنتا ان کے درمیان جھول رہا تھا ---

واؤ---ایمان نے خوشی سے اس دل کو دیکھا تھا ----

احمر نے والہانہ نظروں سے انتہائی قریب سے ایمان کے خوبصورت چہرے کو دیکھا اور پھر اپنے درمیان جھولتے دل کو دیکھا تھا تبھی اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکائے گمبھیر آواز میں بولا ----

❤️ "تیرا دل میرے پاس رہنے دو" ❤️

دونوں نے سکون سے آنکھیں موند لیں تھیں----- جبکہ دور بیٹھے وہ سب بڑی خوشی ان کو دیکھ رہے تھے

اسی لمحے حسان نے دونوں کی پک لی تھی ----- کہ وہ کلک کی آواز سے ہوش کی دنیا میں آئے جب ایمان شرما کر اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی-----

سب کا مشترکہ قہقہہ گونجا تھا----- کہ احمر نے سب کو گھوری سے نوازا اور اپنی مولانی کے گرد حصار تنگ کر لیا------

--------------

ختم شد